

وَاللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ
 (مسلمانو! اے اللہ) تمہارے دین کو تمہارے لیے
 کامل کر دے اور ہم نے تم پر اپنا حسن
 پُر کر دیا اور ہم نے تمہارے لیے ایسی دین اسلام کو پسند فرمایا
 خدا کا شکر ہے کہ اُسی کے فضل و توفیق سے نسخہ لاجواب مودۃ القصاب
 مفید ہر شخ و شاب یعنی

حصہ دوم

الحقوق والفرص

فاضل اجل جناب شمس العکرمولوی عظیم الدین صاحب ایل ایل ڈی

دہمت برکاتہم سرجم القرآن

باہتمام فقیر حقیر خاک پائے ہر صغیر و کبیر میرزا

محمد عبدالغفار مالک فضل الانوار

بہار حرم الحرام سنہ ۱۳۲۷ ہجری بمبئی

صلی اللہ علیہ وسلم

وہابیہ دینی مجلس

عَلَيْهِمْ سَلَامٌ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ صُلَحَاءَ لَكَ فِي هَؤُلَاءِ

ترجمہ القرآن

قرآن دوم صفحہ یہ قرآن ۲۲ x ۲۹ کی قطع پر دو صفحہ چھپا گیا ہے۔ کاغذ نہایت عمدہ صاف اور چمکا سفید و بزرگ لکھا گیا ہے۔
 بین السطور میں ہر ہی غوث ثانی کے ساتھ شاکی گئی جو خط کی شان بالکل عجیب عام پسند و کاتب قرآن میں یہ بھی مست و مکمل ہے کہ قرآن کی سورتوں کے عنوان میں جہاں جہاں ہم اسم الحسن الرحمن الرحیم آتی ہے اُسے بالکل ایک نئی طرز اور نئی شکل میں پیش کرنے لکھا ہے گویا قرآن کی ہر ایک ہم اسم دوسری ہم اسم سے بالکل جدا و ممتاز ہے۔ اس کی اول میں ایک ویسا چھپا گیا ہے کہ وہ ایک مستقل قسمت کا ایک ہم اسم جنھوں کی مستقل قسمت لکائی گئی ہے۔ ہر ایک کا خط اس کا چھاپا اس کا کاغذ سب عمدہ صاف قابل دیدن و قیمت محض بیس جلد سے بڑے حسابہ جلد ہر محض جلد سے ۱۰

قرآن ترجمہ بالمقابل غرائب القرآن
 ۲۲ x ۲۹ کی قطع پر دو صفحہ چھپا گیا ہے جو سب انگریز لکھتے ہیں اس سے پہلے مترجم دامت برکاتہ نے اسی قطع کا چھ صفحہ قرآن لکھتے ہیں چھپوایا تھا مگر چونکہ اس وقت تعلیق کے دونوں قطع عمدہ نہ تھے اور خطی بے رونقی کے علاوہ غلط بھی تھا قابل نے اس کے لینے سے انکار کر دیا اور اگرچہ اس کے تمام میں کچھ کثرت صرف ہوئی تھی مگر تو بھی اس کی زیادت نے اس بات کو جائز نہیں لکھا کہ کلام الہی غلطیوں کے ساتھ شائع کیا جائے اس سے آپ نادرہ کر سکتے ہیں کہ مترجم ہم فیضیہ کو قرآن ترجمہ صحت اور خط کی عمدگی اور چھپانے کی خوبی میں کہاں تک استیسا ط ملحوظ ہو رہی ہے کہ ہم آپ کو ان باتوں کی طرف زیادہ متوجہ کرنا اور مسائل الفاظ سے جیسا کہ عام لوگوں کا طریقہ ہے آپ کی سے خواہش کرنا نہیں چاہتے شک است کہ خود ہی وہ مذکورہ گویہ صرف اس قدر گزارش کرنا کافی ہیں اور یہ نفس الامری اور واقعی بات ہے کہ مترجم ہم فیضیہ نے اس قرآن کو چھپا کر عام لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کر دیا اور اب کسی کو کوئی شک نہ رہی تھی و تعلق کے دونوں قطع نہایت عمدہ صاف تھے سب کا کثیر و اجلی ہیں۔ قطع خوب صورت اور دونوں ہر ایک صفحہ پر ہی قرآن دوسرے پر ترجمہ ہے۔ ترجمہ ٹیبلٹ کے حاشیہ پر فوائد میں قرآن کے حاشیہ پر غرائب القرآن جو یہ کسی کتاب یا رسالہ کا ترجمہ نہیں خود مترجم کا متبع اور تالیف ہو کہ قرآن کے شکل فقہوں کو جس کے ان کے تعلق امر کی تھی انہی مقامی ان کی غرض کا ہر طرح اور ہر شخص کے سامنے آئی ہو کہ اس میں غرض عامہ کسی مذاق کا ہونے مذاق کے مطابق متفق ہو سکا ہو۔ انہی میں سے ایک اور نہایت مفید و عمل قسمت ہے کہ ان میں قرآن کا یہ انداز بیان ہے سب ایڈیشنوں سے جو تالیف نہایت ہو گا کہ ان میں زیادہ عمدہ صاف و خوب لکھا گیا اور اس میں زیادہ حسن

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۸۵	ہمسائے کے تین طرح کے ہیں	۳۹۵	سال کے اضرار پر برقی سے جواب دینا	۳۹۵	ایک صاحب مہینہ نوٹ
۲۸۶	دست کی جھون میں پڑوسی سے کل کرنا	۳۹۶	سال کی مالی امداد دینا	۳۹۶	آقاؤں کے حقوق
۲۸۷	برستے کی چیزیں کے نام میں کل کرنا	۳۹۷	سال کی طاعری خوش حالی سے سال بنگلانی	۳۹۷	دست گزاری ملاموں، ریکورڈ کاغذ اور آقاؤں کا حق ہے
۲۸۸	پڑوسی کو کسی طرح کی ایذا نہ دینا	۳۹۸	سال کو چھوڑ کر پاس جانے	۳۹۸	سیاسی و دیگر جوابی آقاؤں کا حق سے
۲۸۹	ایک ڈوی دوسرے پڑوسی کو اپنی دواؤں	۳۹۹	ان احوال کی تحصیل دار دست جوابی امداد کے	۳۹۹	فیض اور مسالین کے حقوق
۲۹۰	کھوئی جانے والی کسی شے سے معذرت کرے	۴۰۰	مستحق ہیں	۴۰۰	مالی امداد
۲۹۱	ایک صاحب دست میں پڑوسی کے حق	۴۰۱	بیٹے والے کو ہر صوبہ میں جواب دینا ہے اگر	۴۰۱	مالی امداد کے سختی کوں ہیں
۲۹۲	پہاں شفعہ	۴۰۲	دھوکے میں لگ کر کسی کو نہیں دے	۴۰۲	مصارف جہاز کے سفر پر ہر سال کی دیکھت
۲۹۳	شعور کسی چیزوں میں مالی پورے دیکھنا ہے	۴۰۳	بیٹے والے کو تمام مصارف جہاز میں حصہ دینا	۴۰۳	مال میں مال میں بیٹے میں بھی پورے دیکھنا ہے
۲۹۴	اسالی عدل ایک خانہ خاں	۴۰۴	حق حق ہماقی	۴۰۴	فرمان کی گوشت میں بھی نظر کا حق ہے
۲۹۵	تینے کی صورت کو دوسرے مذہب لوگ	۴۰۵	بیتوں کے ساتھ سلوک کرنا	۴۰۵	فرمان اور مسالین کو لکھا اٹھانا کائنات کا حق ہے
۲۹۶	بھی نہیں کرنا ہے	۴۰۶	بیتوں کی مدارات	۴۰۶	حق حق احوال
۲۹۷	پڑوسی کی خطا مسم	۴۰۷	چھوڑا جی	۴۰۷	ایک صاحب مہینہ نوٹ
۲۹۸	تدبیر ساجی میں طلاق کا اختلاف اور اس میں	۴۰۸	بیتوں کی غرض برداشت کا جواب	۴۰۸	لوگوں میں اتحاد و ارتباط پیدا ہونے کے لئے شرا
۲۹۹	قول فصل	۴۰۹	بیتوں کے مال کی حفاظت کرنا اور اس میں کسی	۴۰۹	دینے کیلئے اس پر ایک صاحب مذہب
۳۰۰	ممالک کے حقوق	۴۱۰	بیتوں کے مال کی حفاظت کرنا اور اس میں کسی	۴۱۰	دوست کو ملے سے عدم رکھنے کی بھی ساجی
۳۰۱	مستحق و غیر	۴۱۱	طرح کا تعجب نہ کرنا	۴۱۱	دوست کے ساتھ احسان و مسکو
۳۰۲	اس کے قوت میں کس بات میں کاجی	۴۱۲	بیتوں کیلئے کاجی میں ہوں تو خاص کر ان کے	۴۱۲	مالی تحائف
۳۰۳	بیتوں کو ملے اور کاجی کو راقعہ	۴۱۳	حق حق کی رعایت اور اصل و احصا	۴۱۳	ایک دوست کے دوسرے دوست پر گیارہ
۳۰۴	جہاں کی سائب	۴۱۴	مستحقات اور مالیت دینے سے بیتوں کے	۴۱۴	طرح کے حقوق ہیں
۳۰۵	اس میں جہاں کو کیلئے سے مستحق رکھا	۴۱۵	چھ بیکار کی دیکھنا	۴۱۵	ایک بیکار کی تمام اڑنا مال کاجی
۳۰۶	مہاں کی خاطر مدارات	۴۱۶	بیتوں کیلئے کاجی میں ہوں تو خاص کر ان کے	۴۱۶	حق ساجی کی عید دینا اور حضرت حق تعالیٰ کا
۳۰۷	جہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۱۷	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۱۷	دوسری
۳۰۸	مہاں صاحب غلام کا ماضی حال	۴۱۸	ارادہ کرنا لوٹنی غلام کا حق ہے جو آقا پر	۴۱۸	مہاں کی پڑوسی
۳۰۹	حاجہ مہاں کے ساتھ رکھنا اور بے حقوقی کرنا	۴۱۹	لوٹنی غلاموں کا کاجی کرنا دیکھنا	۴۱۹	جہاں میں صاحب کاجی دینے دوستوں کے
۳۱۰	مہاں داری اور صاحب میں کاجی ہے	۴۲۰	مکاتبت	۴۲۰	ساتھ بڑاؤ
۳۱۱	جہاں کی تدبیر اور حق جواب کو لکھنا	۴۲۱	لوٹنی غلاموں کو طرح کار پر حضور کرنا	۴۲۱	بیکار کے حقوق کی تفصیل
۳۱۲	جہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۲۲	لوٹنی غلاموں کا باپ میں اور ان کی اولاد پر	۴۲۲	دھاری کے بدلے میں ہیں
۳۱۳	مہاں کے ساتھ رکھنا اور بے حقوقی کرنا	۴۲۳	تقریر کرنا	۴۲۳	حضرت محمد کے سامنے دوستوں کے تسلی
۳۱۴	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۲۴	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۲۴	ایک کاجی اور ان کا عجیب حرت اور جواب
۳۱۵	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۲۵	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۲۵	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۱۶	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۲۶	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۲۶	بیکار کا سامنے معطل اور سبوط بیان
۳۱۷	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۲۷	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۲۷	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۱۸	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۲۸	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۲۸	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۱۹	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۲۹	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۲۹	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۲۰	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۳۰	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۳۰	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۲۱	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۳۱	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۳۱	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۲۲	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۳۲	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۳۲	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۲۳	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۳۳	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۳۳	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۲۴	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۳۴	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۳۴	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۲۵	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۳۵	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۳۵	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۲۶	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۳۶	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۳۶	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۲۷	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۳۷	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۳۷	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۲۸	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۳۸	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۳۸	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۲۹	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۳۹	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۳۹	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور
۳۳۰	مہاں کے لئے کھاتے وغیرہ میں مختلف اور	۴۴۰	لوٹنی غلاموں کے حقوق	۴۴۰	کاجی میں محبت سے کوئی چیز ملے ہے اور

نمبر	صفحہ	مضمون	نمبر	صفحہ	مضمون
۴۸۸	۲۱۰	فی اور خزانہ کی قیمت کا حکم	۴۸۹	۲۱۰	مضمون
۴۸۹	۲۱۰	حارر سب لام	۴۹۰	۲۱۰	مضمون
۴۹۰	۲۱۰	سفر دہلی	۴۹۱	۲۱۰	مضمون
۴۹۱	۲۱۰	عید و سب دالوں کے ساتھ طرح کا معاملہ	۴۹۲	۲۱۰	مضمون
۴۹۲	۲۱۰	داد و ستد خیریت	۴۹۳	۲۱۰	مضمون
۴۹۳	۲۱۰	گران قیمت کے لیے عطا کردہ روکھ کا جائزہ	۴۹۴	۲۱۰	مضمون
۴۹۴	۲۱۰	ہندوستان میں تاجدار دینے لگے ہیں	۴۹۵	۲۱۰	مضمون
۴۹۵	۲۱۰	ان کی فصل	۴۹۶	۲۱۰	مضمون
۴۹۶	۲۱۰	کاشت کاری کا جتنہ شرا و سود مبالغہ عداوت	۴۹۷	۲۱۰	مضمون
۴۹۷	۲۱۰	اور خیریت ہے	۴۹۸	۲۱۰	مضمون
۴۹۸	۲۱۰	کاشت کاری کو جس سے بڑے پیمانے پر	۴۹۹	۲۱۰	مضمون
۴۹۹	۲۱۰	کر گئے ہیں	۵۰۰	۲۱۰	مضمون
۵۰۰	۲۱۰	اسلامی شریعت کی بنیادی اصول پر	۵۰۱	۲۱۰	مضمون
۵۰۱	۲۱۰	دستکاری کے متعلق ایک مبالغہ آمیز	۵۰۲	۲۱۰	مضمون
۵۰۲	۲۱۰	دستکاری ہی ایک ایسی چیز ہے جس کی	۵۰۳	۲۱۰	مضمون
۵۰۳	۲۱۰	بجائے قدر کیا گئے ہیں	۵۰۴	۲۱۰	مضمون
۵۰۴	۲۱۰	تجارت میں سب سے بڑے تجارتی	۵۰۵	۲۱۰	مضمون
۵۰۵	۲۱۰	اٹکار پر ایک مبالغہ آمیز سود	۵۰۶	۲۱۰	مضمون
۵۰۶	۲۱۰	شریعت و عدالت	۵۰۷	۲۱۰	مضمون
۵۰۷	۲۱۰	مذہبی رسوم	۵۰۸	۲۱۰	مضمون
۵۰۸	۲۱۰	آل و علیہ اور خزانوں کا درجہ سود کے	۵۰۹	۲۱۰	مضمون
۵۰۹	۲۱۰	میں مارل ہوئی یا جناب سید صاحب	۵۱۰	۲۱۰	مضمون
۵۱۰	۲۱۰	ایک چیز کو کسی شخص سے برابر	۵۱۱	۲۱۰	مضمون
۵۱۱	۲۱۰	دست خریدنا اور دست سے	۵۱۲	۲۱۰	مضمون
۵۱۲	۲۱۰	سود	۵۱۳	۲۱۰	مضمون
۵۱۳	۲۱۰	روی کو حیدر کے ساتھ بطریق	۵۱۴	۲۱۰	مضمون
۵۱۴	۲۱۰	سود ہے	۵۱۵	۲۱۰	مضمون
۵۱۵	۲۱۰	مذاکرہ کے ساتھ سود اور	۵۱۶	۲۱۰	مضمون
۵۱۶	۲۱۰	فوت کی جائزیت	۵۱۷	۲۱۰	مضمون
۵۱۷	۲۱۰	عقرب معاویہ اور معاویہ بن	۵۱۸	۲۱۰	مضمون
۵۱۸	۲۱۰	عہدہ کا ساتھ	۵۱۹	۲۱۰	مضمون
۵۱۹	۲۱۰	کیا تمام کچل اور دین میں	۵۲۰	۲۱۰	مضمون
۵۲۰	۲۱۰	عام رواج اور عادات	۵۲۱	۲۱۰	مضمون
۵۲۱	۲۱۰	توت	۵۲۲	۲۱۰	مضمون
۵۲۲	۲۱۰	سود کے بارے میں امام	۵۲۳	۲۱۰	مضمون
۵۲۳	۲۱۰	آپ کا ایسا لفظ	۵۲۴	۲۱۰	مضمون
۵۲۴	۲۱۰	مصدقہ کی تفسیر میں	۵۲۵	۲۱۰	مضمون
۵۲۵	۲۱۰	مذکرہ کی تفسیر میں	۵۲۶	۲۱۰	مضمون
۵۲۶	۲۱۰	خزان میں	۵۲۷	۲۱۰	مضمون
۵۲۷	۲۱۰	عقرب عرفان	۵۲۸	۲۱۰	مضمون
۵۲۸	۲۱۰	کی کچھ تفسیر میں	۵۲۹	۲۱۰	مضمون
۵۲۹	۲۱۰	تفسیر سے	۵۳۰	۲۱۰	مضمون
۵۳۰	۲۱۰	روایات فقہیت	۵۳۱	۲۱۰	مضمون
۵۳۱	۲۱۰	کو دین سے	۵۳۲	۲۱۰	مضمون
۵۳۲	۲۱۰	مضمون	۵۳۳	۲۱۰	مضمون
۵۳۳	۲۱۰	مضمون	۵۳۴	۲۱۰	مضمون
۵۳۴	۲۱۰	مضمون	۵۳۵	۲۱۰	مضمون
۵۳۵	۲۱۰	مضمون	۵۳۶	۲۱۰	مضمون
۵۳۶	۲۱۰	مضمون	۵۳۷	۲۱۰	مضمون
۵۳۷	۲۱۰	مضمون	۵۳۸	۲۱۰	مضمون
۵۳۸	۲۱۰	مضمون	۵۳۹	۲۱۰	مضمون
۵۳۹	۲۱۰	مضمون	۵۴۰	۲۱۰	مضمون
۵۴۰	۲۱۰	مضمون	۵۴۱	۲۱۰	مضمون
۵۴۱	۲۱۰	مضمون	۵۴۲	۲۱۰	مضمون
۵۴۲	۲۱۰	مضمون	۵۴۳	۲۱۰	مضمون
۵۴۳	۲۱۰	مضمون	۵۴۴	۲۱۰	مضمون
۵۴۴	۲۱۰	مضمون	۵۴۵	۲۱۰	مضمون
۵۴۵	۲۱۰	مضمون	۵۴۶	۲۱۰	مضمون
۵۴۶	۲۱۰	مضمون	۵۴۷	۲۱۰	مضمون
۵۴۷	۲۱۰	مضمون	۵۴۸	۲۱۰	مضمون
۵۴۸	۲۱۰	مضمون	۵۴۹	۲۱۰	مضمون
۵۴۹	۲۱۰	مضمون	۵۵۰	۲۱۰	مضمون
۵۵۰	۲۱۰	مضمون	۵۵۱	۲۱۰	مضمون
۵۵۱	۲۱۰	مضمون	۵۵۲	۲۱۰	مضمون
۵۵۲	۲۱۰	مضمون	۵۵۳	۲۱۰	مضمون
۵۵۳	۲۱۰	مضمون	۵۵۴	۲۱۰	مضمون
۵۵۴	۲۱۰	مضمون	۵۵۵	۲۱۰	مضمون
۵۵۵	۲۱۰	مضمون	۵۵۶	۲۱۰	مضمون
۵۵۶	۲۱۰	مضمون	۵۵۷	۲۱۰	مضمون
۵۵۷	۲۱۰	مضمون	۵۵۸	۲۱۰	مضمون
۵۵۸	۲۱۰	مضمون	۵۵۹	۲۱۰	مضمون
۵۵۹	۲۱۰	مضمون	۵۶۰	۲۱۰	مضمون
۵۶۰	۲۱۰	مضمون	۵۶۱	۲۱۰	مضمون
۵۶۱	۲۱۰	مضمون	۵۶۲	۲۱۰	مضمون
۵۶۲	۲۱۰	مضمون	۵۶۳	۲۱۰	مضمون
۵۶۳	۲۱۰	مضمون	۵۶۴	۲۱۰	مضمون
۵۶۴	۲۱۰	مضمون	۵۶۵	۲۱۰	مضمون
۵۶۵	۲۱۰	مضمون	۵۶۶	۲۱۰	مضمون
۵۶۶	۲۱۰	مضمون	۵۶۷	۲۱۰	مضمون
۵۶۷	۲۱۰	مضمون	۵۶۸	۲۱۰	مضمون
۵۶۸	۲۱۰	مضمون	۵۶۹	۲۱۰	مضمون
۵۶۹	۲۱۰	مضمون	۵۷۰	۲۱۰	مضمون
۵۷۰	۲۱۰	مضمون	۵۷۱	۲۱۰	مضمون
۵۷۱	۲۱۰	مضمون	۵۷۲	۲۱۰	مضمون
۵۷۲	۲۱۰	مضمون	۵۷۳	۲۱۰	مضمون
۵۷۳	۲۱۰	مضمون	۵۷۴	۲۱۰	مضمون
۵۷۴	۲۱۰	مضمون	۵۷۵	۲۱۰	مضمون
۵۷۵	۲۱۰	مضمون	۵۷۶	۲۱۰	مضمون
۵۷۶	۲۱۰	مضمون	۵۷۷	۲۱۰	مضمون
۵۷۷	۲۱۰	مضمون	۵۷۸	۲۱۰	مضمون
۵۷۸	۲۱۰	مضمون	۵۷۹	۲۱۰	مضمون
۵۷۹	۲۱۰	مضمون	۵۸۰	۲۱۰	مضمون
۵۸۰	۲۱۰	مضمون	۵۸۱	۲۱۰	مضمون
۵۸۱	۲۱۰	مضمون	۵۸۲	۲۱۰	مضمون
۵۸۲	۲۱۰	مضمون	۵۸۳	۲۱۰	مضمون
۵۸۳	۲۱۰	مضمون	۵۸۴	۲۱۰	مضمون
۵۸۴	۲۱۰	مضمون	۵۸۵	۲۱۰	مضمون
۵۸۵	۲۱۰	مضمون	۵۸۶	۲۱۰	مضمون
۵۸۶	۲۱۰	مضمون	۵۸۷	۲۱۰	مضمون
۵۸۷	۲۱۰	مضمون	۵۸۸	۲۱۰	مضمون
۵۸۸	۲۱۰	مضمون	۵۸۹	۲۱۰	مضمون
۵۸۹	۲۱۰	مضمون	۵۹۰	۲۱۰	مضمون
۵۹۰	۲۱۰	مضمون	۵۹۱	۲۱۰	مضمون
۵۹۱	۲۱۰	مضمون	۵۹۲	۲۱۰	مضمون
۵۹۲	۲۱۰	مضمون	۵۹۳	۲۱۰	مضمون
۵۹۳	۲۱۰	مضمون	۵۹۴	۲۱۰	مضمون
۵۹۴	۲۱۰	مضمون	۵۹۵	۲۱۰	مضمون
۵۹۵	۲۱۰	مضمون	۵۹۶	۲۱۰	مضمون
۵۹۶	۲۱۰	مضمون	۵۹۷	۲۱۰	مضمون
۵۹۷	۲۱۰	مضمون	۵۹۸	۲۱۰	مضمون
۵۹۸	۲۱۰	مضمون	۵۹۹	۲۱۰	مضمون
۵۹۹	۲۱۰	مضمون	۶۰۰	۲۱۰	مضمون

صفحہ	صفحہ	مضمون	صفحہ	صفحہ	مضمون
۴۵۸	۴۵۵	پتھر صاحب سے مفروض کے حوالے کی بنا پر	۴۵۸	۴۵۷	رشتہ
۴۵۹	۴۵۵	ہیں بے بسی	۴۵۸	۴۵۷	مومن کی مثال یہی ہے کہ آستے حد اور پیرا
۴۶۰	۴۵۵	زین کے بارے میں ایک مہارت مند لوٹ	۴۵۸	۴۵۷	کا فرمانا مل کر آئے اور اس پر ایک مہارت مند
۴۶۱	۴۵۵	سے کو احسان پہنچا	۴۵۸	۴۵۷	مستقل لوٹ
۴۶۲	۴۵۵	دھوکا دینے والا نکل کر آئے	۴۵۸	۴۵۷	قتل
۴۶۳	۴۵۵	سائے والا قتل میں ملنے کا اور اس کی	۴۵۸	۴۵۷	قتل کی دہشت بکھار دے
۴۶۴	۴۵۵	وجہ	۴۵۸	۴۵۷	قتل ماحول کا کبیرہ ہے
۴۶۵	۴۵۵	دارالحکومت کے بارے میں ایک مہارت	۴۵۸	۴۵۷	کبیرہ گناہوں کی شہرہ پرست
۴۶۶	۴۵۵	دعوتِ نبوت	۴۵۸	۴۵۷	فنا فی وجہ
۴۶۷	۴۵۵	شرابی کے مقابلے میں عطا کی کرنا	۴۵۸	۴۵۷	تغیر و تبدیلی
۴۶۸	۴۵۵	ادنیٰ و اعلیٰ کرنا	۴۵۸	۴۵۷	سارے کے حق میں طریقہ کے ہیں اور ان
۴۶۹	۴۵۵	حسن سے مستورہ لیا جائے اسے اپنی جہا	۴۵۸	۴۵۷	کی تعمیل
۴۷۰	۴۵۵	چاہئے	۴۵۸	۴۵۷	بہتر مصلحتی حقوق العباد و قانون سلطنت ہی
۴۷۱	۴۵۵	بہتر مصلحت کا محض نہیں	۴۵۸	۴۵۷	بہتر مصلحتی کا قانون سلطنت ہے اور ان
۴۷۲	۴۵۵	صل ماحول کا ہے	۴۵۸	۴۵۷	پر ایک مہارت مند اور دشمن انگلی
۴۷۳	۴۵۵	کون سے راز کا افسانہ کرنا چاہئے	۴۵۸	۴۵۷	مستحقِ رحمت
۴۷۴	۴۵۵	نور و جہ میں مہارت کرنا	۴۵۸	۴۵۷	غفلت میں کی گئی
۴۷۵	۴۵۵	کسی کی تعریف کوئی ہو تو کسی کے	۴۵۸	۴۵۷	سوہرادی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر
۴۷۶	۴۵۵	حریف اور اراکم الدہلیس کا حق و وجہ ہم الفرض	۴۵۸	۴۵۷	کو غفلت میں نہ سکتی ہے
۴۷۷	۴۵۵	کے دو عمل ہیں	۴۵۸	۴۵۷	مستحق کے کلمہ میں کھانا
۴۷۸	۴۵۵	فاستق کی تعریف کرنے سے حد اعتدال پر تیار	۴۵۸	۴۵۷	چاہئے
۴۷۹	۴۵۵	عشق کا شہناشاہی	۴۵۸	۴۵۷	مغرور اور شہسبزی سبیل اللہ کرکس طرح
۴۸۰	۴۵۵	مردوں کی فحش مزوری میں کے حوالے کرنا	۴۵۸	۴۵۷	کھانا بچا ہے
۴۸۱	۴۵۵	ڈھانچا	۴۵۸	۴۵۷	شہسبزی سبیل اللہ کے علاوہ اور شہسبزی
۴۸۲	۴۵۵	پڑوسی کی محبت سے رنکارا اگر لکھا نہ ہو	۴۵۸	۴۵۷	کے ساتھ لکھنا چاہئے
۴۸۳	۴۵۵	زمانی رمارکتے وقت مومن نہیں رہتا اور لکھا	۴۵۸	۴۵۷	جہان کے ساتھ چلنا اور گناہ دانا
۴۸۴	۴۵۵	جھوٹی	۴۵۸	۴۵۷	انوار کا حق ہے انوار
۴۸۵	۴۵۵	عصب سہی یا یا مال چس لیا	۴۵۸	۴۵۷	سواروں کو جہان کے پیچھے اور سادہ
۴۸۶	۴۵۵	کسی دہشت میں مل کر کھانے کے چھوڑنا	۴۵۸	۴۵۷	کو آگے پیچھے دھکیں یا پس چلنا چاہئے
۴۸۷	۴۵۵	حسن و کرم کی تعلیم کی سبب کو ماحول پر	۴۵۸	۴۵۷	معارفہ و دانا
۴۸۸	۴۵۵	تمام شد	۴۵۸	۴۵۷	تمام شد

کا سا بیٹا بیچے اور نیک بندوں کا سامنا کرے۔ ﴿مَنْ يَخْلُصْ نَفْسًا مِنْ غَلَاظِ الْمُنَافِقِينَ وَنُحُولِ الْفَاسِقِينَ فَكَيْفَ يُنَجِّى اللَّهُ نَفْسًا مِنْهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَمَلٌ سَابِقٌ لَكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا فِي شَكِّ قُرْآنٍ فِي حَقِّهِ﴾ میں حقوق اللہ اور حقوق العباد
 سبھی کچھ ہے مگر شریعت کے لیے سبب نظر کر کے حقوق العباد کا پلہ چمکا ہوا ہے جیسا کہ اس کتاب کے دونوں حصوں کی ضخمت
 سے ظاہر ہوتا ہے۔ حقوق اللہ کی چیزیں حقوق ہیں جبکہ حقوق العباد کی غمراہت ہے جسے خدا کا بک فخر ہے اور اسی لیے ہم نے
 حقوق اللہ کو ضروری اور حقوق العباد کو اشتہوری سمجھا اور دوسری دلیل حقوق اللہ کو ضروری اور حقوق العباد کو اشتہوری
 سمجھنے کی یہ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا فرق یہی ہے کہ حقوق اللہ کی تعمیل ہو تو تمام حقوق العباد اس اعتبار سے کہ خدا کے عہد
 چوبیس حقوق اللہ میں اس کی ایک مثال سے خوب سمجھو گے کہ مثال خدا کے قتل نفس کو نہ فرمایا ہے ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ﴾
 ﴿إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ اور فرض کرو کہ زید نے ظلماً ناحق عمر کو مار ڈالا۔ تو زید عمر کا گنہگار تو الگ ہو گا کہ اُس کی حق تلفی کی اور
 ساتھ ہی خدا کا بھی گنہگار ہو گا کہ اُس کے حکم کے خلاف کیا۔ لیکن اگر فرض کرو کہ زید ناحق نماز نہیں پڑھتا تو وہ
 صرف خدا کا گنہگار ہے اور اسی کا حق تلف کرتا ہے۔ پس حقوق اللہ اگر ہے حقوق اللہ میں اور حقوق العباد دوسرے
 حقوق ہیں ایک طرف خدا کے اور دوسری طرف بندوں کے۔ اور انگریزی انتظام میں کیا ہوتا ہے کہ بننے نکلنے
 جرم میں سب میں سرکار برقی ہوتی ہے حالانکہ مجرم نے قانون کی خلاف ورزی کے سواے سرکار کا کچھ نہیں
 بگاڑا۔ اب سمجھ لیں کہ ہم نے حقوق اللہ کو ضروری اور حقوق العباد کو اشتہوری سمجھا۔ حقوق اللہ کو ضروری
 اور حقوق العباد کو اشتہوری قرار دینے کی تیسری دلیل یہ ہے کہ حقوق خدا کے ہوں یا بندوں کے گویا
 قرض ہیں۔ قرض ہونے میں دونوں برابر مگر قرض خواہ برابر نہیں۔ خدا بے نیاز ہے غنی ہے غفور رحیم ہے۔
 ﴿كَذَلِكَ عَلَى النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَتَّبِعُ الْهَوَا فَعُوقٍ﴾ اگر خدا کا قرض
 رہ جائے گا تو قوی امید ہے کہ وہ اُس سے دگر گزرے گا۔ مگر بندہ تو جا بے چہری نہ دے وٹری۔ حال تو یہ ہے کہ
 حقوق العباد کا بوجھ بڑا بھاری بوجھ ہے اور حقوق اللہ کا بوجھ اس کے مقابلے میں ہلکا ہے مگر لوگوں نے معاملہ معکوس
 کر رکھا ہے خدا کے حقوق تو خیر کچھ سمجھتے بھی ہیں بندوں کے حقوق کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے اور اسی سے دنیا میں شکوات
 ہیں لڑائیاں ہیں۔ جھگڑے ہیں خرابیاں ہیں تباہیاں ہیں برادیاں ہیں طغیان القساوی ﴿الَّذِينَ وَالِ الْوَحْشَ كَمَا كُنْتُمْ كُنْتُمْ﴾
 ﴿الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنْ عَمَلِهِمْ لَمْ يَنْهَوْا عَنْ عَمَلِهِمْ﴾ خود لوگوں ہی کی گرفتوں سے رکھا انشکی اور کیا تری میں
 سہ ہوا جس تک عمل کرے گا مرد و بیعت اور وہ یا ان بھی رکھتا ہو جو ہم زد یا میں ہی اُس کی رمد کی اسی طرح مسکرائیں گے اور ان کو راحت
 میں بھی ان سے لان بہترین اعمال کا صلہ دے دیا جائے گا۔ اس آیت کے مطلب کا قرآن کا ایک قطعہ ہے جیسا کہ قطعہ انونا بائند
 درو مند ہم دو گرامتہ ہمیشہ مانے مند ہم ہائے ین ہماں آسویہ نیست کہ مخرج خاطر است از سب و وسعت ہم دنیا دار آدمی ہی دنیا خارج
 کسی حال میں خوش نہیں رہ سکتا صرف بیداری ہی ایک چیز ہے آدمی کو دنیا میں خوش نہ کی کہ کسی کو اگر اُس کو محنت حاصل ہو سکا کہ اپنا وجود مست و تو صبر
 ۱۱۱ اور کسی کی احسان کو چکر مارنا اللہ کے حاکم کو دیکھنا حق مل سکا ۱۱۱ اس سے ارغور و لوگوں ہم ہمراہی کرے کہوے تو ہمارا کر لے ۱۱۲
 ۱۱۱ اور (تھوڑا بہت) محل تو سب ہی کی طاعت میں ہوتا ہے ۱۱۲

یعنی ہر جگہ ہر طرح کی خرابیاں ظاہر ہو چکی ہیں (اور اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ لوگ جیسے نیسے عمل کر رہے ہیں خدا اُن کو اُن کے بعض اعمال کا ثمرہ بچھائے تاکہ وہ ایسی حرکات سے باز آئیں۔

ہم کتاب کے حصہ دوم حقوق العباد کو حقوق نفس سے شروع کرنے کو تھکے کہ اول خویش بعدہ درویش اپنے آپ اپنے حقوق سُن کر لوگوں کو توجہ ہوگا تو اُن کو چاہیے کہ باپ حقوق نفس ملاحظہ کریں تو اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ جان ہے تو جان ہے اور ہم کہتے ہیں کہ جان ہے تو جان ہے اور دین و ایمان ہے۔ بہر کیف ہم حصہ دوم کو حقوق نفس سے شروع کرنے والے تھے۔ مگر قرآن کی ایک آیت کا خیال آگیا اور وہ آیت ہے اَللّٰہُ اَوَّلٰی بِالْمُقَدَّدٰتِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ہں بنیہر صلہ کے حقوق کو مفت مگر کھنا پڑا اللہ اولیٰ بالمومنین من انفسہم کا خیال آنا تھا کہ لَا تُقْرَبُوْا دِیْنََ اَحَدٍ مِّنْ دِیْنِہٖمْ کا بھی خیال آیا اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حقوق کو جناب بنیہر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حقوق کے ساتھ شامل کرنا پڑا۔

حقوق بنیہر

اطاعت و تسلیم حکم

راہِ بنیہر ان لوگوں سے کہ وہ اللہ اور رسول کی فرائض بروایتی کرو پھر اگر یہ لوگ نہ مانیں تو رستھے رہیں کہ اللہ نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔

قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ كُنْتُمْ
فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ۝ اَلْاٰیٰتِ
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلِيْزُ فِي الصَّدَقٰتِ فَاِنْ
اَعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا
اِذَا هُمْ يَخْطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّكُمْ رَضُوْا
مَا اَتٰكُمْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَقَالُوْا
حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُوفِيْ تَيْنَا اللّٰهُ مِنْ
فَضْلِهِ وَرَسُوْلُهُ اِنَّ اِلٰی اللّٰهِ

اور راہِ بنیہر ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ لوگوں کے مال، خیرات کی تقسیم میں تمہارے انصافی کا الزام لگاتے ہیں پھر اگر ان کو اُس میں سے اُن کی خواہش کے قدر دیا جائے تو خوش ہوتے ہیں اگر ان کو اُس میں اُن کی خواہش کی قدر نہ دیا جائے تو بے وفائی کا گواہ بن جاتے ہیں اور جو خدا نے اور اُس کے رسول ان کو دیا تھا اگر اُس کو خوشی سے لے لیتے اور کہتے کہ ہم کو اللہ کی کرم اور انہیں دیا تو کیا ہے آگے کو اپنے کرم سے اللہ اور اُس کا رسول ہم کو نہ بنیہر کچھ دیں گے ہم تو اللہ ہی سے

وَرَسُولُهُ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا
إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ
يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُقِلُونَ ۝ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقْهُ فَإِنَّ لَكَ هُمْ
الْقَائِمُونَ ۝ (النور ۶-۷) یا ۱۸ *

خدا اور رسول تو کیوں بے انصافی کرنے لگے
تھے، بلکہ یہ آپ (سے) بڑھ کر بے انصاف ہیں مسلمانوں
کی شان تو یہ ہے کہ ان کو جب خدا اور اس کے رسول کی
طرف بلا یا جاتا ہے کہ ان میں ان کے باہمی جھگڑوں کا
چھوٹا کر دیں تو نہیں (دونوں بات) کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے
(طلبی کا حکم) سنا اور (خدا رسول کا) حکم مانا اور یہی لوگ
راختر میں (فلج) پائیں گے اور شخص العدا اور اس کے
رسول کا حکم مانے اور اندر سے ڈرے اور اس کی نا
رضامندی اسے پختا رہے تو ایسے ہی لوگ (آخر کار) پاشی
مراؤ کو پونجیں گے و

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا
بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
يُرِيدُونَ أَنْ يُتَخَفَ كُفُّوا إِلَى الظَّالِمِينَ
وَقَدْ أُفْرِغَ وَأَنْ يُكْفَرُوا بِهِ وَرَبُّهُ الشَّيْطَانُ
أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا
قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أُنْزِلَ
إِلَيْهِ وَآلِ الرَّسُولِ رَأَيْتَ
الْمُتَعَفِّينَ بَصَدُّوا عَنْكَ صُلُودًا
فَكَفَّ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ ۚ

را جو غیر کیا تم نے ان (منافق) مسلمانوں کے حال پر
نظر نہیں کی جو (مومن) سے تو یہ کہتے ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان
رکھتے ہیں جو تم پر اتنا لگایا ہے اور ان آسمانی کتابوں پر
بھی (جو تم سے پہلے اتاری گئی ہیں) (اور) چاہتے ہیں کہ
کہ اپنا مقدمہ ایک شر بہرہ راوی کعب بن اشرف یہودی
کے پاس لے جائیں حالانکہ ان کو حکم دیا جا چکا ہے کہ اس
کی بات نہ مانیں اور شیطاں چاہتا ہے کہ ان کو غلط کر
دے اور راست سے) بڑی دور لے جائے اور جب ان سے
کہا جاتا ہے کہ آؤ اندر سے (جو حکم) اتارا ہے اس کی طرف
اور رسول کی طرف رجوع کریں تو تم (ان) منافقوں
کو دیکھتے ہو کہ وہ تمہارے پاس (رہنے) سے بچتے (اور) کہتے
ہیں تو اس وقت ان کی (کینسی) کچھ رسوائی ہوگی (جب
ان ہی کے اپنے کر توئی کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت

و یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں خاص ایک منافق کے حق میں جس کا نام تھا یسکر کراس میں اور ایک یہودی ہیں جھگڑا یہودی کے ساتھ
کہ چار پہلے پیر کے پاس وہ کہیں تم تسلیم کر لیں اس یہودی کو بغیر صاحب کے انصاف پر اعتماد تھا اور وہ تھا بھی برسرِ حق انصاف کو کھینچنا
اترے یہودی کی طرف سے جانا تھا ان کے اس کے اس ستائش یا وجہ تیار شہوت کو نقل ہوگا بہرہ نشان نازل خاص مگر انفسوں کے کلاب
یہی تم مسلمان بن آیتوں صدق ہیں اگرچہ جھگڑے خدا اور رسول کی طرف رجوع کرنا کرنا کیوں حال تو اس میں تکرار بارہوں جیسے ملان شیخا

آپ سے تو تمھارے پاس نہیں کھائے ہوئے (دوڑے) کہ
کہ غدا ہماری غرض تو سلوک اور صلہ کی قسم یہ
یہیے (مفسد) ہیں کہ جو (فساد) ان کے دلوں میں ہو (نہیں)
غدا ہی (کو) خوب (معلوم ہے تو راوی پیغمبر ان کے پیچھے
نہ پڑو اور نصیحت کے طور پر) ان کو ان کے نفاق کے
نیچے (سمجھا دو اور ان سے ایسی باتیں کرو کہ نفاق کے
بڑے نیچے) اچھی طرح ان کے ذہن نشین ہو جائیں
اور جو رسول ہم نے بھیجا اس کے بھیجے سے ہمارا مقصد
(ہمیشہ) یہی رہا ہے کہ اللہ کے رشتہ ہمارے حکم سے نکلا
کہا نا جائے اور راوی پیغمبر جب ان لوگوں نے تمھاری
نافرمانی کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا اگر اس وقت یہ
لوگ تمھارے پاس آتے اور تمھارے معافی مانگتے اور
رسول (یعنی تم ہی) ان کی معافی چاہتے تو یہ لوگ ادیکھ
لیتے کہ اللہ بڑا ہی تو یہ قبول کرنے والا مہربان ہے پس
(راوی پیغمبر) تمھارے (ہی) پروردگار کی قسم ہے کہ جب تک
یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کر لیں اور
(صرف فیصلہ ہی نہیں بلکہ) جو کچھ تم فیصلہ کرو اس سے کسی
طرح (دیگر بھی) نہ ہوں بلکہ (دل و جان سے) اس قبول
کر لیں (غرض جب تک یہ سب کچھ نہ کر لیں اس وقت تک)
ان کو ایمان سے بہرہ نہیں اور اگر ہم ان کو حکم دیتے کہ آپ

بِمَا قَدْ مَنَّا إِلَيْكُمْ ثُمَّ جَاءُوا لَكُمْ
يَخْلِفُونَ يَا لَللَّهِ إِنَّ أَرْضَنَا لَأَلَّا أَحْسَنًا
وَتَوَفَّيْنَا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَعْلَمُ اللَّهُ
مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرَضَ عَنْهُمْ وَعَظَّمُ
وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ
بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَنُّوا
أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ
وَأَسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَحِّدُوا
اللَّهُ تَوَٰبًا رَّحِيمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ
لَأَيُّؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُجِئَكَ فِيهَا
شُجْرَ بَيْتِهِمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا
فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ
وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

<p>اپنے تین ہاں کرو یا گھبرا جھپٹو رہا رہو میں نکل جاؤ تو ان میں سے چند آدمیوں کے سوا ابھیرے ہمارے اس رکن کی تمہیل نہ کرتے اور جوچہ ان کو سمجھا یا جاتا اگر اس کی تمہیل کرتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور اس کی وجہ سے دین پر مبنی مضبوطی کے ساتھ جے رہتے اور اس صوت میں سہان کو ضرور اپنی طرف سے بڑا راتھا، بدلہ دیتے اور ان کو راہ راست پر رہی ضرور لگا دیتے۔</p>	<p>عَلَيْهِمْ أَنْ أَقْلُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ حَاوُونَ مِنْ دِيَارِكُمْ فَأَعْلَوْهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ وَكَوْنَهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَ خَيْرٌ لَكُمْ وَأَشَدُّ تَنْبِيْناً وَرَأَى الْآيَاتِهِمْ مِنْ لَدُنْكَ بَحْرًا عَظِيْمًا لَهُدًى لَهُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيْمًا</p>
<p>راہ پیغمبر جو لوگ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقت تمہارے ہاتھ پر (راٹھنے کرنے کی) بیعت کرے پہلے (تم سے نہیں بلکہ ہم نے پہلے سے بیعت کرے ہیں رکھ تمہارا نہیں بلکہ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے تو جو راٹھا پکا قول و قرار کے پیچھے اسے تو دے گا تو توڑنے کا وبال خود اسی پر پڑے گا اور جو اس (عہد) کو توڑ کر اٹھارے گا جو اس نے خدا کے ساتھ کیا ہو تو جو حق یہ خدا اس کو بڑا جہنم کا۔</p>	<p>أَنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ طَيْدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ تَكَثَّرَ فَأَنَا كَيْفَ تَكُنْ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَيَمُوتْ بِهِ بَحْرًا عَظِيْمًا (الفصح ۱ بارہ ۲۶)</p>
<p>اُسے پیغمبر (جسے مسلمان ایک ایک کر کے ہوجاتے تھے) تمہارے ہاتھ پر راٹھنے کرنے کی بیعت کرے تھے خدا کا حال دیکھ کر ضرور مسلمانوں سے خوش ہوا اور اُسے ان کی دلی عقیدت مند کو جان لیا اور ان کو اطمینان قلب، عبادت کیا اور اُس کے بارے میں اُن کو سب دوست خیمہ کی فتح دی اور رفیع کے علاوہ بہت سی عینیں جن پر ان لوگوں نے حاقبضہ کیا اور بعد از دست زاور محمد صلا علیہ وسلم</p>	<p>لَعَدَّ رَحَى اللَّهِ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ نَحْتُ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَنَّا لَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَمَعَالَهُ لَكَبِيرَةٍ لِّتُحْذَرَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيْمًا (الفصح ۳ بارہ ۲۶)</p>
<p>طہر جہت کے چھ برس پہلے صاحب کعبہ کی کھانسی سے کہ کوئی بیٹھا سر نہ دھو رہا ہے اور کوئی بال نہ کترا رہا ہے آؤ بسکہ پیکر جواب غلط نہیں ہو اگر تا آب سے عمر کرنے کا ارادہ کیا تھے کہ قریب پہنچے تو کفار نے مسلمانوں کی آمدن کرنے کے ارادے سے باہر نکلے آنحضرت نے قرین کی آواز دیکھ کر حدیث میں تمام کہا اور اب قرین میں گفت و شنود ہوئی آخر قرین کی شکل سے صلح طہری کہ جس میں ایک مسلمانوں میں اور قرین میں لڑائی موقوف اور پیغمبر صاحب اس وقت سے عمر کے نوٹ حاکم لکھے سال عمر کو جس کو کوئی مسلمان تلوار میان سے باہر نہ نکالے اور تین دن سے زیادہ گئے جس میں بارہ اور تین صلح میں اگر کوئی مسلمان کفار قرین سے جاٹے تو قرین اس کو واپس دے دے اور ان کا کوئی آدمی مسلمانوں کی طرف چلا آئے تو وہ ان کو واپس دیا جائے بقیہ جہت میں</p>	<p>طہر جہت کے چھ برس پہلے صاحب کعبہ کی کھانسی سے کہ کوئی بیٹھا سر نہ دھو رہا ہے اور کوئی بال نہ کترا رہا ہے آؤ بسکہ پیکر جواب غلط نہیں ہو اگر تا آب سے عمر کرنے کا ارادہ کیا تھے کہ قریب پہنچے تو کفار نے مسلمانوں کی آمدن کرنے کے ارادے سے باہر نکلے آنحضرت نے قرین کی آواز دیکھ کر حدیث میں تمام کہا اور اب قرین میں گفت و شنود ہوئی آخر قرین کی شکل سے صلح طہری کہ جس میں ایک مسلمانوں میں اور قرین میں لڑائی موقوف اور پیغمبر صاحب اس وقت سے عمر کے نوٹ حاکم لکھے سال عمر کو جس کو کوئی مسلمان تلوار میان سے باہر نہ نکالے اور تین دن سے زیادہ گئے جس میں بارہ اور تین صلح میں اگر کوئی مسلمان کفار قرین سے جاٹے تو قرین اس کو واپس دے دے اور ان کا کوئی آدمی مسلمانوں کی طرف چلا آئے تو وہ ان کو واپس دیا جائے بقیہ جہت میں</p>

حقوق العباد و حقوق العباد

<p>اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدَّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَاقَّوْا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَضُرُّوْا اللّٰهَ شَيْئًا وَّ سَيُعَذِّبُ اللّٰهُ اَلْمُنٰفِقِيْنَ (محمد ص ۴ پارہ ۲۶)</p>	<p>جسے شک جن لوگوں پر (دین کا سیدھا) رستہ صاف ظاہر ہو گیا اور ظاہر ہوئے پیچھے انھیں انکار کیا اور اللہ کے رستے سے (لوگوں کو) روکا اور رسول کی مخالفت کی خدا کو تو یہ لوگ کسی طرح کا نقصان پونچھا سکیں گے نہیں بلکہ وہ (اُن ہی کے عملوں کو اکارت کرے گا۔</p>
<p>اِنَّ الَّذِيْنَ يَخٰذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَوَّلٰىكَ فِى الْاٰذٰنِ ۝ (المجادلہ ص ۳ پارہ ۲۸)</p>	<p>جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کے خلاف کرتے ہیں (آخر کار) وہی ذلیل ترین لوگوں میں ہوں گے۔</p>

(تفسیر حاشیہ نمبر) یہ صلہ پیغمبر صاحب نے دے کر کہا۔ اور مسلمانوں کی بڑی دل چسپی کا باعث ہوئی اُس وقت بعض مسلمانوں کو یہ خیال آیا
کہ پیغمبر صاحب نے یہ کیسا ثواب لیا تھا اور بعض منافقین یہ شہرہ کرتے تھے کہ اگر اللہ اسلام کا حامی ہوتا تو یوں دے کر صلہ نہ کی جاتی اور
بکھڑوگ شرع ہی سے پیچھے نہ گئے تھے اُن کو دشمن تھا کہ اہل مکہ ان مسلمانوں کو گتے نہیں دیں گے اور ایسا ہی ہوا لیکن مکر میں
بقدر ہمت اوست ہر حد تک صلہ ظاہر دے کر ہوئی تھی مگر حقیقت میں اس میں مسلمانوں کی بڑی حیرت تھی کہ ابتدائی حالت میں
آئے دن کی لڑائی اُن کو غصے نہیں تھی دوسرے معلوم تھا کہ فرشتوں کی طرف سے ضرور بے جہدی ہوگی اور ہوئی بھی کہ نئی فزاع اور جنگ
دو قبیلے تھے بنی خزاعہ مسلمانوں کی طرف داراودینی بجز قریش کے تو صلہ کی روتے ان دونوں قبیلوں کو بھی شر لڑنے صلہ کی پابندی لازم
تھی مگر یہ دونوں رشتے اور قریش سے درپردہ بنی بکر کی مدد کی حد تک صلہ کی ٹوٹ گئی مسلمانوں کو حجت باعدہ آئی اور کئے پرچہ دوسرے خدا کا
کرنا کہ کہ بے لڑائی حج ہوا حد تک صلہ سے لڑے تو پیغمبر صاحب سید سے پیغمبر پر چاڑھے اور اُس کو حج کیا اور وہاں مسلمانوں کو بہت سہولت
بھی باعدہ لگا اس سورت میں ان تمام واقعات کا بیان ہے یعنی صلہ حد تک صلہ کا اوجہ تیرا اور آج کا فتح مکہ کا مکمل بطور دشمنی لگی کے شائد
غزوات فارس اور روم کا بھی جو خلفائے راشدین کے وقت میں ہوئے اس سورت میں اُن لوگوں پر تلاوت ہے جو سفر حد تک صلہ میں
ساتھ نہ تھے مسلمانوں کو طرح پر تیل دی گئی جو پہنچی اُن کو سمجھا یا ہے کہ حد تک صلہ کو مٹو یا صلہ نہ سمجھو حج ملے کی حد تک صلہ نہ چلاؤ
ایسا ہی ہوا بھی کبھی ان کو تیل دی ہے کہ نہ جاسے مگر فتح خیبر کا کم ہے اس صلہ حد تک صلہ کی چند واقعات قابل تذکرہ ہیں ایک حد تک صلہ
کہ مسلمانوں کی طرف سے حضرت عثمان پر صلہ لے کر اہل مکہ کو پاس گئے تھے اُن کے پاس ہوئی دیر پہلے یہ منہ پر گیا کہ حضرت عثمان کو
اہل مکہ نے مارا الاوناب چارو یا چار لڑائی تھی یہ پیغمبر صاحب نے مسلمانوں کو لڑنے مرنے کی بیت دی جو بہت رضوان نام سے تہو پر
وہ ایک لیکر کہ درخت کے تنے ہوئی تھی اور آج کا اس درخت کی ٹھیک ہی حد سے زیادہ پہنچے گی جو ایک قسم کی سرتش کے قریب بھی تھی قریب
حضرت عریضہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عمار میں اُس درخت کو لکھ کر لکھوا دیا دوسرا واقعہ قرقر صلہ مانے کا ہے اُس کے لفظوں میں اُس وقت
ہوئی کہ صلہ کا ہونا مشکل ہو گیا مسلمانوں کی طرف سے اسلام لائے تھے اہل مکہ کے والے کہتے تھے کہ ہم اللہ الرحمن الرحیم نہیں جانتے وہی باطل ہے کہ
پیغمبر صاحب نے اپنے تئیں محمد رسول اللہ کہہ کر اہل مکہ کو اس پر کافروں اس قدر ضد کی کہ آخر اس کو شرا ہو کر اللہ تعالیٰ نے صلہ اور پیغمبر کو کھانی کے

<p>يُخِيفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِبُرْصُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْصُوهُنَّ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنِ نَادَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ (البورع ۸۱)</p>	<p>مسلمانو! یہ لوگ، تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ تم کو راضی کر لیں حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ یہ لوگ سچے مسلمان ہیں اللہ رسول کو راضی کرے گا۔ کیا انہوں نے ابھی تک اتنی بات یہی نہیں سمجھی کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اس کے لیے دوزخ کی آگ (تیار) ہے جس میں وہ ہمیشہ (سمیٹا رہا ہے گا اور) یہ بڑی ہی رسوائی (کی بات) ہے اور</p>
<p>الَّذِينَ أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ ۝ أَلَا أَنْتَعَزُوا لِي أُولَٰئِكَ مَعْرُوفًا</p>	<p>یہ غیر مسلمانوں پر جو وہان کی جانوں سے بہتر یا وہ حق رکھتے ہیں (اور وہ مسلمانوں کے باپ کی جگہ ہیں) اور پیغمبر کی بیبیاں اور بزرگ ہیں (ان کی مائیں ہیں) اور رشتے دار کتاب اللہ کی رو سے (تمام) مسلمانوں اور مہاجرین سے بڑھ کر ایک کے حق دار ایک ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا چاہو</p>
<p>فل شباب پیغمبر خیر صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے کافروں سے بھڑکی لڑائیاں بھی لڑتی ہیں۔ ان آیتوں میں ان منافقوں کا ذکر ہے جنہوں نے جنگ نبوک میں بنابیمبر جد اصلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں دیا اور گھروں میں بیٹھے رہے جن کو ملک شام کا ایک شہر ہے جہاں روم کی ملاری بھی اور وہ لوگ نصاریٰ تھے مشہور یہ ہوا کہ عرب میں جھوٹا اسے اور پیغمبر صاحب کی سبقت دینے والے نے اڑا دیا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ بادشاہ روم کو ملک عرب کے زیر کرنے کا حوصلہ ہوا اس لیے کچھ لشکر اس طرف کو متوجہ کر کے پیغمبر صاحب کو خبر معلوم ہوئی اور ملک گیری کی غرض سے نہیں لڑنے کے لیے نہیں بلکہ صرف رومیوں کے حوصلہ نہایت کرنے کے ارادے سے اپنے چڑھائی کی موسم موقوف نہ تھا کہ سخت گرمی پڑ رہی تھی اور ہر خستہ انسان کی فصل تباہ تھی کہ ابھی پر دیر سے والوں کی گزران تھی برساتانی کا یہ حال کہ تہا لار و بار بار درباری بقدر ضرورت موجود نہیں مگر پیغمبر صاحب کو صرف یہ منظر دیکھا کہ اور ہر سبقت ہوا اور رومی جنگی میں آجائیں چاہے لڑائی بھڑائی کچھ ہوئی بھی نہیں مگر بعض دودلے مسلمانوں نے پیغمبر صاحب کا ساتھ دینے میں مضائقہ کیا جب پیغمبر صاحب نبوک سے واپس تشریف لائے تو ان لوگوں کو جو چھپے چھپے تھے اور ظاہر کے مسلمان تھے حاضر خدمت ہونا ہی تھا ایک نے اپنے اپنے عذرات پیش کیے مگر وہ عذرات جملے حوالے کی قسم کے تھے یہ آیت اے لوگو! ہمارے میں مازل ہوئی ہے جو جنہوں نے قسمیں مسلمانوں کو اپنی مضبوطی کا یقین دلانا چاہتے تھے ۱۲ فل مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اپنی جان کا پاس کرتا ہے لیکن پیغمبر کے حکم کا پاس اس سے بھی زیادہ کرنا چاہیے ۱۲ جو لوگ پیغمبر صاحب کی ازواج مطہرات کی تعظیم کا حق نہیں کرتے اس آیت سے ان پر نرغہ پڑی</p>	<p>عابد ہوتی ہے ۱۲ * ۴</p>

يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ احْتَمَوْا لَهُ اِنْ يَسْتَخْفُمُ الذُّنَابُ بِسَخَابٍ لَّ يَسْمَعُوهُ وَمِنْهُ لَضَعَفُ الطَّالِثِ
وَالْمَطْلُوبُ مَا قَدَّرَ وَاللَّهُ حَقٌّ فَلَمَّا رَوَى اللَّهُ كَعُوًى عَنْ مُحَمَّدٍ نَازِلٌ هُوَ تَوْخَّاهُ طَعْنٌ كَيْفَ كَسَمَلَا نَوَل
کا خدا بھی کیسا خدا ہے اونچی دوکان پھیکا پخوان خدائی دعوے اور کھسی جیسی خیر اور قتال نفرت چیز کا مذکور ہم
کو تو کھسی کا نام لیتے ہوئے بھی گھن آتی ہے۔ اس طعن کے جواب میں آیا إِنَّ اللَّهَ لَا يَكْسِفُ الْوُجُوہَ نَازِلٌ هُوَ تَوْخَّاهُ طَعْنٌ كَيْفَ كَسَمَلَا نَوَل
کا حاصل یہ ہے کہ قتل نہ کیسی ہی آؤئے چیز ہو۔ مثال کے نتیجے کو دیکھنا اور اُس سے پند پذیر ہونا چاہیے۔

مرد باید کہ گمراہی و اندر گوشش و رنشت ست پند بردار

اس روایت کی بنا پر ہم خدا اور رسول کے باہمی تعلق کو گام دنیا کی مثال دے کر سمجھانا چاہتے ہیں ہمارے
وقتوں میں ہندوستان کی حکومت انگریزوں کے ہاتھ میں ہے۔ تو انھوں نے کہا ہے کہ جتنے کام ہم تعلق
حکومت کرنے پڑتے ہیں سب کے قسم وار عینہ بنا رکھے ہیں۔ ایک فوجی صیغہ ہے ایک ملکی پھر ملکی میں مال دیوانی
فوجداری۔ پورس تعلیم۔ ڈاک۔ آبپاشی۔ تعمیرات وغیرہ بہت سے صیغے ہیں اور ہر صیغہ ایک محکمہ جدا گانہ مثال
کی تکمیل کے لیے ہم ایک محکمہ مال کو لیتے ہیں۔ جس میں تحصیل خراج کا کام ہوتا ہے۔ یہ محکمہ تحصیل اسے شروع
ہو کر گورنر جنرل پر جا کر منتہی ہوتا ہے۔ اس طرح ہر کہ پرگنہ کا تحصیل تحصیل راج پھر پریگنوں یعنی ضلع کا کلکٹر
یا ڈپٹی کمشنر پھر کئی ضلعوں یعنی قسمت کا کشنر۔ پھر کئی قسمتوں یعنی صوبے کا بورڈ یا فنانشل کشنر۔ غرض کہ
یہی حال کام کے ہر ایک صیغہ کا ہے۔ پھر ان سب صیغوں کا جامع صوبہ کا گورنر یا لفٹننٹ گورنر یا چیف کشنر
کہلاتا ہے۔ اور ہندوستان کے تمام صوبوں کے تمام صیغوں کا سب سے بڑا حاکم گورنر جنرل جسے ہندوستانی
ریاستوں کے تعلق سے وائسرائے یعنی شہنشاہ کا نائب بھی کہتے ہیں۔ انتظام کے اس سلسلے سے ہم دو
باتیں استنباط کرتے ہیں ایک یہ کہ وحدت کے بدون کثرت انتظام نہیں پاسکتی اور اسی سے ہم کو خدا کی
وحدانیت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ خیر یہ تو جملہ متعرضہ ہے۔ دوسری بات جو حکام انگریزی کے انتظام میں دیکھی
جاتی ہے یہ ہے کہ یوں تو ہر حاکم کے ہاتھ کے تلے سررشتہ دار یا ایڈمنسٹریٹو ہوتا ہے اور وہی احکام وغیرہ رکھتا
پڑھتا ہے مگر کثرت نہ کم کچھ اچھی حکام کے نام سے ہوتی ہے۔ کثرت سے اونچے درجے کے حکام کی خط و کتابت
اُن کے علو مرتبہ کے لحاظ سے اُن کا سکرٹری لینے نام سے کرتا ہے جس کو عوام جو انگریزی نہیں جانتے سکر
کہتے ہیں۔ سکرٹری اپنے افسر کے ہاتھ کے تلے کا سررشتہ دار ہے گو وہ اپنے نام سے خط و کتابت کرے مگر حقیقت میں
وہ خط و کتابت اُس کے افسر کی ہے جس کا وہ سکرٹری ہے۔ چونکہ سکرٹری اپنے افسر کا فرائض شناس ہوتا ہے کبھی وہ چھوٹی اور
معمولی باتوں میں بے پوچھے بھی حکم جاری کرتا ہے اور اُس کا وہ حکم افسر کے حکم کی طرح واجب التعمیل ہوتا ہے۔ ہم تو
دنیا ہی کی باتوں سے دین کی باتوں کا پتہ لگا لیتے ہیں تو ہم نے خدا و رسول میں ویسا ہی تعلق سمجھا ہے جیسا مثلاً
وائسرائے اور اُس کے سکرٹری میں ہوا کرتا ہے اور یوں قرآن اور حدیث دونوں چیزیں اپنے اپنے ٹھکانے سے
بیچھ گئیں۔ تم نے اس بات سے سمجھ لیا ہوگا کہ رسول کا اُوب متضرع ہے خدا کے اُوب پر ہی رسول کا اُوب عین خدا کا

صوبہ کے صدر جنرل کا صیغہ براہِ عملہ اور ذرا ناگوار سن کر عجیب ہے

اوپر مگر خدا کا اوبہا تھا جو دیت سے ہوتا ہے اور رسول کا اُن کے حکم کی بجا آوری سے۔ پھر حکم کبھی امر و نہی کے حصا
لفظوں میں ہوتا ہے۔ کبھی حکم پر چلنے والوں کی روح اور سر تابی کرنے والوں کی مذمت کے پیرایہ میں کبھی اُن حکم ماضیہ میں
سے کسی امت کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ اُن کو ایک حکم دیا گیا انھوں نے نہ مانا ان پر عذاب نازل ہوا۔ کبھی وعدہ
آج اور وعید عذاب سے اظہار امر و نہی کیا جاتا ہے۔ اور حکم کی ایک شان یہ بھی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
تقریب رسالت کی وجہ سے خدا کے ادا شدہ خاص اور مزاج وان اور دوسرے بندوں کی طرح مامور بھی تھے اُن کا
قول و فعل بھی خدا ہی کا حکم سمجھا جائے گا تو قرآن میں اُس امر خاص کی صراحت نہ ہو۔ مثلاً خدا نے مخلوق کو کہہ دیا کہ اے
نصاب کی تعین اور مقدار رکھو اور عجل کا ل کا گزنا یہ باتیں ہم کو رسول خدا کے عمل سے معلوم ہوئیں اور وہی حال
ہے ارکان نماز اور اکیس حج کا۔ اس اعتبار سے حدیث کو قرآن کا ضمیر اور تہمت ماننا ہوگا۔ اب پھر دنیا کی چیزوں میں
سے مثال ڈھونڈنی پڑی وہ یہ کہ انگریزوں کے انتظام مملکت داری میں مثلاً فوجداری کا ایک قانون ہے جس کا
نام ہے مجھو قہ قوانین تعزیرات ہند۔ اس قانون میں ہر ایک جرم کی تعریف ہو۔ اور اُس کی انتہائی سزا لیکن
اس سے کام نہیں چل سکتا اور اس کے کار کے لیے ضابطہ فوجداری بنانا پڑا۔ اور تعزیرات ہند اوصاف بطور و نونوں کے
فوجداری کا مکمل قانون بن گیا۔ پس جو نسبت ضابطہ فوجداری کو تعزیرات ہند سے ہے ویسی ہی نسبت حدیث
کو قرآن سے ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لو کسی نے یوں ہندی کی چندی کر کے نہ سمجھا یا ہوگا۔ قاعدہ ہے کہ جب کئی
نئی کپنی تھی سو سوائی تھی کپنی کھڑی کی جاتی ہے تو اُس کے ممبر بڑے جو شیعہ ہوا کرتے ہیں اگر اگر جو شیعہ نہ ہوں تو وہ
کپنی پانی کے بیلے کی طرح زیادہ پھیر نہیں سکتی یہی حال شروع کے مسلمانوں کا تھا۔ یہی جوش کا نیچر تھا کہ گویا کچھ
بجائے میں اسلامی سلطنت قائم ہوگئی۔ اور قائم بھی ہوئی تو ایسی مضبوطی کے ساتھ کہ چودہ سو برس گزرے
ابھی تک بھی جا بجا آثار پدیدست صنادید پر رہا۔ چونکہ جناب رسالت مآب کو خدا نے عقل صائب اور رسا
اور آخر میں عطا فرمائی تھی۔ اور وہ سنت اللہ کو خوب سمجھتے ہوئے تھے۔ اسی لیے وہ عین ترقی کے زمانے میں
اَللّٰہُ سَلَامٌ دِلّٰہُ عَزَّوَجَلَّ سے پیشین گوئی فرماتے تھے۔ بہر کیف شروع کے مسلمانوں کے جیسے جوش
بڑے ہوئے ویسے ہی وہ بڑی سختی سے پابند رہے بھی تھے۔ وہ سنن کو فرائض سے بڑھ کر سمجھتے تھے۔ اور
مباحات کو منہیات سے بڑھ کر۔ جناب رسالت مآب کے ساتھ اُن کی اراۃ اور عقیدت اور محبت شمس کے
درجے تک پہنچ گئی تھی۔ یہ عشق نہ تھا تو کیا تھا کہ پیغمبر صاحب کے وضو کے پانی کو تہہ کاٹھنوں پر ملتے تھے۔ اور
زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے۔ پیغمبر صاحب سو رہے ہیں اور سپینہ بدن سے سُنت کر شیشی میں بھر لیا۔ اور
عطر کی جگہ کام میں لائے بیٹھے اسی لیے تھے کہ موقع ملے تو اپنی جان راہ خدا میں قربان کر دیں۔ دنیا کی کوئی
چیز انھیں پیغمبر صاحب سے زیادہ عزیز نہ تھی۔ خدا تو نہیں مگر باں خدا کے بعد اُن کے لیے لپ آقا استاد کو چھ
کو پیغمبر صاحب تھے۔ پیروی کا یہ حال تھا کہ چال و ڈھال رفتار گفتار نشست برخاست کل باتوں میں پیغمبر صاحب

کی تقلید پر نظر رکھتے تھے۔ ان کا بڑا مشغلہ یہ تھا کہ بیٹھے پیغمبر صاحب کی صورت دیکھا اور ان کی باتیں سنا کر ان پر پیغمبر صاحب کو نہ صرف دین کا بادی سمجھتے تھے بلکہ امورِ عالمی اور ذاتی معاملات میں بھی پیغمبر صاحب کی صلاح پر کاربند ہوتے تھے۔ اور پیغمبر صاحب بھی کہ وہاں راہِ ہدایت ان کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے تھے کہ ان کی اصلاح اور تعلیم اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرماتے۔ پیغمبر صاحب نے اپنا کام ایسے لوگوں میں جاری کیا جن کو مصلحتاً بہت کچھ نہیں لگی تھی اور وہ انسانیت کے دہے سے گر درندوں اور وحشی جانوروں کی طرح ہو گئے تھے۔ ایسے لوگوں کو زیادہ نہیں چمکتے تیس برس کی تعلیم میں تہذیب اور انسانیت کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچا دینا ہم تو اس کو پیغمبر صاحب کا بڑے سے بڑا حیرت انگیز کام سمجھتے ہیں تو یہ کچھ بھوکا پیغمبر صاحب اپنے اصحاب کی ہر ایک بات پر نظر رکھتے۔ اور ہمہ وقت ان کو سیکھاتے سمجھاتے رہتے تھے۔ زبانی انعام و تعزیر کے علاوہ بڑا اثر مبرق خود جنابِ سالک کا اپنا نہ تھا کہ **لَا تَمْلِكُ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلَا تُنْفِقُ إِلَّا حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ** اور **إِذَا سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَيَسْأَلْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِي فَقُلُوا كَلِمَاتٍ خَيْرٍ**۔ جب جنابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خدمتِ رسالت کو با حسن الوجہ انجام دے چکے اور خدا کی طرف سے **الْمَلِكُ الْمُكْرَمُ دِينُكُمْ وَأَمْرُهُمْ عَلَيْهِمْ رَضِيٌّ وَرَضِيَتْ لَكُمْ أَلَامَةُ كَلَامٍ دِينًا** اور **إِذَا سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَيَسْأَلْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِي فَقُلُوا كَلِمَاتٍ خَيْرٍ** سے انتہام رسالت کا اعلان کر دیا گیا تو جنابِ رسول خدا دنیا سے رخصت ہو کر رفیقِ اعلیٰ میں جا ملے۔ گو نظر پر پیغمبر صاحب دنیا سے اٹھ گئے مگر جو منادی وہ کر گئے تھے بدستور انکافِ عالم میں پڑی گوئی کی اور قیامت تک سننے والوں کے لیے پی ٹی گوئی بن کر رہ گئی۔ جس شخص نے وہ جہتیں نہیں سمجھیں وہ اس سے عیب و بخل کے سہارے کا اندازہ کر ہی نہیں سکتا جو پیغمبر صاحب کی وفات سے اہل بہت اور اصحاب پر ٹوٹ پڑا تھا لکھنے پڑھنے کا پڑ جانے ہوئے کی وجہ سے لوگ صرف یادداشت پر اعتماد کرتے تھے۔ اور اسی لیے ان کے حافظے بھی قوی ہوتے تھے۔ پیغمبر صاحب کے انتقال کے بعد جب ان کے وقت کی باتوں کے تذکرے ہونے لگے جو آخر کار فقہِ حدیث کی بڑی بنیاد قرار پائے۔ حدیثِ بیش برین نیست کہ ایک خاص قسم کی تاریخ ہے جس میں زبانی روایتوں سے تاریخ کے پیغمبر صاحب کے حالات اور منکالات جمع کر دیے گئے ہیں اگر پیغمبر صاحب کے انتقال سے اسلام کا شیرازہ بکھرنے لگا ہو گیا تھا۔ مگر انھوں نے اپنے فلائیوں میں ایسی نوح نہیں چھوئی تھی کہ وہ ہمت ہار بیٹھے۔ ان کے کان **وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ لَآتِيَنَّكُمْ** سے مسلمانوں کا ہمارے لیے رہبر رہی کرنے کی رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ تھا ۱۲ سال ہم کھڑے ہوئے کھانے کا ل کر چکے اور ہم نے تم پر اپنا احسان نذر کر دیا اور ہم نے تمہارے لیے (ایسی دین اسلام کو پسند کیا ۱۲ سال) پیغمبر کے خدا کی عطا کردہ نوحی اور کتبہ نوحی (جو گویا) اور تم نے لوگوں کی خدمت خود دیکھ لیا کہ دین خدا (یعنی اسلام) میں حق و باطل وہاں ہر پہلو پر دروگاہ کی حد و رقتا کے ساتھ (اس کی) تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی مانگو بے شک ہر توبہ قبول کرنے والا ہے ۱۲ سال اور محمد اس پر دروگاہ کی ایک رسول ہیں اور میں ان سے پہلے (اور) بھی رسول ہو کر رہے ہیں پس اگر تمہاری امت میں (معاذ اللہ) تمہاری یا میرے جانیں تو کیا تم لگے بیروں کو لکھو گے

عَلَيْكُمْ اَعْقَابُكُمْ وَ مَرَّ بِقَلْبِهِ عَلَى عَهْدِهِ فَعَلَّ النَّبِيُّ مَا مَنَعَهُ وَاللَّهُ الْمُنْكَرُ الْغَنِيُّ وَاللَّهُ السَّمِيعُ الْكَرِيمُ کی آواز سے ٹپے
 بچ رہے تھے۔ چنانچہ انھوں نے عمارتِ اسلام کو جسے پیغمبرِ صاحبِ اوصاف چھوڑ گئے تھے اُن ہی کے نقشے
 کے مطابق بڑی سرگرمی کے ساتھ تکمیل کو پہنچایا۔ سچ پوچھو تو اسلامی سلطنت تو پیغمبرِ صاحبِ کرامت کی حیاتِ بابکات
 ہی میں قائم ہو گئی تھی۔ مگر وہ چھوٹے پیمانے کی سلطنت تھی۔ اور مسلمانوں کے تعلقات جزیرہ عرب میں
 محدود تھے۔ خلفاء کے وقت میں سلطنت نے ایسے پاؤں پھیلانے کے مسلمانوں نے ان وقتوں کی دو بڑی
 زبردست سلطنتیں روم و فارس فتح کر لیں۔ سلطنت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے تعلقات وسیع
 ہوتے گئے اور اُن کو وہ سب کام کرنے پڑے جو ایک حلیل القدر شہنشاہ کو کرنے پڑتے ہیں۔ فصلِ خصوصیات
 حفظِ اُس کی تحصیلِ خراج۔ حمایتِ ثغور۔ پیچیدہ و غیرہ وغیرہ۔ ملک گیر یا شاید چنداں شکل نہیں مگر ملکہ راری
 بڑی پیڑھی کھیر رہے۔ فتح کرنے کو تو مولانا اعلیٰ شہید باوجود بیک فٹن حرب پورے واقف نہ تھے اور انگریزی
 رعایا میں سے امدن الرعا یا وہ بھی تھے اور کچھ ایسے بڑے مقتدر بھی نہ تھے۔ اُن کے کابل کی طرف سے سکھوں
 پر چڑھ دوڑے اور انھوں نے کچھ علاقہ سکھوں سے لے بھی لیا۔ مگر اُس کو سنبھال نہ سکے نتیجہ یہ ہوا اور ہونا
 ہی تھا کہ وہ اور اُن کے اعوان و انصار میں سے ایک بھی لوٹ کر نہ آیا۔ خود ملکہ راری میں کئی طرح کے کام ہیں انچلہ
 وضع قانون۔ ہم انگریزوں کو دیکھتے ہیں کہ دس دس پندرہ پندرہ برسے خزانہ بوجھ بوجھ کا بھاری بھاری
 انگریز اور اربابِ توحیدہ چیدہ بندوستانی بھی ان میں شامل ہونے لگے ہیں۔ برسوں ایک قانون میں غور کرتے
 ہیں قانون کا مسودہ مشتمل کیا جاتا ہے۔ انگریزی اُردو اخباروں میں اُس پر اعتراض ہوتے ہیں کونسل کے
 ممبر صبر و سکون کے ساتھ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرتے ہیں۔ متباہتے ہوئے ہیں اتنی احتیاط کے
 بعد قانون جاری کیا جاتا ہے۔ مگر جاری ہوتے دیر نہیں ہوتی کہ اُس کی اصلاح و ترمیم ہونے لگتی ہے اور کبھی
 قانون کو تمام منسوخ کرنا پڑتا ہے۔ اُن مسلمانوں کو کیسی مشکلیں پیش آتی ہیں گی جنھوں نے اول اول
 قانون کے لکھنے پر تسلیم اُٹھایا ہوگا۔ مگر اُن کو اتنی آسانی بھی تھی کہ قرآن منع ہو چکا تھا۔ اور اُس میں اصول
 تو سب تھے اور کسی قدر فروع بھی اہتمام تھا تو عمل درآمد کا سوجھ بوجھ کی توضیح اور تفصیل تھی حدیث اور لوگوں
 نے وقتی ضرورت دیکھ کر حدیثیں جمع کرنی شروع بھی کر دی تھیں۔ مسلمانوں کو حدیث سے دین و دنیا میں بڑی
 مدد ملی ہے۔ دین میں تو حدیث سے قرآنی احکام کی توضیح کی اور دنیا میں ملک گیر اور ملک داری کے ضوابط
 کی حدیث ایک ایسی بکار آمد چیز ہے کہ اُس پر مسلمان جس قدر غور کریں گے اسے اتنا ہی کام روئے زمین میں مسلمانوں
 کے سوا کسی قوم سے ملے گا۔ اس کا جواب نہیں اور پھر ایک بڑی بات یہ ہے کہ لوگوں نے جو فنِ تاریخ میں کتابیں

رقعتہ مارشلہ (صفحہ ۱۲) پر لکھا جاوے گا۔ اور جو لے لے پیرول (کفر کی طرف)

لکھا جائے گا وہ صاف کچھ بھی نہیں لگاؤ سے گا اور جو لوگ اسلامی نمونہ کا

منکر کرتے ہیں اُن کو خدا عظیم خیرے (خبر دے گا) ۱۲

نکھی ہیں وہ کسی طرح حدیث کی صداقت کو نہیں پاسکتیں اس لیے کہ مسلمانوں نے حدیث کو عبادت سمجھ کر متبع کیا ہے اور اس کے جمع کرنے میں اس قدر کوشش اور کاوش اور احتیاط کی کہ کبھی کہیں کی کوئی تاریخ ایسی کاوش اور کاوش اور احتیاط کے ساتھ نہیں تھی گئی۔ لیکن از بسکہ حدیث کے جمع کرنے میں نہانی روایتوں سے ایک نکتہ کا پتہ لگانا تھا حدیث کی معتبر سے معتبر کتاب بھی اختلاف سے محفوظ نہ رہ سکی اور محفوظ نہ بھی نہیں سکتی قطعاً قرآن جو چاہیں سو کہیں ہر تو اختلافِ اُحادیث کو جامعِ اُحادیث کی کاوش کی دلیل قرار دیتے ہیں۔

چشمہ بد اندیش کہ برکت وہ بلا عیب نماید بہترش در نظر
حدیث جمع تو کی گئی تھیں مسلمانوں کے فائدے کے لیے اور مسلمانوں کو ان سے عظیم فائدہ پہنچا بھی اختلافات
کی وجہ سے جن کا دور کرنا امکان میں نہ تھا مسلمانوں میں چھوٹ بھی ایسی پڑی کہ یہ رختہ قیامت تک بند نہ ہوتا
نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں نے طریقہ تو ٹھیک اختیار کیا تھا کہ دین یا دنیا کا جو معاملہ پیش آتا پہلے قرآن کی
طرف رجوع کرتے۔ قرآن میں حکم نہ پائے تو حدیث کی طرف۔ حدیث بھی ان کو رستہ نہ بتاتی تو قرآن حدیث
میں مٹیس علیہ کی جستجو کرتے۔ عقیدت علیہ کی جستجو میں دوسرا اختلاف پیدا ہوا اس لیے کہ لوگوں کی رائیں مختلف
ہوتی ہیں۔ احادیث کے اختلاف کا رفع کرنا حقیقت میں پہلے بھی ممکن نہ تھا اور اب بھی ممکن نہیں اس لیے
کہ سب سے پہلے پیچیدہ صاحب کے عہد کے ڈیڑھ سو برس بعد احادیث کا جمع کرنا شروع ہوا جبکہ راویوں کی تین تین
چار چار پشتیں فنا ہو چکی تھیں اتنی مدت بعد زبانی باتوں کا پتہ لگانا اگر عبادت کے خیال سے نہ ہوتا تو محال تھا اکتاب
مروزیہ نامہ کی وجہ سے زیادہ تر محال ہو گیا ہے۔ اختلاف تو جو کچھ ہوتا تھا ہوا۔ اور ہونا ہی تھا مسلمانوں کو چاہیے
تھا کہ ہست و نیست تک کے اختلاف کو بھی تو وسیع پر محمول کرتے جس نے چاہا ہست و نیست پر عمل کیا جس نے چاہا نیست
کو معمول بھیٹھیا یا خرابی یہ اگر کڑی کرے کہ ذرے سے اختلاف میں فرق بننے لگے اور فرقوں میں مذہبی مغایرت
قائم ہوئی اور وہ بڑھتے بڑھتے باہمی بھل جوں اور تعالٰیٰ میں نفل ہو گئی۔ سینکڑوں برس کے تجربے نے ثابت کر دیا
ہے کہ باوجود احادیث اور قیاس و اجتہاد کے اختلافات کے بھی اسلامی قانون کے شرع اور شریعت عبارتہ الٰہی
ہے دنیا میں امن کے قائم کرنے اور قائم رکھنے کے لیے بخوبی کافی ہے کہ یہی خلاصہ اور لُب کتاب ہے دین اسلام
کا بشرطیکہ طبیعتوں میں سازگاری کی طرف رجحان ہو اور اُخْرُ دَعْوَانَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

آداب

مسلمانوں کا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح پہلے زمانے میں (مسیحی) مسیحی

(۲) ولا تولوا عهداً وأنتم تسمعون (الاعمال ۳۶)

(۳۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ

يُؤَدِّن لَكُمْ فِي (أَحْزَابِ)

أَمْ تَرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سَأَلُوا

اس عنوان میں نزل کی آیتیں بھی داخل ہیں۔

۱۰۰ (۱) اَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ اللَّهَ شَدِیدُ الْعِقَابِ

تسوكم الخ (مائة ١٢٦)

مُؤْمِنٍ مِنْ قَبْلِ طَوْمَنْ يَتَّبَعُ الْكُفْرُ
بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءً
السَّبِيلِ ۝ (البقرہ ع ۱۳ پارہ ۱) +

سے (یہ وہو دروغ و ہتیل اور سوالات کیے گئے تھے وہی
ہی تم بھی اپنے رسول سے (یہ وہو دروغ و ہتیل اور سوالات
کرو اور جو ایمان کے دے کفر اختیار کرے تو وہ سیدھے
رستے سے ہٹ کر گیا)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ وَ
رَسُولُهُ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ
لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْنَأَ ذُو الْأَرْزَاقِ
يَسْنَأُ ذُنُوكَ أُولَئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قَدْ أَسْنَأَ ذُنُوكَ لِبَعْضِ
شَأْنِهِمْ فَادْنُ مِنْهُمْ فَاسْتَفْعِرْ لَهُمْ اللَّهُ طَرَأَ اللَّهُ غَفُورٌ
رَحِيمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ
الرُّسُولِ يُنْتَهَكُ كَدُّ عَمَلٍ بَعْضُكُمْ بَعْضًا

دیکھئے مسلمان تو جس مہ ہیں جو امدا و اس کے رسول اکرم
لائے ہیں اور جب کسی ایسی بات کے لیے جس میں لوگوں کے
جمع ہونے کی ضرورت ہے پیغمبر کے پاس ہونے پر حق جب
پیغمبر سے اجازت نہ لیں و طس اس طرح کہ انہیں جلتے رہی پیغمبر
جو لوگ ایسے مواقع پر نام سے اجازت لے لیتے ہیں حقیت
میں ہی لوگ ہیں (وہ سچے دل سے) امدا و اس کے رسول
پر ایمان لائے ہیں تو جب یہ لوگ اپنے کسی (ضروری کام
کے لیے تم سے (بے نیکی) اجازت طلب کیا کریں تو تم ان سے
سے جس کو مناسب سمجھ کر (پہچان دینا) اجازت
دیدار کرو اور خدا کی جناب میں ان کے لیے مغفرت کی دعا
بھی کرو بے شک امدا بخشنے والا مہربان ہے (مسلمانو!)
جب (پیغمبر) تم میں سے کسی کو بلا میں نوان کے بلانے کو
آپس میں (معمولی بلانا) نہ سمجھو جیسا تم میں ایک کو ایک بلانا

فل یہودیوں کی عادت بہت کٹ چکی کرنے کی تھی چنانچہ فوج گاؤں میں معلوم ہو چکا امدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرح کی گریہ سے
فرمایا اور آیات کی شمع کے بارے میں اس کی وجہ تلاش کرنی یہ بھی ایک قسم کی گریہ ہے اور علیہ السلام اس سے یہودی حضرت موسیٰ سے یہودی
دروغ میں ہی کیا کرتے تھے کبھی کہتے تھے ہم خدا کو لاکھوں کبھی کہتے ہم من و سلوی نہیں کھاتے کبھی کہتے کہ دوسری قومیں ہوں کو پوجتی ہیں
ہم سے یہ بھی ایک بُت بنا دو ای طرح کی بعض باتیں مسلمانوں سے منقول ہیں مثلاً ذات القوا ایک درخت تھا منسکین اس میں بیٹھا بیٹھا
کرتے تھے بعض مسلمانو پیغمبر صلی علیہ وسلم سے دعا کرتے کہ یہودی کوئی شان ہم مسلمانوں کا بھی بنا چھو تو اس پر یہ میں جہاں یہودی سوالات
کی سنائی ہے یہی دروغ استوں کی بھی سنائی ہے ۱۱ احصہ جوع گاؤں کا قصہ پہلے پڑے کے کوع مہیں واذا قال موسیٰ لغومہ ان اللہ
ناہر کمر سے لعلکہ لعلفون ملک مذکور ہے اور اس کا بیان مختصر ہے کہ یہودیوں میں ایک ٹون ہو گیا تھا اور اس کا تہہ تہہ جہاں تھو
مقتول کو مارا تھا اسی کے وارثوں نے اور وہی دھو بار بنے تھے حضرت موسیٰ نے خدا کے حکم سے ایک گائے فوج کرنے اور اس کو کوئی بکرا
مڑ سے کچھو اپنے کا حکم فرمایا گاؤں کے خال کرنے میں ہوتے بہت کٹ چھیاں کیں اور حضرت موسیٰ سے بار بار سوال کیا کہ وہ گاؤں
رنگ میں کیسی دھو کر کئی جو غنہ کی شکل سے انھوں نے فوج کی اور مقتول کی لاش کو اس کی چھو یا اور اس زندہ ہو کر اپنا تال تباہ دیا

اور

السدان لوگوں کو خوب جانتا ہے چہنم میں سے
 ٹھیک کر رہیگی کی مجلس شوریٰ میں سے بے اجازت
 سنگ جاتے ہیں تو جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت
 کرتے ہیں ان کو اس رات اسے ڈرنا چاہیے کہ کہیں
 ان پر کوئی آفت نہ آئے ان پر سے یا ان پر کوئی اور عذاب
 روزِ نکاح نہ آنا نازل ہو۔

مسلمانوں! السدان اُس کے رسول کے آگے بڑھ
 بڑھ کر باتیں نہ بنایا کرو اور رہنمائی (الصد سے
 ڈرتے رہو کیونکہ) السد سب کی مستشار سب کچھ
 جانتا ہے مسلمانوں! اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز
 سے اونچا نہ ہوے دواور نہ ان کے ساتھ بہت
 زور سے بات کرو جیسے تم ایک سے ایک لاپس
 ہیں زور زور سے بولا کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو
 کہ ٹھٹھا لکیرا کر یا سب اکاڑت ہو جائے اور تم کو
 خیر بھی نہ ہو جو لوگ رسول خدا کے زور پر اپنی آوازیں
 پست کر لیا کرتے ہیں یہی ہیں جن کے دلوں کو خدا
 نے پرہیزگاری کے لیے (اچھی طرح) جانچ لیا ہو
 ان کے لیے آخرت میں گناہوں کی معافی اور
 بڑا اجر ہو اور پیغمبر جو لوگ تم کو (ٹھٹھا کرنے کے) خبروں
 کے باہر سے پھکارتے ہیں ان میں سے اکثر توراتیہ
 ہیں جن کو تو طلاق عقل نہیں اور اگر یہ (لوگ) اتنا
 صبر کرتے کہ تم (از خود) جھڑول سے نکل کر ان کے
 پاس آئے تو ان کے حق میں بہت بہتر ہوتا اور اللہ
 بخشنے والا مہربان ہے و

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ
 لِوَاذَاءٍ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ
 أَمْرِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ
 عَذَابٌ أَلِيمٌ (النور ۹ بارہ ۱۸)
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَءُوا آيَاتِ
 اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْقُرْآنَ طَائِفَةً
 سَمِيعَةً عَلَيْهِمْ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ
 أَصْوَابَكُمْ فَوَاقُوا صُورَ النَّبِيِّ
 وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ
 لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ
 لَا تَعْلَمُونَ إِنَّ الَّذِينَ بَغُضُّوا
 أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ
 الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِيَتَّقُوا
 لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَنْ لَّهُمْ عَذَابٌ إِنَّ الَّذِينَ
 يُبَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرِيِّمْ فَهُمْ
 يُأْتُونَ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ
 خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ كَفُوفٌ بِرِجَالِهِمْ (المجادع ۱)

وَلَقَدْ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ بَيْنَ الَّذِينَ يَكُونُ بَيْنَهُمْ شِقَاقٌ بَيْنَهُمْ فَاسْتَمِعُوا لِمَا يُخَرِّجُكُمْ مِنْ ظُلْمٍ
 حَرَّاسَ تَابَ لَمْ يَسْمَعْهُمْ كَوْنَهُمْ فَاسْتَمِعُوا لِمَا يُخَرِّجُكُمْ مِنْ ظُلْمٍ فَاسْتَمِعُوا لِمَا يُخَرِّجُكُمْ مِنْ ظُلْمٍ

من المتنجم

آداب مع ہے آداب کی۔ آداب کا سب سے بہتر ترجمہ جس سے آداب کے ٹھیک مفہوم کی طرف ذہن منتقل ہو جائے پاس اور لحاظ ہے۔ جس کا آداب کیا جاتا ہے اُس کے تعلق سے آداب معی ہے اور آداب کرنے والے کے تعلق سے فرض۔ آدھی پہلے سے بڑھ کر آداب کرتا ہے تو بڑی کی طرح کی ہوتی ہے۔ بڑی رشتے اور قرابتہ کی۔ بڑی عمر کی۔ بڑی علم و ہنر کی۔ بڑی استادی اور تعلیم ارشاد کی۔ بڑی حکومت کی۔ بڑی دولت کی۔ بڑی احسان کی۔ بڑی دینداری کی اور سب سے بڑھ کر بڑی رسالت کی کہ پیغمبر بہت سی بڑی چیزوں کا جامع ہوتا ہے پیغمبر صاحب کے آداب کی حد معلوم کرنا چاہو تو بعد از خدا بزرگ کوئی قصہ مختصر سے معلوم کر سکتے ہو اور آپ کے طریقے خود خدا تعالیٰ نے قرآن میں بتا دیے ہیں۔ اور وہ آیتیں عنوان آداب کے ذیل میں جمع کر دی گئی ہیں ایک سے یہ تو خدا کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں باقی ہر طرح کا آداب ہر طرح کی تنظیم و توفیق سب سے! کہ پیغمبر صاحب کا حق ہے برائی احتیاط ہے کہ وہ آداب عبادت کی حد تک نہ پونچھے پاس جن کو مرقہ مبارک کی زیارت نصیب ہے اُن کو اس بات کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔ پیغمبر صاحب کے آداب کے اکثر مواقع تو اُن کی وفات اور وہ وقت گئے گزریے ہونے کی وجہ سے فوت ہو گئے۔ پیغمبر صاحب موجود نہیں کہ وہ بلائیں اور ہم سر کے بل دوڑے جائیں وہ ارشاد فرمائیں اور ہم بہت گن گن ہو کر سنتے رہیں۔ اُن کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہو تو یہی آواز سے عرض کریں پیغمبر صاحب کی ازواج طاہرات زندہ نہیں کہ ہم انھیں مانگھیں اور انہی ماؤں سے بڑھ کر اُن کا آداب کریں اسبق یہی آداب ہمارے نصیب ہیں یہ ہے کہ پیغمبر صاحب کی عظمت دل میں ہو اُن کی دلسوزی نصب العین اُن پر درود سلام بھیجتے رہیں اُن کے ارشادات کی تعمیل میں سعادت دارین سمجھیں۔ ایسا تو کوئی بے نیت مسلمان نہ ہوگا کہ پیغمبر صاحب کا آداب اُس کو ملحوظ نہ ہو۔ اگر پیغمبر صاحب کے آداب کے متعلق مسلمانوں سے غلطی کی جاتی ہے تو وہ غلط آداب ہے کہ پیغمبر صاحب کو خدا اور آداب کو عبادت بنا دیتے ہیں جو شرک جلی ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

اے خدا کو ہم نے جان رکھا ہے وہی احد مذہب کچھ اور ہوگا کسی بوالفضل کا

او غضب یہ ہے کہ انا احمد بلا مہم والہم بلا عین ایسے جھوٹے اور غلط دعوے پیغمبر صاحب کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَكْبَرُ بَلْکے پیغمبر صاحب حق ہے اپنی جگہ مصوفوں کے گروہ میں تو بزرگانِ امت کو شرک یا بدعتی بنایا جاتا ہے یہی لوگوں کے حق میں وعید و مآثر مِّنَ الْكَرْهِ وَاللَّهِ لَا يُؤْتِيهِمْ مَّا يَشَاءُونَ حالانکہ پیغمبر صاحب اور عشرہ مبشرہ کے علاوہ ہم کو کسی کی عاقبت کا حال معلوم نہیں ہاں اُدْعُوْا اٰمُوْنَا اَللّٰہَ اَللّٰہُ کے قاعدے سے ہم سب گورمشہدگان کے حق میں حُسن ظن رکھتے ہیں بہر کیف توحید کا رستہ بال سے باریک

لے شاد و کلا بہ تو بڑا دھاری! بہتان ۱۲ء اور اکثر لوگوں کا حال یہ ہے کہ خدا کو مانتے ہیں اور شرک بھی کرتے جانتے ہیں ۱۲

سے اپنے مَرَدوں کو صفائی کے ساتھ یاد کرو ۱۲۰

اور تلواری کی وصار سے زیادہ تیز ہے۔ بڑی احتیاط کے ساتھ قدم رکھنا ہوگا

اتباع سنت

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي
يُحِبُّكُمْ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آل عمران ٣١ و ٣٢)

راوی پیہر ان لوگوں سے کہنے کو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے اور تم کو میرا گناہ معاف کر دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ
الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (احزاب ۲۱)

(مسلماً!) تمھارے لیے (یعنی) ان لوگوں کے لیے جو
 اور روزِ آخرت (کے عذاب) سے ڈرتے اور کثرت سے
 یادِ الہی کیا کرتے تھے (پہروی کرنے کو) رسولِ اللہ کا ایک
 عمدہ نمونہ موجود تھا!

فلانی یعنی جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس لڑائی میں نہ لڑکا اور سبکے پیش پیش تھے تو مسلمانوں کو بچہ بچہ کر کے ایسا مسرت کیا

من المذبح لغت کی رو سے نو سنت کے لئے مطلق طور و طریق کے ہیں مگر محدثین اس سے مراد لیتے ہیں طور و طریق
غائب پیغمبر جبرائیل علیہ السلام کا آجھاکا تا بعین کا سنت کی اس تعریف میں انصاف اور تابین اور طور و طریق
بین لفظ تشریح طلب ہیں۔ سو انصاف جمع ہے صحابی کی۔ اور صحابی وہ ہے جو اسلام لایا اور اس کو شرف صحبت
پیغمبر بھی حاصل ہوا۔ اور عقیدہ اسلام ہی پر اس نے وفات پائی صحبت کے لیے مدت کی قید نہیں تھوڑی ہو یا
نو سنت صحابی کو ہے پیغمبر صاحب سے وہی نسبت تاہی کو ہے صحابی سے یہی تاہی وہ ہے جس کو کسی صحابی کے
ساتھ صحبت رہی ہو اسلام کی شرط بس تو یہ طور و طریق سے مراد ہے قول اور فعل اور تقریر و تقریر سے گفتگو ملو
نہیں بلکہ تقریر یہ ہے کسی کو کچھ کرتے دیکھا یا کہتے سنا اور خاموش ہو گئے رد و انکار نہ کیا جس سے سمجھا گیا کہ قول فعل
کے ساتھ صحابہ کا ہونا (۱) پیغمبر صاحب کا قول (۲) پیغمبر صاحب کا فعل (۳) پیغمبر صاحب کا کسی کے
قول یا فعل کو جائز رکھنا اسی طرح کی تین قسمیں صحابی کے تعلق سے۔ پھر اسی طرح کی تین قسمیں تاہی کے تعلق سے
یہ سب نو ہوئیں۔ خود پیغمبر صاحب کی سنت کی پیروی کے لیے تو قرآن ناطق ہے اِنَّ كُمْرَ نَجْوٰنَ اللّٰهِ فَاَلَمْ يَوْفِ
بِعَهْدِكُمْ وَاَلَمْ يَنْهٰكُمْ عَنْ ذٰلِكُمْ وَاَلَمْ يَعْطُوْكُمْ سِرْحِيْنَ۔ صحابہ کے حق میں پیغمبر صاحب فرماتے ہیں اَصْحَابِيْ كَاكْبُرُ
اس کا ترجمہ عنان کی پہلی آیت میں دیکھو ۱۲

۱۲۔ اس کا ترجمہ اسی عنوان کی پہلی آیت میں دیکھو ۱۲

۱۲ میرے صحابی ستاروں جیسے ہیں تم ان میں سے جس کی اقتدار کو گے راہ پاؤ گے ۱۲

بِأَنَّهُمْ قَاتِلُوا هَٰذَا نَبِيًّا وَتَبِعُوا قَوْلَهُ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ قَوْلَ الْغَافِلِينَ أُولَٰئِكَ يَكْفُرُ اللَّهُ عَنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

یہاں کی پیروی حدیث خیر القرون قرنی تہ الذین کیوں نہ ہو
 نے ان کی بات کو کفر سے استنباط کرتے ہیں فی القرون قرنی عہد صحابہ کو تیار کیا پیغمبر اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 تبع تابعین کو کفر سے استنباط کرتے ہیں فی القرون قرنی عہد صحابہ کو تیار کیا پیغمبر اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 پیروی کرنی ہے اور پیروی بھی کرنی ہے تو ان کے فعل کی نقل کی قفس پر کی جس کے سنے ہم اور کچھ کچھ
 ہیں اور چونکہ قول اور فعل اور تقریریں کسی قسم کی تصریح اور تخصیص اور تعین نہیں بلکہ قرآن میں اتباعی اور حدیث
 میں اقتداء دونوں لفظ عام ہیں تو اس پیروی کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ایسے سخت سختی میں کئے ہوئے ہیں کہ دائرہ
 تقلید سے پاؤں باہر نہیں رکھ سکتے۔ پاؤں کو کہ ہم کو بالکل اسی طرح پر زندگی بسر کرنی چاہیے جس طرح پر آپ سے
 نہر ابرس پہلے قرون اولیٰ کے لوگ زندگی بسر کرتے تھے۔ دلائل ھو المؤمنین ایک طرف تو عام پیروی
 سے پیروں نیچے حکما ہے۔ اور دوسری طرف مَا جَعَلَ عَلَيْكَ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مَّذَكَرُ الْفِرَاقِ ھیکم اور
 قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الزَّيْنِ سے پایا جاتا ہے کہ دین اسلام میں کسی
 طرح کی تنگی نہیں اور ان دو متضاد باتوں یعنی تنگی اور فراخی دونوں کا ماخذ قرآن حالانکہ خدا کے تعالیٰ حل شانہ
 نے قرآن کے کتاب آسمانی ہونے کے جہاں اور بہت سے دلائل قرآن میں بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک دلیل
 یہ بھی کہ کون کا کہ عَنِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ دَاوُدَ أَحْبَبَ مَا كُنْتُ دَاوُدَ أَحْبَبَ مَا كُنْتُ دَاوُدَ أَحْبَبَ مَا كُنْتُ دَاوُدَ أَحْبَبَ مَا كُنْتُ
 منزل من السورہ کے ایک دلیل ہے۔ پس ضرور ہوا کہ اس تنگی اور فراخی کے اختلاف اور اختلاف بھی نہیں ناقص
 اور تضاد کو رفع کیا جائے۔ تو ہم نے رفع اختلاف کا پتہ توں لگا یا کہ جناب پیغمبر خدا صلی علیہ وسلم مشرکین مکہ کی زیادتی
 کی وجہ سے ہجرت فرما کر نئے مدینہ تشریف لائے تو یہاں بھی وہی اسلام کی اشاعت اور لوگوں کے مشرکوں اور
 فاسد عقائد کی اصلاح ان کلمات دن کا مشغلہ تھا۔ کئے میں تو زراعت فلاحیت کا نہ پہلے ہی کہیں نام و نشان تھا نہ
 آپ سے یہاں مدینہ میں اگر دیکھا کہ کھیتی کے علاوہ غلستان کی بڑی کثرت ہے یہاں تک کہ کھجوروں ہی پر گویا
 ان لوگوں کا گزارہ ہے کھاتے بھی ہیں نیچے بھی مگر یہ لوگ کھجور کے درختوں میں مروادہ کی تفریق کرتے تھے جس طرح
 ہندوستان میں ظلم کا دستور ہے لوگ بار آور ہونے کی غرض سے کھجور کے درختوں کا گاجھا مادہ درختوں میں
 مالتے اور اس عمل کو اپنی بولی میں تابیر کہتے تھے پیغمبر صاحب کو غلستان کی رکھوالی کا کبھی کا سہ کو اتفاق ہوا تھا
 سمجھے کہ یہ بھی ان لوگوں کے زمانہ جاہلیہ کے اوامام میں سے ہو گا تابیر کو خوش فرما دیا سارا مدینہ بھٹی ٹپکی لوگوں نے
 سلا دانوں میں سے بہتر زمانہ میر لہ بہتر ان لوگوں کا زمانہ بہتر ہے جو اس عہد کے لوگوں سے نزدیک ہوں گے اور پھر ان کا جو ان سے
 نزدیک ہوں گے ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے
 دین (تقریر کیا جو) تھا ہے باپ ابراہیم کا تھا ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے
 کی شہر میں ہیں اپنے جنوں کے لیے پہلی ہیں ان کو کھنجر حرام کہ ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے ۱۲ صریح گناہی رکھتا ہے
 تو ضرور اس میں بہت سے اختلاف پاتے ۱۲

فریاد کی توفر مایا انکھ اکلھ را امور کھ دُنیا کھ مینے میں نے اپنے خیال کے مطابق تائید کو منع کر دیا تھا اگر تاہم بشرطِ بار
 اوری ہے تو کرو دنیا کی باتیں تم مجھ سے بہتر سمجھتے ہو۔ اس واقعے سے ثابت ہوا کہ امور دنیا میں پنجہ صاحب کی پیڑی
 شرط و بنداری نہیں اور پنجہ صاحب کی نہیں تو صحابہ و تابعین اور پیچہ تابعین کی بددعاؤں کی نہیں تھا ہر میں ایسا معلوم ہوتا
 ہے کہ وہ بھی اور فراموشی کا اختلاف جو سنت کی پیروی کی وجہ سے پیدا ہوا تھا آسانی کے ساتھ رفع ہو گیا۔ مگر نہ ہی
 ایک مشکل درپیش ہے کہ اندر اعلیٰ یا مورد دنیا کرنے ہم کو پیڑی سنت کی قید سے تو نجات دی مگر امور دنیا اور
 امور دین کو ایک دوسرے سے الگ کر کے نہیں کھایا تاکہ جب بھی کوئی معاملہ پیش آئے ہم سمجھ سکیں کہ یہ امور دنیا
 میں ہے اور اس میں سنت کی پیروی ضرور نہیں۔ ورنہ ہم تو دنیا کو جہر اور دین کو عرض سمجھتے ہوئے ہیں کہ دنیا
 شرعی شان کے ساتھ زندگی کرنے کا نام ہے دین۔ دنیا کو دین سے کیسے الگ سمجھ لیں جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن
 اکثر اوامر و نواہی دنیا سے متعلق ہیں مثلاً جھوٹ نہ بولو۔ چوری نہ کرو۔ مال و دولت کو فضول نہ آڑاؤ۔ یہ سب
 احکام دین ہیں اور پھر دین دنیا ہی کی باتیں ہیں۔ پس انکھ اعلیٰ یا مورد دنیا کہیں امور دنیا سے خاص خاص باتیں
 مراد ہوتی چاہئیں کہ اشباع سنت ہی غوث نہ ہو اور اسلامی آزادی و سہولت بھی باقی رہے ہم نے تو دین
 کی کتابوں سے یہ بات استنباط کی ہے کہ قرآن اسلام کا مکمل دستور العمل ہے اور اَلْیَوْمَ لَنُنْصِتَ لَکُمْ دُنْیَاکُمْ
 وَ اَنۡفُسَکُمْ عَلَیْکُمْ نَحْمَدُہٗ وَ نَحْمَدُہٗ لَنُکْمِلَ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دُنْیَاکُمْ اُس کے عمل ہونے کا گواہ مسلمانوں کو جو کچھ بھی دنیا
 اور آخرت کے لیے اس زندگی میں کرنا ہے قرآن میں اس کی بابت ہدایت موجود ہے۔ تو جہاں تک سنت سے
 احکام قرآن کی توضیح و تفسیر ہوتی ہو۔ یا سنت قرآن کے کسی حکم کا طریق عمل بتاتی ہو یا سنت کا کوئی مسئلہ قرآن
 کی کسی آیت پر مفسر ہو تا ہو وہاں تک تو سنت کی پیروی ضرور ہے اس کے علاوہ جو کچھ بھی سنت ہے قرآن
 کے استنبوتی اور حدیث کے اقتداء سے خارج مگر تائیدی حیثیت سے قابلِ قدر۔

احترام انواعِ مطہرات

گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور گندی
 مرد گندی عورتوں کے لیے اور پاک عورتیں پاک مردوں
 کے لیے ہوتی ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے بہت
 باندھنے والے جو بگنے پھرتے ہیں یہ ان کی ہتھتوں سے
 رکاوٹ بنی ہیں ان کے لیے آخرت میں بخشش ہے
 اور عزت کی روزی و فل

اَلْخَبِیْثَةُ الْخَبِیْثِیْنِ وَ اَلْخَبِیْثُوْنَ
 اَلْخَبِیْثِیْنِ وَ اَلْطَّیِّبَةُ الْطَّیِّبِیْنِ وَ اَلْطَّیِّبُوْنَ
 اَلطَّیِّبِیْنِ اُولَئِکَ مُبَارَکُوْنَ وَ مَقْیُوْنُوْنَ
 لَہُمْ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ (النور ۲۴)

ف سورۃ نور کو ہم پارہ ۱۸ آیۃ ۱۸ از الہ بن جملہ والاد الالک عصبیت سے لے کر یہاں تک پورے دو رکوع اس نکتہ بدلتی کی نسبت
 نازل ہوئے ہیں جو جناب رسول خدا صلی علیہ وسلم کو اپنی حرم محترم کی نسبت پیش آیا کہ جناب رسول خدا جب کسی سکر کو ترغیب دیتے

مسلمانو! پیغمبر کے گھروں میں جایا کرو مگر یہ کہ تم کو کھانے کے لیے (آسنے کی) اجازت دی جائے تو اس صورت میں ایسا وقت تاک کر جاؤ کہ تم کو کھانے کے تیار ہونے کا انتظار نہ کرنا پڑے مگر جب تم کو بلا یا جائے تو رہن وقت پر جاؤ اور جب کھا چکو تو آپ کو صلہ دو اور باتوں میں نہ لگ جاؤ اس سے پیغمبر کو ناپسند ہوئی تھی۔ اور وہ مختار الحاظ کرتے تھے اور السنونوی بات کے کہنے میں کسی کا کچھ لحاظ کرتا نہیں اور جب پیغمبر کی بی بیوں سے نہیں کہنی چیز مانگتی ہو تو پردے کے باہر رکھ دے رکھ کر اُن سے مانگو اس سے مختار دل دان کی طرف سے خوب پاک صاف رہیں گے اور اسی طرح اُن کے دل بھی اور تم کو کسی طرح اشائیاں نہیں کہ رسول خدا کو ناپسند اور نہ یہ بات شایاں ہے کہ اُن کے بعد کسی کی بی بیوں سے نکاح کرو خدا کے نزدیک یہ بڑی بے جا بات ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ لِمَطْعَةٍ غَيْرَ مُبْطِلِينَ إِنَّهُ وَلَكِنْ لَذَا عِقَابٍ فَاذْخُلُوا إِذَا اطْعِمْتُمْ فَأَنْتُمْ وَمَا لَهُمْ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا كَمَا يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَكْفِرُ مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَكْفِرُ مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَخَرُجْنَ مِنْ زُجَّاجٍ لَكُمْ أَنْ تَطْرُقَ بَعْدَ الْوُجُوهِ قُلُوبُهُنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِ ابْتِهَالِكُمْ إِنْ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا (الاحزاب ۴۹)

ایداوی

جو لوگ اسرارِ شس کے رسول کو کسی طرح کی (ایدا) دیتے ہیں اُن پھونپا اور آخرت (روحوں میں) خدا کی بھیڑ کا رہے اور خدا نے اُن کے لیے نکت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

لَا الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (الاحزاب ۵۷) پاؤ (۲۲)

عہ انبیاء کی عنوان میں یہ آیتیں بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱) وَمَنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَيَقُولُونَ هُوَ ذُو الْعَرْشِ (نوب ۴۴)

(۲) وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ (احزاب ۴۷)

(۳) وَإِذَا حُكِمَ عَلَى عَمَلٍ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ فِي الْقِسْمِ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَعْمَلُ (الحجرات ۲۶)

(۴) لِيُجِزِيَ الْعَزِيزُ مَا أَلْزَمَ (منافقین ۱۱)

(۵) تَتَذَكَّرُ أُولَئِكَ لِيُصَلُّوا رِزْقَهُمْ (مائدہ ۱۰۱) سیصلی نازادات لہب وامراتہ حمالہ الحظی جہد حاصل منسد

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا كَلِمَاتٍ
أَذْوَامُوسَىٰ فَإِنَّكَ أَكَلَهُ اللَّهُ مِنَّا قَالُوا طَوَّافًا
كَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجْهًا ۝ (الاحزاب ع ۹ یا ۱۲)

مسلمانو! ان لوگوں جیسے نہ بنو جنھوں نے موسیٰ کو ناحق
ناروا شہم کر کے (ایذا دی تو اللہ نے ان کی ہتھوں سے)
موسیٰ کی برات زناہت کی اور اللہ کے نزدیک (موسیٰ ٹھے)
آبرو دار پیغمبر تھے

والمستعین نے اس آیت کے متعلق مختلف حکایتیں لکھی ہیں آراجملہ یہ کہ قارون کو حضرت موسیٰ نے سخت عداوت تھی اس شخص
موسیٰ کو بدنام کرنے کے لیے ایک فاختہ عورت کو لالچ دے کر ادا کیا کہ حضرت موسیٰ کو شہم کرے جب لوگ جمع ہوئے تو اس شخص کو حضرت موسیٰ کی
بالداسنی اور نیکو کاری کی ہیبت ایسی غالب آئی کہ اسے موسیٰ کو شہم کرنے کے عوض قارون کا سارا رفاقت کر دیا اس شخص کی طرف اس
پراس غصہ سے اشارہ کیا گیا کہ لوگوں نے نکاح نہیب کے بارے میں آنحضرت کی سبت کچھ لغت و تنسید کی ہوگی مسلمانوں کو اس
روک دیا گیا ۱۲ اسے حضرت نہیب کا یہ قصہ سورہ احزاب کے کروجہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت
زہب جو پیغمبر صاحب کی بیوی تھیں ان کا نکاح زہدین حارثہ سے کر دیا تھا زہدین حارثہ تھے تو تشریف زادے کو بچپن میں
ان کو لوگ پکڑ کر لے گئے تھے اور غلام بنالیا تھا اسی وجہ سے کہ زہدین حارثہ کی حالت میں گئے کہ فروخت ہوئے پھر پیغمبر صاحب
خبر دیا اور آزاد کر کے اپنے پاس رکھا اس شخص نے بڑے پیغمبر صاحب سے ان کو اپنا شہنہ کر لیا اور نہیب سے ان کا نکاح کر دیا نہیب وقت
میں اس نکاح سے ناخوش سی تھیں کہ یہ زہدین کا پیغمبر صاحب کے لئے لکھا ہے تھے کہ غلام آزاد اور اس کے علاوہ شاید صورت کے
اعتبار سے بھی نہیب کی چہرہ تھے بہر کیف میاں بی بی میں موافقت نہ آئی میاں تک کہ زہدین نے نہیب کو چھوڑ دیا اب پیغمبر صاحب کو
کئی شکلیں پیش آئیں سے پہلے نہیب کی زوجہ اور یہ بھڑاس کے ہم ہی نہیں تھی کئی کو وہ پیغمبر صاحب ان کو اپنے نکاح میں لائیں
چنانچہ پیغمبر صاحب نے خدا کے حکم سے الہامی کیا ۱۲

مُناعۃ استنہار

يُنْزِلُ الْمُفْعُونَ أَنْ تَزُولَ عَلَيْهِمْ
سُورَةٌ تَنْبِئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ
قُلْ اسْتَغْفِرُوا إِنَّ اللَّهَ مُخَبِّرٌ
مَّا تَخْدُونَ ۝ وَلَكِنْ سَأَلَهُمْ

مناقیق اس بات سے بھی ڈرتے ہیں کہ رساوا خدا کی
طرف سے مسلمانوں پر (پیغمبر کے ذریعے سے) ایسی سورت
نازل ہو کہ ہر کچھ ان کے دلوں میں ہے مسلمانوں کو بتا
بتا دے را پیغمبر ان لوگوں سے کہہ کر (اچھا) ہنسوں
بات سے تم ڈر رہے ہو اس کو تو خدا ظاہر ہی کر کے
رہے گا اولیٰ پیغمبر اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ

و المناخون میں ہیں تو بعض بدعتیت تھے کوئی جسے عالمانہ واقعہ یہ نہیں مسلمان ظاہر کرتے تھے اور بعض مکی اور دورے کے خاص
آیت میں بھی ان کے مناخون کا تذکرہ ہے کہ وہ کسی کی طرف ڈر رہے تھے کئے گئے اللہ کے دین کے ساتھ نہ خوف نہ نہیں کرتے تھے ۱۲

<p>فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا الشَّوْكَانَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمْ الْمُفْلِحُونَ ○ (الاعراف ۱۹ یا رہ ۹)</p>	<p>تو جو لوگ ان انبیاء محمد پر ایمان لائے اور ان کی حمایت کی اور ان کو مدد دی اور جو نور (ہدایت یعنی قرآن) ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے اُس کے پیچھے ہوئے یہی لوگ کامیاب ہیں۔</p>
<p>لِلْفُقَرَاءِ الْمُهْجِرِينَ الَّذِينَ إِخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَسْتَغْنُونَ فَصَلِّ لِمَنْ اللَّهُ رِضْوَانًا وَیَنْصُرْ مِنَ اللَّهِ وَسُؤْلُهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ○ (المحترع ۱ تا ۲۸)</p>	<p>(وہ مال جو بے لڑے مُنت میں نازل لگا ہے منجملہ اوتار قداروں کے) محتاج مہاجرین کا (یعنی حق) ہے جو ان کو کے ظلم سے اپنے گھر اور مال سے بے دخل کر دیئے گئے (اور اب وہ) خدا کے فضل اور اُس کی خوشنودی کی طلبگاری میں لگے ہیں اور خدا اور اُس کے رسول کی مدد کو کھڑے ہو جاتے ہیں یہی تو سچے مسلمان ہیں</p>

درود و سلام

<p>إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ (الاحزاب ۵۶ پارہ ۲۲)</p>	<p>اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے رہتے ہیں (تو مسلمانو! تم بھی) پیغمبر پر درود اور سلام بھیجتے رہو!</p>
<p>وَلِ بَنَدُوں پر اور اسی طرح پیغمبر پر خدا کے درود بھیجنے کے یہ سننے ہیں کہ وہ اُن پر ایسی تحمیں نازل کرتا ہے اور فرستوں کے درود بھیجنے کے یہ سننے ہیں کہ وہ اُن کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور اُردو کے محاورے میں مطلق درود بھیجنے کے معنی ہیں تعریف تحمین۔ اظہارِ مسرت ۱۲ +</p>	

کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کے جانے کے زیادہ حق دار میں پانچویں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو عرض کیا کہ میں سجدہ میں کیا نوہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے سر دار کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے پیچھے صاحب نے فرمایا کہ بھلا اگر تو میری قبر پر گزرتے تو کیا اُسے بھی سجدہ کرے میں نے عرض کیا نہیں ورمایا تو ایسا مت کرو اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عمرتوں کو حکم دیتا کہ وہ پلٹے خاندنوں کو سجدہ کیجیں کہیں کہیں نہ خاندنوں کے خاندنوں کا ان پر حق رکھا ہے۔

لَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَجَدَ لَهُ فَأَتَتْهُ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِي أَنَبْتُ
الْحَبْرَةَ فَرَأَيْتُهَا سَجَدَ لِي لِمَ رَأَيْتُهَا فَكَانَتْ
أَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَجَدَ لَكَ فَقَالَ لِي أَنَبْتُ كَوْمَرِ
يَقْبِرُ أَكُنْتُ سَجَدَ لَكَ فَقُلْتُ لَكَ فَقَالَ لَا تَقْعُوا
لَوْ كُنْتُ أَمْرًا أَحَدًا لَأَسْجُدَ لِرَأْسِهِ كَمَا كَرِهَ النَّسَاءُ
أَنَ سَجَدَ لِرَأْسِهِ وَاجْعَلِ اللَّهُ عَلَيْهِ مِنْ حَسَنَاتٍ

یسار کے بیٹے عطا سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوا یہ تھی کہ خداوند امیری قبر کو بیت نہ بنایا کہ لوگ اُسے پوجتے گئیں اُس قوم پر خدا کا سخت غضب ہوا جنہوں نے اپنے پیغمبر کی قبروں کو مسجد بنایا

عَنْ عَطَاءِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْعَلُ قَبْرِي قَبْرًا وَنَنَا يَعْبُدُ لَشَيْءٍ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَمْ يَسْجُدْ لِي أَوْ لِي أَسْجُدْ لِي أَوْ لِي أَسْجُدْ لِي
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ سَيِّدِي لِيَا أَدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوَّلُ مَنْ يَشْفُقُ عِنْدَهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ - (مسلم)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام بنی آدم کا وارث ہوں گا اور سب پہلا میں ہی وہ شخص ہوں گا جس کی قبر شق ہوگی اور سب پہلے میں ہی لوگوں کی شفاعت کوں گا اور سب پہلے میری ہی شفاعت مقبول ہوگی۔

اُس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے تو سب سے پہلے میں ہی قبر سے نکلوں گا اور سب لوگ جمع ہو کر میدان حشر میں آئیں گے تو میں ہی ان کا وکیل ہوں گا اور سب وہ باطل اس توڑ بیٹھیں گے تو میں ہی انھیں تجزی دوں گا اُس من حکم کا بھٹنا میرے ماتھے میں ہوگا اور میں

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا ذُلُوعًا وَأَنَا لَخَطِيبُهُمْ إِذَا وَفَدُوا وَأَنَا مَبَشِّرُهُمْ إِذَا اسْتَوَالُوا أَحْمَلُ يَوْمَ مَدْيَنَ بَيْدَتِي وَأَنَا

اَکْرَمُ وَلَدِ اَدَمَ عَلٰی رِجْلَیْہِ وَلَا فَخْرَ (نرمذی) سپرد و دگار کے پاس تاسمہ کی دوسری طرف سے بڑے بزرگ ہوں اور یہ فخر نہیں

جھوٹ بات کو آپ کی طرف نسبت کرنے کی ممانعت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَقُولُوا الْحَدِيثَ عَلَيْنَا اَلَا مَا عَلِمْتُمْ فَنَنْ كَذِبَ عَلٰی مَنْ تَعْمَلُ فَلَمْ تَدَبُّوا مَفْعَدًا مِنَ النَّارِ (نرمذی - ابن ماجہ)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے حدیث نقل کرنے سے بچو مگر جس کی نسبت تمہیں یقین ہو جائے کہ وہ میری ہی حدیث ہے (تو اس کا مضامینہ نہیں) پھر جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ کی نسبت لگائے اُسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ فِي الْمَغِيزَةِ بْنِ سَعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَنِّي يَشْرِي نَفْسَهُ بِمَقْضِيٍّ لِّكَ بَقُولِ الْكَافِرِينَ (ابن ماجہ)

جندب کے بیٹے سمروہ اشعجہ کے بیٹے سمیرہ دو قول کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ سے ایسی حدیث نقل کرے جس کی نسبت اُس کا خیال ہو کہ یہ حدیث جھوٹی ہے (اور پھر نقل کرے) تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

مَنْ الْمُتَرَجِّمُ جِنِّیُّوْنَ کے سمجھنے سے فہم انسان فاسد ہو اور ایسی بہت چیزیں ہیں اُن کے ایک ہوتے بھی ہر ایک شاعر نے جنات سے کہا اللہ علیہ وسلم شان میں کیا خوبیاں ہو سحر اور ہر مخلوق میں اُل انھیں اللہ جل جلالہ اس پر کبریٰ کی تعریف شدہ دعا دینا کا حال تو یہ ہر ایک کی عریض ایک باور تاجدار اللہ کے ساتھ ہم کلام ہونا چاہیے تو ہمیں سننا لانا عریض اور بادشاہ کیچہ بھی ہوں پھر بھی ہم غرض اور ایک ہی جہتی کے چنے ہوئے ہیں۔ دوسرے کو اُن سے فطرت کو سندر سے حیوان کو مافی سے یا حلقہ نام لکھ دی صدقہ کہ ہے پھر بھی ایک طرح کی بدعت اور بڑی تو اُن کی دعا آدمی آدمی ہی ہو اور خدا تعالیٰ سے بھی نہیں تاکہ خدا اس طرح ایک بشر سے بلا واسطہ یا بلا واسطہ ہم کلام ہوتا ہو خوش ہوت ایک کل متما ہو جس کا عمل کرنا معذور و مستحسن ہوتا ہے نہایت ہی نہیں کر سکتے اس کے لیے بہت سے دلائل ہیں لیکن التذویر میں غیر کے سامنے وہ اعتدال قائم رہنا ضروری ہے پھر ہم ایک حکایت نقل کرتے ہیں جس کا نام ہو جانے کا لوگ بوقت بائیں میں کس طرح طریق تقسیم سے احوال کرتے ہیں۔ جو شخص دونوں مسلمان دونوں ایک ہی جگہ کی کہنے والے بلکہ ایک دوسرے کے رشتہ دار بھی ایک ساتھ چم کو روانہ ہوئے ایک تھا مشدہ غیر مقلد دوسرا مقلد کسی طرح جوہر نیچے میں پر ہو گئی جیسے پونج کرو دونوں فریق ایک دوسرے سے جدا ہو گئے غیر مقلد سیدھا لے پونجا۔ اور اُس سے ارکان حج اوقات معرہ پر پورے پورے اُن کی مقلد نے جسے اُن کو دھرم سے کی راہ لی غیر مقلد کے کہا بھی کہ وقت ٹنک ہو دینے ہو کر چم میں اُل ہو کر گئے مقلد اس کی مطلق غیال کی حج نفوت ہو گیا کہ غیر صحابہ کے غرض ایک کی زیارت بافرات نصیب کی۔ اور غیر مقلد نے نہ جاسکا تو لیتوں کہ وہ دونوں جد سے جمع ہوئے تو طریق میر مقلد کو زیارت دینے سے محروم رہنے کا فحش تھا۔ مقلد کو حج نہ کر کے کچھ طال نہ تھا۔ یہ وہ او اطراف و تقریر جس سے ہم مسلموں کو آگاہ کیا دیتے ہیں۔ قرآن اور حدیث میں کہیں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بشری کا بیان ہے تو وہاں عجز اور سکت ہے اور کہیں اُن کے تقریباً آدمی کا تو وہاں محبوبیت ہے فوق البشر عریض اور اسی نے ہم لے اور ہر مردہ اور اس کی ۱۰ حد میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مصداق کے معلق مابین جمل

تمام پیغمبروں کے حقوق

عدم تفرقہ

ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح کی جدائی نہیں سمجھتے اور ہم اسی ایک خدا کے فرماں بردار ہیں۔

سب پیغمبروں کا دین ایک ہے اور ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی کو بھی جدا نہیں سمجھتے (یعنی سب کو مانتے ہیں) جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے برگشتہ ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پیغمبروں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ بعض پیغمبروں میں مغایرت قرار دے کر کفر و ایمان کے بیچ بیچ میں کوئی دوسرا رستہ اختیار کریں تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے دلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہ سمجھا تو بسے ہی لوگ ہیں جن کو اللہ آخرت میں ان کے اجر عطا فرمائے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

لَا تَفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدِهِمْ وَمَنْ يَفَرِّقْ لَهُ مُسْلِمُونَ ○ (الفرقہ ۱۶ بارہ ۱) +

لَا تَفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رَسُولِهِ ○ (الفرقہ ۱۶)

أَنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَ

يُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

يَقُولُونَ نُوْهُمْ مِنْ بَعْضٍ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ

وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ ذَلِكَ وَسَيَلَا

أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا

لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ○ (النسار ۲۱ بارہ ۲)

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ لَمْ يَفَرِّقُوا

بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَئِكَ سَوْفَ

يُؤْتِيهِمْ أَجْرُهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا

رَحِيمًا ○ (النسار ۲۱ بارہ ۶) +

سہ عنوان بالا میں ایک یہ آیت بھی شامل ہے

(۱) قل اصنافا لله وما انزل علينا واهيوا اسمعيل واسمعي (زال عمران ۹۶)

سب پر کیاں ایمان لانا اور سب کی کتابوں کو مرجع ماننا

قُلْنَا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ مَا اَنْزَلَ اِلَيْنَا مِنْ دُوْنِهَا
اَنْزَلَ اِلَيْنَا مِنْ دُوْنِهَا وَمَا اَنْزَلَ اِلَيْنَا مِنْ دُوْنِهَا
يَعْقُوبَ وَآلَ سَبْطٍ وَمَا اَوْفَىٰ مُوْسٰى
وَعِيسٰى وَمَا اَوْفَىٰ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ
لَا نَفَرَقْ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْهُمْ وَكُنْ لَهُ
مُسْلِمُوْنَ ۚ اِنْ اَمْنًا بِرَبِّهِمْ اَمْنًا بِرَبِّهِمْ
فَقَدْ اِهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَقَالٰى فَاَنْتُمْ اَمْرٌ
فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ
هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ ۝ (پھر ۱۶۶ پارہ ۱)

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اَنْزَلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهِ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ
كِتٰبُهُ وَرَسُوْلُهُ لَا نَفَرَقْ

۱۔ مسلمانوں! تم یہود و نصاریٰ کو یہ جواب دے کہ ہم تو سب
پر ایمان لائے ہیں اور قرآن (جو ہم پر اتارا اُس پر کیا
دیکھتے) جو براہیم اور عیسیٰ اور اسحق اور یعقوب اور
اولاد یعقوب پر اتارے (ان پر) اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جو
(کتاب) ملی (اُس پر) اور جو (دوسرے پیغمبروں کو اُن کے
پروردگار سے ملا اُس پر) ہم ان کو پیغمبروں میں سے
کسی ایک میں بھی کسی طرح کی مُجدا لی نہیں سمجھتے اور ہم
اُسی ایک خدا کے فرماں بردار ہیں اور اگر تمہاری
طرح یہ لوگ بھی اُن ہی چیزوں پر ایمان لے آئیں جن
پر ایمان لائے ہو تو بس راہِ رست پر آگے اور اگر تم
کچھ توڑتے ہو کہ ہم تمہاری پیغمبروں میں (اور کتابوں
میں) تو تباہی توڑاؤ پیغمبروں کے شمس سے خدا کا
خط و امان (تجارت کے کافی ہوگا اور وہ سب کی نسبتاً

(ہمارے یہ پیغمبر (محمد) اُس کتاب کو مانتے ہیں جو
اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر اتاری ہو اور یہ پیغمبر
ساتھ دوسرے مسلمان بھی (یہ سب) سب اسد اللہ
اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے پیغمبروں پر

۲۔ یہود مسلمانوں سے سمجھتے کہ ہم راہِ راست ہیں۔ ہمارے دین میں آواز مل رہی ہو اور تمہارے سمجھتے ہم راہِ راست ہیں ہمارے دین میں
آواز مل رہی ہو مسلمانوں کی طرف سے اُن کو جواب دیا کہ تم دونوں فرقوں سے اصل دین میں توحید کو چھوڑ دیا ہے اور ہمارے دین اور اہل عقاد وہی ہے
جو بڑے کچے مسجد یعنی براہیم کا تھا اور یہی دین اُن کی اولاد موسیٰ عیسیٰ وغیرہ امیاء علیہم السلام کا تھا اور ہم سب کتاب و آسمانی کو مانتے ہیں اور
تم کسی کو مانتے ہو اور کسی کو نہیں مانتے جیسے یہودی حضرت عیسیٰ کی نبوت کے خاتم ہونے پر کچھ نہیں مانتے اور یہودی اور عیسا کی دونوں کلام خلافِ حق ہے۔

بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ وَقَالُوا
سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ
رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝

(البقرہ ع ۴ پارہ ۳)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا يَا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ
وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ الْكِتَابِ
الَّذِي أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ
وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ يَوْمَ الْقِيَامِ لَاحِرٌ
مُّقَدَّرٌ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ (النساع ۲۰ پارہ ۱)

ایمان لائے کہ سب پیغمبروں کا دین ایک ہے اور
ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی کو کوئی خدا نہیں سمجھتے
اپنی سب کو مانتے ہیں اور بول اٹھتے کہ راہ ہمارے
پروردگار ہم (غیر ارشاد) مٹنا اور تسلیم کیا اسی ہمارے
پروردگار (بے) تیری ہی مغفرت (درکار ہے) اور تیری
طرف لوٹ کر جانا ہے۔

مسلمان! اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول
پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول
(خدا پر اناری ہے اور ان کتابوں پر جو قرآن
سے پہلے (دوسرے پیغمبر پر) اتاریں اور جو فضل اللہ
کا منکر ہو اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں
کا اور اس کے رسولوں کا اور روز آخرت کا تو
وہ (راہ راست) بڑی دور چھٹک گیا۔

من الملتحق رسولوں پر ایمان لانے کو خدا کا حق سمجھ کر ہم پہلے حصے میں انبیاء علیہم السلام کی نسبت کچھ لکھ آئے
ہیں اس بیان کو اس کے ساتھ ماکر چھٹنا چاہیے۔ خرید آگہی کے لینے میں ان پیغمبروں کی فہرست دی جاتی ہے
جن کا ذکر تصریح تمام قرآن میں ہے۔ ان کے علاوہ خدا جانے اور لکھنے پیغمبر آئے اور آئے تو یہی خاص تہنی شریعت
لے کر اس وقت کہ لوگوں کی طرف۔ بات یہ ہے کہ نبی آدم کی حالت کو ثبات نہیں کہ شروع سے تمام دوسرے زمین کے
آدمیوں کی ایک ہی حالت چلی آئی ہو۔ تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہوا اور وقتی اور مقامی خصوصیتوں
کے اختلاف کی وجہ سے لوگوں کی حالتیں بھی مختلف ہوتی رہی ہیں۔ کسی جگہ ایک زمانے میں لڑائی بھڑائی کے
چرچے رہے ہیں تو دوسرے وقت شعر شاعری کے۔ بعض لوگ شان و اعزازتوں کے دلدادہ رہے ہیں کتنے حسن
پرستی کے پجری رہنے کی فوجیں کو توڑنا۔ کم ہونا۔ ابھی تک بھی دنیا ان جرائم سے پاک نہیں۔ غرض حضرت آدم کی
اولاد اسی بے چین اور طبعی اولاد ہے کہ ان کا کوئی وقت فساد سے محفوظ نہیں رہا ہے۔ اسی ہی بد اعمالیوں
کی روک تھام کے لیے لوگوں کی مناسب حالت خدا وقتاً فوقتاً پیغمبروں کو بھیجتا رہا ہے۔ آدمی جسم و روح دو
چیزوں سے مرکب ہے تو اس کے امراض اور علاج بھی دو طرح کے ہیں۔ طبی کی کتاب میں امراض جسمانی کا علاج
کرتی ہیں اور مذہبی کتابیں امراض روحانی کا۔ جالینوس طبیب الاطلاق ہے تو پیغمبر طبیب الارواح۔ تہید اور
طبیب یونانی اور ڈاکٹر کا طرز علاج کو مختلف ہو مگر مقصود علاج سب کا شفا ہے۔ اصلاح بدن۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کو
خدا نے لاہری بن احمد بن دسملہ تعلیم فرمایا اور یہی وجہ ہے کہ ہم برابر کے درجے میں تمام پیغمبروں خدا کی تعظیم

کرتے ہیں۔ اس سے کہ اسلامی شریعت تمام سابقہ شریعتوں کی مانع ہے پچھلے پیغمبروں کی کسی طرح کی توہین نام نہیں آتی جیسے اس سے کہ ہم اس وقت ایڈورڈ تھامس کی رعایا میں شہان سلف کی۔ انبیاء سابقین علیہم السلام کی تظہیر کا مسئلہ بھی ناگزیر اور اشتیاط طلب مسئلہ ہے۔ انبیاء سابقین کی امتوں نے بعض کے اُوب میں افراط کی کہ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنا یا تو ہم افسوس کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ مسلمان ان کے اُوب میں تظہیر کر سکتے ہیں جو لائق بین احد من رسل کے صریح خلاف ہے۔ پادریوں نے عہد عتیق اور عہد جدید یعنی تورات اور صحیف سماوی اور انجیل کی اشاعت میں اتنا سببالغہ کیا کہ ہر ملک اور ہر زبان میں لاکھوں کوڑوں کتابیں چھپوا چھپوا کر مفت تقسیم کرتے پھرتے ہیں۔ بے شک ہم مسلمانوں کے نزدیک یہ کتابیں منسوخ اصل ہیں اور کہیں کہیں یہودی اور عیسائی ان میں تحریف بھی ہی کرتے ہیں مگر پھر بھی خدا سے پاک کا کلام پاک ہے اور اس کا اُوب جب مگر مسلمان ان کتابوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں کہ عطاران کے اوراق سے پڑیاں بناتے یا شب بارت میں لوگ ان کو کٹناخوں کے کام میں لاتے یا دوسری طرح پران کی بے توقیری کرتے ہیں یہ طریق عمل سخت ہیمنہ اور موجب حسیت ہے ان کتابوں کی توہین عین انبیاء علیہم السلام کی توہین ہے اور انبیاء کی توہین عین خدا کی اُعادنا اللہ وسائر المسلمین مہما کام لا بلکہ دولت و لکن الظلمین بایں اللہ یحسدن جس طرح تہنی شیعہوں کی ضد میں گروہ خوارج کھڑا ہوا اسی طرح عیسائیوں کی ضد میں جو مسیح علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں کچھ منتخب افغانی مسلمان کھڑے ہو گئے ہیں جو ولادت مسیح علیہ السلام کو گوبر کے کیڑے کی ولادت سے تشبیہ دیتے اور عیسائیوں کی دعا طلب رزق کو انحراف اصوات بصوت الجہیر سے اگر لوگوں نے افراطی الادب کر کے مسیح علیہ السلام کو خدا بنا یا تو اس میں مسیح علیہ السلام کا نقص ہے واذ قال اللہ لعیسیٰ ان مزمع ان خلعت لیثاں یخذونی و اُتی الھین من دون اللہ قال مستحکات ما یكون فی ان اقول ما لبش فی سخی ان کنت فکنت ففعل علیہ تعلم ما فی نفسی و لا اعلم ما فی نفسک اذک انت علام الصواری ما خلعت کھمرا اذ ما امرتی دہ ان اھبل و اللہ ربی و رکعہ و کنت علیہ منہم عیدا اما دشت فہم فلما نو قنسی کنت انت الکیف علیہم و انت ملہ علیہم کو اور سب مسلمانوں کو اس یہودی سے محفوظ رکھے راہی بغیر یہ لوگ تم کو نہیں چھلانے بلکہ رہ ظالم و حقیقت میں اس کی آیتوں کا ملہ اور رقابت کے دن یہ معاملہ بھی پیش آئے گا کہ اُس دن احد (یعنی سے) پوچھے گا کہ اسے مریم کے بیٹے جیسے کیا تم نے لوگوں سے بات کہی تھی کہ خدا کے علاوہ کچھ اور میری والدہ کو (یعنی) دو خدا مانا تو (یعنی) عرض کریں گے کہ اسے پروردگار تہری ذات پاک ہے مجھ سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ (نہیں تیری شان میں) ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا جملہ کوئی حق نہیں اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو میرا کہنا محض یہودی یہ معلوم ہوا ہوگا کہ کون تو (تو) میرے دل (تاک) کی بات جانتا ہے اور میں تیرے دل کی بات نہیں کاٹنا غیب کی باتیں تو تو ہی خوب جانتا ہے تو نے جو کچھ حکم دیا تھا میں ہی نہیں نے ان لوگوں کو کہہ دیا تھا کہ احد (یعنی) پروردگار (سبک) پروردگار جو اُسی کی عبادت کرو اور جب تک میں ان لوگوں میں (موجود) رہا میں ان کا گراں (صال) رہا پھر جب تو نے جملہ (دنیائے) اُشمال تو تو ہی ہوں ۱۰ جہان تھا اور تو تمام جہوں کی خبر رکھتا ہے ۱۱

[illegible]

افسردگی

۷
ایسی پیغمبر اکرم نے تمہاری طرف (اُسی طرح) وحی بھیجی ہے جس طرح ہم نے نوح اور (دوسرے) پیغمبروں کی طرف جو ان کے بعد آئے وہی بھی تھی اور جس طرح اکرم نے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور ابراہیم یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی تھی۔ اور ہم نے وہ لوگوں کو بُرہنہ دی تھی +

اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَلِمًا اَوْحَيْنَا اِلَى نُوْحٍ
وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَاَوْحَيْنَا اِلَى
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ
وَالْاَسْبَاطِ وَعِيسٰى وَيُوْنُسَ
وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ؕ وَاَيْتَنَّا دَاوُدَ
نُزُوْلًا ۝ (النّٰر ٢٣ پارہ ٤)

سَرَّكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ
نُوحًا وَالدِّينَ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَ
مَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى
أَنْ أَقِمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَّبِعُوا أُمُورَ الَّذِينَ عَلَى
الْمَسْرِكِينَ فَإِنَّهُمْ لَبُغَا لِكُلِّ فَاجٍ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ
كَثِيرٌ ۝

لوگو! اُس نے تمہارے لیے دین کا وہی رستہ ٹھیک فرمایا ہے جس پر چلنے کا اُس نے نوح کو حکم دیا تھا اور اسی پیغمبر کے بھی طرف رہی، ہم نے اُسی رستے کی وحی کی ہے اور اُسی کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی حکم دیا تھا کہ (اسی) دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا (اسی پیغمبر) تم جس (دین) کی طرف متوجہ ہو کر رہو اور اُن پر بہت ہی شاق گزرتا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے انتخاب کرے کسی طرف چلنے پر آمادہ ہو (اُس کی طرف) رجوع لاتے ہیں اُن ہی کو اپنے ملک (پونچھنے) کی رستہ دکھا دیتا ہے۔

(مسلمانو! تمہارے لیے (یعنی) جو کوئی خدا کے مذہب) اور روزِ آخرت کی (باز پرس) سے ڈرتا ہو اُس کے لیے یہ رستہ ہی کرے گا۔ ان لوگوں (یعنی ابراہیم اور اُس وقت کے مسلمانوں) کا ایک اچھا نمونہ ہو گزرا ہے اور جو ان لوگوں کی پیروی سے روگردانی کرے گا تو اللہ بے نیاز (اور ہم حال میں) سزاوارِ حمد (و ثنا) ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَن كَانَ بِرَجْوِ اللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ
الْحَمِيدُ ۝ (الممتحنہ ۱۷ بارہ ۲۸) +

من المترجم

آیات مذکورہ بالا اور نیز قرآن کے اور مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام گزشتہ انبیاء علیہم السلام کا اصل دین ایک تھا اور سب اُسی اصل دین پر متفق تھے۔ اُن میں اگر اختلاف ہو اسے تو اصل دین میں نہیں بلکہ اُس کے طریقوں میں ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم مسلمانوں کو اُن پر ایمان لانا اُن کی شریعتوں کو برحق جاننا۔ اُن کی کتابوں کا یقین کرنا۔ اصل دین میں اُن کی اقتدا کرنا۔ نفسِ نبوت میں ایک کو اعلیٰ دوسرے کو اڑنے ایک کی تعظیم دوسرے کی تنقیض نہ کرنی فرض ہے اور اوقتیکہ ہم ان باتوں کی پوری طور پر تعمیل نہ کریں مسلمان نہیں۔ اس امر کی تفصیل کہ انبیاء علیہم السلام کا اتفاق کن کن باتوں میں رہا ہو یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر انبیاء و رسل ہو گزرے ہیں سب کا اس پر اتفاق ہے کہ عبادت و استعانت صرف خدا کا حق ہے۔ جو باتیں خدا کی بارگاہِ قدس کے نامناسب ہیں اُن سے وہ پاک اور منزه ہے۔ تندوں پر خدا کا حق ہے کہ اُس کی انتہا دے جسے کی تعظیم کریں۔ اپنی جانوں اور دلوں کو خدا کے حوالے کر دیں۔ شعائر اللہ کے ذریعے سے قرب خداوندی

حاصل کریں۔ اور اس بات کا پکا اوتھاؤ رکھیں کہ حوادث کے پیدا ہونے سے پہلے ہی خدا نے حوادث کو مقدر کر دیا تھا۔ فرشتے خدا کے بندے ہیں۔ وہ خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ انھیں جو حکم ملتا ہے اُس کی تعمیل کرتے ہیں اور بڑی سرگرمی سے تعمیل کرتے ہیں۔ خدا اپنے بندوں میں سے جس کو مستحق اور قابل سمجھتا ہے اُس پر کتاب نازل فرماتا ہے۔ اپنی اطاعت بندوں پر فرض کرتا ہے تو کیا کا برپا ہونا۔ حرے پیچھے جی اٹھنا۔ جنت و دوزخ کا ہونا سب حق ہے علیٰ القیاس تمام انبیاء علیہم السلام ان تمام طہارت اور ناز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ نوافل۔ طاعت دعا۔ ذکر۔ کتاب الہی کے تلاوت کے ذکر سے خدا کے حضور میں تقرب حاصل کرنے پر متفق ہیں۔ نکاح اور حرمت زنا پر متفق ہیں عدل و انصاف قائم کرنے پر متفق ہیں۔ ہر طرح کے ظلم کو حرام بتانے پر متفق ہیں۔ نافرمانوں پر حدود قائم کرنے میں متفق ہیں۔ یہ باتیں انور دین کی بیخ و بنیاد ہیں۔ اور ان پر تمام انبیاء علیہم السلام کا ہمیشہ سے اتفاق رہا ہے۔ ہاں ان کی صورتوں اور شکلوں میں کچھ اختلاف ہو کیا۔ مثلاً شریعت موسیٰ میں نماز کے وقت بیت المقدس کی طرف مومنہ کرنا پڑتا تھا۔ ہمارے پیغمبر کی شریعت میں کعبہ کی طرف مومنہ کر کے نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں زانی کی حد سنگساری تھی۔ ہماری شریعت میں محسن کے لیے جرم اور غیر محسن کے واسطے تازیانے مقرر ہیں اور اسی پر قیاس کر لو اوقات طاعت اور آداب طاعت۔ اور ارکان طاعت کو۔ الغرض ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ان چھوٹے چھوٹے اختلافات کو نظر انداز کر کے اصل شریعت میں اُن کی پوری پوری اقتدا کریں۔ اور سب کو خدا کے برگزیدہ اور مقبول بندے جانیں اُن میں سے ایک کی فضیلت اور دوسرے کی منقصت کے قائل نہ ہوں۔ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بعض خصوصیات میں تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں اور اس لحاظ سے ہمیں درست ہے کہ اُن کی فضیلت و برتری اوروں پر ثابت کریں مگر اس کو کیا کریں کہ خود بخوبی صاحب نے ہمیں اس سے منع کر دیا ہے۔ امام بخاری نے ایک حدیث میں مضمون نقل کیا ہے کہ ایک یہودی اور ایک صحابی بیچنے لگا رہو گئی۔ یہودی حضرت موسیٰ کی برتری ثابت کرتا تھا سلف بخاری شریف میں یہ حدیث کئی طرق سے آئی ہے اور ہر طریق میں دوسرے طرق کی نسبت بعض الفاظ کی تقدیم و تاخیر اور کچھ تبدیلی بھی ہے اسی لیے حضرت نوفل ادام السطیال فضیلینا علی سائر مسلمین نے حدیث کا خلاصہ طلب بیان کرنے پر اکتفا کیا اور الفاظ کی پابندی کے لحاظ سے ترجمہ نہیں فرمایا میں اس جگہ اُن طرق میں سے دو طریقے نقل کرتا ہوں جن سے حدیث کے الفاظ اور ترجمہ حدیث کی غوی ناظرین پر واضح ہو جائے گی ۱۲ محمد رحمہ اللہ

پہلا طریق عَنْ سَعْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَنَا هُوَ قَالَ أَشْتَبِكُ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي أَطْعَمَ مُحَمَّدًا أَعْنَى الْعَالِيَيْنِ فِي قَسَدِهِ لَقَسَمْتُ بِهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ فَقَالَ وَاللَّهِ سَعْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ (نفسبہ برصفاً بندہ)

اور صحابی پیغمبر صاحب کو حضرة موسیٰ پر ترجیح دیتے تھے۔ اس کے بعد صحابی کو غصہ آگیا اور انھوں نے یہودی کے موبہ پر
 زور سے طمانچہ مارا وہ آیا پیغمبر صاحب کے پاس۔ آپ نے سارا قصہ سن کر فرمایا کہ مجھے حضرة موسیٰ پر ترجیح نہ دو کہ یہ
 قیامت کے روز جب دوسری دفعہ صور پھونکا جائے اور تمام اولین و آخرین یہوش ہو کر
 ہوش میں آئیں گے تو موسیٰ عرش کا کوہ پڑے کھڑے ہوں گے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ
 وہ بھی اور لوگوں جیسے یہوش ہوں گے یا نہیں۔ بخاری کی ایک اور روایت
 میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو!

 تم یونس بن امتی پر میری غصیلہ اور
 برائی ثابت نہ کرنا۔

+ + +

(بقیہ صفحہ ۳۹) اصْطَفَىٰ مُوسَىٰ عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَاغَ الْمَسْلُومُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ اِيْهِمُودِي فَرَضَ
 اِيْهِمُودِي اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحْتَرَمَ مَا كَانَ مِنْ اَقْرَبِهِ وَاَمْرَ الْمُسْلِمِ فَنَحَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ فَاَلَمَ مِنْ ذَلِكَ فَاحْتَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحْتَرُ وُفِي عَلَى مُوسَى اَنْ الْمَسْ
 يُصْعَقُونَ يَوْمَ الْهَيْمَةِ فَاصْغَوْا مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُصْعِقُ فَاَذْ اَمُوْسَى بِالطَّلَسِ حَتَّى اَيَّاسِ الْعَرَشِ فَاَلَا اَمْرُ فِ
 كَانَ فَيَمْنُ صَبَقَ فَاَفَاقَ فَبَلَى اَوْ كَانَ مِمَّنْ اسْتَدْنَى اللّٰهُ فَقَالَ فُصِّقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ
 اَكْلًا مِنْ شَاءَ اللّٰهُ +

دوسرا طریق سنن ابن ہریرہ قال بینما اھودوی یعرض سلعته اعطیھا شیئا کرھہ فقال لا والدی
 اصطفیٰ موسیٰ علی البشر ہیئۃ رجلاً من الانصار فقام فاطم وجمہ قال تقول والدی اصطفیٰ موسیٰ
 علی البشر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بین اظہرنا قد حب الیہ فقال یا ابا القاسم ابن ابی ذوقہ وجمہ فمنا
 بال مالکین لطم وجمہ فقال لولم لطم وجمہ فذكرہ ففصص النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی روى فی
 وجہہ ثم قال لا تصعلقوا بک انبیاء اللہ فانه یخفی فی الطور فیصعق من فی السموات ومن فی الارض
 اکل من شاء اللہ ثم یفهم فیہ اخری فاکون اول من یبعث فاذا اموی اجن یا عمرش فلا ادريٰ حویث
 یصعقہ یوم الطور ام یبعث فبلی ولا اقول ان احدا افضل من یونس بن مثنی +

الَّذِي حَدَّثَنَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَدَنَّا
فَأَكَلْنَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَسَدِ الْقِتَالِ
وَكُنْتُ بِهَذَا الْبَحْرِ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ
أَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ رَزَأَ بَيْدَنَا
هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلَ أَلَمَ الْبَحْرِ
فَأَهْوَى بِمِدَّةٍ إِلَى كَيْفَ أَمِهِ فَأَنزَعَهُمَا
فَانْتَحَرَا فَاشْتَدَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِّثْنَا
فِي أَنْتَحَرَهُمَا لَنْ وَفَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ
أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ
يَا بِلَالُ قَدْ فَادَنَ أَنْ كَادَ دَخَلَ الْجَنَّةَ
إِلَّا مَوْصِيًا وَأَنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ
بِالْجُلِّ الْفَلَجِ + (بخاری)

شخص کی بابت آپ نے فرمایا تھا کہ وہ
دورغی ہو وہ تو راہ خدا میں بڑی سختی کے
ساتھ مسافر کر رہا تھا اور اس کے جسم بہت
سے زخم تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بے شک وہ دورغی ہو پیغمبر
صاحب کے اس ارشاد کے بعد قریب تھا
کہ کچھ لوگ شک میں پڑ جائیں لیکن ابھی
یہ باتیں سہی رہی تھیں کہ اُدھر اس شخص
نے زنجوں کی تکلیف پا کر اپنے ترکش کی
طرف ہاتھ بٹھایا اور ایک ترکش کال کر اس
سے اپنا کلا کاٹ ڈالا یہ کھیت دیکھ کر
مسلمانوں میں چند آدمی جاب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑے
آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے
آپ کی بات کو سچ کر دیا اس شخص نے
خود اپنا کلا کاٹ ڈالا اور مر گیا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر میں
گو اپنی بیعتوں کے میں خدا کا بندہ اور اس کا
رسول ہوں ابی بلال کھڑے ہو کر پکارو
کہ جنت میں اپنا انداز کے سوا کوئی اور رجا
نہ پاسے گا اور خدا اس بن کی بدکار آدمی سے
مدد کرے گا و

من المتحجم سارے قرآن میں سوائے اُن دو آیتوں کے جو ہم نے عنوان حاطہ جان کے ذیل میں نقل
کی ہیں کہیں صاف نظر میں خود کشی کی ممانعت نہیں اور اُن دو آیتوں کا بھی حال یہ کہ لَا تَقْتُلُوا بَنِيكُمْ فِي الْقَتْلِ
اور لَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ دونوں جملے خود کشی کی منافی پر دلالت کرتے ہیں مگر سیاق کلام کہ باوجود خود کشی مراد نہیں

ف حدیث کا مطلب یہ کہ خود کشی اتنا بڑا گناہ ہے کہ فضائل العبادات سے لوہے سے بھی اس کا کفارہ نہ ہو سکا حال سے مانع ہے میں دوسرے کو مارنا
اور اپنے نہیں مارنا اور دونوں پر یہ حدیث مقرر کر کے تو چھاسی پانچے عین مانع ہے تو چھاسی کوں میں میرے صبر میں نہ ہوا یہ قصہ کہ بلکہ ہر مومن کو

ضد کی راہ میں جرح کرنے کو لا تلقوا باید یکہ الی التہلکۃ سے اور ناحق مال مردم کے کھانے کو لا تہلوا اہلکم سے کچھ مناسبت نہیں اور دوسرے مناسبت ملکوں کو ایک آیت میں جمع کرنا کچھ سمجھ میں آئے گی بات نہیں پس ہم کو تو ضرر لا تلقوا باید یکہ الی التہلکۃ اسی حکم سابق الصلوات فی سبیل اللہ کی اور لا تہلوا اہلکم سے لا ماکلو اہلکم ہمسکھ بالماطل کی دوسرے لفظوں میں تاکید معلوم ہوتی ہے اور اس کی توجیہ آیتوں کے فائدوں میں موجود ہے۔ اب اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ خود کشتی بجائے خود ایک سنگین جرم ہے۔ آخر خود کشتی کرنے والا بھی دوسرے آدمیوں کی شہرح کا آدمی ہے۔ قتل نفس جیسا دوسرے کا ویسا اپنا اور یہ بھی نہیں کہ خود کشتی کے جرم کا وقوع نہ ہوتا ہو یا اس عہد اس سے قرآن کیوں ساکت ہے۔ ماں تو ساکت ہے اس وجہ سے کہ آدمی تو آدمی ہر ایک جاندار پر تقاضے طبیعت اپنی جان کی حفاظت پیچیدہ ہے پس جس نے جان بچائی گویا اُس نے اُس کی حفاظت کا بھی عہد لے لیا یعنی امور اضطرابی میں حکم دینے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ کربے فضول بن برکیدہ ملدورے سخن گفتن نشاید کہ آدمی اپنی جان کی حفاظت کرتا ہو نہ یہ سمجھ کر کہ جان کو معرض ہلاکت میں ڈالنا گناہ ہے بلکہ نہ سمجھ کر کہ جان بچانا میرے سر میں زندگی ہے قرآن جرم خود کشتی سے ساکت بھی ہو تو صحیح حدیث نبوی کی گئی ہے قرآن کا حکم کھتی ہے وہ

حفاظۃ جان

(دوسرے کے مقابلے میں)

اور مسلمانو! جو لوگ تم سے لڑتے ہیں، اُن کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے اُنھوں نے تم کو نکالا ہے یعنی کئے سے تم بھی اُن کو روٹاں سے نکال باہر کرو اور فساد کا (برپا نہ بنا) خون پیزی سے بھی بڑھ کر ہے اور جب تک افراتوب (اور حسرت) والی مسجد (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس تم نے لڑیں تم بھی اُس جگہ اُن سے نہ لڑو لیکن اگر وہ لوگ تم سے لڑیں تو تم بھی اُن کو دے تاش قتل کرو ایسے کافروں کی یہی منزل ہے

وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَقْبَلُوهُمْ وَاجْرِمُوا مِمَّنْ حَبَّطْتُمْ أَحْرَجْتُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تَقْتُلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَيْثُ يَقْبَلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَتَلْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ

توب (وحسرت) والے زمینوں کا معاوضہ ادب (و محبت) والے مینے ہیں (اور زمینوں کی خصوصیت یہ نہیں بلکہ ادب کی زلم (جبریت) کے بدلے کا بدلہ تو جو تم پر کسی قسم کی زیادتی کرے تو یہی زیادتی اُس نے تم پر کی وہی ہی زیادتی تم بھی اُس پر کرو اور (زیادتی کرنے میں) امدت سے ڈرتے رہو۔

اللَّهُمَّ احْرِمُوا بِاللَّهِ هَذَا الْحَرَامَ وَالْحَرَمَ قِصَاصٌ فَمَنْ اخْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِمْ مِثْلَ مَا عَتَدُوا عَلَيْكُمْ وَانْقَرُوا

وَلَعَنَ عَاكِسُ لُؤْلُؤٍ وَنَاقِصُ رُتَبٍ اہل یارمینوں کا جواب دہکتے تھے کہ سزا ملنے میں ٹوٹ مارا لڑائی سب بددھواتی مسلمان بھی لڑتے ہیں چلتے تھے تو کافروں ہی میں سے لڑاؤں پر چڑھ کر لڑتے اور مسلمان جیسے کے اوپر کے لحاظ سے لڑائی کا بدلہ جاتے امدت سے مسلمانوں کو اجابت سے روکتے

<p>اللہ وَاَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ○ (نقرہ ۴۴ پارہ ۲)</p>	<p>اور جانے رہو کہ اللہ ان ہی کا ساتھی ہے جو (اُس سے) ڈرتے ہیں +</p>
<p>وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاْقِبُوْا بِنِهَايِ الْحُدُوْدِ مَاعُوْذُبُكُمْ بِهٖ وَلَا تَزِدُّوْا صُدْرَتَكُمْ هُوَ خَيْرٌ لِّلصَّادِقِيْنَ ○ (رکل ۷۶ پارہ ۱۳)</p>	<p>اور مسلمانوں اور دین کی بحث میں مخالفین کے ساتھ سختی نہ کریں تو ویسی ہی سختی کر جیسی تمھارے ساتھ کی گئی ہو اور اگر لوگوں کی ایذاؤں پر صبر کرو تو بہر حال صبر کرنے والوں کے حق میں صبر بہتر ہے +</p>
<p>وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاصْلَحَ فَاتَّخِذْ عَلَى اللَّهِ إِلَهًا لَا يَحْبُبُ الظَّالِمِيْنَ ○ وَمَنْ أَنْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَّا عَلَيْهِمْ مِنَ سَبِيلٍ ○ (التورے ۴ پارہ ۲۵)</p>	<p>اور بُرائی کا بدلہ ویسی ہی بُرائی اس پر (بھی) جو معاف کر دے اور صلح کرے تو اُس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے جسے شک و ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور کسی ظالم پر ظلم ہو جائے وہ اُس کے بعد بلائے تو یہ لوگ معذور ہیں ان پر کوئی الزام نہیں</p>
<p>عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ عَزَّوْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتُ الْعَسِيرَ وَكَانَ لِي لِحْيَةٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَخَضَّ أَحَدَهُمَا يَدًا لِآخَرٍ فَانْزَعَ الْمَعْصُومُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاظِ فَأَنْدَرْتُ نَيْفَتَهُ فَسَقَطَ فَأَنَاطَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرْتُ نَيْفَتَهُ وَقَالَ أَيْدِيكَ فِي فَيْكِ تَقْضُوهُمَا كَأَنْ تَحْلِلَ + (بخاری ص ۱)</p>	<p>یعلیٰ بن امیہ سے روایت ہے کہ میں نے غزوہ تبوک میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا دیکھا میرا ایک اخیر خادم تھا جو ایک آدمی سے لڑا ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹ کھایا جس کا ہاتھ کاٹ کھایا تھا اُس کاٹ کھانے والے کے منہ میں سے ہاتھ کھینچ کر نکالا تو اُس کے سامنے کے دانت بھر پڑے وہ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اُس کے دانتوں کی حدیث کو باطل و ضائع کر دیا وہ فرمایا کہ وہ تیرے منہ میں اپنا ہاتھ چھوڑے رکھتا کہ تو اُسے اس طرح چباؤ انا جیسے نوٹ کسی چیز کو چبا جائے +</p>
<p>○ سبیل کے معنی تیرے سے ہیں جس کا مدد ہو جائے ہاں صورت طریق اور اس کا مصاف اللہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتی کوئی صورت ہمارے کسی کوئی صورتہ اور اصل میں ہر ایک مصاف اللہ میں ہے ہم نے الزام کو مرنو کچھ کر مصاف اللہ کا قائم مقام کر لیا ہے +</p>	

عَنْ ابْنِ مَرْزُوقٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يَزِيْرُ
أَخَذَ مَلِكِي قَالَ فَلَا تُعْطِهِ مَا لَكَ قَالَ
أَرَأَيْتَ إِنْ قَالَ لِي قَالَ قَالَ لَهُ قَالَ لَأُكْرِتَ
إِنْ فُتِنْتَنِي قَالَ وَأَنْتَ تَنْهَيْدُهُ قَالَ لَأُكْرِتَ
إِنْ قُتِلْتَنَّهُ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ (مسلم)

حصہ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص خضر
کے پاس آکر کھٹے لگا یا رسول اللہ مجھے
بتائیے کہ اگر کوئی شخص میرے اور میرا مال اپنے
لیسا چاہے تو میں کیا کروں فرمایا ایسا
مال مت دے کجا اگر وہ لڑے پڑا وہ جو
فرمایا تو بھی لڑ کجا بھلا اگر وہ مجھے مار ڈالے
ارٹا دیکھا کہ تو شہید مرے گا کجا اگر میں اسے
مار ڈالوں فرمایا وہ دو رخ میں جاگا کاف

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ
قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ (صحیح)
وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَأَبْنِ دَاوُدَ
النَّسَائِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُونَ حُرِّيَّتِهِ فَهُوَ
شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ
وَمَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ
قُتِلَ دُونَ أَهْلِيهِ فَهُوَ شَهِيدٌ (ترمذی)

حصہ عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے
سید محمد صالح علیہ السلام کو فرماتے سنا
کہ جو شخص اپنے مال کی خاطر مار ڈالا جائے
وہ شہید ہے

ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی کی روایت
میں اس طرح پر آیا ہے کہ سید محمد صالح علیہ السلام
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے دین
کی خاطر مار ڈالا جائے وہ شہید ہے اور جو
اپنے خون کی خاطر یعنی خاطر جان کے
پچھے قتل کیا جائے شہید ہے اور جو اپنے
مال کی خاطر قتل کیا جائے وہ بھی شہید ہے
اور جو اپنے اہل کی خاطر یعنی اہل کی خاطر
کے پچھے قتل کیا جائے وہ بھی شہید ہے

فل انگریزی قانون کی تد سے بھی جرم و جان و مال کی حفاظت کے لیے ملوک نے دیکھی کہ کسی طرح کا نقصان پر مجا اہل جہم میں دیکھو
تشریحات و مباحثات و اختیاری ۱۱

حفاظہ جسم

(طہارت)

اور (ای نمبر لوگ) تم سے حیض کے ہائے میں درپٹ کر سناہیں اور (ان کو) سمجھا دو کہ وہ گندگی تو حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ ہوا اور جب تک پاک نہ بنیں ان سے پاس جاؤ پھر جب سہا دھلیں تو جھک کر اسے تم کو تار دیا جو ان پاس آؤ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور (نیز) صفائی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے +

وَبَسَّ لَوْلَاكَ عَنِ الْخِيصِ قُلْ هُوَ الَّذِي
فَاعْتَرَلُوا النِّسَاءَ فِي الْخِيصِ لَا تَقْرُبُوهُ
حَتَّى يَطْهَرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ
مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (نور ۲۴)

مسلمانو! جب نماز کے لیے آمادہ ہو تو ایسے سوئو دھو لیا کرو اور کمبلیوں تک ایسے ہاتھ مارو ایسے سر کا مسح کر لیا کرو اور (ہاں) ٹخنوں تک ایسے پاؤں دھو لیا کرو اور اگر تم کو نہانے کی حاجت ہو تو غسل کر کے (اچھی طرح پاک صاف ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضرورت سے (ہو کر) آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور تم کو پانی میسر نہ ہو تو سُتھری تلی لے کر اس سے تیمم یعنی اپنے سوئو اور ہاتھوں کا مسح کر لو +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ
فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى
الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ
إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا
وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ
أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَايَةِ أَوْ لَمْ يَمْسَسْكُمْ
النِّسَاءُ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا
فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ
مِنْهُ

(المائدہ ۲ بارہ ۶)

آئی پھر اس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے بھی نہ ہوا
ہاں وہ مسجد جس کی بنیاد شروع دن سے میری نگاہ پر تھی
میں نے اس کی البتہ حق یہ کہ تم اس میں کھڑے ہو کر امامت کیا کرو

لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لِمَسْجِدٍ أُسِّسَ عَلَى
التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ

فِيهِ طَرَفٌ لِّرَجَالٍ يَّخْتَوُونَ أَنْ يَكْتَبَهُمُ اللَّهُ
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُضْطَرِّينَ ۝

اَقَمْنِ السَّسْ بُدْبَانَهُ عَلَى نَقْوَى مِّنْ
اللَّهِ وَرَضْوَانِ خَيْرِ اَقَمْنِ السَّسْ بُنْيَانَهُ
عَلَى شَفَاجِرٍ هَارٍ فَاَتَمَّهَا رِيْلُهُ فِي نَارِ
جَهَنَّمَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ
لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً رَّفِيْ
قُلُوْبِهِمْ اَلَا اَنْ نَّعْطُرَ قُلُوْبَهُمْ ۖ وَاللَّهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (التوہ ۱۳۶ بارہ ۱۱)

کیونکہ اُس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صاف ستھرے
رہنے کو پسند کرتے ہیں اور امد خوب صاف ستھرے
رہنے والوں کو پسند فرماتا ہو

بجلا جو شخص خدا کے خوف اور اُس کی خوشنودی
پر اپنی عمارت کی بنیاد رکھے وہ بہتر بناوہ جو چھپے
کھوکھلے کنگارے کے کنارے پر اپنی عمارت کی
بنیاد رکھے پھر وہ (عمارت و محراب سے) اُس کو
جہنم کی آگ میں سے گرسے اور امد ظالم لوگوں
کو ہدایت نہیں دیا کرتا یہ عمارت حوران لوگوں
بنائی ہو اس کی وجہ سے ان لوگوں کو دلوں میں
ہمیشہ دھندلک پڑ رہے گی یہاں تک کہ آخر کار ان
عمارت کے گرد اپنے جاتے ہیں ان لوگوں کو کس کس نے
ہو جائیں اور امد سب حال، سب حال والا اور قلمانی ہو

نبی سلیم کے ایک شخص سے کہتے
ہو کہ نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا نبی اوسمی ترازیں مانی
اور احمد اللہ ترازو کو بھیج دینی اور کبیر
آسمان در زمین کے مابین کو پڑ کر
دیتی ہو توفہ نصف صبر اور طہارت
جسم نصف ایمان ہو +
حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی خدا

عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيُّ
يُصَفُّ الْمِيزَانَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مَلَأَهُ وَالْكَلْبُ
يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالصُّومُ
يُصَفُّ الصَّبْرَ وَالظُّهُورُ يُصَفُّ الْإِيمَانَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صل حدیث ابی ہریرہ میں آیا کہ ایک بنی سلیم کے شخص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی اوسمی ترازیں مانی اور احمد اللہ ترازو کو بھیج دینی اور کبیر آسمان در زمین کے مابین کو پڑ کر دیتی ہو توفہ نصف صبر اور طہارت جسم نصف ایمان ہو + حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی اوسمی ترازیں مانی اور احمد اللہ ترازو کو بھیج دینی اور کبیر آسمان در زمین کے مابین کو پڑ کر دیتی ہو توفہ نصف صبر اور طہارت جسم نصف ایمان ہو +

۴ کو ان کی دعا معلوم رہی وہ دعا کہ اگر عجب تبرک سے پھر میں گئے تو ان دنوں میں اگر میری عمر میں دہل ہوں گے حق تعالیٰ نے پہلے جو دگر دیا اور میری قبا
کے لوگوں کی قرب کی ہو تو میری دعا یہ ہے کہ اگر میری عمر میں دہل ہوں گے حق تعالیٰ نے پہلے جو دگر دیا اور میری قبا

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّ عَلَى كُلِّ
مُسْلِمٍ أَنْ يَتَغَسَّلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ
يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ ۝

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ہفتے
میں ایک بار غسل کرنا ہر ایک مسلمان
پر اس کا اپنا حق ہے کہ اُس نے اپنا سر اور
جسم دھو ڈالے ۝

من لم یتجرم جسم کی حفاظت یعنی تندرستی کی بہت تدبیریں ہیں اور وہ سب طبیب متعلق ہیں اور کچھ
طہارت یعنی بدن کی تسکین و تنوہ بھی ہے اور چونکہ اس کی بحث اس حقیقت سے کہ طہارت شرط نماز ہے جسے قبول
حقوفی اللہ میں گزر چکی ہے وہاں دیکھنا چاہیے وہاں طہارت کے تمام اقسام اور بجا سات کے سب انوع نہایت مفصل
کے ساتھ لکھے ہیں اور چھ نکتے دے کر طہارت و نجاست کے متعلق جس قدر کامیاب باتیں ہیں کھول کر لکھ دیں ہیں ۝

حفاظہ جسم از رفسے طب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ
دَاءٍ إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً ۝ (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا
کوئی مرض نہیں آتا مگر اُس کے لیے شفا
ضرور نازل فرمائی ۝

عَنْ أَسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ شَهِدْتُ
الْأَعْرَابَ يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَيْنَا حَرْجٌ فِي كَذَا
أَعْلَيْنَا حَرْجٌ فِي كَذَا فَقَالَ رَجِعَا دَلَّ اللَّهُ
وَضَمَّ اللَّهُ الْحَرْجَ إِلَّا مَنِ اقْتَرَضَ مِنْ
عَرَضِ أَحْمَرٍ شَيْئًا فَذَلِكَ إِلَيْهِ حَرْجٌ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ عَلَيْنَا جَنْحٌ
أَنْ لَا تَتَدَاوَى قَالَ تَدَاوُوا وَعِمَادُ اللَّهِ

اُسَامہ بن شریک سے روایت ہے کہ جو کچھ نبی
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہو کر آپ سے پوچھنے لگے کہ کیا فلاں بات
میں کچھ حرج ہے کیا فلاں بات میں کچھ حرج ہے
پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے بندو! اللہ
ہر طرح کی تنگی اور سختی کو رفع کر دیا ہے مگر ان جو
تمہیں اپنے بھائی کی آبروریزی کے درپے
ہو رہے ہیں گناہ اور حرج ہے انھوں نے عرض کیا
یا رسول اللہ اگر ہم دوا اور علاج نہ کریں تو
کیا ہم پر کچھ گناہ ہے یا فرمایا
خدا کے بندو! دوا کرو

قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لَمْ يَضَعْ دَأْءَ الْإِلَاحِ وَضَعَ
لَهُ شِفَاءَ الْإِلَاحِ الْمَرْمُومِ (ابن ماحہ)

کیونکہ خدا نے بڑھاپے کے سوا
ہر مرض کی شفا نازل کی ہے *

طاعون

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ بَدْرٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونَ
رَجُلٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَافِيلَ
وَعَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَأَذْأَبَ سَمْعُهُمْ بِهِ
بِأَرْضِهِمْ لَأَنْدَحُوا عَلَيْهِ وَلَا ذَا وَفَعَهُ
بِأَرْضِهِمْ أَنْتُمْ هَاهُنَا فَلا تَخْشَوْا مِنْهَا فَإِذَا
رَمَنَهُ *

اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون
عذاب الہی ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ
اور نیز تم سے پہلے لوگوں پر بھی آنچکا ہو تو جب
تم سنو کہ طاعون کسی مین میں پڑا ہے تو وہاں
جاؤ نہیں اور جب اُس مین میں پرشکماں
تم موجود ہو تو اُس سے بھاگ کر دو اس سے
نکلو نہیں *

عَنْ خَصْفَةِ بِنْتِ سَيِّدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ
ابْنِ مَالِكٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونَ شَهَادَةٌ لِكُلِّ
مُسْلِمٍ (صحیح)

سیرین کی بیٹی خصفہ کہتی ہیں کہ اس بن
مالک نے کہا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون ہر مسلمان
کے لیے شہادۃ ہے یعنی جو طاعون سے
مرا ہے وہ شہید ہے الجہاد کا مرتبہ پاتا
ہے *

من التبرجیم جسم کی حفاظت عین جان کی حفاظت ہے اور اس کی تدبیر میں طبیعت کی کتابوں میں لکھی ہوئی موجود ہیں
پس حفاظت جسم کی بڑی تدبیر قراعت طبیعت کی تمیز اور پابندی ہے۔ طبیعت کے وضع ہیں۔ ایک میں اُن تالیف کا بیان ہے جو
۱۔ ہندوستان میں لکھی گئی ہیں سے طاعون پھیلا ہوا ہے۔ حکام وقت ہتھیری تدریسوں کے ہیں مگر ابھی تک کوئی حکمی علاج کسی کی سمجھ
میں نہیں آیا۔ اُن اتنا تحقیق ہو کہ گند کی اور کھات اور کھوٹ سے طاعون کی توہین بہت ہے اور سے پہلے چہ ہے جتنا سے طاعون ہوتے ہیں
جس جگہ طاعون ہو وہاں سے نقل مکان کرنا عید ذات ہوا ہے تو یہ بھی ایک تدبیر ہے واپس دو۔ اور حدیث میں جو سہا ہے جو وہ اس مصلحت
پر رہی ہے کہ لوگ طاعون سے بھاگ کر دوسری سستیوں میں پناہ لینے اور چونکہ مرض متعدی ہے وہاں طاعون پھیلائے ہیں۔ اور طاعون نہیں بھی
پھیلانے تو لوگوں کو متحسین تو کرتے ہیں۔ دایمہ خلاف لوگ جو کہ قول طاعون کی صلاحیت پر اگر ملتے اور طاعون سے نہیں طاعون کے ڈر سے
پرہیز ہیں تو مسلم کا مطلب یہ ہے کہ دوسری سستیوں میں رہنا وہی حکم ہے جو طاعون کی تدبیر میں کرو ۱۲

عمل کرنے سے آدمی امراض سے محفوظ رہے۔ دوسرے حصے میں ازالہ امراض کی تدابیر ہیں۔ طبیب کوئی الہامی چیز نہیں بلکہ لوگ تندرستی کی حفاظت کے لیے مجبور رہو گے اور انھوں نے سالہا سال کے تجربے سے تھکاری توٹی خاک و حصول کے خواص دریافت کیے اور کبیں عمروں میں جا کر قرن طیب مرقن ہو اور ابھی بھی کس فن میں بڑی ترقی کی گنجائش ہے۔ اس لیے کہ آدمی ہنوز تمام چیزوں کی طبی خاصیتوں پر احاطہ نہیں کر سکا۔ چونکہ عام ضرورت کی چیز تھی لوگ کسی زمانے میں طبی تحقیقات سے غافل نہیں رہے۔ بہت کچھ قلمبند ہو کر کتابوں میں جمع ہو گیا اور جتنا کچھ جمع ہو چکا ہے وہ اُس کے مقابلے میں جو دریافت طلب ہو مرن کے آگے تو کچھ مانتے ہی نہیں۔ کتنے کو ہر شخص جانتا ہے اور جانتا بھی ہے کہ جان ہو تو جان ہے اور تندرستی ہزار نعمت ہے۔ مگر علمائے بہت تھوڑے ہیں جو زندگی اور تندرستی کی کماحقہ قدر کرتے ہوں۔ اہل یورپ کو تو البتہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ہر ایک بات کی ٹوہ کی پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اور انھوں نے فنِ طب میں بھی حیرت انگیز ترقی کی اور کر رہے ہیں۔ باقی کیا ہند کیا مسلمان اپنے بزرگوں کی جمع پونجی سے بیٹھے ہیں اور اُن انھوں نے ذرا بھی اضافہ نہیں کیا۔ اور کسی نے کوئی نئی ترکیب دریافت کی بھی ہوگی تو اُس نے مارے ٹھکل کے اُن کے اپنے ہی ملک رکھا اور کتابت میں نہ آنے دیا۔ جب طبیعتوں میں کس رعبے کی فطرت ہو تو قوم آئندہ ترقی کرے کیا خاک۔ کچھ نکلے فقہروں میں بھی سنیہ البینہ چلے آتے ہیں اور کچھ بورچی عورتوں اور دہاتیوں کو معلوم ہیں مگر یہ سب رُس سے خارج۔ خدا کسی کو توفیق دے تو وہ باقاعدہ تحقیقات کر کے طب میں بہت کچھ اضافہ کر سکتا ہے۔ اہل یورپ کا تو حال یہ ہے کہ جس چیز کو مانہ لگایا اُس کو تکمیل کے درجے تک پہنچایا۔ ان کے ادواتِ لائق کی ادویاتِ لائق کی کیانیاتِ تحقیقات کی تفصیل کو دفتر چاہیے اور یہ بحث ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ پس طبِ انگریزی کی نسبت اتنا کہنا بس کرے گا کہ انھوں نے فنِ طب کو جو طبی تھا خصیصہ فطرت سے نکال کر اوجِ یقینیات پر تو نہیں پر اُس کے لگ بھگ کو پہنچا دیا ہے۔ بہت کچھ کرنے کو باقی ہے۔ اور اس کے لیے کوشش جاری ہے لیکن ہم لوگ جمالہ اور بے جا مذہبی تعصب کی وجہ سے خدا کی ان برکتوں اور نعمتوں سے جیسا اور جتنا چاہیے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اور ایسا کرنے سے ہم فریضہ حظِ حیات کا ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں جو از روئے نصِ تعری گناہ ہے۔ ہاں اس کا خیال رکھنا ضروری کہ ولایت کی دواؤں میں کوئی حرام چیز از قہرِ شراب وغیرہ نہ ہو۔ اس لیے کہ گناہ سے قطع نظر بہ نسبتِ صاحبِ کلام کے بھی فرمایا ہے خدا رسول کی مافرمانی کر کے کسی نے دنیا کا فائدہ حاصل کیا بھی تو اُس نے فانی۔ عاصی۔ چدر۔ روزہ فائدے کے لیے عاقبت کے دوا می اور باقی فائدے کو ضائع کیا۔ وَذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ مسلمانوں کے مذہبی خیالات اس قدر فاسد ہو گئے ہیں کہ انھوں نے مذہبی آسانی کے دائرے کو از خود اپنے اور پر تنگ کر لیا ہے۔ طبیب کے متعلق غلط فہمی کا ضروری نتیجہ ہے کہ تعویذ گندے ٹوٹے ٹھکے جھاڑ پھونک کی وجہ سے بہت بچے ضائع ہو رہے ہیں۔ اہل یورپ کے مقابلے میں تو اُلد تناسل کی کمی ہی عمروں کا اوسط گھٹا ہوا ہے۔ نسلیں کمزور ہوتی جاتی ہیں۔ ہاں مسلمان ایک بڑی غلطی کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر تاؤ اپنے وقت کے لوگوں کے ساتھ ویسا ہی بڑاؤ تھا جو تین

باپ کا برتاؤ، خداداد کے ساتھ ہوا کرتا ہو۔ تو لوگ جب بیمار پڑتے ہیں صبر و صبر سے دوا پوچھتے۔ آپ ٹھکی آیت ہوا رحمہ اللہ خاصہ مزاج کے لحاظ سے طبیعت کے طور پر نہیں بلکہ صاب الراسے بزرگ کے طور پر کچھ تدبیر بتا دیتے۔ یہ تدبیر ہم نے ایک رسالے میں دیکھی ہیں جس کا نام **طربت نبوی** ہے۔ چاہیے تھا کہ اس کو آئندہ آنکھ پر مامونہ دیکھا کھیں داخل سمجھتے۔ مگر ہم نے ایک بزرگ کی ایک حکایت ایک راوی سے سنی ہے کہ ان بزرگ کے ہمسائے میں کوئی بی بی بیمار پڑیں بی بی ان کی کچھ رشتہ دار بھی تھیں اور ان کے زمانا خانے میں اکثر آتی جاتی رہتی تھیں۔ اتفاق سے وہ پڑیں بیمار۔ ان کو ان بزرگ کے ساتھ ایک طرح کی ارادۂ قوی ہی کہی دن کی غیر حاضری کے بعد ان بزرگ سے دوا پوچھنے آئیں۔ انھوں نے طربت نبوی دیکھ کر کچھ دوا بتا دی مگر ان بزرگ کی بیوی نے اس دوا کو مضہ بنایا۔ اتنا کھنا تھا کہ ان بزرگ نے بیوی کو طلاق دے دی۔ یہ وہ مذہبی غلطی جس پر ہم مسلمانوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔

حفاظت لوازیم زندگی

(حفاظت مال)

اور (مؤمنین) خود را در غیب اور سافر (ہر ایک) کو اس کی حق پہنچانے رہو اور (دولت کو) بے جا ست اور آلودہ نہ کرو و لست کہے جا اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکر ہے اور اگر تم کو اپنے پروردگار کے فضل کے انتظار میں جس کی تم کو توقع ہو (مذہب جو) ان (دعویٰ) سے موثر نہ ہو تو نرمی سے ان کو

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَاَلْسِکَیْزٰنِ
السَّبِیْلِ وَلَا تَبْذُرُوْا اِلَی الْمَلٰٓئِکَیْنِ
کَاَنْتُمْ اَحْوَآءُ الشَّیْطٰنِ وَاَنْتُمْ لَشَیْطٰنٍ
لَّوْمٌ لَّہٗ فَوَدَّ اَوْ اَقْلَعْرَضَ عَنْہُمْ اَبِیْخَافَ
رَحْمَۃً مِّنْ رَبِّکَ تَرْجُوْہَا فَعَلَّ لَہُمْ فُوْکَ

ف شیطان گرد و لاکھ میں سے تھا اس نے اس نعمت کی قدر نہ جانی اور خدا کی نافرمانی کی اسی طرح مال بھی خدا کی نعمت ہے اور جو اس کو بے جا اڑائے وہ اس کی قدر نہیں کرتا وہ نعمت کی قدر نہ جانتے ہیں شیطان کا بھائی ہوا اور دولت بے جا اڑائی جاتی ہے تو آتشہ شیطان کی حرکات اور مہموعات شرح میں آرائی جاتی ہے اس سے متبادر سے بھی دولت کے بے جا اڑانے والے شیطان کے بھائی نہیں کہ اس کے کھنڈے چلے ۱۷

س ہم اسی دنیاوی باتوں سے خوب واقف ہو۔ بات یہ کہ کسے میں رزق و وسالہ کا نہ چلے ہی کہیں مام و نشان خداداد ہے جو ہم پر جتنا دیتے لست کہ یہاں کیا کر لکھتے کے علاوہ ملکستان کی بڑی کترہ ہے۔ یہاں تک کہ کھجور ہی پر لکھو یا ان لوگوں کا کہ اگر وہ یہاں بھی ہیں جتنے بھی ہیں مگر یہ لوگ کھجور کے درختوں میں رومادہ کی تقریب کرتے تھے میں طبع ہندوستان میں ظلم کا دستور ہے۔ یہ لوگ باوجود ہوس کی عرض سے کھجور کے درخت کا گھاسا مادہ درختوں میں لاسٹے اور اس عمل کو اپنی بولی میں بتا کر کہتے تھے ہندو صاحب کو ملکستان کی رکھو الی کا بھی کام ہے تو اتفاق ہوا کہ کھجور کے پتے بھی ان لوگوں کے زمانہ حیات کے اوقاف میں سے ہو گا یہ کوسر ہوا یا سارا دینہ پڑی ہو گیا لوگوں نے فرمایا اہم اہم عالمہ دوسا کہ میں نے اپنے خیال کے مطابق بتا کر کوئی نہ لکھا اگر تیار ہو کر وہاں آؤ تو وہاں کی باتیں سنو گے ستر سمجھتے ہو اس حدیث کے متعلق ہمارا ایک سیط بیان ہمیر صاحب کے حقوق عنوان کا بیابان سنت کے بل میں گزرا ہے اس کے ساتھ سے بھی ملے گا

س اس قسم کی باتیں اگرچہ ہم کو حقوق مال میں سے جانی جا رہی ہیں لیکن ادیان و مذاہب سے بھی جائیں گے مگر چہ کہ اس کا اثر مال کا جائز انقضائے پر بھی پڑتا ہو اس لیے ہم نے دو باتیں بیان بھی کر دی ہیں ۱۸

<p>فَيَسِّرْ لَكَ وَيَجْعَلْ يَدَكَ مَغْنُولًا لِالْعِفَّةِ وَلَا تَبْسُطْ هَاكُلَ الْبَسِطِ فَتُضَاعَفَ مَا كُنتَ تَكْسِبُ ۚ إِنَّ رُزْقَ الْبَسِطِ الرِّزْقُ الْيُسْرَىٰ وَيَقْدِرُ اللَّهُ كَازِبًا عَادِمًا بَصِيرًا (نہی سہیل ۳۲ پاؤ ۱۵)</p>	<p>سمجھا دو و اور اپنا ماتہ نہ تو اتنا سیکڑو کہ (گو یا) گزرن میں سدھائی اور نہ بالکل اُس کو پھیلنا ہی دوا لیا کر دے گی تو تم ایسے بیٹھے رہ جاؤ گے کہ لوگ تم کو ملامت بھی کر سکیں (اور) تم بھی دست بھی ہو گے و (ایو پیسہ) تھلا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہی فرخ کر دیتا ہی ہو (جس کی روزی چاہتا ہی) پتی ٹکی کر دیتا ہی اور وہ اپنے بندوں (کے حال) سے باخبر (اور ان کی ضرورتوں) کو دیکھنے والا ہے اور (لوگو!) کھاؤ اور پیو اور فضول خرچیاں نہ کرو کیونکہ خدا فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔</p>
<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْآزْدَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ إِنَّهَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ يَصُدُّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْهَوُونَ ۚ وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأَحْذَرُوا فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلِقْ أَثْمَارَ عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ۚ لَيْسَ عَلَىٰ</p>	<p>مسلمانو! شراب اور بڑا اور بُت اور پاسے (ان میں کل پر ایک کام) تو بے نایاک شیطانی کام ہی تو اس سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو بس ہی چاہتا ہی کہ شراب اور بڑے کی وجہ سے تمہارے آپس میں دشمنی اور بغض ڈال دے اور تم کو یاد الہی سے اور نماز سے باز رکھے تو کیا شیطان کے مکر پر طلاع پائے پیچھے اب بھی) تم باز آؤ گے نہیں و اور اس کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو۔ اس پر بھی اگر تم (حکم خدا سے) پھر بیٹھو گے تو جانے رہو کہ ہمارے رسول کے فتنے تو ہمارے حکموں کا صاف ظہور تو نچا دینا ہی اور بے (تو نہ ماننے سے تم اپنا ہی کچھ کھوؤ گے) جو لوگ ایمان لائے۔</p>
<p>و اکثر ایسا ہوتا ہی کہ وقت بہاؤ کی کھانچے رہیں ہوتا اور کہیں سے کچھ لے والا ہوتا ہی اور ایسی اس کے آسے میں رہو اور لوگ ہی حاجت کے آگے اب رسول کا خیال نہیں کرتے اور یہی جانتا تھا کہ اسے تو صاف فرمایا کہ ایسی صورت میں ان لوگوں کی دلگیری نہ کرو اور آسانی کے ساتھ سمجھا دیا و اس آیت میں تو سنی ہو جتنا دل اور صبر نہ رہی کی ہدایت کو آدمی غیر خیرات میں تو ایسا اکل کرے کہ شہی ظنی ہی نہیں اور نہ ہی دوا و قس کرے کہ نہ تکلیف اٹھائے اور لوگ اُن کے ملامت کریں اور اس کی دلاؤ میں کو فضول خرچ قرار دیں و آج کے لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دیکر پاسوں کا مال لیتے تھے اُن کی ذریعے سے مال جیتنے اور حاصل طر پر اُن ہی سے کھاتے تھے اور اُن ہمارے حکمت کا دار بن گئے تھے بلکہ کین تروں کی جگہ زبے باسے میں سے جو جس کے</p>	

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ
فِيمَا ظَهَرُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ ثَمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثَمَّ اتَّقَوْا
وَاحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۲﴾

اور انھوں نے نیک عمل بھی کیے تو جو کچھ (سناپی سے پہلے)
کھپائی چکے اُس میں اُن پر کسی طرح کا گناہ نہیں جبکہ
انھوں نے حرام چیزوں سے پرہیز کیا اور ایمان لایا
اور نیک کام کیے پھر (حرام چیزوں سے) پرہیز کیا اور ایمان
لائے پھر (حرام چیزوں سے) پرہیز کیا اور اچھا (پرہیز کیا اور ایمان لایا)
کا حق ہی اور اسے خلوص دل سے نیک کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

مَنْ جَعَلَ اَوَامِرَ دُنْيَاہِی کو ایک ایک کر کے دیکھا تو یہ بات پیدا ہوئی کہ فضل ہو یا ترکِ فعل جس کے کرنے
کو فرمایا اُس کے کرنے میں اور جس کے نہ کرنے کا حکم دیا اُس کے نہ کرنے میں ہمارا اور ہمارے ابنائے جنس ہی کا فائدہ
ہو اور چونکہ ابنائے جنس کا فائدہ بھی عین ہمارا فائدہ ہی تو یوں کہو جس کے کرنے کا حکم فرمایا اُس کے کرنے میں اور
جس کے نہ کرنے کا حکم دیا اُس کے نہ کرنے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ اس اصول کو یقیناً نظر رکھا جائے تو احکامِ شریعت کی کیا
اُوری کبھی بھی باریک فہم نہ ہو۔ مگر ہر شخص تو اس بھید کو نہیں سمجھتا اور نہیں سمجھ سکتا اسی لیے دنیا میں اللہ کے فرماں بڑا
بند ہے جو خوش دلی سے اُس کے حکموں کی تعمیل کریں تھوڑے ہیں۔ اسی خیال سے ہمیں اس کتاب کی تقسیم میں
مشکل پیش آئی۔ کتاب کے شروع کرتے وقت پہلی بات جو دل میں آئی یہ تھی کہ اَوَامِر دُنْيَاہِی سے ہیں تو خدا رسول کا
فرمودہ اور خدا رسول کی فرمان برداری ہمارا فرضِ رب کو حقوقِ اللہ میں رکھو۔ پھر فرماؤ گے کہ میں نے سمجھا میں آپ کا ایسا
کرتے سے وہ فائدے کا مطلب فوہ ہوتا ہے۔ لوگ سب کو اپنی نظر سے دیکھیں گے کہ خدا نے ایسا فرمایا ہے۔ اُن کا ذہن ہرگز
اس طرف منتقل نہ ہوگا کہ فرمودہ خدا ہونے کے علاوہ اس میں اُن کا اپنا فائدہ بھی ہے اور ان ہی کے فائدے کے لیے
خدا نے حکم دیا ہے۔ پس پہلے خیال کو چھوڑ کر ہم نے یہ طرزِ اختصار کیا کہ کتاب کے پہلے حصے میں حقوقِ اللہ کے لیے
میں حقوقِ العباد۔ مزید توضیح کے لیے ہم مثال کے طور پر شراب اور جوئے کو لیتے ہیں کہ شراب کا پینا حرام ہے اور جوئے
کا کھینا۔ آیت قرآنی کی روش سے شراب اور جوئے میں تین حیثیتیں پائی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ خدا نے دونوں کو منع فرمایا ہے
تو منع فرمانے کی وجہ سے دونوں حقوقِ اللہ ہیں۔ دوسرے شرابِ خاری اور قماربانی سے خود شرابی اور جواری کو جسمانی
اور مالی نقصان پہنچتا ہے تو یہ حقوقِ العباد ہیں سے حق نفس ہوا۔ تیسرے یہ کہ نیک کے شراب پینے سے اُس کے ہاتھ میں
کو نقصان پہنچتا ہے کہ وہ شراب پیتا ہے تو یہ جوادی میں اور جو کھینتا ہے تو ماحیت میں لوگوں سے لڑنا جھگڑنا ہوتا ہے اور

ف بات یہ ہے کہ شراب کلاموں میں دفعہ حرام نہیں ہوتی مگر اُس کی مذمت کی آیتیں وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہتی تھیں جو عامی زیادہ
سمجھ دیتے تھے وہ مشرع ہی سے نکلے تھے جب شراب کی برائی کی کوئی آیت نازل ہوتی تھی تاکہ اسے طاعتِ اللہ سے متورن نہ ہوں بعض نے سمجھ
لیا کہ شراب اگر حرام ہو کر پہنچے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا آخرتِ عمر میں جیسے علیہ السلام کی کو بھی ایک مدت تک حد شراب اور وہ دعا کرتے تھے
کہ یا خدا شراب کے بارے میں ہمیں حکم صاف نہ تو اس آیت سے شراب باطل حرام ہو گئی اور جو اتقا و آمنوا اگر وہ واقع ہو تو اُس کا یہ مطلب
معلوم ہوتا ہے کہ جو شراب کی عثمائیاں بیان ہوتی تھیں لوگ اُس سے احتراز کرتے گئے اور قریب قریب ہی حال چلے گئے کہ جو

حق العبادہ - شراب اور جوئے کا حق نفس ہونا ہم نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ شراب سے استنباط کیا ہی کہ انہم و نفع ضعیف و اگر موہیں سکتے ضرر یہاں اثم سے ضرر یعنی نقصان مراد ہے۔ اچھا پھر شراب و جوئے میں نفع کیا سمجھا جائے شراب میں وہ چند لمبے کا سر اور جوئے میں اتنا ہی حیات۔ اور ان کا میرید السیطن ان یوجع ینکھ العکاذ و البصائر فی النجس والمیسر تو صاف حق العبادہ ہے۔ شراب اور جوئے میں ایک خاص خرابی یہ بھی جاتی ہے کہ بہت جلد ان کی چاٹ لگ جاتی ہے۔ اور چاٹ لگے بیچے ان کا چھوڑنا مشکل بلکہ انہم صورتوں میں محال ہو جاتا ہے۔ شراب کا نشہ اور کوہنا ہی تو نشے کے آثار کا نتیجہ لازمی ہے و درمیں کو خوار کتے ہیں اور اس کا عاجل و فہیف شراب ہی یعنی مرض کی دوا خود مرض ہے۔ وہ کھلے جوئے میں اگر حیات ہی تو اس کے ساتھ عرض طبع ہے۔ اور یہ تو تانی کی کوشت ہو اب تب تک کہ ہم نے شراب اور جوئے کو کس لیے اور کس حیثیت سے حقوق نفس میں لیا ہے؟



مسلمانو! اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ سختی کرنی نہیں چاہتا ہے۔

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴿٢٢﴾ (البقرہ ۲۲ تا ۲۰)

مسلمانو! اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنی نہیں چاہتا بلکہ تم کو صاف ستم ارکھنا چاہتا ہے اور ستم یہ (چاہتا ہے) کہ تم پر اپنا احسان پورا کرے تاکہ تم اس کا شکر کرو۔

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُنِيعَ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٢٦﴾ (المائدہ ۲۶ تا ۲۵)

خدا کسی نفس پر اس کی سانی سے بڑھ کر کچھ نہیں چاہتا۔ رضا فرماتا ہے کہ جن لوگوں کا پہلی آیت میں ذکر ہوا آج ہماری مراد اس مانے کے وہ اہل کتاب ہے جو ہمارے رسول

لَا يَكُفُّ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴿١٩٦﴾ الَّذِينَ يَلْبِغُونَ السُّؤَالَ النَّبِيِّ الرَّفِيَّ

سہ یہ اس آیت کا ایک ٹکڑا ہے جس میں میرے مسافر کو اس کی آسانی کے لیے روزے کی تصاکم ہو جائے ہم قسم یہ مطلب کے لیے پوری ہے۔ مع ترجمہ اہل کیسے کہتے ہیں اور وہ یہ ہے جو تھمر مصداق الی اللہ ہے القہان ہدی للذات و سبباً من الہدی و اہل یقان من بعد منک المصداق فیصلہ ومن تھمر صمد اعلی صمد حدہ من ابائہم یقین اللہ نکو الیسر ولا یقین نکو العسر ولا یقین العسر ولا یقین اللہ علی ما کھنہم ولعلکم تسکونہ تم مجھے (دروہ کا) میاں مصداق کا جو جس کے (روزوں کے مانے) میں حد کی طرف سے قرآن میں حکم ازل ہوا جو (اور قرآن) لوگوں کا رہا ہے اور اس میں) ہادیہ اور احق و اطل کی توبہ کے کھلے کھلے حکم (موجود ہیں) تو (مسلمانو!) تم اس سے جو شخص اس میں ہے (زمرہ) موجود ہو تو چاہتے کہ اس میں ہے۔ روزے رکھنے اور جو ہدیہ یا سفر میں (ہو) اور جو سفر دونوں سے گنتی (پوری کر لے) اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ سختی نہیں کرنی چاہتا اور اللہ تمہارے اس غرض سے ہے کہ تم (روزوں کی) گنتی پوری کرو اور تاکہ اللہ سے تم کو راہ راست دکھادی جو اس (نصرت) پر اس کی ثانی کرو گے تاکہ تم (اس کا) احسان مانو۔ سہ یہ آیت تم کے یہاں ہے جسے حالے مندوں کی آسانی کے لیے بھی ایسی حیات و عمرانی سے دہہ رکھے گا تو تم

سنی انی رحمہم کی تیرے ساتھ

گردہ ہے پوری آیت حصہ اول کے مات سوم حوازن و صواب اور تیرم اور اس کے حوازن صراطہم میں میں ملاحظہ ہو۔

الَّذِينَ يَحْدُونَ كُفْرًا مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي
التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْعَمْرِؤِ
وَنَهْيِهِمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَضَعْنَا عَنْهُمْ
وَصَرَّهُمْ وَالْأَعْلَى الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ
فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ
وَاتَّبَعُوا الشَّوْهَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ
هُمْ الْمُفْلِحُونَ ○ (الاعراف ع ۱۸ پارہ ۱۹)

جن کی بشارت کو اپنے ماں کوڑت اور انجیل میں لکھا
ہوا پائے ہیں **و** وہ ان کو اچھے کام کرنے کو کہتے
اور بُرے کام سے ان کو منع کرتے ہیں۔ اور پاک چیزوں
کو ان کے لیے حلال اور نا پاک چیزوں کو ان پر حرام
کرتے ہیں اور احکام سخت کے (بوجھ جو ان لوگوں کے
سموں) پر لکھے ہوئے تھے اور پختہ جو ان پر
(پڑے ہوئے) تھے ان سب کو ان پر سے دھرتے
ہیں **و** تو جو لوگ ان (پیغمبر محمد) پر ایمان لائے اور
ان کی حمایت کی اور ان کو مدد دی اور جو تیر (ہدایت یعنی
قرآن) ان کے ساتھ بھیجا گیا اُس کے پیچھے ہو لیے
یہی لوگ کامیاب ہیں *

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِثْلَ
مِثْلَةِ آبَائِكُمْ أَبَرَّهِمْ هُوَ سَمَّاكُمْ الْمُسْلِمِينَ
مَنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ
شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شَهِدَاءَ عَلَى
النَّاسِ قَافِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ

اور مسلمانو! اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسا کہ اُس
کی راہ میں کوشش کرنے کا حق جو۔ اُسی نے تم کو دنیا
کے لوگوں میں سے انتخاب فرمایا اور دین (کے واسطے)
میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی (تھوڑے سے ایسے ہی
(تجویر کیا) تھوڑے سے اب ابراہیم کا تھا) اُسی نے تم کو
راگلی کرنا میں (پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکھا یعنی
فرماں فرما رہا تھا اور اس (قرآن میں) بھی) تاکہ رسول تمہارا
مقابلے میں گواہ ہوں اور تم (دوسرے) لوگوں کے مقابلے
میں گواہ ہو تاکہ میں تمہو اور تم کو دوا اور اللہ ہی کا سہارا
کیا نہ دے دے تھا لا کار سارے۔

و اُمی کے غلط معنی اور نادانوں کے ہیں اور وہ جو ان پڑھے آن پڑھے ہونا اور سب لوگوں کے لیے عیب ہی مگر عیب پیغمبر صاحب صلے
اللہ علیہ وسلم کے لیے موجب خرفہ تھا کہ پڑھے نہ لکھے اور وہی کے دینے سے بڑے بڑے پڑھے لکھوں کو دنیا اور دین کے
انتظام کھا گئے **و** کوڑت کے پڑنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ موسوی شریعت کے احکام نازر و نہ طارہ اور کھانے پینے
مذہب و ریت کے متعلق اور دیگر ہر بہت ہی سخت تھے چنانچہ جس شخص کے کاٹ کھینک دیتے اور دین پر غصہ لگ جاتے تو اُس کے جھیلنے
کا حکم تھا بتویوں کا ذریعہ اس حد تک کہ شرعی طور پر قلع کرنے والا مسیکوں میں کوئی نہ ہوتا **۱۱**

<p>دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبْرَكَةٌ طَيِّبَةٌ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○ (البرحر ۸ یا ۱۸)</p>	<p>گھروں میں جانے لگے تو اپنے (لوگوں) کو سلام کر لیا کرو (سلام ایک دعا ہے غیر (جو) تم مسلمانوں کو اندلی طرف سے (تعلیم کی گئی ہے) برکے والی عمدہ بیوں (السلام) احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو و</p>
<p>قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَعَثْتُمْ مُبَشِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَذِّبِينَ + (بخاری)</p>	<p>پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانو! تم آسانیاں بڑھانے کے لیے بنا میں بھیجے گئے ہو دشواریاں بڑھانے کے لیے نہیں +</p>
<p>يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَلَبِّشَا وَلَا تُفَشِّرَا لَطَاوَعَا وَلَا تُخَفِّرَا + (بخاری)</p>	<p>(جب حضور ابو موسیٰ اشعری اور عاف بن جبل بن کی طرف روانہ ہوئے گئے تو پیغمبر صاحب نے فرمایا اتم دونوں آسانیاں پیدا کرنا نہ دشواریاں لوگوں کو خوش کرنا نفرت نہ دلانا ناہم شرم پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ اگر میں اپنی اتم چیز شوا نہ سمجھتا تو انھیں ہرگز کے لیے نہ نکال کرنے کا حکم کرتا ہ)</p>
<p>فَلَوْ كُنْتُمْ سَلَامًا عَلَى الْفَرَسِ لَكُنْتُمْ سَلَامًا عَلَى الْبَيْتِ اس فرسے سے باہمی اشل کو بڑھائیں۔ اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ جہاں تک ہو سکتا ہو یا نہ دوسرے کے مال کھانے میں سناٹا کرتے ہیں کہ نہیں لایا اور نہ دیتے سمجھے جائیں اور بعض لوگ مثلاً لنگڑے وغیرہ معذرت کی وجہ سے کٹا کر کش رہتے ہیں کہ حتیہ نہ سمجھے جائیں لیکن اگر یہ دستور زیادہ کثرت سے جاری ہو کہ میں نے تمہارے اہل کھانا کھا لیا تم نے میرے مال کھالیا تو کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں میں کہنے کی اور اتفاق پیدا کرنے کی عمدہ تدبیر ہو اور مَا هَلْ كُنْتُمْ سَلَامًا عَلَى الْفَرَسِ لَكُنْتُمْ سَلَامًا عَلَى الْبَيْتِ دراں میں سے کوئی شخص کہیں مہمان چلا جائے تو فریقے رشتے دار کو جس پر اس کا اعتبار ہو گھر کی گھنٹیاں دے جاتا ہو دیتے یہ ایک طرح کی اجازت ہو کہ تمہیں کسی پرانی ضرورت ہو تو گھر میں سے لینا۔ لیکن یہ بھی رکھنے والے خود اپنی طبیعت سے جہنیت پرست ہیں ورنہ اگر صاحب حال کی غیبت میں ضرورت کی کوئی چیز لیں تو وہ اگر خوش ہو مگر دنیا میں نفسا نفسی پھیل گئی ہو۔ نہ کوئی کسی کے ساتھ ایسی سخاوت کرے جتنا وہ اپنے معاوضے کے ڈر سے کوئی ایسی سخاوت سے فائدہ اٹھاتا مگر سہا اختر کو ترقی دینے کی ایک تدبیر نہ بلادی ہو اور ما ملک تو مغانحہ سے مفسرین نے قیام کا ولی سرپرست یا جی</p>	<p>لوگوں میں اتحاد و رابطہ پیدا ہونے کا بڑا عمدہ ذریعہ کھانا ہے اور اس آیت کا مقصد وہی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس فرسے سے باہمی اشل کو بڑھائیں۔ اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ جہاں تک ہو سکتا ہو یا نہ دوسرے کے مال کھانے میں سناٹا کرتے ہیں کہ نہیں لایا اور نہ دیتے سمجھے جائیں اور بعض لوگ مثلاً لنگڑے وغیرہ معذرت کی وجہ سے کٹا کر کش رہتے ہیں کہ حتیہ نہ سمجھے جائیں لیکن اگر یہ دستور زیادہ کثرت سے جاری ہو کہ میں نے تمہارے اہل کھانا کھا لیا تم نے میرے مال کھالیا تو کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں میں کہنے کی اور اتفاق پیدا کرنے کی عمدہ تدبیر ہو اور مَا هَلْ كُنْتُمْ سَلَامًا عَلَى الْفَرَسِ لَكُنْتُمْ سَلَامًا عَلَى الْبَيْتِ دراں میں سے کوئی شخص کہیں مہمان چلا جائے تو فریقے رشتے دار کو جس پر اس کا اعتبار ہو گھر کی گھنٹیاں دے جاتا ہو دیتے یہ ایک طرح کی اجازت ہو کہ تمہیں کسی پرانی ضرورت ہو تو گھر میں سے لینا۔ لیکن یہ بھی رکھنے والے خود اپنی طبیعت سے جہنیت پرست ہیں ورنہ اگر صاحب حال کی غیبت میں ضرورت کی کوئی چیز لیں تو وہ اگر خوش ہو مگر دنیا میں نفسا نفسی پھیل گئی ہو۔ نہ کوئی کسی کے ساتھ ایسی سخاوت کرے جتنا وہ اپنے معاوضے کے ڈر سے کوئی ایسی سخاوت سے فائدہ اٹھاتا مگر سہا اختر کو ترقی دینے کی ایک تدبیر نہ بلادی ہو اور ما ملک تو مغانحہ سے مفسرین نے قیام کا ولی سرپرست یا جی</p>

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ
فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِمَّنِي لِلنَّاسِ سَأَلُوهُ
فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لِمَ أَشْعُرُ خَلْفَتُ قَبْلُ
أَنْ أَذْبَحَ فَقَالَ أَذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَبَدَأَ الْخُرُ
فَقَالَ لِمَ أَشْعُرُ قَعْرَتُ قَبْلُ أَنْ أَرْمِي
فَقَالَ أَرْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَدَّمَ وَلَا أَخَّرَ
إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ (بخاری و مسلم)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَمْرٍو وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ امْرَأَةٍ ذَاتِ حَسَبٍ فَكَانَ
يَأْتِيهِمْ مَا فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْضِهَا فَقَالَتْ نَعَمْ
الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطْلُ لَنَا فَرَأَيْنَا
لَمْ يَقْبَلْ لَنَا كَفْ أَمْنًا أَتَيْنَاهُ فَذَكَرَ
ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
أَتَيْنِي بِهِ فَأَتَيْتُهُ مَعَهُ فَقَالَ كَيْفَ

عمر بن العاص کے فرزند عبد اللہ سے روایت
ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
حجۃ الوداع کے موقع پر موضع منامین اس لیے
وقوف کیا کہ لوگ آپ سے مناسک کے بارے
میں دریافت کریں تو ایک شخص اگر دریافت
کرنے لگا کہ مجھے معلوم نہ تھا میں نے قربانی
ذبح کرنے سے پیشتر سر منڈا لیا فرمایا کچھ
حج نہیں اب ذبح کرے۔ ایک اور شخص اگر
کھنے لگا کہ مجھے معلوم نہ تھا میں نے رمی جہار
سے پہلے قربانی گزار لی فرمایا کچھ حج نہیں اب
رمی جہار کرے۔ غرض کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کسی چیز کی تعلیم و تائید کی بابت اس
نہیں ہوا مگر آپ ہی فرمایا کہ افعل ولا حرج

محمد سے روایت ہو کہ حجۃ عبد اللہ بن
عمر نے بیان کیا کہ میرے باپ نے ایک
بختیخ شریف عورت سے میرا نکاح کر دیا
اور کبھی کبھی اس کے پاس جا کر اس کے
شوہر یعنی میری بابت دریافت کیا کرتے
تھے وہ جواب میں کہتی کہ عبد اللہ اچھا آدمی
ہو کہ جب ہم اس کے پاس آتے ہیں وہ
ہمارے ساتھ سوتا نہیں کہ ہمارے لیے بچھونا
بچھایا جائے اور ہم سے کبھی قریب نہیں
ہوتا وہ رات کو تنہا میں اور دن کو روبرو

لے کر کپڑے صحاح میں یہ حدیث چند طرق سے مروی ہو کہیں مجملہ کہیں مفصلہ کہیں کوئی جملہ مقدم ہو کہیں مؤخر کسی میں
اسامہ کو کسی میں توضیح۔ ہم نے ان میں سے صرف وہ طرق انتخاب کر لیے ہیں جن سے ہمارا مطلب متعلق تھا۔ جو کون ان میں بعض جملے کو
اور بعض مقدم موقوف بھی تھے اس لیے ہم نے ترجمہ میں نہ کر کے حذف کر دیا اور عبارتہ مسلسل کرنے کے لیے تقدیم و تاخیر کا چنداں لحاظ
نہیں کیا۔ الفاظ حدیث کو جو بعضہ نقل کر دیا اور ترجمہ میں اس کی رعایت نہیں کی ۱۲

میں بسر کر دیتا ہو عورت کی یہ شکایتیں عمر کے
کان میں پونچھیں تو وہ میرے ساتھ نہایت
سختی سے پیش آئے اور غصے کے بجے
میں کجا کہ عبد اللہ! میں نے ایک مسلمان
شریف عورت سے تیرا نکاح کیا اور تو اس
کے ساتھ ویسا معاملہ نہیں کرتا جیسے شوہر
اپنی بیبیوں کے ساتھ کرتے ہیں میں نے
اپنے والد کی کس نصیحت کی طرف چن داں
التفات نہیں کیا کیونکہ میں نہایت قوی اور
مستند تھا شہ شدہ یہ خبر تو نبی صاب
تک پہنچ گئی اور وہ کھروالہ نے بھی نہیں
صاحب سیرتہ نہ کرے کیا اپنے فرمایا کہ عبد اللہ
کو میرے پاس بلا لاؤ۔ دوسری روایت میں
آیا ہو کہ عبد اللہ کہتے ہیں خود نبی صاب
میرے حجر عبادہ میں تشریف لائے اور
فرمایا مجھے جو یہ خبر پہنچی ہو کہ ثورات بھڑکیا
کرتا اور دن کو روزہ رکھتا ہو کیا یہ سچ نہیں
نے عرض کیا جی ہاں سچ ہو فرمایا عبد اللہ!
تو ایسا نہ کر سو بھی رہ اور تجھے بھی پڑھ لے روزہ
بھی رکھ اور افضل بھی کر کیونکہ تیری انکھ کا
بچہ پرتی ہو تیرے جسم کا بچہ پرتی ہو تیری
بہنی کا بچہ پیش ہو تیرے مہمان کا بچہ پرتی
ہو تیرے دوست کا بچہ پرتی ہو عبد اللہ!
میں شب کو قیام بھی کرتا ہوں سو بھی رہتا
ہوں دن کو بھی روزہ بھی رکھ لیتا ہوں
کبھی نہیں بھی رکھتا ممکن ہو کہ تیری عمر دراز
ہو اور تو اس وقت اتنے بوجھ کی تکلیف نہ

صَوْمُ قُلْتُ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ
جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قُلْتُ إِنِّي أَطِيقُ أَفْضَلَ
مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَأَفْطِرْ يَوْمًا
قَالَ إِنِّي أَطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ
صُمْ أَفْضَلَ الصِّيَامِ صِيَامَ دَاوُدَ صَوْمُ
يَوْمٍ وَفِطْرُ يَوْمٍ +

عَنْ جَاهِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
رَوَّجَنِي إِنِّي أَمْرًا فُجَاءً يَزُورُهُ فَقَالَ
كَيْفَ تَرَى بَعْلَكَ فَقَالَتْ نِعَمَ الرَّجُلُ
مِنْ رَجُلٍ لَا يَنَامُ اللَّيْلَ وَلَا يَفْطِرُ
اللَّهُ مَا فَوْقَهُ رَوَّجَنِي وَقَالَ رَوَّجَنُكَ أَمْرًا
مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَغَضِبَتْهَا قَالَ فَجَعَلَتْ
لَا تَنْفَعُ لِي قَوْلُهُ بِمَا تَأْتِي عِنْدِي مِنَ
الْفَقْرِ وَالْأَجْنَهَادِ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَكُنِّي
أَنَا فَوْمٌ وَأَنَا مَوْصَوْمٌ وَأَفْطِرُ فَقُمُ
وَمُمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ قَالَ صُمْ مِنْ شَهْرٍ
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَقُلْتُ أَنَا فَوْمٌ مِنْ ذَلِكَ
قَالَ صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صُمْ

يَوْمًا وَأَوْفِطِرُ يَوْمًا قُلْتُ لِي أَقْوَى مِنْ
ذَلِكَ قَالَ أَفَرَأَيْتَ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ
ثُمَّ انْتَهَى إِلَى خَمْسَ عَشْرَةَ وَأَنَا أَقْوَى
أَنَا أَقْوَى مِنْ ذَلِكَ۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُحْرِي فَقَالَ
أَلَمْ أَحْذِرْ أَنْ تَقُومَ اللَّيْلَ وَتَصُومَ الْهَيَّاءَ
قَالَ بَلَى قَالَ فَلَا تَعْلَنَّ نَمَّ وَقَمَّ وَصَهْمَ وَ
أَفِطْرَانَ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ وَأَنَّ
يُحْسَدَ عَلَيْكَ حَقٌّ وَأَنَّ رُزْجَكَ عَلَيْكَ
حَقٌّ وَأَنَّ لَصْفَكَ عَلَيْكَ حَقٌّ وَأَنَّ لَصْدَكَ
عَلَيْكَ حَقٌّ وَأَنَّ عَسَى أَنْ يَطُولَ
بِكَ عَمْرُؤُكَ فَحَسِبْ أَنْ تَصُومَ
مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثًا فَإِنَّكَ صِيَامُ الدَّهْرِ
كُلِّهِ وَالْحَسَنَةُ عِشْرَةَ امْتَنَاهَا قُلْتُ لِي
أَجِدُ قُوَّةً فَشَدَدْتُ فَشَدَّدْتُ عَلَىَّ قَالَ
صُمْ مِمَّنْ كُلُّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةٌ أَبَاؤُ قُلْتُ لِي
أُطِيعُ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ فَشَدَدْتُ فَشَدَّدْتُ
عَلَىَّ قَالَ صُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللَّهِ أَوْدَّ عَلَيْهِ

اٹھا اسکے مجھے ہر مہینے میں تین روزے کھینچنے
کافی ہیں اور یہ صیام اللہ کے برابر ہیں کیونکہ
ایک نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے تو ہر مہینے
میں تین روزے پورے مہینے بھر کے روزے
کے برابر ہے عجب اللہ کہتے ہیں میں عرض
کیا یا رسول اللہ میں اپنے میں ایسے زیادہ
قوت پاتا ہوں فرمایا اچھا ہر ہفتے میں تین روزے
رکھ لیا کرو میں نے عرض کیا کہ میں اس سے
بھی زیادہ قوت رکھتا ہوں فرمایا نو حقہ واؤ
علیہ السلام کا سا روزہ رکھو اور اس سے تجاوز
نہ کرو میں نے عرض کیا کہ حقہ واؤ علیہ
السلام کس طرح کا روزہ رکھا کرتے تھے فرمایا
ایک دن روزہ رکھتے دوسرے دن نہیں کھتے
تھے غرض کہ جہاں تک میں اصرار کرتا گیا
پیغمبر صاحب بھیرتہ دوسری کرتے گئے
ایسی طرح قیام شبے بارے میں فرمایا کہ
مہینے میں ایک ختم کر لیا کریں نے عرض کیا
یا رسول اللہ میں اس سے زیادہ قوت رکھتا ہوں
فرمایا تو بھیرتہ میں ختم کرو میں عرض کیا کہ نہیں
اس سے زیادہ قوت ہوا شاؤ فرمایا کہ نہیں دوسری
میں کما مجھے اس سے بھی زیادہ قوت حاصل ہو
فرمایا پندرہ روز میں ایک ختم کرو اور سات
روز سے تو آگے بڑھنا چاہیے ہی نہیں
لیکن جب حقہ عبد اللہ بڑھے ہے اپنے اور
اپنے اس وظیفے پر قیام کرنے سے جسے انھوں
حالیہ جوانی و قوت میں اپنے اوپر لازم کر لیا
تھا عاجز لگے تو کتنے گئے لاں اور صلیت

<p>السَّلَامَةُ فَلَمْ يَكُنْ صَوُّهُ دَاوُدَ قَالَ رَضِفُ الدَّهْرِ (رسائی)</p>	<p>النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اهل و عالی ایسی اگر میں تیں دیوں کو قبول کر لیتا ہوں کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتضا تو اس حد تک ہے مال اولاد سے زیادہ</p>
<p>رَعْمَلُوا مَا كُفِّرْتُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمُوتُوا (بخاری)</p>	<p>جس باتوں کی خدائے تعین تکلیف دہی انھیں بجا لاؤ اور اپنی طرف سے تشریح و تفسیر نہ کرو کیونکہ خدا تو اب دین سے نہیں جھکتا اور تم عمل کرتے کرتے تھک جاؤ گے *</p>
<p>قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ فَلَتْ * (بخاری)</p>	<p>پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کو وہ اعمال بہت پسند ہیں جن پر مداومت کی جائے اگرچہ خدا کا لحاظ سے تھوڑے کیوں نہ ہوں *</p>
<p>عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَكَّةً فَلَمْ يَجِدْهُ الْمَشْيُ قَالَ رَكِبَهَا قَالَ لِمَ رَكِبَهَا قَالَ رَكِبَهَا لِأَنَّكَ كُنْتَ بَدَنَةً * (بخاری)</p>	<p>حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا جانور لیے چلا جاتا اور اس بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ اس پر چڑنا نہایت شاق و ناگوار ہو فرمایا کہ اس شخص تو اس پر سوار ہو جا اس نے عرض کیا کہ ضرور قربانی کا جانور ہو فرمایا سوار ہو جا اگرچہ قربانی کا جانور ہو *</p>
<p>عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَّ جُلُودُكَ بَيْنَ السَّكْرَةِ يَتَنَزَّلُ قَالَ مَا هَذَا الْجُلُودُ قَالَ هَذَا جُلُودُكَ يَنْبَغُ إِذَا فُتِرَ تَلَقَّفَتْ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَحْلُوهُ يُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَةً * (صحیحین)</p>	<p>آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کتاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائے تو دو دستوں کے بیچ میں ایک رستی تھی ہوتی دیکھ کر فرمایا یہ رستی کیسی ہو لوگوں نے عرض کیا یہ رستی ہو زینب کی جب وہ نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتی ہیں تو اس میں تلک رہتی ہیں فرمایا نہیں اسے کھول ڈالو ہر ایک شخص کو وہیں تک نماز پڑھنی چاہیے جہاں تک نشاط و خوشی رہتی باقی رہے *</p>
<p>من التمرح - حقوق النفس كآب باندہ سے ہمیں یہ کھانا منظور کہ زندگی جس پر دنیا اور دین کے سارے کام موقوف ہیں خدا کی امانت ہو اور امانت دار ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہو کہ اسکان اس کی حفاظت کریں پھر زندگی نامی بدن اور مرض کے تعلق کا تو زندگی کی حفاظت کے یہ معنی ہیں کہ ہم اس تعلق کو تا اسکان منقطع نہ ہوں</p>	

اور نہ صرف یہ ہی کہ منقطع نہ ہونے دیں بلکہ بے مزہ اور تکلیف دہ بھی نہ ہونے دیں اگرچہ آدمی زندگی کی حفاظت پر مجبور اور مجبور ہو اور اس پر ضرورتاً کسی میں حکم و اجازت کی ضرورت نہیں ہو اگر کسی مگر مذہبی خیال کے لوگ اکثر بلکہ عموماً نفس کشی کو عبادۃ قرار دیتے ہیں۔ عیسائیوں کی رسائیہ جنگیوں کی ریاضات شاید قسب نفس کشی کے تشبہ و تمیز اور ناجائز پر لائے ہیں۔ بے شک آدمی کی خواہشوں کو اگر روکا نہ جائے تو دنیا سے اس میں عافیہ اٹھ جائے مگر خواہش روکنے سے ترک کے تو معدوم کیوں کرو **مصرعہ** گڑے جو مرسے تو نہ کیوں دو بے آخر خدانے کسی مصلحت سے چند و چند خواہشیں آدمی کی طبیعت میں پیدا کی ہیں قوت و خواہشیں ک معدوم کرنا دوسرے لفظوں میں حکمت الہی کا باطل کرنا ہی سہی ماحکفہ ہذا یا کلاہ استعینک و صاعداک اللہ اعلم ہم نے بعض ہندو فقہروں کو دیکھا ہے کہ اوپر کو اٹھائے اٹھائے مائے خشک کرتے ہیں تاکہ مائے چوری نہ کر سکے کسی کو مارنے کے گھر کھانا ہوا تھا واو وہش اور کسی کی نعل بھی نہیں کر سکتا از دست بستہ چہ نیمہ واز پائے تکستہ چہ سیر۔ زبان گالیاں بھی جھوٹ بوتلی رشتیں کھاتی مگر ذکر خدا اور نصیحت بھی کرتی اور کسی درویش کو سنی بھی دے سکتی جو مذہب لام نے آدمی کی خواہشوں کے روکنے میں کی نہیں کی مگر خواہشوں کا معدوم کرنا بھی جائز نہیں رکھا ہندوؤں نے تو ترقی کر کے نفس کشی کو خود کشی تک پہنچا دیا کہ ان میں ایک طریقہ لکھن کا بھی ہے جس میں خود اپنے تئیں کسی بے حد بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ خدا کی طرف سے خبر و بشر کی زندگی کی ایک سیدھا قسم ہے کہ اس میں کسی کے لیے کمی بیشی نہیں ہو سکتی اذ اجابہ انکھلہم کا یستأجر و ن ساعۃ و لا یستغفر من زندگی کی مثال ایک روشن چہلغ کی سی ہے کہ اگر کچھ تک مار کچھ بھانہ دیا جائے تو جب تک تیل و فکار سے گا جلتا رہے گا۔ ہاں بیچ بیچ میں جتنی کے اکسانے اور گل کے کترنے کی بھی ضرورت واقع ہوتی رہے گی۔ زندگی کے چہلغ کا تیل شخص کی طبیعت کی توانائی اور قوت ہے کہ آخر ایک نہ ایک دن چوٹ پڑتی ہے۔ زندگی کے بارے میں خدا ہم سے یہ چاہتا ہے کہ اس وقت تک جبکہ ہماری طبیعت توانائی جواب دے ہم زندگی کو ٹھیک طرح پر چلنے دیں۔ حشر تہ حیات بیچ میں سے دو طرح پر ڈھتا ہے۔ ہمارے کرنے سے یا دوسروں کے کرنے سے۔ دونوں صورتوں کے لیے قرآن میں مناسب اشارہ احکام موجود ہیں جو باپ حقوق نفس میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ مال کی حفاظت کو بھی ہم نے حقوق نفس میں لایا ہے اگرچہ ظاہر یہ ہے جو جیسی بات ہو مگر مال کو انسان کی زندگی میں بڑا دخل ہے اس واسطے کہ زندگی موقوف ہو ماکل و مشرب پر اور ماکل و مشرب کا ہم پونہ پنچا مال پر غرض مال کی حفاظت عین زندگی کی حفاظت ہے پھر انسان کا جسم چار مختلف اعضاء سے بنا ہے جن میں ہر وقت ایک طرح کی لڑائی لڑتی رہتی ہے قطعہ چار طبع مخالف و سرکش ہے چند فقرہ جو مذہب ہمیشہ چوں یکے ہیں چہارشہ غالب ہے جان شیریں برآواز غالب ہے اور اس جیسے عناصر میں اعتدال کی نسبت کا قائم رکھنا بڑا احتیاط طلب کام ہے اور وہ موضوع کہ جو علم طب کا لڑائی سے ہم نے بعض ایسی باتیں بھی حقوق نفس میں حل کر لی ہیں جو طب سے متعلق ہیں یہ تو حسانی تندرستی ہوتی۔ باقی یہی روحانی تندرستی اس کی تدابیر کتاب کے تمام بابوں میں مذکور ہیں ایہی ہر دو گارگو اس سے لگا خاندان عالم کو بے فائدہ تو نہیں بنایا یہی ذات اللہ فعلیت کے کرے ہے ایک ہے اور ہر کار خیر کے

خاطرات ناموس دین

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّكَ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ اُظْلِمَ فِي بَيْتِكَ اَحَدٌ وَلَمْ تَاذَنْ لَهُ فَنَدَّ فَتَلَّ بِحَصَاةٍ فَفَقَاتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ * (صحیحین)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تم نے اپنے گھر میں کوئی شخص جھانکے اور تو نے اس سے اجازت نہ دی ہو پھر تو نے نہ کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دی ہو تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں *۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا اُظْلِمَ فِي بَيْتِهِ بَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَرَجَتُهُ كَبِيرَةٌ رَأْسُهُ فَقَالَ لَوْ اَعْلَمْتُ اَنْكَ تَنْظُرُ لَطَعْتُ بِرَأْسِي فِي عَيْنِكَ لَئِنْ جَعَلْتُ اَكْرَمَ سَيِّدَانِ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ * (صحیحین)

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص غلاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سونچے سے جھانکا اور پیغمبر صاحب کے پاس ایک لکڑی پشت خاص صبی تھی جس سے آپ اپنا سر کھیلایے تھے آپ نے دیکھ کر فرمایا اگر مجھے یقین ہو تا کہ تو مجھ پر دیکھ رہا ہو تو میں اس کی نیرنگی دونوں آنکھوں میں کچھ کے تینا کھر میں آنے کے لیے اجازت مانگتا اسی لیے مقرر ہوا کہ اگر

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ دُونَ ذِي نَبْذٍ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قَتَلَ دُونَ دَمَةٍ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قَتَلَ دُونَ دَالٍ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قَتَلَ دُونَ اَهْلٍ فَهُوَ شَهِيدٌ * (ابن اود - نسائی - ترمذی)

سعید بن زید سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے دین کی حفاظت کے لیے کچھ قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے خون کی حفاظت کے لیے کچھ قتل کیا جائے وہ شہید ہے اور جو شخص غلاب مال کی وجہ سے قتل کیا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لیے کچھ قتل کیا جائے وہ شہید ہے

لباس

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَ
جَعَلَ لَكُمْ مِنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا
تَسْكُنُونَهَا يَوْمَ طَعْنَكُمْ وَيَوْمَ اقَامَتِكُمْ
وَمِنْ أَنْصَافِهَا وَأَوْبَارُهَا وَأَشْعَارُهَا
أَفَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ
فِي خُلُوفِهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ
أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ
الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْبَأْسَ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ
رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَسْلَمُونَ (اعل ۸۰)

اور اللہ ہی نے تمہارے لیے تمہارے گھروں کو ٹھکانا
بنایا اور چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے (ایک
خاص قسم کے) گھر (یعنی غنیمت وغیرہ) بنائے کہ تم اپنے کوچ
کے وقت اور اپنے ٹھہرنے کے وقت ان کو پہنا کر ٹھکانا
پاتے ہو اور چارپایوں کی اون اور ان کے رگوں اور ان کے
بالوں سے تمہارے اہستہ سامان اور جاکر اور چیزیں بنائیں
دکڑے، ایک قوت خاص تک (الآن فائدہ اٹھاؤ) اور اللہ ہی
نے تمہارے لیے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سارے بنائے
اور پہاڑوں سے (اور قسم غار وغیرہ) تمہارے لیے ٹھکانے بنائے
جگہیں بنائیں اور تمہارے لیے (کپڑے کے) کرتے بنائے جو تم کو
گرمی (سری) سے بچائیں اور کچھ لوہے کے کرتے (سری) بنائے
زیریں (جو تم کو تمہاری (ایک وسیلہ کی) دھجک بچائیں) (یوں خدا)
اپنی نعمتیں تم کو لوگوں پر پوری کرنا چاہتا کہ تم (اس کے) گھر کو ٹھکانا

مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہو کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے تنگ کپڑوں کا
روی ٹھہرنا +

عَنْ الْغَدِيرَةِ بِرَبِّ شُعْبَةَ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ جَبَّةً رَوِيَّةً ضَبْعَةً
الْكُمَيْنِ + (صحيحين)

حضرت ابی بردہ کہتے ہیں کہ ام المؤمنین نبی
عالمہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے ایک پیوند لگی
چادر اور دو ٹالہ پھر ہم نکال کر کہی کہ جناب پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ان ہی دونوں
کپڑوں میں قبض ہوئی +

عَنْ أَبِي بَرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتِ ابْنَةُ عَاشَةَ
كِسَاءً ثَلَاثًا وَارَا غُلِيظًا فَقَالَتْ فِضْرُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي هَذَيْنِ + (صحيحين)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کپڑوں میں
گرمنا زیادہ پسند تھا +

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ
أَلْبَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَيْصَ
(رواہ ابی بردہ)

<p>عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَبَسُوا النَّبِيَّ كَابَ لَبِيسٍ فَإِنَّمَا أَظْهَرُوا وَأَطْبَبُوا وَكَفَنُوا فِيهَا مَوْتًا كَلْبًا (ترمذی)</p>	<p>ترمذی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید لباس پہنا کر وکیلہ نہ کرنا وہ اپنے اصلی رنگ پر باقی رہنے کے لحاظ سے نہایت پاکسا اور پاکیزہ ہو اور اپنے مرنے والی سفیدی کی سبب نہ بنے</p>
<p>عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ تَوَنَّنَا سِتْمًا بِرَأْسِهِ عِمَامَةً أَوْ قَبِيصًا أَوْ رِدَاءً ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صَنَعْتَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صَنَعْتَ لَهُ (ترمذی)</p>	<p>ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا کپڑا زیبہ کرتے تھے تو اس کا نام کے مرثلاً علامہ یا کرتا یا چا فرماتے خاوند اترے لیے سب تعریف ہو جیسا کہ تو نے مجھے پہنایا میں تجھ سے اس کی وہ بہتری مانگتا ہوں جو اس پر مترتب ہوتی ہو اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہو مثلاً شکر وغیرہ اور اس کی اس برائی سے بچنا مانگتا ہوں جو اس پر مترتب ہوتی ہو</p>
<p>عَنْ عَلِيٍّ قَالَ فَهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ الْحَرِيرِ وَالْعَصْفَرِ عَنْ فَخْرِ بْنِ الذَّهَبِ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الزَّكَاةِ (مسلم)</p>	<p>صحیح علی کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حریر اور کھم کے رنگ کے رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے اور کعبے میں تشریف چڑھنے سے منع فرمایا ہے</p>
<p>عَنْ ابْنِ مُوسَى لَا شَعْرَةَ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَجُلِّ الذَّهَبَ وَالْحَرِيرَ لِلْإِنْسَانِ مِنْ أَهْنٍ وَأَحْرَمَ عَلَى ذُكُورِهَا (ترمذی کتبہ)</p>	<p>ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سونا اور حریر اپنی اہمیت کی عورتوں کے لیے حلال اور مردوں کے واسطے حرام ٹھہرتا ہوں</p>
<p>عَنْ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبَسَ ثَوْبَ شَهْرَةٍ</p>	<p>ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیاں شتر تھوڑی عمر</p>

<p>فِي الدُّنْيَا الْبَسَهُ اللَّهُ تَوْبَ مَوْلَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ * (ابن ماجہ - اس طرح)</p>	<p>وکیہ کا لباس پہنتا ہی قیامت کے روز خدا اُسے ذلت کا لباس پہنائے گا۔</p>
<p>قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ لِبْسَ تَوْبٍ جَمَلٍ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ تَوَاضَعًا كَسَاهُ اللَّهُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ * (ترمذی)</p>	<p>پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لباس زینت کا پہننا چھوڑ دیتا ہے باوجودیکہ اُس پر قورہ رکھتا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تو تواضع اور کسر نفسی کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے تو خدا اُسے حلت کرامہ پہنائے گا۔</p>
<p>عَنْ ابْنِ الْأَخْوَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَنَبَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ تَوْبٌ دُونَ فَقَالَ لِي لَكَ مَا قُلْتُ لَكُمْ قَالَ مِنْ أَيْ لَمَّا قُلْتُ مِنْ كُلِّ لَمَّا فَلَا عَطَايَ اللَّهُ مِنْ الْأَوَّلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالزَّرِيقِ قَالَ فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَا لَا فَالْبَرِّ أَفْرَحُهُمُ اللَّهُ عَلَيْكَ وَكَرَامَتُهُ *</p>	<p>ابو الاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب دل خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے بدن پر سینا کچھ لا لباس تھا آپ مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا بھئی فرمایا کس قسم کا مال ہے؟ میں نے عرض کیا خدا نے ہر طرح کا مال مجھے دے رکھا ہے اونٹ اور بھیڑ بکری اور گھوڑے اور بکری غلام فرمایا تو جب خدا نے تجھے مال دے گا ہی تو تجھ پر خدا کی نعمت اور اُس کی کریمت کا</p>
<p>من لباس - باوجودیکہ لباس جسے بدن نہیں پہنچا اس کو آدمی کی روحانی اور جسمانی زندگی میں بڑا وہل ہے جسمانی زندگی میں اس لیے کوئی خرابی ہو کہ واسطے لباس کی ضرورت ہو۔ اور روحانی زندگی میں اس لیے بجائے لباس اور وضو خدا کی حد سے گزر کر لوگ لباس میں اسراف نہ مارا کرتے تھے اس لیے اسراف کے علاوہ لباس کو اظہار کبر کا ذریعہ نہ رہتا۔ اسراف اور اظہار کبر نہ ہو تو لباس میں خوش حالی کا اظہار ایک پیرائے کا ہے شائع اسلام نے مسلمانوں کے لیے کسی خاص وضع کی ورنہ جو زمین کی اوصاف وضع کی ورنہ کی طرح کرنا مناسب بلکہ عموماً اسلام کے لحاظ سے ممکن بھی نہ تھا یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کا وہ نام تمام روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں اور روئے زمین پر یکساں پوشی کی ہو کہیں تری کہیں پھاڑ کہیں جنگل کہیں میدان کہیں سہری کہیں گرمی کہیں دن کہیں رات۔ تو مومنوں اور آپ ہوا کے اختلاف کی وجہ سے</p>	<p>من لباس - باوجودیکہ لباس جسے بدن نہیں پہنچا اس کو آدمی کی روحانی اور جسمانی زندگی میں بڑا وہل ہے جسمانی زندگی میں اس لیے کوئی خرابی ہو کہ واسطے لباس کی ضرورت ہو۔ اور روحانی زندگی میں اس لیے بجائے لباس اور وضو خدا کی حد سے گزر کر لوگ لباس میں اسراف نہ مارا کرتے تھے اس لیے اسراف کے علاوہ لباس کو اظہار کبر کا ذریعہ نہ رہتا۔ اسراف اور اظہار کبر نہ ہو تو لباس میں خوش حالی کا اظہار ایک پیرائے کا ہے شائع اسلام نے مسلمانوں کے لیے کسی خاص وضع کی ورنہ جو زمین کی اوصاف وضع کی ورنہ کی طرح کرنا مناسب بلکہ عموماً اسلام کے لحاظ سے ممکن بھی نہ تھا یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ نام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کا وہ نام تمام روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں اور روئے زمین پر یکساں پوشی کی ہو کہیں تری کہیں پھاڑ کہیں جنگل کہیں میدان کہیں سہری کہیں گرمی کہیں دن کہیں رات۔ تو مومنوں اور آپ ہوا کے اختلاف کی وجہ سے</p>

ایک طرح کے لباس میں لوگ زندگی بسر کر نہیں سکتے پس یہ یزید و اشعناہ اصول تھا جو ہت میا کر گیا کہ لباس کس لوگوں کی راس پر چھوڑ دیا کہ اپنی مقامی ضرورتوں کے لحاظ سے جو چاہیں اور جیسا چاہیں پہنیں اور انھیں پنجاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تو اہل عرب نے لباس کی فرخش تلاش میں کچھ لمبی ترقی کی تھی مگر ان کا معمولی لباس تھا ایک روبرو چادر ایک انار (تمسک)۔ ماں مردوں کے موٹر پر ڈارھیاں ہوتی تھیں سر پر عمامے پیڑوں میں چپل۔ بائینہمہ صبرجت سے شامی جچے اور سب جی جوتے کا پہننا بھی ثابت ہو ماں احادیث میں ٹخنوں سے پیچہ انار کے لٹکانے پر مٹی تال ہو۔ سونے کے لحاظ سے کہ ان قوت کے آورہ فراج بانکے پھیلا ایسا کیا کرتے تھے۔ ایک حدیث مِّنْ لَّنْثَةِ الْعَوَمِ جُھوہ جھوہ جس پر ان دونوں بڑا غل چلا ہوا ہو۔ لوگوں نے انگریزوں کو پایا مچھوڑ کر کوٹ پتلون خستیا کر لیا اور ایک کوٹ پتلون پر کیا موقوف ہو تاملتہ تمدن انگریزوں کا ساما ہو گیا ہو اور ہونا جاتا ہو۔ اس پر پرانی وضع پڑانے خیال کے مسلمان اتنا تشدد کرتے ہیں کہ جھوہم سے کھنور ارتداد کا استنباط کرتے ہیں حالانکہ وضع ظاہر کو سلام سے کچھ تعلق نہیں۔ انگریزی وضع کی تقلید کرنے والوں کی یہ کہنا بھی بجا ہو کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی کوئی خاص عروسی مقرر نہیں ہوئی دوسرے ہم تو اتنا ہی سکتے ہیں کہ بے شک ہندوستان کے مسلمانوں کی کوئی خاص عروسی مقرر نہیں ہوئی اور اختلاف وضع کے اتنا امتیاز تو ضرور باقی ہو کہ ہندوستانی لباس انگریزی لباس سے صاف پہچان پڑتا ہو۔ پس اس امتیاز کو مشا دینا اور رواجی وضع کو ترک کر کے اپنی وضع خستیا کرنا جو کس ملک میں اہل یورپ کے ساتھ خاص ہو اگر آرام و آسائش کے لیے ہو تو خیر ایک وجہ بھی ہو مگر کس ملک کی کہ ہوا کے لحاظ سے انگریزی لباس اتنا تکلیف دہ ہو۔ اور سوائے تشبیہ اور کوئی وجہ اس کے خستیا کر کے نہیں معلوم ہوتی۔ اور تشبیہ کی غرض غایۃ اس کے سوائے اور کچھ ہو سکتی ہو کہ انگریزوں کی نقل کرنے والا اس عظمت و مہبت سے جو فی اعدائ الناس لازمہ قوم حکمران ہو حصہ لے ہم قانون فوجداری میں ایک دفعہ پاتے ہیں جس کی راس ملازم سرکاری کے ساتھ تشبیہ کرنا جرم فوجداری قرار دیا گیا ہو چونکہ جرموں کا مدار تشبیہ پر ہو ہم تو انگریزوں کا سا لباس پہننے والے اور ملازم سرکاری کے ساتھ تشبیہ کرنے والے کو ایک درجے میں رکھتے ہیں کیونکہ دونوں کی نیت ملتی جلتی سی ہو جرم فوجداری نہ بھی سی یہ اخلاقی الزام کیا کہ انگریزی لباس پہننے والا شعائر قومی کی تدلیس کرتا ہو لیکن الناس علی دین معلوم ہے کہ انہی قاعدہ اپنا اثر دکھاتا ہو اور لوگ مجبور ہیں ہم نے مدرسہ طلبہ ملی کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۳۰۳ھ میں ایک لکچر دیا تھا اور کچر سے پہلے اپنی ایک نظم شمع جلی وہ نظم مناسب مقام کچر کو ذیل میں نقل کی جاتی ہو وہ نظم

بات سناتے ہیں تھیں اک ہی	قوم کے دشمن کے میں چھین کئی
جب ہوئی قوم اپنی نظر میں نیل	اس کو بھی شمشیر ہی کی سمجھو ذیل
چارہ کار کس کا کوئی کیا کرے	آپ وہ اپنے تئیں رسوا کرے

یاں وطن و اہل وطن سے ہر رنگ اب بھی اگر عقل میں ہو کچھ صلاح دست نگر غیروں کے ہر کاریں اپنی ہر حرکت چیرے سے نزلیاں	اپنے میں سیتے نہیں اہل فرنگ ہاں لو یہ بے مروتانہ صلاح کینا کسا و الگ بازار میں بائے وہ کیا ہو گئیں خود دریاں
---	---

مباحات

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (نور ۲۱ تا ۲۴)	لوگو! زمین میں جو چیزیں حلال طیبہ (رقسم کی) ہیں ان میں سے (جو چاہو بے تامل) کھاؤ اور شیطاں کے قدم بقدم نہ چلو وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے +
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ رَآيَاهُ تَعْبُدُونَ ۝ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالْدَّمَ وَالحَمَّ الْخَنِيزِ وَمَا أَهْلُ الْبَيْتِ فَمِنْ اضْطِرَّ غَيْرَ بَآرِعٍ وَلَا عَادٍ فَلَا تَم عَلَيْكُمْ إِنْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (نور ۲۵ تا ۲۶)	مسلمانو! ہم نے جو تم کو رزق طیبہ دے رکھا ہے (اُس) کو بے تامل کھاؤ اور اگر تم اسدی کسی بندگی کا دم بھرتے ہو تو اُس کا شکر بھی کرو اُس نے تو تم پر جس مہربانی (جافور) اور خون اور شور کا گوشت حرام کیا ہے اور (غیر) وہ (جافور) جس کو خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کے لیے (حلال) اور نامرز کیا جائے وہ (جو بھوک سے) بے قرار ہو جائے (اور) عدول حکمی کرنے والا اور حد سے بڑھ جائے والا نہ ہو تو اُس پر (ان میں) کسی چیز کے کھانے کا بھی گناہ نہیں ہے شک آمد بخشنے والا مہربان ہے +
قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نَفَعُكَ إِلَّا يَأْتِ لِقَاؤُهُ	راکو جو زیبائے اللہ کو گوں سے) پوچھو کہ اس نے جو زیبائے کے سادہ وسامان اور کھانے پینے کی شہری چیزوں نے جنوں کے لیے پیدا کی ہیں (ان کو) کس نے حرام کیا ہے یہ تو اس کا کیا جواب دیں تم ہی ان کو، تمہارا کہ جو لوگ نیا کی زندگی میں ایمان لائے ہیں قیامت کے دن یہ نعمتیں انہما کے لئے ہی

فل اگر یہ مسئلہ کام کے لحاظ سے ہے مائل کا ترجمہ جس کی ایک دوسری عاقل سے کیا ہو مگر الحافظ قرآنی عام ہیں حکم مرتبہ میں اُس کے
سب افراد اہل ہیں یعنی کُل سنیہ دینا جو خدا کے سوا دوسرے نام پر کی جائے حرام ہے ۱۲ والا داخل وہاں مطلب یہ ہے کہ دنیا و مافیہا سب
کچھ آدمی کے لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اسے استعمال کر سکیں اور یہ سب چیزیں حرام نہیں مگر کچھ کہ جہاں میں جو سب انسان کے لیے
ہو کہ اگر سب یہ کھڑی ہوں گے کہ یہ سب اللہ عز و جل نے یہ نعمتیں کافروں پر حرام نہیں کی ہیں بلکہ ان نعمتوں سے محروم نہیں گئے تو چھوڑنا

جو گزیرے کی کسی چیز یا بشری طیبہ کہ انہما سے اوپر حرام کرے وہ خدا کی مشائخ کے خلاف کرتا ہے ۱۲

م کو جاری جائیں گی و اسے اس طرح تمام (سب) احکام ان گنوں کے لیے جاری کیا گیا ہے کہ انہما کے لیے جو چیزیں حرام ہیں وہ ان کے لیے حرام ہیں

يَعْمَلُونَ ○ (اعراف ۴۶ پارہ ۸)

وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَ
غَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالْأَخْلَافَ الزَّرْعَ وَخَيْلًا
أَكَلَهُمُ الزَّيْتُونُ وَالزَّيْتُونَ مُشْكَبَاتٌ
غَيْرَ مُشْكَبَاتٍ كَلَّوْا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرُوا
أَتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا
إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ○ (اسامہ ۱۸)

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنْ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا
صَالِحًا لِرَبِّكُمْ رِغًا تَعْمَلُونَ عَلَيْهِمُ ○ (المؤمن ۵۱)

جو سمجھ رکھتے ہیں تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں
اور وہی ذاتِ مطلقہ جو جس نے باغ پیدا کیے (بعض کوٹلیوں
پر) اچڑھائے ہیں جیسے انگور کی سیلیں اور ربض نہیں
چڑھائے ہیں اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن کے پھل مختلف
(قسموں کے) ہوتے ہیں اور زیتون اور انار کہ بعض تو صوفی
فیکل جنے میں ایک دوسرے سے ملے جلتے (ہیں) اور (بعض)
نہیں (بھی) ملتے جلتے (لوگو!) یہ سب چیزیں جب پھل دین
کے پھل دینے لگیں (کھاؤ اور ان نعمتوں کے شکریے میں)
ان کا کٹے (اور توڑنے کے) دن حق اللہ یعنی زکوٰۃ اس میں سے
وے دیا کرو اور اصولِ خیر نہ کرو (کیونکہ) افضلِ خیر کرنے

(حکم تو اپنے تمام پیغمبروں سے ہی ارشاد کرتے رہے ہیں کہ)
اور اگر وہ پیغمبر ان صحری چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔
تو جیسے جیسے عمل کرنے ہو تم ان (سب) سے واقف رہو +

من امت محمد قرآن میں ذرا غور کیا جائے تو بیسیوں بلکہ سینکڑوں اس مضمون کی آیتیں ملیں گی
کہ خدا نے جو چیز بھی از قلم رزقِ طیب زمین میں پیدا کی ہے سب آدمی کے لیے پیدا کی ہے تو آدمی کو جاسیے کہ
خدا کی دی ہوئی روزی کھائے پیئے مگر اسراف اور فضول خرچی سے بچے کَلَّوْا وَاعْمَلُوا صَالِحًا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا
يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ رزقِ طیب جو خدا نے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اس میں سے بعض کو کھانا اور بعض کو کھانا
ایک کو حلال دوسری کو حرام کر لینا خدا کی سخت ناسخری ہے جو یہی حال اور خلطِ نفس ہے۔ مسلم شریف میں آیا ہے کہ
اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت نے جنابِ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے پاس
جا کر پیغمبر صاحبِ کمال کی بابت دریافت کیا کہ آپ رات دن میں کیا کیا کرتے ہیں۔ ازواجِ مطہرات نے فرمایا
کہ پیغمبر صاحبِ عبادۃ الہی میں بھی مصروف رہتے ہیں دنیا کے کام کاج بھی کرتے ہیں کھاتے پیتے بھی ہیں سو
بھی ہیں بیسیوں کے پاس بھی جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس پر انھوں نے کہا کہ پیغمبر صاحبِ کمال کچھ کھاتے پیتے
گناہ معاف ہو گئے ہیں اس لیے انھیں زیادہ عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم عبادۃ اور ترکِ علاقہ دنیا کے زیادہ
محتاج ہیں چنانچہ ان میں سے ایک شخص بولا کہ آج کے جمعہ میں کبھی لایذ اور فرے دار کھانا نہ کھاؤں گا۔ دوسرے نے
کہا میں راتوں کو عبادۃ الہی میں بسر کروں گا اور سوؤں گا نہیں تیسرے نے کہا میں ہیشہ بڑھنے سے رہوں گا پیغمبر
کو خبر ہوئی تو نہایت شگہر سے کچھ میں فرمایا کہ واللہ میں سوئے بھی رکھتا ہوں (فطاب بھی کرتا ہوں) رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں
اور سو بھی رہتا ہوں اچھا اور فرے دار کھانا بھی کھا لیتا ہوں تو جو سیر طریقے سے برطرف ہو وہ مجھ سے نہیں +

اضاعتہ نسل

اور زنا کے پاس (ہر کو بھی) نہ پھٹکنا کیونکہ وہ بی حیائی ہے اور (بہت ہی) برا چلن ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الرِّجَالَ كَانٍ فَاحْشَةً
وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ (النسۃ ع ۳ یاہ ۱۵)

تیس (ایک) سورۃ جو جس کو ہم نے آمار اور یہ (دستور) ہمارا ہی باندھا ہو اور ہم نے اس میں کھلے کھلے احکام نازل کیے تاکہ تم (مسلمان اُن کو) یاد رکھو اور اُن پر عمل کرو عورت اور مردزنا کریں تو اُن دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو اور اگر مرد اور مرد آخرہ کا یقین رکھتے ہو تو اس کے حکم کی تعمیل میں تم کو اُن (کے حال) پر کسی طرح کا ترس اس نیکو مرد اور (نیکو اُن کے نزدیک) وقت مسلمانوں کی ایک جماعت (اُن کی فضیلت کے لیے) موجود ہے۔ بدکار مرد (تو ایسی) محبت سے جب کلاج کرے گا غالباً) بدکار عورت یا مشرکہ عورت ہی سے نکاح کرے گا اور بدکار عورت بھی غالباً اپنا ہی جیسا ڈھونڈے گی اور اُس کو بدکار یا مشرکہ کے سوا اور کوئی نکاح میں نہیں لاسے گا اور (وین دار) مسلمانوں پر تو ایسے اخلاقیات

حرام ہیں

سُورَةُ انْزِلْنَهَا وَقَرَضْنَهَا وَانْزِلْنَهَا
اَيُّ يَتَنَبَّطُ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ اَلْاَزْلِيَّةُ
وَالْاَزْنَى فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْ بَعْدَ ذَلِكَ
فِي دِينِ اللَّهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْشَءُ عَذَابُ مَا ظَلَمْتُمْ
مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اَلْاَزْنَى لَا يَكْفُرُ الْاَزْلِيَّةُ
اَوْ مُشْرِكَةٌ وَالْاَزْلِيَّةُ لَا يَكْفُرُ الْاَزْنَى
اَوْ مُشْرِكَةٌ ۝ وَحَرَّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

(التورع ۱ یاہ ۱۸)

زید بن خالد سے روایت ہے کہ میں نے جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس شخص کے بارے میں حکم فرماتے سنا جس نے زنا کیا تھا اور بیانا ہوا نہیں تھا کہ سو کوڑے لگا جائیں اور ایک سال تک جلا وطن کیا جائے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنَى
وَلَمْ يَخْصِنْ جُلْدًا وَائِدَةً وَتَغْرِيْبَ عَامًا

۱۔ مطلب ہے کہ اگر ہم جس یا ہم جنس پرانے قاعدے سے مکافرت اور بدکار عورت اور مشرکہ عورت میں باہم اختلاط و ارتباط و پاکیزہ اختلاط و نہایت سے شریعت بھی دونوں میں کلاج کا تعلق بھی پیدا کر دینا ہو ایسے مرد و زن زنا اور مشرکہ کو برہنہ نہیں سمجھتے کہ اُس نفرت کریں اگرچہ یہ بے حیائی ہو مگر ایسے لوگوں سے خالی بھی نہیں مرد و عورت کی بدکاری سے چشم پوشی کرے بھڑا کمانا ہی مسلمان جڑنا اور مشرکہ دونوں کا باطن متفق ہو وہ اسی نالائق عورتوں سے ہی کیوں لگا کر نکاح کی فوجت پوشے حرم ذلک علی المؤمنین یہ معنی ۴

<p>ایمان والے (اپنی) امر کو پونج گئے (اور یہ) وہ (لوگ ہیں) جو اپنی نمازیں عجزی کرتے اور وہ جو کبھی باتوں کی طرف رخ نہیں کرتے اور وہ جو کفوہ دیا کرتے اور وہ جو اپنی شہر گاہوں کی حفاظت کرتے مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ماتھے کے مال (یعنی لونڈیوں) سے کہ (ان میں) ان پر کچھ الزام نہیں لیکن جو اس کے علاوہ طلب گاہوں ہوں تو وہی لوگ حد شرع سے باہر نکلے ہوئے ہیں *</p>	<p>قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ (مؤسسون ۱۶ پارہ ۱۸)</p>
<p>ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جس کو قوم لوط کا سائل کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر ڈالو *</p>	<p>عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدَ نَمُوَةً يَحْمِلُ عَمَلِ قَوْمِ لُوطٍ فَأَقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ * (ترمذی - اس ماخذ)</p>
<p>حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی اُمّہ چرتنا قوم لوط کے عمل سے اندیشہ کرتا ہوں اتنا کسی اور چیز سے اندیشہ نہیں کرتا *</p>	<p>عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي عَمَلُ قَوْمِ لُوطٍ * (ترمذی - اس ماخذ)</p>
<p>ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قوم لوط جیسا کام کرے وہ ملعون ہے *</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ * (دین)</p>
<p>ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فاعل و مفعول دونوں</p>	<p>عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَلِيًّا خَوَّفَهُمَا وَابْنُ كَبْرٍ</p>

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی اُمّہ چرتنا قوم لوط کے عمل سے اندیشہ کرتا ہوں اتنا کسی اور چیز سے اندیشہ نہیں کرتا *

<p>دو نوں پر بوردھادی +</p>	<p>هَدَمَ عَلَيْهِ مَا حَارِطًا + (رزیں)</p>
<p>ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قبل اس شخص کو نظر پھر کر بھی تو نہیں دیکھے گا جو مرد کے پاس یا عورت کے پاس اس کے پیچھے کی طرف سے آیا ہوگا۔</p>	<p>عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى رَجُلٍ لِي رَجُلًا أَوْ امْرَأَةٍ فِي دُبُرِهَا +</p>
<p>ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چارپائے کے پاس آئے اُسے اور اُس کے ساتھ چارپائے دو نوں کو قتل کر دے حضرت ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ چارپائے کا کیا تصویر کہا میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس بارے میں کچھ سنا نہیں لیکن میرا خیال ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند تھا کہ اُس کا گوشت کھایا جائے یا اُس سے فائدہ اٹھایا جائے حالانکہ اُس کے ساتھ فعل کر دے کیسا کیا ہو +</p>	<p>عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَيْسَ تَهْمُهُ فَا قَاتَلُوهُ وَأَقَاتَلُوهُمَا مَعَهُ قَبِيلٌ لَا يَنْعَبُ ابْنُ عَبَّاسٍ شَاؤُ الْبُحَيْمَةِ قَالَ فَاسْمَعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ شَيْئًا وَلَكِنْ أَرَاهُ كَرَاهَةً أَنْ يُوَكَّلَ لِحْمِهَا أَوْ يَنْتَفَعَّ وَقَدْ جُعِلَ هَذَا فِي + (۷۵-۱۰۰) (۱۰۰-۱۰۰)</p>
<p>آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت عورت کے پاس آئے یعنی چوٹی بانی کرے تو دو نوں ان کے کھلم میں نہ</p>	<p>قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتَتِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَهُمَا ذَلِيلَتَانِ +</p>
<p>پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ منی نکالنے والا ملعون ہے +</p>	<p>وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارُ الْيَدِ مَعُونٌ +</p>

وہی کی

میں ان

وہی

استعمال

نکاح

اور اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ تمہیں لڑکیوں (کے بارے) میں اصناف قائم نہ رکھ سکے گے تو اپنی مرضی کے مطابق دو دو اور تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کر لو گین اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ کبھی عیبیوں میں برابر رہی (کے ساتھ بڑاؤ نہ کر سکو گے تو) اس صورت میں (اگر کسی لڑکی بی کرنا یا جو لونڈی) تمہارے قبضے میں ہو اسی قبضہ کرنا، نامنصفانہ برتاؤ سے بچنے کے لیے یہ ندیر زیادہ تر قرین مصلحت ہے اور عورتوں کو ان کے تہ خوشی کی کے ساتھ ڈالو پھر اگر وہ خوشی کے ساتھ اس میں کچھ کو چھپو دیں تو اس کو چھپا جتا (مجھ کر منے سے) کھاؤ (بیو)

اور اپنی رائے میں نکاح کر دو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے ان کے جو نیک بخت ہوں اگر لڑکے محتاج ہوں گے تو اسے اپنے فضل سے ان کو بخشن کر دے گا اور اسے نکاح الہ اور بکے حال سے بد قسمت

وَرَأْنِ خِفْتُمْ أَلَّا تُفْسِدُوا فِي الْيَمِينِ فَاُنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِنْتُمْ وَثَلُثَ وَرُبَاعٌ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةٌ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعْوُوا ۖ وَأُولَٰئِكَ الصَّالِحُونَ ۚ رَحْلُهُ ۖ فَإِنْ طَبِ لَكُمْ عَنْ نِسَىٍّ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا (النساء ۱۱۰)

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ لَكُمْ أَنْ تَوْفِقُوا ۚ يَغْنِمُ اللَّهُ ۖ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (السورۃ ۴ آیہ ۱۸)

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای جو انوں کے گروہ جس شخص کو تم میں سے عقد نکاح کا مقصد ہوا سے نکاح کرنا چاہتے ہیں ان میں سے آدمی یہ ہوا ان میں سے نکاح کرنا اور بالکدنی بھی محفوظ رہتی ہو اور جو نکاح کا مقصد ورہ ہے اُسے روزے رکھنے ضروری ہیں کیونکہ روزے اُس کے لیے قاطع شہوت ہیں +

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مِنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةُ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصَرِ وَأَحْسَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ (مصحف)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صاحب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

<p>عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنْ تَنَالَهُ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَوْنُهُمُ الْمَكَاتِبُ الذِّي يُرِيدُ الْأَدَاءُ وَالتَّائِخُ الذِّي يُرِيدُ الْعِفَافَ بِالْجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﴿١٠٠﴾ (رومی مسکنی اس جلد)</p>	<p>نے فرمایا کہ تین شخصوں کی مدد کرنے کو خدا نے اپنے فضل سے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے لیکن کتاب جو ترجمہ تھا یہ یاد رکھنے کا ارادہ کر لیتا ہے دوسرا کاح کرنے والا جو حفاظہ نفس کا قصد رکھتا ہے تیسرا مجاہد فی سبیل</p>
<p>عَنْ مَتَقِلِّ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنَّي مُكَافِئُكُمْ لَأَهْلِهِمْ ﴿١٠١﴾ (بخاری مسکنی)</p>	<p>متقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت دوست رکھنے والی اور بہت بٹنے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت سے اور امتوں</p>
<p>من المتجرسہ ہوتے زمین پر تین قسم کی مخلوقات ہیں جن کو موالید ثلاثہ کہتے ہیں۔ جمادات پہاڑ پتھر وغیرہ جن میں بالیدگی نہیں اور از خود نقل مکان کی صلاحیت نہیں۔ نباتات رویدگی یعنی رخت پائے ہوا کہ ان میں از خود نقل مکان کی تو صلاحیت نہیں مگر بالیدگی ہے۔ حیوانات جاندار جن میں کا ایک فرو آدمی بھی ہے کہ اس قسم کی مخلوقات اپنے ارادے سے نقل مکان پر بھی قادر ہیں اور ان میں بالیدگی بھی ہے۔ تمام موالید میں کسی نہ کسی طرح کا تغیر ہوتا رہتا ہے اور اس تغیر سے ان کا کلیہ استنباط کیا گیا ہے۔ پہاڑوں کو کہتے ہیں کہ وہ نقل کر ریت اور ریت مٹی ہو جاتا ہے مٹی جیسے جیسے زمانہ دراز میں پتھر بن جاتی ہے۔ پانی گرمی پا کر بھاپ بنتا بھاپ سردی پا کر برستی۔ یہ تغیرات تو خیر صاف طور پر محسوس نہیں ہوتے مگر نباتات اور حیوانات کا تغیر تو روزمرہ کا واقعہ ہے کہ برابر فنا ہوتے اور ان ہی کے ہم جنس ان کی جگہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جو چیز موالید ثلاثہ میں مشترک ہے اسے مادہ کہتے ہیں۔ مادہ کی نسبت خیال ہے کہ شکلیں بدلتا کرتا مگر فنا نہیں ہوتا ہے موالید میں جنس نباتات اور جنس حیوانات کی بقا کے لیے خدا نے نباتات اور حیوانات میں اپنا قائم مقام پیدا کرنے کی صلاحیت دی ہے تو اس صلاحیت کو قائم رکھنا اور ضائع نہ ہونے دینا دوسرے لفظوں میں خدا کے منشا کو پورا کرنا ہے۔ اور اسی رُوسے حق اللہ ہوا۔ لیکن اس میں حق النفس ہونے کی شان غالب ہے اس لیے کہ اعضائے بدن کی حفاظت حق النفس ہے تو اس صلاحیت کی حفاظت بدرجہ اولیٰ کہ یہ تمہید ہے بقائے نسل کی۔ جیسا درخت کے لیے بیج دیا ہے وہی حیوانات کے لیے نطفہ۔ بیج میں صلاحیت ہی قسم کا درخت بٹنے کی ہے جس کا بیج ہے۔ نطفہ میں اسی قسم کا جاندار بیٹنے کی جس کا نطفہ ہے۔ شاید کسی کو یہ شرن کر تعجب ہو کہ عرب میں حیل گھڑوں اور اونٹوں کے نطفے گھوڑیوں اور اونٹنیوں کے پیٹ سے پڑا ہے جلتے ہیں۔ اسقاطِ حمل کو گناہ اور جرم قرار دینا بھی نطفے کی حفاظت کے لیے ہے کیونکہ جنین جی نطفہ ہی ہے</p>	

ترقی یافتہ۔ پس آدمی کے لطف کی حفاظت حقیقتہ میں اس چیز کی حفاظت ہو جو اگے کو آدمی بننے والی ہو اور اس اعتبار سے ایک طرح کا حق العباد ہو۔ مگر ہم نے اس کو بھی نفس سمجھا کہ لوگ مغلوب شہوت ہو کر اکثر ایسے طریقوں سے لطف کو ضائع کرتے ہیں جو خود ان کی اپنی تندرستی پر بھی بُرا اثر کرتے ہیں۔ لطف کی حفاظت کا متعین طریقہ تو کلی متعارف، لیکن مسلمانوں کے ایک معتد بہ گروہ نے نکاح موقت یعنی متعہ کو بھی نکاح ہی سمجھا ہے۔ ہم کو ان کی یہ رائے تسلیم نہیں۔ اور ہم متعہ کو بھی لطف کی اضافہ ہی سمجھتے ہیں اس لیے کہ پھر بڑے بچے بڑے بچے تک متعلق تربیت رہتا ہو اور تربیت فی اغلب الاحوال کام ہو بچے کی ماں کا جس نے اس کو جنم دیا۔ پس نکاح موقت کی صورت میں اگر کوئی عین میں مفارقت ہوگئی اور بچہ ابھی محتاج تربیت ہو تو بچے کی مٹی ضرور خوار ہوگی۔ باپ اور ماں دونوں میں سے ایک بھی اس کی کا حق پر داخت نہیں کرے گا۔ اور یہ اضافہ لطف سے بھی بڑھ کر ہے۔

ماکولات

جو آدمی کے حق میں ان روئے طب مضرب ہیں

(مسلمانوں) مرہا اور (جانور) اور موف اور سور کا گوشت اور جو (جانور) خدا کے سوا کسی اور کے نام کو بکایا گیا ہو گا اور جو گلا گھٹنے سے مر گیا ہو اور جو حوت مرہا ہو اور جو اوپر گر کر مرہا ہو اور کسی جانور کا سینک لگ کر مرہا ہو یہ سب چیزیں تم چریم کر دی گئیں اور نیز وہ جانور جس کو رغنوش (پھان) کھا یا ہو مگر جس کے مرنے سے پہلے تم اس کو حلال کر لو (تو وہ حرام نہیں) اور نیز جو کسی قحطان پر چڑھا کر بیچ کیا گیا ہو وہ اور یہ بھی منع ہے کہ وہ سبھ کے جانور کا گوشت جو کے طور پر تیروں کے پاسوں سے آپس میں تقسیم کرو

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أَيْتَةُ وَالذَّهْرُ
وَلَحْمُ الْخَيْلِ وَمَا أِهْلُ الْغَنَائِ
اللَّهِ بِهِ وَالْمَنْخَرَةُ وَالْمَوْقُذَةُ وَ
الْمَكْرُوَّةُ وَالنَّطِيجَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ
إِذَا مَا ذَكَبْتُمْ وَمَا ذَبَحْتُمْ عَلَى النَّصَبِ
إِنْ تَسْتَفِيمُوا بِالْأَكْذَرِ

(المائدہ ۶)

وہاں تو مطلق طور پر ایسا ہے کہ آیت میں مسلمانوں اور حدیث تشریف میں سے کی قید سے کبھی ایسی کو کھا یا بھاری حرام قرار دیا ہے۔ اگرچہ سب کلام کے واسطے ہم نے آیت کا ترجمہ اس کی ایک حدیث سے کیا ہے مگر الفاظ قرآنی عام ہیں حکم حرام میں اس کے اسناد و دل نہیں ہیں لیکن سب سے زیادہ حرام کے سوا دوسرے کے نام سے کی جاسکتے حرام جو اسناد و دل ہیں۔
وہاں سے مراد وہ خواتین جن کو لوگ متبرک سمجھ کر خدا کے سوا دوسروں کی مدد و نیار چاہتے ہیں جیسے دیوی یا دیوتاؤں کے خاں یا کھانا یا مٹی کا ڈھیس یا دست یا قر یا ایسی طرح کی کوئی دوسری جگہ۔
وہاں سے مراد وہ خواتین جن کو لوگ متبرک سمجھ کر خدا کے سوا دوسروں کی مدد و نیار چاہتے ہیں جیسے دیوی یا دیوتاؤں کے خاں یا کھانا یا مٹی کا ڈھیس یا دست یا قر یا ایسی طرح کی کوئی دوسری جگہ۔
وہاں سے مراد وہ خواتین جن کو لوگ متبرک سمجھ کر خدا کے سوا دوسروں کی مدد و نیار چاہتے ہیں جیسے دیوی یا دیوتاؤں کے خاں یا کھانا یا مٹی کا ڈھیس یا دست یا قر یا ایسی طرح کی کوئی دوسری جگہ۔

مکذوبہ گوشت میں حرام نہیں بلکہ یہ فصل یعنی بالارام حرام ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا کھانا ہے۔

<p>دامی پنیر میں لائن لوگوں سے کہو کہ کوئی کھانے والا (ان چیزوں میں سے جن کو تم حرام کہتے ہو کچھ کھا لے تو میری طرف جو جی آتی ہے اس میں تو میں اس پر کوئی چیز حرام پاتا نہیں مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا ہتہا ہو یا خون یا سور کا گوشت کہ یہ چیزیں بے شک ناپاک ہیں یا وہ جانور موجب نافرائی ہو کہ خدا کے سوا کسی دوسرے کے لیے (فوج احمد) نامزد کیا گیا ہو۔</p>	<p>قُلْ لَا أُجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مَعْزُومًا عَلَىٰ طَاعَةٍ يُطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خنزير فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيِّهِ لِلَّهِ بِهِ</p> <p>(انعام ع ۱۸ یاہ ۸)</p>
<p>ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دندوں میں سے ہر کچلی واسے جانور کا کھانا حرام ہوگا۔</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ فَكُلُّهُ حَلَالٌ مِمَّا (مسلم)</p>
<p>ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب سوانح صلی علیہ وسلم نے پندوں میں سے ہر شے کو جانور کے کھانے سے منہا ہی کی۔</p>	<p>عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَنِ كُلِّ ذِي خَلْقٍ مِنَ الطَّيْرِ (مسلم)</p>
<p>ابو ثعلبہؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر لیو گدھوں کو گوشت کو حرام ٹھہرایا ہے۔</p>	<p>عَنْ ابْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُمَّ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةَ (صحيح)</p>
<p>حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قریح کے بکرے گھر لیو گدھوں اور خرسوں کے گوشت کو حرام ٹھہرایا ہے۔</p>	<p>عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حَيْبِ الْحُمْرِ الْأَنْثِيَّةَ وَحُمَّ الْبَغَالِ (تھامس)</p>
<p>۱۳ لہ پٹلی والے دند سے مراد وہ جو پٹلیوں سے گوشت کے نوپنے میں بچے کا کام لے سے تیر چیتا بھیڑا وغیرہ ۱۴ ۱۵ مراد میں شکاری پرندے جیسے باز شکار۔ بہری وغیرہ ۱۶</p>	

جابر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
بلی کے گوشت اور اس سے بچ کر اس کی قیمت کھانے
میں صرف کرنے سے منع فرمایا ہے **اول**

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے پلید غوار جانور کے گوشت اور اس کے دودھ
منع فرمایا ہے **۲**

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فُهِ عَنْ أَكْلِ الْهَرَّةِ وَأَكْلِ قِمِيمِهَا **(مسند)**
عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْجَلَالَةِ
وَالْكَائِمَةِ **(مسند)**

من الممتر لحم جن چیزوں کا کھانا پینا حرام ہے اُن کا تھوڑا بیان حصہ اول کے باب سوم عنوان
طہارت میں بھی لکھا جا چکا ہے مگر جتنا بھی لکھا جا چکا ہے وہ نجاست کی حیثیت سے لکھا جا چکا ہے۔ اب ہم نے حرام
ماکولات و مشروبات کو باب حق نفس میں تفصیل کے ساتھ اُن کے حرام ہونے کی حیثیت سے بیان کیا ہے۔ ماکولات
و مشروبات کا حرام ہونا تین وجہ سے ہوتا ہے۔ اول اس وجہ سے کہ اُن چیزوں کا کھانا پینا آدمی کے لیے مضر
ہو اور دوسرے طب و دوائی کے طبع لطیفان کو رابہ و نفرت کرتی ہے۔ تیسرے حرمت مذہبی۔ چنانچہ ہم اس تقسیم کو
تین جگہ گانہ نقشوں میں لکھائے ہیں **۳**

کھانے کی وہ چیزیں جن کا کھانا ان کے لیے مضر ہے

نمبر شمار	کھانے کی چیز	کیفیت
۱	میتہ	اس میں منقحہ موقوفہ۔ متروکہ۔ فلیحہ۔ پس خوردہ وندہ سب داخل ہیں۔ منقحہ وہ جانور جو کلا گھٹنے سے فراہو۔ موقوفہ جو لافھی وغیرہ کی چوٹ سے فراہو۔ متروکہ جو اوپر سے گر کر فراہو۔ فلیحہ جو ٹکرانہ کر فراہو۔ پس خوردہ وندہ وہ جن کو کسی مسند جانور نے چھاڑ لکھایا ہو کچھ کھایا کچھ چھوڑا جو چھوڑا وہ بھی مسند میں داخل ہے اور اس کا کھانا حرام غرض سوائے اُس جانور کے جو اسلامی شریعت کے مطابق ذبح کیا گیا ہو باقی سب طرح کے مرے ہوئے جانور میتہ یعنی مردہ اور حرام ہیں ۱۲
۲	کھلی دالے وندے	
۳	پہنچے دالے پرند	
۴	گھر بگو گدے	
۵	چم	
۶	بلی	
۷	گھٹا	
۸	چیونٹی	
۹	شہد کی مکھی	

اول مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کبلی کا گوشت نہ آپ کھائے نہ کسی کو کھانے کے لیے تقسیم دے **۱۳**

نمبر شمار		کھانے کی چیزیں جن کا کھانا از رو سے طب آدمی کے لیے مضر ہے
۱۰	جیل	۱۳ خامگی چوہا
۱۱	چمکاوڑ	۱۵ لومڑی
۱۲	سورکا گوشت	۱۶ نیولا
۱۳	جنگلی چوہا	۱۷ ہاتھی

یہ چیزیں شائع نے اس وجہ سے حرام کی ہیں کہ ان کا گوشت آدمی کے لیے مضر ہو۔ اب ہر ایک کے واسطے وجہ ضرر پوچھنا چاہو تو بہ مسئلہ طبی ہو۔ ان کا ضرر ایسا عاقل نہیں ہو جیسے زہر کا۔ اس واسطے کہ بہت سی قومیں ان کے گوشت کھاتی ہیں۔ بشک ایک مختصر کردن مرود جانور جو کہ انجنیز اس کو حلال طیب سمجھ کر کھاتے ہیں۔ حالانکہ ان کی تحقیقات طبی بھی تدغایہ کو فروغ گئی ہو۔ اور زندگی بھی ان کو سب سے زیادہ عزیز ہو۔ یا جیسے سور کہنہ و ستان میں تو نہیں۔ ان کی ولایہ میں بڑے اہتمام سے شورپالے اور کھائے جاتے ہیں۔ قیتہ کے بارے میں ایک بات ہمارے خیال میں آتی ہو کہ حیوانات کے جسم میں ہر وقت فساد اور بگاڑ کا مادہ موجود ہو۔ زندگی کو خدائے یہ اثر بخشا ہو کہ سانس کی آمد و شد فساد اور بگاڑ کو ظاہر نہیں ہونے دیتی۔ ہر نفع کے فرومی مرد و مہرجیہ است وچوں برمی ایک مضر و داٹ جان کے نکتہ ہی جانور کی لاش بچنے لگتی ہو۔ پس ممکن نہیں کہ مردہ جانور کے فاسد گوشت کا کھانا آدمی کو نقصان نہ کرے گو نقصان سا ابتداً محسوس نہ ہوتا ہو۔ اس سے زیادہ تفصیل ہمارے بس کی نہیں۔ اس لیے کہ ہم کو طب کچھ بھی مناسبہ نہیں۔ مردہ جانور کی نسبت تو خیر انتہی بات سمجھ میں بھی آتی ہو۔ دوسرے حرمت کے بارے میں حکم شائع کے علاوہ ذہن کسی طرف کو منتقل نہیں ہوتا۔ اور جب ہم نے احکام شریعہ اسلامی میں اس قاعدے کو ہر جگہ جلتا ہوا دیکھا کہ ادا و مولوی ہمارے ہی فائدے کے لیے ہیں تو جہاں کہیں ہماری عقل اس مصلحت کو حلال نہ کر سکے تو ہم کو مجبور و اتنی بات کہ خدا رسول نے ایک چیز کے ترک کرنے کو فرمایا ہو یقین کر لینا چاہیے کہ ضرر خلا حکم کا از کتاب ہمارے حق میں مضر ہو۔ نہ ہر جگہ مرکب تو ان تاہن ۱۰ کرنا ۱۰ سپر یا یا نذاہن ۱۰ دگا اذینہ ۱۰ قون ۱۰ القیہ ۱۰ الا فلیک ۱۰ ۱۰ ہر دست تو نہیں ممکن ہو کہ آئندہ محرمات میں سے ہر ایک کا ضرر دریافت ہو جائے اور ایسا ہوا ہو ۱۰

کھانے کی وہ چیزیں جن سے طبیعت گھٹن کرتی ہو

نام	کیفیت
جراثیم	ان چیزوں کی کوئی تفصیل کتابوں میں منضبط نہیں اور مہو بھی نہیں سکتی۔ جراثیم کا ہونا کبھی امراضی ہو۔ بعض طبل ایک چیز سے گھٹن کرتی ہیں۔ دوسری نہیں کرتیں۔ کثیر سانپ کھا جاتے ہیں۔ میں ایک زمانے میں کانپور کے ضلع میں بکھور کا تحصیل دار تھا
مثلاً بڑے کوڑے	
سانپ کچھو وغیرہ	

صاحب صلح کو حکم سے ایک شرک سنا کی عاقبت میں اُس کی نگرانی کے لیے کسی کسی تختی تاناما رہتا تھا۔ ایک دن اتفاق سے مزدوروں کی بے چہری میں جا پونچھا۔ دیکھتا کیا ٹھوکنی سب بیٹھے تیار رہے ہیں حالانکہ دن گرمی کے تھے۔ چکو ٹھوب ہوا اور سمجھا کر نختے کے لیے لگ سگھارہے ہوں گے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ گھاس کے ایک جھنڈ کی چڑیں کو ہاں کاہل ہو۔ ان لوگوں نے گھاس کا ایک کو پنا جلا کر بیل کے سر سے پرکھ چھوڑا ہو۔ بے چارے کوڑے دھڑ میں اور گرمی کی وجہ سے بے قرار ہو کر پانکتے اور پھٹتے چلے جاتے ہیں ایک شخص نے جلے ہوئے کوڑوں کو راکھ سے صاف کر کے انکو چھے جمع کر رکھا ہو۔ اُس کے قریب انکو چھے پر تھوڑا نمک رکھا ہو اور لال مرچ کی پٹنی یعنی سفوف اور تھوڑا سٹو۔ جس کے ج میں انا ہو۔ اُس نے ایک چٹکی سٹو کی لے کر بتیلی پر پٹنی اُس پر نمک کی کسکری اُس پر مریچ لکھ سفوف اُس پر بٹے ہوئے کوڑے اور اس مجموعے کو بے تامل مزے لے لے کھا اٹھا جاتا ہو جب طابخ کی نفاست میں اس قدر اختلاف ہو تو معتدل المزاج آدمی کی طبیعت کو حکم بنانا ہو گا یعنی وہ غیر حرام سمجھ جائے گی جس کو معتدل المزاج نفیس لطیف آدمی مکروہ سمجھے اور اُس کے کھانے سے لیکن کرے۔ اعلیٰ درجے کی نفاست تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں تھی کہ وہ کبھی نہیں کھاتے تھے۔ اس لیے کہ خونِ نجد سے مشہور ہو اور نہ گروے۔ اس لیے کہ پیشاب گزروں کی لڑ ہو کر آتا ہو۔ ایک مرتبہ سفر میں صحابہؓ نے ایک میٹرہ گوہ کا جس کو عربی میں ضب اور فارسی میں سوسمار کہتے ہیں ٹھاکر کیا اور اس کو بھون بنا کر کھانے بیٹھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی کھانے میں شریک تھے۔ گوہ کو ماتھ نہیں لگایا اور فرمایا کہ میری طبیعت تو کراہت کرنی ہو اور میں نہیں کھاتا جس کو کچن نہ آتی ہو وہ کھائے ۛ

جائش کے متعلق دو باتیں قلیل ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ مسلمان کے غدر سے پہلے دہلی میں کہ رہا ایسے شگونی اکثر اٹھتے رہتے ہیں مولویوں نے اُلو کے بارے میں اختلاف کیا کسی نے کسی فقہ کی کتاب میں اَلْعَدَمِ یُؤْکَلُ دیکھ پا یا۔ شہرہ پسند مولوی تو ایسی باتوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں کسی ضرورت سے نہیں بلکہ صرف شہرہ کی غرض سے جو ان کا فتوے مشہر کر دیا۔ بان عوام کے منہ میں پڑی تو ایک شور مچا ہو گی۔ اور شاعروں نے نظمیں لکھ ڈالیں۔ یہاں تک کہ سنا گیا ہو کہ بہادر شاہ نے بھی ایک مجلس جمنا جو بد توں تک بازاری لڑکوں کی زبان پر تھا جس کا ترجمہ بند تھا۔ ”اَلْوَسْوِیْہُ جو کہتا ہو اَلْوَحْلَالُ ہو“ ایک شخص نے نہیں معلوم مزارعہ سے کہا کہ تمھارے نزدیک اَلْوَحْلَالُ کیا حکم ہو۔ اگرچہ بات بہت بڑی ہو مگر مجھے ابھی طرح یاد ہو کہ میں نے یہ جواب دیا تھا کہ خدا نے مسلمانوں پر اَلْوَحْلَالُ رزق تنگ نہیں کیا مگر اَلْوَحْلَالُ کا کھانا شرط اسلام ہے نہ بہت

میں پکڑ کر اسلام کی پہنسی کرنا کچا مناسب ہو۔ دوسری بات اب حال کی جو کہ ایک مولوی صاحب نے
کوٹہ کو حلال بتا دیا۔ بہادر شاہ کا سامعین تو سنے میں نہیں آیا مگر ان کے کفر کے فتوے تو دیکھتے اسی
باتوں کے سنے سے مسلمانوں کی مذہبی حالت پر سخت افسوس ہوا ہے۔ اور بلا وہ ہندوؤں سے خاص کر
دہلی میں یہ فساد صحت سے زیادہ ہے۔ مولوی اگر ناز و زور سے کی سیدھی سیدھی تعلیم کریں تو ان کو پوچھے
کہوں۔ اور وہ سید الطائفہ کیسے مانے جائیں مسلمانان درگور مسلمانان در کتاب ہے۔

وہ ماکولات جن میں حرمت مذہبی ہے

اس قسم کی کھانے کی چیزوں میں نہ تو کوئی مضرت طبی ہے اور نہ بیع لطیف ان سے کراہت کرتی
ہے۔ مگر ان کی ممانعت مذہبی ہے مصلحہ مذہبی پر جیسے ما اهل لعین الله نہ بھی وہ جانور جو خدا کے
علاوہ مذکور نیاز کے طور پر کسی دینی یا پتھیر کے نام فوج کیا جائے۔ خدا کے سوا کسی کی مذکور نیاز
نہیں اور ایسی نیاز مذہب میں شرک ہے۔ اس لیے ایسے دیکھ کر کوشاں نے حرام کر دیا ہے۔

فائدہ ۵ - جانوروں کی صلت و حرمت کے متعلق مذہب حنفیہ میں ایسے قواعد کلیہ نہیں ملتے جو تمام حیوانات کو حرام
ہوں۔ لہذا ہم نے حرام جانوروں کے متعلق چند قاعدے بنالئے ہیں جو کتب فقہیہ میں مستنبط ہوئے ہیں اور وہ یہ ہیں
(۱) جن جانوروں کی حرمت قرآن و حدیث سے ثابت ہوئی ہے مثلاً سورہ پالتو کے حجاب سے شبہ حرام میں ہے۔
(۲) جن جانوروں میں خون باطل نہیں حرام ہیں جیسے کتے۔ بھڑ۔ بھونہ۔ جو تک۔ جوں۔ چھینگر۔ مگرمی۔ بچھو
چھتری۔ چھوٹی جگنو۔ بیر۔ لاوٹی۔ دیک۔ کنسلانی وغیرہ مگر ہڈی حلال ہے۔
(۳) جن جانوروں میں خون تو ہے مگر شامہ انہیں ہے حرام ہیں جیسے سانپ۔ چھپکلی۔ گرگٹ وغیرہ۔
(۴) حشرات الارض یعنی جو زمین کے اندر رہتے ہیں۔ حرام ہیں جیسے چوہا۔ بچھو۔ نرگھوس۔ بٹولا وغیرہ مگر خوش
حلال ہے۔

(۵) جو جانور دیا میں پیدا ہوتے اور میں زندگی بسر کرتے ہیں حرام ہیں جیسے بینڈک۔ کیکڑا۔ کچھو وغیرہ۔ مگر
پھل کی کوہ زندہ مردہ دونوں طرح کی حلال ہے۔
پس جس جانور پر قواعد مذکورہ میں سے کوئی قاعدہ صادق ہو اسے حرام سمجھو۔

مشروبات (جو آدمی کے حق میں مضرت ہیں)

مسلمانو! شراب اور جوا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ الْكَيْسِرُ

<p>اور بت اور پاران ہر ایک کام تو اس سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔</p>	<p>وَالْأَصْحَابُ وَالْأَزْوَاجُ مَرَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ (المائدہ ۱۲ یارہ ۷)</p>
<p>ابن عمر سے روایت ہو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شیشلی چیز شراب ہو اور ہر شیشلی چیز حرام ہو۔</p>	<p>عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُشْكِرٍ حَرَامٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (مسلم)</p>
<p>حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے کہ جناب کے آنے کی خبر سنی تو ارادہ کیا کہ تھوڑا سا شہر جسے میں نے کدو کے پوتے میں کھ کھوڑا تھا پیغمبر صاحب کے پاس لے کر کوچوں چنانچہ میں وہ شہر لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا اور اس میں جوش و خلبان تھا پھر پیغمبر صاحب فرمایا کہ ابو ہریرہ اسے زوار پر لے کر کوئٹہ لے لو کہ پتہ میں جو خدا اور رور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔</p>	<p>عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا عَلِمْتُ قُدُومَهُ تَخَيَّنْتُ وَصُورَهُ بِنَيْيِلٍ صَنَعْتُهُ فِي دُبَابٍ أَنَيْتُهُ بِهِ فَإِذَا هُوَ يَنْسُ وَيَجْلِي فَقَالَ ضَرْبُ بَيْتٍ لِحَاظٍ فَإِنَّ هَذَا شَرَابٌ مِّنْ لَا يُؤْمَرُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (نسائی)</p>
<p>عبداللہ بن عمر سے روایت ہو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جوئے اور شیطانی اور کرب ازمن سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہر شیشلی چیز حرام ہو۔</p>	<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَمْرِ وَاللَّيْسِ وَالْكَوْبَاءِ وَالْعَبِيرَاءِ وَقَالَ كُلُّ مُشْكِرٍ حَرَامٌ (ترمذی)</p>

لے صاحب دامن کہتے ہیں کہ کدو کے میں جو تھوڑا سا شہر اور تھوڑا سا اور تھوڑے ڈھول کو اسے سب منہات میں مگر امام تاجی نے شیعہ کی امانت ہر حاجت کے لیے اس پر جوہر و ہن کے واسطے ۱۲۷۷ ہندی میں کہتے ہیں جیسے یا کو دوں کو اس میں ایک طرح کا ہے

حرام شروبات

نمبر شمار	نام	کیفیت
۱	خمر یعنی شراب	شراب کی حرمت اور نجاست کی وجہ صرف نشہ ہے۔ وہ جن چیزوں سے شراب بنائی جاتی ہے مثلاً جو یا انگور یا کیکر کی پھال یا ایسی قسم کی دوسری چیزیں وہ اصل میں نجس اور حرام نہیں ہیں۔ پھر شراب کبے جس العین کہنے کی یہ وجہ ہے کہ شارع اسلام کو شراب نوشی کا کلی الہ اور منظور تھا۔ شراب کے علاوہ اور بھی بہت چیزیں نشہ آور ہیں مگر ہم ان کو نجس العین نہیں کہہ سکتے۔ ہاں سنے کی وجہ سے ہاں ان کی حرمت کا حکم دیتے ہیں۔
۲	تاڑی	تاڑی کی بہت سی باتیں شراب سے ملتی جلتی ہیں۔ برقیاس شراب ہم تاڑی کو بھی نجس العین سمجھتے ہیں اور تاڑی بھی ہمارے نزدیک ایک قسم کی شراب ہے۔
۳	بھنگ	بھنگ نجس العین نہیں مگر نشہ کی وجہ سے حرام ہے۔
۴	نمیدہ جس میں نشہ ہے	نمیدہ ایک قسم کا شیروہ جو پانی میں کھجوریں یا خشک انگور کی مٹی وغیرہ ڈال کر بنا یا جاتا اور اتنی دیر تک ہچکچاتا رہتا ہے کہ اس میں ایک قسم کی تیزی اور تھہر پیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک تو اس کا پناہ دست ہے مگر جب نشہ پیدا ہو جاتا ہے تو اس میں ایک قسم کی تیزی اور تھہر پیدا ہو جاتا ہے۔
۵	آب ارنن	ارنن کہتے ہیں کوود کو۔ یہ ایک قسم کا بتدل اناج ہے جس سے شراب بنائی جاتی ہے اور اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔
۶	افیون کا گھول	
۷	مدک	یہ بھی افیون سے بنتا ہے۔

من المتمرجم۔ فقہائے حضرات کی دو قسمیں کی ہیں حرام لمینہ اور حرام لغیرہ۔ حرام لمینہ وہ جو اپنی ذات سے حرام ہے جیسے تمام حرام ماکولات۔ اور حرام لغیرہ وہ جو اپنی ذات سے حرام نہیں بلکہ کسی وجہ سے حرام ہو اور وہ بھی زوال پذیر جیسے شراب کہ اس کی حرمت سنے کی وجہ سے ہے۔ نمک ڈالنے سے یا بادی باری فحش چھاپاؤں میں کہنے سے نشہ سلب کر لیا جائے تو سرکہ بن جاتا ہے۔ نعیم طیب۔ عجب المدین عموی حدیث میں جو اوپر مذکور ہوئی کو دوں کی شراب بھی ہے۔ ان وقتوں میں کوودوں سے شراب بنائی جاتی ہوگی۔ ہمارے وقتوں میں تو میسیدوں قسم کی شرابیں مل چکی ہیں اور ان کے عجیب عجیب انگریزی نام ہیں۔ سبھی سے مسلمان کو احتراز کرنا چاہیے۔ جلد کیا کیا جاتا ہے کہ بعض شرابیں مسکرتوئیں مگر تھوڑی مقدار میں ان کے پی لینے سے نشہ نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک شراب میں مسکرا ہونا کتنا ہے۔ عاقل ہو یا نہ ہو اور شراب اپنی ذات سے باعتبار نشہ قوی ہو یا ضعیف۔ روزہ لوگ تھوڑی معمولی شراب کو جائز سمجھ لیں گے اور ایسا ہو رہا ہے۔

تسلیم

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَوْتِيَ اللَّهُ الْكِتَابَ
وَأَحْكُمَ وَالتَّبُوعَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ
كُونُوا عِبَادَ لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ
كُونُوا تَابِعِينَ يَوْمَ آتَيْنَاكُمْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ
وَمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرُكُمْ
أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَالِيكَةَ وَالنَّبِيَّانَ أَرْبَابًا
أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

(آل عمران ع ۶ پارہ ۳)

کسی انسان کو تو یہ بات (شایاں ہو نہیں کہ خدا اس کو اپنی کتاب اور نفل تسلیم اور پیغمبر کی عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے لگے کہنے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بند بنو بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا پرست ہو کر رہو اس لیے کہ تم لوگ (دوسروں کو) کتاب (الہی) پڑھاتے رہے ہو اور اس لیے کہ تم (خود بھی) پڑھتے رہے ہو اور وہ تم سے (کبھی بھی) نہیں کہے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا مانو بھلا (کہیں ایسا ہو سکتا ہو کہ تو اسلام لائے ہو اور وہ اس کے بعد تمہیں کفر کرنے کو کہے)

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً
فَلَوْ لَا نَفَرُ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ
طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ
لِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ
لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ (التوبہ ۱۵۶ پارہ ۱)

اور یہ بھی مناسب نہیں کہ مسلمان سب کے سب اپنے اپنے گھروں سے، نکل کھڑے ہوں (اور مدینے میں آئیں) ایسا کیوں نہ کیا کہ ان کی ہر ایک جماعت میں سے کچھ لوگ (اپنے گھروں سے) نکلے ہوئے کہ (مدینے آکر) دین کی سمجھ پیدا کرنے اور جب (دیکھ سمجھ کر) اپنی قوم میں واپس جاتے تو ان کو (نافرمانی خدا سے) ڈراتے تاکہ وہ لوگ (بھی) بُرے کاموں سے بچیں +

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسُ مَعَادِنُ
كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ

حق تعالیٰ پر یہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کانیں ہیں جیسے سونے روپے کی کانیں یعنی جس طرح کانیں مختلف الاستعداد و القابلیت ہوتی ہیں کہ پیشی اعلیٰ یا قوت کسی میں سونے روپے کسی میں چنے مٹی کی استعداد ہوتی ہو (اسی طرح آدمی بھی مکالم اخلاق میں متفاوت

۱۔ یہودیہ، یہودیہ، یہودیہ صاحبِ یہودیت لکھتے ہیں کہ یہ شخص اگر یہ خدا کی طرف بھٹا ہو مگر اس کی پہلی غرض یہ ہو کہ لوگوں سے اپنی پرستش کرے، دوسرے تو اس کے اپنے، پہلے ہی خدا کی پرستش کرے، چھ آئیں میں اس پرستش کو بھی طرح دفع کیا گیا ہے۔

۱۔ الاستعداد ہوتے ہیں تو ان کو ایک جہت میں نہیں لیتے

<p>فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فُتِحُوا ۖ (مسلم)</p>	<p>وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ دین میں سمجھ پیدا کریں</p>
<p>عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَدِ الْأَعْرَابِ فِي بَنِي رَجُلٍ تَاهَ اللَّهُ مَا لَا فَسْطَاطَ عَلَيْهِ هَلْ كُنَا فِي الْحَقِّ وَرَجُلٍ تَاهَ اللَّهُ الْحِكْمَةُ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيَعْلَمُهَا ۖ (صحیحین)</p>	<p>حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد نہیں مگر وہ شخصوں میں (یعنی جسد جائز ہو سکتا توان شخصوں کے حق میں جائز ہوتا) ایک تو وہ شخص جسے خدا نے مال عطا کیا اور پھر اسے مصرفِ خیر میں صرف کرنے پر قور بھی دی دوسرے وہ شخص جسے خدا نے حکمت یعنی علم و دانش عطا فرمائی تو وہ خود بھی اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہو اور اور لوگوں کو بھی سکھاتا ہو *</p>
<p>عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ مَكْرَهُلَا خَيْرَ لِمَنْ جَرَّهَ وَالْوُتُوءُ وَالذَّهَبُ ۖ (صحیحین)</p>	<p>حضرت انس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر طلب علم فرض ہو اور ایسے شخص کو علم سکھانے والا جو اس کا اہل نہیں ہو سوروں کی گردن میں گوبہر و ماریداد سونے کے لٹکانے والے کی مانند ہو *</p>
<p>عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْلَمُوا الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنَ وَعَلِمُوا النَّاسَ قَرْنِي مَقْبُوضٌ ۖ (صحیحین)</p>	<p>حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! قرآن اور قرآن یعنی وہ احکام جو مجھے سیکھو جو فرض اور لازمِ عمل میں اور اور لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ میں دنیا سے اٹھ جانے والا ہوں *</p>
<p>عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْلَمُوا الْعِلْمُ ۖ (صحیحین)</p>	<p>ابن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ علم سیکھو اور</p>
<p>ول مطلب یہ ہے کہ وضع داری شرع و قاریت کا نہایت خاندانی صفات میں متواتر جو بزرگوں سے ان کی سنوں میں منتقل ہوتی جاتی ہیں ایک تو تسلیم اسلام لانے سے پہلے ان اوصاف کے اعتبار سے جن لوگوں میں تھا اسلام لانے پر بھی وہی رنگ باقی رہتا ہو ۱۲ ۱۳ بعض علما کہتے ہیں کہ یہاں حد سے مراد جو غلط یعنی اس بات کی آزمائش نہ کرنا کہ جو لوگ دینے گئے ہیں میں بھی دیا جائوں اور حد کہتے ہیں ذوالنہیہ غیر کی متاثر نہ کرنا کہ وہ یہ شرعاً ناجائز ہو مگر مقصدوں اور ظالموں کے حق میں نہیں ۱۴ دوسری روایت میں وَصِيْلَةٌ كَانَتْ بَيْنِي</p>	<p>۱۲ آیا یہی مسلمان مرد و عورت دونوں پر فرض ہے؟</p>

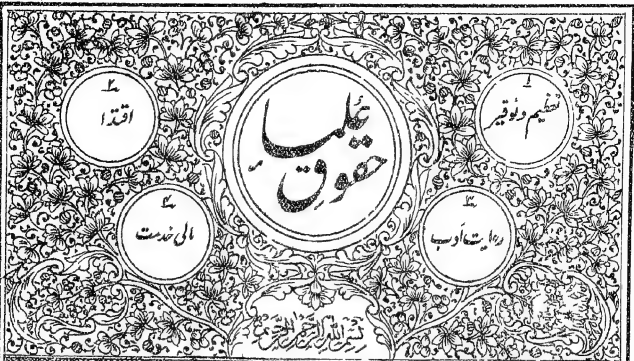
<p>لوگوں کو سکھاؤ احکام فراموش نہ کرو لوگوں کو سکھاؤ قرآن سکھاؤ اور آدمیوں کو سکھاؤ جو کچھ میں دینا ہے اُنہیں جاننے والا ہوں اور علم بھی غریب اُنہیں جانے والا اور یہاں تک کہ وہ جانے والا ہو کہ وہ شخص سن کر فوٹل میں بھی نہیں بلکہ فراموش میں اُنہیں کریں گے اور کسی ایسے شخص کو نہ پائیں گے جو ان کے اختلاف کو مٹائے اور صاف فیصلہ کر دے ۛ</p>	<p>عَلِّمُوا النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْفَرِاضَ عَلَّمَهُ النَّاسُ نَعَلَّمُوا الْفَرِاضَ وَعَلَّمُوهُ النَّاسَ فَإِنِ امْرُؤٌ مَقْبُوضٌ وَالْعِلْمُ سَيْنَقُضُ حَتَّى يَخْتَلِفَ ثَنَانٌ فِي فَرِاضَةٍ كَذِبًا لِحَدِّ احِدٍ يَفْضُلُ بَيْنَهُمَا ۛ (دارمی - دارقطنی)</p>
<p>حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبیؐ پینہ خیر خدا علیہ السلام نے فرمایا کہ علم و دانش کی بات دانستنہ کی گم شدہ چیز ہے تو وہ اُس بات کو جہاں پائے اُس کے لیے کام ہی زیادہ مستحق ہے ۛ</p>	<p>عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةٌ لُؤْمُورٍ مِنْ خَيْثُ وَجَدَهَا فَهِيَ أَحَقُّ بِهَا ۛ (ترمذی)</p>
<p>من المتزجر - تعلیم کے لفظ سے عموماً لکھنا پڑھنا سمجھا جاتا ہے۔ مگر ہم نے تعلیم کو اُس کے وسیع تر معنوں میں لیا ہے۔ تعلیم کے لغوی معنی ہیں سکھانا۔ چاہے کھینے پڑھنے کے ذریعے سے ہو یا کسی اور طرح۔ دنیا میں کھینے پڑھنے کے علاوہ آدمی بہت کچھ اُنکھ اور کان کے ذریعے سے بھی سیکھتا ہے کہ جیسا دوسروں کو کرتے دیکھا آپ بھی کر لے لگا یا کسی نے کوئی بات بھی سُن کر مطلب معلوم کر لیا۔ اور کئی ہی تعلیم میں بھی تو سیکھنے والے کو اُنکھ اور کان سے کام لینا ہی پڑتا ہے۔ پھر مطلق سیکھنا ایک حد تک شرط زندگی ہے و مدادِ اعلیٰ ذات شرطِ آرام و سائیں سب سے پہلے آدمی یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی حالت پر نظر کرو تو آسانی سے سمجھ لو گے کہ آدمی کیونکر سیکھتا اور علم حاصل کرتا ہے۔ مذہبی روایت کی نروسے خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بیک بینی و دو گوش بہشت سے نکال کر زمین پر لا بسایا تو جو اس خسر و اعتقل کے سوا اُن کے پاس کو لازم زندگی میں سے کسی طرح کا ساز و سامان تھا اب خیال کرو کہ اُنھوں نے اِس حالت میں زمین پر اتر کر کیا کیا ہوگا۔ جھوک پیاس گرمی سردی کا احساس یہ بلائیں ہماری طرح اُن پر بھی مسلط تھیں قطعہ</p>	
<p>گوشت تو لند کہ ہمہ عمروے نشند و آواز و ف و جنگ و نے ویدہ شکید ز تاشائے باغ بے گل و نسیریں بسر آرد و باغ</p>	
<p>اسلہ یعنی مس طرح کسی شخص کی کوئی چیز نہکھ جائے اسلہ اس کی تلاش میں ہے یہاں تک کہ اس کو ڈھونڈ نکالے اسی طرح دانا کی بات ایمان دان کا گویا گم شدہ مال ہو۔ اُس کے حصول تک اس کو اُس کی ٹوہ میں لگا رہنا چاہیے ۛ</p>	

گر نبود بالمش اگندہ پَر ورنہ بود لبسہ بخوابہ پیش ایں شکم بے ہنر بیج بیج	خواب تو ان کرد چرخ زیر سر دست تو ان کرد در غوش خویش صبر ندارد کہ بسازد بسیر
---	---

آدم علیہ السلام نے بھوک پیاس سے مضطرب ہو کر خود درختوں کے پھلوں اور ہندی نالوں تالابوں کے پانی سے ناز و الحاح و لطمش کو فرو کیا ہوگا درختوں کے پتوں سے تن بدن کو ڈھانکا ہوگا۔ مینہ بوندی اور گرمی مٹی سے بچنے کے لیے غاروں میں گھس بیٹھے ہوں گے۔ اب انسان کی اُس ابتدائی حالت سے اُس کی موجودہ حالت کو مقابلہ کر کے دیکھو تو معلوم ہو کہ اُس نے زندگی کو باسائش بنانے میں کس قدر ترقی کی ہو اور کرتا چلا جا رہا ہو۔ کوئی سی چیز بھی ہو۔ اُس کا حال دریافت کرنا اُس میں کسی طرح کا تصرف کرنا اُس کو بکار آمد بنانا اسی علم سمجھتے ہیں تو اس رُوسے جتنے بھی پڑتے ہیں جتنے بھی کام ہیں بجائے خود علم ہیں اور جتنی بھی چیزیں آدمی کے کام ہیں آتی ہیں سب بجائے خود اُس علم کے نتیجے ہیں چونکہ چیزوں کا شمار نہیں کاموں کی انتہائیں اسی سے کتے ہیں کہ علم اپنے ریا جو جس کی تھا نہیں۔ پس آدمی دنیا بھر کے علوم تو حاصل کر نہیں سکتا ناچار وہ چند خاص باتیں ختم کیا کر لیتا ہو۔ شروع شروع میں تو آدمی کو زندگی اور آسائش کے لیے بہت کچھ ایجاد کرنا پڑا مگر اب آدمی کو زمین پر بسے ہوئے ہزار ہا برس ہو گئے اور لوگ ہزارے میں کچھ نہ کچھ ایجاد و اختراع کرتے رہے اب ہمارے وقتوں میں انگوں کی ایجاد کا بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے کہ اُسی کا ضبط کرنا مشکل ہے۔ وہ تو غنیمت ہے کہ انگوں بزرگ و نچلے دوسرے ایجادوں کے فن و حکمت یہی ایجاد کر رہے تھے کہ اُس کے ذریعے سے بہت سی معلومات محفوظ رہی آتی ہے۔ ورنہ جتنا کچھ سینہ بسینہ اور ذہن باقی نقل و نقل ہوتا چلا آتا تھا کبھی کا بھلا لیسرا ہو گیا ہوتا۔ کتنی کارگریاں بنائیں کہ ہندوستان میں اُن کی یادگار ہیں الیٰ یومنا ہذا موجود ہیں اور کارگر موقوف اس لیے کہ اُن کارگر یوں کو حکمت یہی نہیں لایا گیا۔ ہم نے تو کتنی کی چند باتوں کو علم سمجھا اور اُن ہی کو لکھنے پڑھنے کے ذریعے سے رواج دیا اور اتنی ہی معلومات پر اُس جو ہے کی طرح جو ہلدی کی ایک گرہ پا کر اپنے تئیں دنیا ہی سمجھنے لگا تھا یا اُس بھنگے کی طرح جو گول رہیں پیدا ہوا اور اُسی کو سالاجمان سمجھتا رہا ہم نے بھی اپنے محدود علم کو منتہائے علم خیال کیا کہ آدمی میں اتنے ہی علم کی ضرورت ہے اور انتہائی وہ جان سکتا ہے۔ یہ شرافت یہ فضیلت یہ نعمت یورپ اور امریکہ اور جاپان والوں ہی کے حصے کی تھی کہ اُنھوں نے علم کی وسعت کو سمجھا۔ علوم متقدمین کے ذخیرے میں مستندہ اضافہ کیا جسے نئے علوم ایجاد کیے اور ابھی تک بھی باچندیں علم و دانش اپنے تئیں طفل ابھی خواں ہی سمجھتے ہیں اور تفتیش و تلاش سے ایک لمحہ غافل نہیں اور اسی کی برکت سے تمام اقوام روزگار پر سبستہ لے گئے ہیں۔ انگریزوں میں ایک نامور حکیم فلسفی ہو کر رہا ہے۔ سر اسحاق نیوٹن جس نے آدھ بہت سی ایجادوں کے علاوہ اجسام میں کشش کا ہونا دریافت کر کے زمین سے لے کر آسمان تک کے قلابے ملا دیئے۔ وہ اپنی نسبت بھارکتا تھا کہ میں ابھی تک بچوں کی طرح کائنات کے سمندر کے ساحل پر بیٹھا ہوا سیپیاں اور گھونگے پر ٹکست رہا ہوں اور قدرِ خدا کے انمول موتی سمندر کی تہ

میں ہیں جن تک میری رسائی نہیں۔ ان ہی علوم کا نام یہ فلسفہ جو سائنس کے نام سے مشہور ہو اور جس کی بنیاد
تحریک و جان میں پرورش کی جاتی ہو۔ اور ہمارے اہل اس کی یہ قدر ہو کہ فلسفہ ایک کلیہ جو خماسی پانچ حروف
سے مرکب انگریز کے تین حروف ل کر سفہ جوتا ہو جس کے معنی ہیں حق۔ تو کھتے کیا ہیں کہ فلسفہ میں تین حروف یعنی
اوسے سے زیادہ حق ہو اس کو پڑھ کر حق کون بنے۔ ہم نے تو جہاں تک غور کیا یہی پایا کہ خدا نے علم کو بڑی طاقت
بڑی برکت دی ہو۔ سوائے علمی قوموں کی عزت و ذلت ترقی و تنزل کے فیصلے کرتا رہا ہو اور کرتا رہے گا۔ آپ ہم
مسلمان ہی میں کہ آغاز شیوع اسلام کے وقت یہ علوم و فنون بھی دنیا میں مروج تھے اُن میں ہمارے بزرگ تمام
اقوام و فرنگیں سرباوردہ تھے اور وہ علوم و فنون ہی کتنے بہت تھے۔ دے دے کر سب میں پیشیں پتیرے ہر
قوس میں کوئی ہم سے برسر نہیں آ سکتا تھا۔ اَللّٰہُ عَلَیْکُمْ وَ عَلَیْہِ اَنْ فَکُمْ صَیْحًا وَاَنْ تَنْکِبُوْا عَلَیْہِ
صَابِرًا وَّعَیْذًا اِمَّا تَنْتَبِہْنَ وَاَنْ تَنْکِبُوْا عَلَیْہِ اَلْعَبْرُ بِاَدْنِ اللّٰہِ وَاَللّٰہُ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ اور یہی ہر
اور سرباوردگی کا نتیجہ تھا۔ **نظم مولفہ**

لڑائی جھگڑوں کے خرچوں سے نجات پا کر مسند سلطنت پر متمکن رہتے تو بقول شخصے مصرع خدا جب مَن
 دیتا ہو نزاکت آبی جاتی تو یہ قانون ملک لاری میں ایسی دستگاہ یہ کہ محسوس و اقران و ہمسار ہو گئے مگر خدا
 کے انتظام میں ملک اکابر کا ہونا دیکھا کہ اس کو دنیا کی کسی بات کو ثبات و قیام نہیں دے دیتا کہ دنیا کہ تمنا
 کندہ کہ وہ فاکر و کبابا کندہ سلطنت کے لئے میں اگر از غور رفتہ ہو گئے اور ملک گیر ہی اور ملک اری کی ہفتوں
 سے عاری ہوتے گئے۔ آخر تاہیکے زوال و تنزل و تشرع ہوا اور شروع ہوا ہی تھا۔ مسلمان تو خوب خرکوش میں
 پڑے سوجا کیے اور صراحت پر پ کی قسمت نے پنا کھا یا اور انھوں نے علم کی وسعت اور طاقت کو معلوم کر کے اس
 کا دامن مضبوطی سے پکڑا اور علم نے ان کے سارے حور و نگہ کے ان کی گایا پلٹ دی۔ کچھ تو کالی اور عیش پرستی
 نے اور زیادہ تر نہ ہی غلط فہمی نے مسلمانوں کو طلب علم سے باز رکھا کہ انھوں نے دنیا و دین کو ضدیندگی کر سمجھا
 دیا۔ خرابی دویں ہی ظہری ۱۰ اس ناز بخانہ پدید آیا کہ دھو ہم خدا خواہی ہم دنیا سے دوں ۱۰ اس خیال
 است و محال است و جنوں یہ حالانکہ دین کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ دنیا میں سب سے ایک استوار عمل ہے جیسے
 حکام وقت کا قانون۔ دین یعنی شریعت اور حکام وقت کے قانون میں اتنا ہی فرق ہے جتنا خدا میں اور حکام وقت
 میں حکام وقت کا قانون چونکہ آدمی کا بنایا ہوا ہے ناقص تاہم ہے۔ آئے دن اُس کے بدلنے کی ضرورت واقع
 ہوتی رہتی ہے۔ اور شریعت قانون الہی کو قائل تبیل کا تئید بلکہ تخلیق اللہ ذلک الذین الفیہم و لک
 اکبر الذین یفعلون اور قائم الذین یفعلون و ما انزلنا من لدنہم للعبید۔ بے شک قرآن میں احادیث میں
 دنیا کی مختار بھی ہے مذمت بھی ہو طلب نیابہر لمانہ بھی ہو۔ مگر اتنا تو سمجھو کہ دنیا بھی خدا ہی کی بنائی ہوئی ہے اور قرآن
 میں جا بجا خدا سے تعالیٰ بندوں پر لاری دنیا کی چیزوں کی مذمت بھی رکھتا ہے اور دنیاوی فتنوں کے مساویہ
 میں شکر کا بھی خواہاں ہے۔ تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ ہی بناے آپ ہی بُرائی کرے۔ آپ ہی ایک نمونہ بنے
 رکھے آپ ہی ایک نمونہ سے طلب پر لمانہ کرے۔ تو کوئی جس بعد علیہ السلام لکھتے احزاب کا کہ انہما
 بنظر ظاہر دنیا میں اس کے سواے اور کچھ بُرائی نہیں کہ ماضی اور چند روزہ ہو۔ تو دنیا ایک باغ ہے پھلا پھولا
 مگر سد بہار نہیں۔ اس کے لیے ایک وقت خزان کا بھی مقدّر ہے۔ پھر بھی باغ باغ ہو موسم بہار میں لوگوں کو
 خوش کرتا ہے لیکن کیا کھینچے خزانے دنیا کو ایسا ہی بنایا ہو۔ تو دنیا جس کی مذمت کی جاتی ہے وہ دنیا ہی جس میں
 دین کی رعایت نہ ہو۔ چیت و نیا از خدا غافل بدن ۱۰ نے قماش و فقرہ و فرزند و ترن ۱۰ اور جب
 مطلق دنیا مذموم نہ تھی تو اُس کی طلب کیوں مذموم ہونے لگی غرض جس طرح تصویر کے درخ ہوتے
 ہیں ایک تیرہ ایک روشن ہو گیا اور دنیا کی ہر چیز میں بھی بھلائی بُرائی دونوں کی صلاحیت ہے۔ اب یہ آدمی کا کام ہے کہ بھلائی
 کا پہلو ہتھیار کرے یا بُرائی کا۔ اگر آدمی ضبط نفس پر قادر نہ ہو سکے اور بُرائی کی طرف کو جھک پڑے تو یہ اُس کی



تظیم و توقیر

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ أَلَا نَعْمَ
خُتْلَفٌ لَّوَأَنَّهُ كَذَلِكُمْ لَأَنبَاخَشَى اللَّهُ
مَنْ عِبَادَهُ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
غَفُورٌ (فاطر ع ۴ پارہ ۲۲)

اور آدمیوں اور جانوروں اور چارپایوں
کی رنگتیں بھی کئی طرح کی ہیں خدائے
تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں مع رضا
کے آثار قدرت کا علم رکھتے ہیں بے شک
امد نبردست اور بخشنے والا ہے *

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا
فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا لِنَفْسِكُمْ وَاذْكُرُوا
إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فَاكْشَرُوا أَيْزِفَعِ
اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ
الَّذِينَ آمَنُوا السَّلَامَ دَرَجَتٌ وَاللَّهُ

مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو
تو کھل بیٹھا کرو خدایت میں تم کو با فرغت جگہ دے گا
اور جب تم سے کہا جائے کہ اپنی جگہ سے اٹھ
کھڑے ہو اور دوسری جگہ جا بیٹھو تو اٹھ کھڑے
ہو اگر وہ تم کو گوں میں سے جو (پورا پورا) ایمان لائے
میں اور جن کو علم (مجلس) دیا گیا ہو اور وہ مجلس ملحوظ
بھی رکھتے ہیں امدان کے درجے بلند کرے گا اور

سہ حرفہ اصغر میں ہے تو اس آیت میں علماء کے وہ ارہوے کی وجہ سے اور ان سے علماء کا وہب کرنا عین نبی کا اونچا ہونا
ایک علم مجلس کے صلے میں رعایت کے وعدہ میں تو دوسرے علوم کے صلوں کو اسی پر قیاس کر دینا مجلس کی اتنی وقعت اس سے ہو
کہ علم مجلس مستلزم حسن ثناء ہے اور حسن خلق شرط اسلام ۱۲

جو کچھ تم کرتے ہو امد کو اس کی سب خبر ہو:

کثیر بن قیس کہتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں ابو الدرداء کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آکر لگا کہنے لے ابو الدرداء میں تمہارے پاس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے (شہر) دینے سے آیا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم یہ نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نقل کرتے ہو اس کے سوا اور کسی حاجت کے لئے نہیں آیا۔ ابو الدرداء نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص علم طلب کرنے کے واسطے رستہ چلتا ہے خدا تعالیٰ اسے جنت کی راہوں میں سے ایک راہ میں لے جاتا ہے اور فرشتے طالب علم کی رضا مندی کے لیے وضو ایسے پرہیزگار دیتے ہیں اور عالم کے لیے آسمانوں کے فرشتے اور زمین کے باشندے اور پانی میں مچھلیاں سب مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور عالم کی بزرگی کا پورا پورا اہل بیت ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی بزرگی باقی تمام تاروں پر اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ رانہ بیارنے دنیارود جسم کا تو کسی کو وارث نہیں ٹھیرایا

و

يَا تَعْمَلُونَ خَيْرًا (البقرہ ۲۰ یا ۲۸)

عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ لَمَّا جَلَسْتُ مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ قَدِينَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَدِيثٍ يَكُونُ أَتَاكَ سَمْعُكَ تَنْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنِ الْمَلَائِكَةُ لَتَنُصَّبُ لَهُ بُحَيْرًا مِمَّا رَضِيَ لَطَلِبَ الْعِلْمَ إِنْ الْعَالَمُ لَيْسَتْ تُغْفَرُ لَهُ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمِنْ فِي الْأَرْضِ الْجَنَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى الْبَدَنِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ إِنْ الْعَالَمَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنْ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوْرَثُوا دَبَّارًا وَلَا دَرَاهِمًا

<p>بلکہ علم کا وارث ٹھہرایا تو جس نے علم حاصل کیا اُس نے دیر لپٹ انبیاء یعنی علم کا ایک بڑا حصہ حاصل کیا۔</p>	<p>وَالَّذِي كَذَّبَ الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَبْلٍ وَإِلَافٍ (ترمذی - ابو داؤد)</p>
<p>ابو امامہ باہلی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر ہوا ایک عابد کا دوسرے عالم کا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر نہیں ہے جیسے سیری فضیلت تمھارے آگے شخص پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اور اُس کے فرشتے۔ اور آسمانوں اور زمین کے باشندے یہاں تک کہ چھوٹی اپنے دل میں اور یہاں تک کہ محفل لوگوں کے بھلائی سمجھانے والے کے لیے رحمت بھیجتے اور دعا کرتے رہتے ہیں و</p>	<p>عَنْ ابْنِ أَمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَّلْتُ الْعَالِمَ عَلَى الْعَابِدِ فَضَّلْتُ عَلَى أَذْنَاكُمْ شَعْرَةً قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى الْمَلَأَةِ فِي خُجْرٍ هَا وَحَتَّى السَّوْءِ كَيْدًا عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْحَبِيبِ - (دارمی)</p>
<p>حسن کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ اسلام کے زندہ کرنے کے لیے علم طلب کر رہا ہو تو اُس کے اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہوگا</p>	<p>عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَجَّاهُ لَوْنٌ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ يُعْجَبُ بِهِ أَهْلُ سَلَامٍ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتَيْنِ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ (دارمی)</p>
<p>فل شیخ سعدی کا ایک قطعہ اس کے بہت ہی مناسب قطعہ صاحب دہلوی نے مدح اعلیٰ کا ہوا ہے پند و کردہ صحبت اہل طریق را بہ گفتار میان عابد و عالم چہ فرق بود ؟ تا اختیار کردی بر آن اہل عرفی را کہ گفتا و گفتم خویش ہوں سے روز بیچ و دین سے مہی کند کہ مجھ کو حق را معن المصنوع اس عنوان کے ذیل میں جس قدر آیتیں اور حدیثیں جمع کی گئی ہیں سب سے علماء کی فضیلت و عزت کی ہے جو تو ہے اگر علماء کی فضیلت مستلزم ہے اس کو کہ ان کا ادب و تعظیم کی جائے اسی لیے ہم نے عنوان "توفیر" کو قائم کر کے اُس کے ذیل میں ان آیتوں اور حدیثوں کو جمع کیا ہے +</p>	

اقتدار

أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ
اقتدار ۱۰ پارہ ۷

یہ (انگلے بنیبر) وہ لوگ تھے جن کو ان سے راہِ ہست لکائی
(وہ ای سنبیر) ان ہی کے طریقے کی (نم بھی) پیروی کرو +

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رَجُلًا نُوْحِي
إِلَيْهِمْ فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ
كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (الانبیاء ۱۰۷)

اور اسی ہم سے تم سے پہلے بھی آدمی ہی سنبیر بنا کر
بھیجے کہ ہم نے کچھ فرمایا منظور مہتا تھا، اُس کی طرف ہی
کہہ یا کرتے تھے تو (لوگو!) اگر تم کو یہ بات معلوم نہیں
تو ان کتاب سے پوچھ دیکھو وہ

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَا مِنْ نَبِيٍّ لَعَنَهُ اللَّهُ
فِي أُمَّتِهِ قَبْلِي إِلَّا كَانَ مِنْ أُمَّتِي حَتَّى يُؤْتَى
وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِي فَبَقْدَرُ

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ فرماتے
اے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مجھ سے پہلے نہ لے
جو نبیؐ کو بھی اُس کی امت میں بھیجی تو اُس
کی امت میں سے چند عاری اور انصار و تبعہ اُن کا
کھڑے کیے جو اُس کے طریقے پر عمل کرتے اور اُس
حکم کی پیروی کرتے تھے۔

۱۱ ایک اقتدار سے ملوی حسیقتا علوم پر حاکم اور فتنے سے دیتے اور جو مصلحت و نصیحت کرتے اور جو تصدیق و تالیف کے ذریعے
سکھاتے تھے کہ احکام لکھنے والے سب سب اُن کے حکم پر حاکم ہیں طریق تعلیم کا فرق ہے مگر اصل بنیاد پر تھی تو انہیں علیہم السلام سے اور حدیث سے اور صحابہ سے
صلی اللہ علیہ وسلم کو ان ہی کی پیروی کا حکم دیا اُن کا دین شروع سے ایک چلا آیا ہے صرف وقتی اور سماوی ضرورتوں کے لحاظ سے شریعتیں مختلف
ہوتی رہی ہیں تسلیم و طبع کی ہے تنجائی اور سینہ سینہ بے تعلق تعلیم کا نام لیا جائے تو تعلیم کتاب ہی کی طرف ذہن منتقل ہوتا جو تصدیق
بھی ایک طرح کی تعلیم کہانی ہے سینہ بسینہ تعلیم کے مسلم ہیں تیس اول ماں باپ بچل مولود مولیٰ علی الصلوٰۃ والہاء بعد اللہ اور معتبرہ
اور بھائی تین چوتھے نظر پر پیدا ہوتا ہی پھر اُس کے ماں باپ سے ہوتی مادیت ہیں یا صریح یا مجرسی و شریح حاکم وقت پیشہ گوئی کے
ہم مشین و فیصلہ طوقہ و مساویہ ہم باہیں ادھم وہ حاکم علم رحق علیہم القول فی اضم قد حلت من خدام من الخی الا اس
ادھم کا ان خداس سے یعنی اور ہم نے ان اکھار کے ساتھ (رے) ہمیشہ ف قیادت کرو یہ تھے تو بخوشی اُن کے اور پچھلے تمام حال
ان کی نظریں رہے کہ حاکم اور اس سے پہلے حاکم کی اور تو میوں کی قدرت ہی اور ان میں ہرگز یہ نہیں آتے شریک میں (اصاب کا)
دعویٰ ان کے حق میں بھی پورا ہو کر اسے نیک یہ لوگ (شروع سے) اپنے نقصان کے درپے تھے ۱۲

ف ہمیشہ سے مراد ہے شیاہیں داخل ہوسے زینہ راز جلیں ہر زینہ ۱۲

ف مطلب یہی کہ ان کے ہر چھوٹے تو وہ تصدیق کریں گے کہ پہلے بھی آدمی ہی ہمیشہ ہوا کیے ہیں تو کم ان بات نامی ہو گی

<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَخَلَّفُوا عَنْ جِهَادِهِمْ خُوفٌ يَقُولُونَ مَا كَيْفَ يَعْمَلُونَ يَفْعَلُونَ مَا لَا يُقِرُّونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ فَيُهْزَأْ مِنْهُمُ فَيَمْوُنَ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ يَنْصَرُوا وَهُمْ مُؤْمِنُونَ فَيَقِيلُ اللَّهُ لَهُمْ مَوْمِنًا وَمَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ مِنْ لَدُنَّكَ خُذْ</p>	<p>پھر ان کو اربوں اور افساد و احوال گزر جانے کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہو جو اوروں کو تو ایک چیز کے کرنے کا حکم کرتے ہیں اور آپ نہیں کرتے اور جن بات کا حکم نہیں کیے گئے اُسے عمل میں لاتے ہیں تو جو شخص ان کے ساتھ ہاتھ جھکا دے مومن ہو اور جو باج جھکا دے مومن ہو اور جو دل سے جھکا دے مومن ہو اور اس کے علاوہ ایمان رانی کے دلنے کے برابر بھی دوسرا</p>
<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا إِلَى هَذَا كَانَ لِمَنْ الْأَجْرُ مِثْلُ الْجُودِ مَنِ اتَّبَعَهُ لَا يَنْفَعُ ذَلِكَ مِنْ لَدُنِّي إِلَّا رِجْلًا (مسلم)</p>	<p>حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کو نیک راہ کی طرف بلائے تو اُس کو اُن لوگوں کے اجر کے برابر ثواب ملے گا جو اُس کی ہدایت کی پیروی کریں گے (اور) اُس شخص کو ثواب میں کچھ بھی تو کمی نہیں ہوگی</p>
<p>عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَّاحُهُ فَيَعْظُنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعَيْوُنُ وَوَجَلَتْ قُلُوبُنَا الْقُلُوبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ كَانَتْ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مَوْبِّحٍ فَأَوْصِنَا فَقَالَ أَوْصِيكُمْ بِمَنْ يَقُولُ اللَّهُ وَالسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ وَإِنْ كَانَ عَبْدٌ حَبِيشًا فَإِنَّهُ مَنْ يَعْشُ مِنْكُمْ بَعِيْبٌ فَسَبِّحْهُ لِيَحْتَلَا فَالْكَفَرُ</p>	<p>عرباض بن ساریہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایک نیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر ہماری طرف موند کر کے کھڑے ہو گئے اور ایک جماعت فصیح، مؤثر و خطر فرمایا جس کی وجہ انھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل دھل گئے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ نصیحت تو گویا اس شخص جیسی ہے جو کسی کو دواعی کرتا ہو تو آپ ہمیں نصیحت کیجئے فرمایا میں تمہیں خدا سے ڈرنے کو (جو اللہ کی بات کو گوشہ دل سے سننے اور اُس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں) اور احکام پر عمل کی بات کہیں ہو کیونکہ تم میں سے جو شخص سب سے نیچے زندہ رہے گا وہ بڑے بڑے ہمارے دشمن ہوگا</p>

<p>تو تم کو سیکر اور میرے راہ یافتہ اور اہل رشد خلفاء کے طریقے کو لازم کر لینا چاہیے اس ساتھ تمک کرنا اور اسے پکچید کرنا مضبوط پکڑ لینا ضروری اور نیرے سے کاموں کے اپنے تئیں دور رکھنا کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہو اور ہر بدعت گمراہی ۱۰</p>	<p>فَعَلَبَكُمْ دُيُوسُنِي وَسُنَّةَ الْخُلَفَاءِ الَّذِينَ رَلْنَا الْمُهْدِيَيْنَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعُضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ وَإِيَّاكُمْ وَتَحْلِلَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدِّثٍ مُدْعٍ وَكُلَّ بَدْعٍ ضَلَالَةٌ ۝</p>
<p>ابن عمر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوا و اعظم یعنی جس طرف علماء عاقانی زیادہ ہوں اُس جماعت کی پیروی کرو (اور جماعت سے علیحدہ نہ ہو) کیونکہ جو شخص جماعت سے علیحدہ ہو گیا وہ فتنہ میں لگ جاتا ہے</p>	<p>عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ (ابن ماجہ)</p>
<p>حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جو شخص راہ راست چلنا چاہے وہ اُن لوگوں کی پیروی صحابیوں کی اقتدار کرے جو فوت ہو گئے ہیں کیونکہ زندہ پر فتنے سے بے غوی نہیں جو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں جو اس سے افضل و بزرگ کہتے اور لوگوں کے اعتبار سے نیک ترین امت کی مملکت تصنع اور تکلف سے دور خدائے انھیں اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کے پابانے کے پے پسند فرمایا تھا تو ان کی عمر کی کا اعتراف کرو اور ان کے قدم مقدم جلو اور جہاں تک ہو سکے اُن کی عادات ان کے خصائل کی پیروی کرو کیونکہ وہ سیدھی راہ پر گئے ۱۱</p>	<p>عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَنْ كَانَ مُسْتَنًا فَلَيْسَ لَنْ يَمُوتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تَمُوتُ عَلَيْهِ الْغَنَّةُ أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَبْهَاقُ قُلُوبًا وَأَعَمُّهَا عِلْمًا وَأَفْضَلُهَا كَلْفًا إِخْلَادُهُمُ اللَّهُ بِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلَا قَامَةَ دِينِهِ فَاعْمُرُوا أَلَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى أَنَّهُمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ (ترمذی)</p>
<p>ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابیوں کی طرف روئے سخن کر کے) فرمایا کہ لوگ</p>	<p>عَنِ ابْنِ سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ النَّاسَ</p>

لَكُمْ تَبَعٌ قُلُوبُ الرِّجَالِ يَأْتُونَكُمْ مِنْ
أَفْطَارِ الْأَرْضِ يَنْتَفِعُونَ فِي الدِّينِ
فَإِذَا التَّوَكَّمُوا فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَبَرًا نَزَلِي

تمہارے تابع ہیں اور بہت آدمی دین میں
سمجھ پیدا کرنے کے لیے اطراف زمین سے
تمہارا پاس آئیں گے توجہ نہ تھکا پاس
آئیں ان کے ساتھ نیکی کرنا دین میں حکم مانو +

ممانعت توہین

عَنْ مُعَاوِذَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ
وَأَمَّا بَأْمَرِ اللَّهِ لَا بَصَرُ لَهُمْ مِنْ حُدُودِهِمْ وَلَا مَر
خَالِفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ لَهُمْ عَلَى ذَلِكَ

معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
سنا کہ میری امت میں سے ہمیشہ ایک جماعت قائم باہر
اللہ رہے گی لوگوں کی تبدیلی سے انھیں کچھ بھی نقصان
نہ پہنچے گا اور نہ ان سے جو ان کی مخالفت کریں گے
کہ قیامت آجائے گی اور وہ اپنے اسی کام میں لگے
ہوں گے +

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابُ الْمَسْلُومِ فُسُوفُ
تُوقَاتِلُهُ كُفْرًا (صحیح)

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مسلمان کو برا کہنا فسق اور اسے قتل
کرنا الکفر ہے +

من الترحم

یہ کوئی آج کی غلطی نہیں ہے بلکہ بتوں کی پرانی غلطی ہے کہ لوگ دنیا و دین کو ضد یک دگر سمجھتے ہیں۔ یعنی منطق کے ضلعے
میں دنیا و دین دو جداگانہ چیزیں ہیں اور ان میں مانعہ الجمع کی نسبت ہو کہ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

دنیا خواہی و دین ہی طبعی اس ملازمت کا پدیدار کر د

دنیا اور آخرت کا مقابلہ تو ایک اعتبار سے ٹھیک بھی ہو کہ دنیا نام ہو عالم کوئی فساد کا اور آخرت وہ ہستی ہو جو عالم کوئی فساد کو
فنا ہو سچے ہوئی کسی طرح کی بھی ہو۔ راویوں وہ ہستی نہیں نہ اب کی نہ بعد کی بلکہ آدمی کا طریق عمل ہو جس پر اس کو اس
ہستی میں جلا ہے پس بن کا تعلق دنیا اور آخرت دونوں سے ہے اس لیے کہ دین اس غرض سے وضع کیا گیا ہے کہ
اس پر عمل کرنے سے آدمی دونوں ہستیوں میں خوش حال رہے۔ لوگ دنیا اور دین کے تعلق میں جو غلطی کرتے
چلے آئے ہیں۔ لہٰذا اس نے مسلمانوں کی دنیا اور آخرت دونوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ لہٰذا اس نے مسلمانوں کو
دنیا سے نفرت کرنا سکھایا۔ اسی نے مسلمانوں کو دنیاوی ترقی کرنے سے روکا۔ اسی نے مسلمانوں کو جب اہل کابل

اور ان کے سب سے متعلق ہیں ہم نے اس حدیث کو اس لیے رکھا کہ جب عام مسلمانوں کو برا کہنا فسق ہے تو علماء کی شان کے خلاف کوئی بڑی بات

عافل سپتہ ہتر اور بے دولت بنایا۔ یہ تو دنیا کی خرابیاں ہوئیں۔ رہی عاقبتہ اور آخرتہ کی خرابی۔ جس سے دنیا اور آخرت دونوں کو نقصان پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہماری توفیق فرمائے۔
 جس سے دنیا اور آخرت اور دین و دنیا کا مطلب ایک ہی بات میں منظر ہوتا ہے۔ دین و دنیا کا
 کے جو تھے بے کا وقت آخرتہ کا تھے گاہے اور جس میں جمع کرنے کا تین جو دنیا کے علاوہ آخرتہ میں آباد
 ہو سکتا ہے۔ عمل صالح اور عمل صالح میں ہی لوگے فرائض انسانی ہے تو جس قدر دنیا کے اللہ تعالیٰ کا رستہ استعمال
 صالح کے موقع فوت کرو گے اور اعمال صالحہ کے مواقع کا فوت کرنا عاقبت کے اجر و ثواب کا فوت کرنا ہو گا
 ھو اللہ تعالیٰ کے لئے۔ ظاہر ہے کہ یہ بیان مضمون عنوان سے بے جوڑ معلوم ہو گا۔ مگر بے جوڑ نہیں ہے۔ دین
 دین کو دیکھو۔ اگرچہ دین کی سمجھنا مسلمانوں کی ہر ہر اداسے تشریح ہوتا ہے۔ ان کے لئے اس سے بڑی کہ لغت کی
 عالم کے معنی مطلق ہانسنے والے کے ہیں تو عالم کا اطلاق ہر شخص پر ہو سکتا ہے کیونکہ ہر شخص کچھ نہ کچھ تو ضرور جانتا
 ہوتا ہے مگر مسلمانوں کے عرف عام میں عالم کسی کو کہا جاتا ہے جس نے زبان عربی میں علوم دین پڑھے ہوں
 تشریح بھی ہو۔ عالم کا مرادف ہو مولوی اور دینی شکر سے احتمال میں آتا ہے۔ مولیٰ ہی تو علمی خطاب کو کہتے
 اس کے دینے والے ہی لوگ ہیں اور ہم میں اکثر بے علم جس کسی کو پڑھا لکھا مسلمان دیکھا مولوی سمجھنے کے قطعہ
 ہر کہ اجاگر پارسائی پارساوان و نیک مرد انگار
 ورنہ ان کی ورنہ نمانش حقیقت محبت اور دین خانہ چکار

پھر صبیحہ خطاب دینے والے ویسے خطاب پانے والے۔ رفتہ رفتہ مولوی کے لفظ سے غرور و وقعت سلب ہو گئی۔ دین
 کی غرور دین کی غرور کے ساتھ ہی دین ہی کا کون سا ادب باقی رہ گیا ہے کہ لوگوں مولویوں کو ادب کی توقع کی تھی
 اور وہی محفل ہے کہ اپنا پیسہ کھوٹا تو پر کھنے والے کا کیا دوسرے مولوی آپ بھی اپنی غرور کھوٹے میں الا اشارہ
 حقیقتہً ان میں نہیں۔ صداقت ان میں نہیں۔ تلفظ ان میں نہیں۔ مستبر و قناعت ان میں نہیں
 پھر ان میں ایسا کون سا ترغاب کا پر لگا ہے کہ لوگ ان کا ادب کریں۔ اور اگر ان کا نام چڑھا ہے بڑھ کر
 آپس کا اختلاف۔ بات بات میں ان کے باہمی اختلاف نے ان کو لوگوں کی نظروں میں اتنا ذلیل نہیں کیا
 جتنا اسلام کو غیر مذہب والوں کی نظروں میں۔ ایک پادری میرے دوست تھے میں نے ان سے تھوڑی سی
 انجیل کی انگریزی تفسیر بھی پڑھی تھی ان کو ولایت سے آئے ہوئے پورا برس بھی نہیں ہوا تھا کہ انھوں نے اسلام کے
 رو میں ایک کتاب لکھنی شروع کی۔ تازہ وار دہن کی وجہ سے اورو بھی صاف نہیں بول سکتے تھے اور فیس
 کن رنگستان میں بہار اعرابی فارسی سے بالکل کورے۔ محکومان کی تصنیف کا حال معلوم ہوا تو میں نے کہا
 کہ بھلا آپ اسلام کا کیا رو کھتے گے آپ کو اسلام کا حال تو معلوم ہی نہیں آدمی تھے صاف گونگے کھنکے کہ
 ہر قصہ کو دو طرح ہوتے ہیں ایک روشن ایک تاریک۔ محکومان و مسلمانوں نے اسلام کی ایک ایسی تصویر دکھائی جو جس
 دونوں طرح تاریک ہیں۔ بات یہ تھی کہ ہمیں سے ان کو شیعوں کی منظر کے دور رس نے ہاتھ آگئے تھے

جاتے آگئے تھے انھوں نے جو ایک دوسرے پر اعتراض کہتے تھے ان ہی اعتراضوں پر پادری صاحب نے اپنا بیڑی بٹھا کر کہا ہے ”گھر کا بھیدی لٹکا دھوئے“ اگرچہ عسائیوں کے مذہبی فرقوں میں ہمارے شیعوں سنیوں سے زیادہ اختلاف ہے مگر مخالف تو لڑا اٹھا کھانا کھاتا ہے فائدہ اٹھایا ہی چاہے۔ مولویوں میں اتفاق بھی ہے تو ایسا کہ اس سے تو وہ لڑتے ہی نکلے۔ یعنی ان کے مجالس عطا اور درس و تدریس کے حلقوں میں حقوق العباد کا تو نام تک نہیں آنے پاتا۔ ان کی تعلیم کا سارا زور مذہب و عبادات پر ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے معاملات جہاں تک حقوق العباد سے متعلق ہیں پہلے بھڑک کر خراب ہیں شیعہ

گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر کی جس سے بات اُس نے شکایت ضروری

مسلمان جس کسی کو کسی وجہ سے چھوٹی جانتے ہیں تو ان کا جھٹوا جانجی بے لطفی سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ جب کی کلان کومراعات حقوق العباد کی تعلیم نہیں دی تھی اور تعلیم دے کو ن ہی ہماری مولوی جنھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بغیر اٹھا پایا ہے۔ اور یہی تو ان کی وجہ محاسن ہے کہ اس کا احسان اور کرمی منت۔ مولویانہ نصاب تعلیم پر نظر کرتے ہیں تو چاہیں گے علم برصغیر آدمی کی دو آنکھوں کی جگہ کیا آنکھیں ہو جائیں ایسی ہوسنیاری آجائے کہ نانت باجی الگ پایا۔ جو سٹ ہے اور بات کی نہ کو پونچے فراموشی سرتر ہارٹ ہوئی اور ہو کا رخ معلوم کر لیا جیتے جیتے زمین کے حال سے واقف۔ آدمی کے رگ و بیشہ سے آگاہ۔ گرلین کا علم الحکم مچات الکبر پنے تن بدن تک کا ہوش نہیں ان کو دنیا و مافیہا کی کیا خبر کو کچھ سمجھیں کچھ مشعلیک کے مشہور عذر کے بھی مدتوں بعد ایسے زمانے میں پیدا ہوئے جب کہ زبان اور مذاق اور خیالات اور طرز تمدن اور معاملات اور عمارت ہر چیز پر اپنا گنگر انگیزی رنگ چڑھ چکا تھا اب ان دستار بندی تک تو ان کو انگریزی مہینوں کے نام آتے نہیں۔ ایسے انگریزی مہینوں کے نام نہ آئے کی کیا شکایت کی جائے جماعے بھولے مولوی کو اکثر اُھیل الحکۃ ملکہ کو ارکانک ہندی کے اور بارہ وفات خواجہ حسین الدین عورتوں کے مہینوں تک نام معلوم نہیں بخدا یہ بے چارے کو فٹس براہ سری ٹوٹ میڈ ٹوٹ کر شیش ٹوٹ اتن شوئیس اولیسی بیسیویں چیزوں کو اجاگر غیری عملداری میں پتل پڑی ہیں کیا سمجھیں اور مسئلہ نوچا جاوے تو جواب دیں کیا خاک سترتا سر قصور نصاب تعلیم کا ہے اور طریقہ تعلیم کا۔ بات یہ ہے کہ جن دنوں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ وہ زمانہ جس کی لامبھی اس کی بعینہ کا تھا یعنی قرآن اور امتصار اور معاصرین پر غلبہ کرنے کا متیقن ذریعہ تھا گاؤری۔ اور گاؤری منصرفی توانائی اور فنون سپہ گری اور بہادری میں۔ اور یہ صنعتیں اہل عرب میں ایسی اعلیٰ درجے کی تھیں کہ کوئی قوم ان صنعتوں میں اہل عرب سے لگتی نہیں کھاتی تھی وہ کیا کہ تمدن کی جز ہے کاشتکاری۔ خوب کی زمین ہی کاشت کے قابل نہیں۔ اول تو خود زمین پیچھے رہی ریتی۔ دوسرے یانی کی قلعہ اور جو ہے کروا کھادی پیچھے کے کام کا نہیں۔ پس بیولوگ اکثر فرمانہ بدروسش ہوتے تھے۔ جہاں کہیں برسات کا پانی مویشیوں کے چارے کا شمار لکھا انٹرپڑے۔ یہاں کی رسد ہو چکے ایرانی دوسری جگہ جافزیرے ٹمٹے۔ ان کی

سلحہ اکثر ضعیف بھولے ہائے ہوں گے ۱۲ ء

فَلَوْ رَمُوا لَوَافِعَتْ مَا فِي الْأَرْضِ حَسْبًا مَّا آتَاكَ اللَّهُ لَنْ قُلُوْهُمْ بِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ آتَاكَ مِنْهُم رِزْقًا حَكِيمًا
منفرد قوتوں نے سمٹ کر سیلاب کی شکل اختیار کی آٹھاویہ ترقیاں کا ہے بترفعہ تھیں؟ بترفعہ تھیں مسلمانوں
کی قوت سپہ گری چھپی اور چھپی بھی اُن قوتوں میں ہونی ممکن تھی۔ یوں سمجھو کہ سپہ گری کی قوت گویا ایک تلوار
تھی نہ ہی جوش کی سان پر چڑھی ہوئی مسلمان تو ابی اس قوت پر مازاں تھے۔ قَاتِلًا عَادًا فَاسْتَكْبَرُوا
فِي الْأَرْضِ يَعْتَرِضُ وَيَقَالُوا أَمْرًا سَلْبًا مِّنْهُمُ أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ قُوَّةٌ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ قُوَّةٌ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ قُوَّةٌ
فَكَانُوا يَأْمُرُونَ بِالسُّلْطَانِ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ قُوَّةٌ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ قُوَّةٌ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ قُوَّةٌ
ایک ایسی قوت کا پتہ بتا دیا جس نے تمام قوتوں کو اُن آؤھن السُّوْب لَكِنَّ الْعَصَا كُتِبَتْ كَرِيًا۔ کچھ سمجھئے کہ
وہ کونسی قوت ہے۔ وہ قوت ہے حکمت عملی کی قوت کہ گئے حرارت اور روشنی اور بجلی اور ٹھاپ اور آگ اور
پانی اور ہوا اور کشش اور حرکت سے کام لےنے اور کام بھی ایسے سخت ایسے مشکل کہ اور کسی طرح آدمی کے بس کے
نہیں اور ابھی تک بھی نئی نئی قوتیں دریافت ہونی چلی جاتی ہیں۔ اور کون جانتے شاید آئندہ کوئی ایسی قوت دریافت
ہو جو معلوم قوتوں کو ابسا ہی بے کار کر دے جیسا حکمت عملی بے بجلی قوتوں کو بے کار کر دیا ہے وَمَا بَعَثْنَا مِنْهُمُ
سِرًّا إِلَّا هُوَ۔ آف پھر اصل مطلب کی طرف عود کرنے ہیں کہ ہمارا نصاب تعلیم اُن قوتوں کا وضع کیا ہوا ہے جبکہ
اسلامی سلطنت برسر عروج تھی۔ دنیاوی ترقی کے لیے جس چیز کی ضرورت تھی یعنی سپہ گری کی قوت وہ ہم کو ملے وہ
الحال چاہت تھی۔ اور سینہ سینہ اُس کی تعلیم بھی تھی مسلمانوں کو جو تعلیم اُس وقت درکار تھی وہ یہ تھی کہ کسٹیاں
خوش حالی کے نشے میں آکر خدا کو نہ بھول جائیں کیونکہ خدا کو بھلا دیں گے تو دنیا بھی کھو جائے گی۔ اور ایسا ہی ہوا پس وضع
نصاب نے تعلیم کا مقصد اصل قرآن کو قرار دیا اور ٹھیک قرار دیا ہمارا روایا۔ لیکن قرآن تو عجب قسم کی کتاب ہے
اَوَّلِ تَوَاسُطِ زَبَانِ عَرَبِيٍّ ہے اور پھر اولین و آخرین کے تمام علوم اُس میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں۔ اُس کے
کما حقہ سمجھنے کے لیے بہت سے علوم جاننے کی ضرورت ہے۔ اور یہ جو نصاب تعلیم میں صرف و نحو اور لغت اور معانی و
بلاغت اور شطرنج وغیرہ کی کتابیں پاتے ہو وہ وہی غرض سے داخل نصاب ہیں کہ فقیر قرآن میں مدد دیں نہ کہ خود
مقصود بالذات ہیں ہم نے جو نصاب تعلیم کو مقصود قرار دیا تھا اور اب بھی پھیلاتے ہیں تو صرف اس وجہ سے کہ نصاب
دنیاوی پہلو علوم مابعد سے جو اہل یورپ نے ایجاد کیے ہیں بے بہرہ ہے حالانکہ اگر فقیر قرآن ہی کی نظر سے دیکھا جائے
تو اُن علوم کا جتنا اہم علوم سے زیادہ خدا کی معرفت کی طرف رہبری کرتا ہے رِزْقًا حَكِيمًا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

سے سو وہ جو عباد کے لوگ تھے گئے مابق راز انما ملک میں ٹکڑے کر کے اور بے کمل بوٹے میں ہم سے بڑھ کر آدمیوں کی اُن کو اتنا نہ سمجھا کہ
جس اللہ نے اُن کو پیدا کیا وہ بے بوٹے میں اُن سے کہیں بڑھ کر بڑھ کر بے غرض وہ لوگ ہماری آیتوں سے انکار ہی کرتے ہیں ۱۲۔ یہ اتفاقات وقت
میں جہاں سے حکم سے موت ہو تو (سب) لوگوں کو پیش آنے رہتے ہیں ۱۳۔ کچھ شک نہیں کہ گھروں میں بوٹے ساودا گھڑی کا گھر ۱۴ +
۱۵۔ اور کچھ بڑھ کر وہ لوگ (کی مخلوقات) کے لشکروں کا حال اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا ۱۶۔ آسمانوں اور زمین کی ساوا اور آواز اور دن
کے تدوین میں مختلف ہیں (کچھ سمجھئے) کہ بے قدرت خدا کی تہذیبی (مساویاں) موجود ہیں کچھ سے اور نیچے خدا کو یاد کرتے اور کچھ سے اور زمین کی

حکمت عملی کی قوت ہے۔ وہ قوت ہے حکمت عملی کی قوت کہ گئے حرارت اور روشنی اور بجلی اور ٹھاپ اور آگ اور پانی اور ہوا اور کشش اور حرکت سے کام لےنے اور کام بھی ایسے سخت ایسے مشکل کہ اور کسی طرح آدمی کے بس کے نہیں اور ابھی تک بھی نئی نئی قوتیں دریافت ہونی چلی جاتی ہیں۔ اور کون جانتے شاید آئندہ کوئی ایسی قوت دریافت ہو جو معلوم قوتوں کو ابسا ہی بے کار کر دے جیسا حکمت عملی بے بجلی قوتوں کو بے کار کر دیا ہے وَمَا بَعَثْنَا مِنْهُمُ سِرًّا إِلَّا هُوَ۔ آف پھر اصل مطلب کی طرف عود کرنے ہیں کہ ہمارا نصاب تعلیم اُن قوتوں کا وضع کیا ہوا ہے جبکہ اسلامی سلطنت برسر عروج تھی۔ دنیاوی ترقی کے لیے جس چیز کی ضرورت تھی یعنی سپہ گری کی قوت وہ ہم کو ملے وہ الحال چاہت تھی۔ اور سینہ سینہ اُس کی تعلیم بھی تھی مسلمانوں کو جو تعلیم اُس وقت درکار تھی وہ یہ تھی کہ کسٹیاں خوش حالی کے نشے میں آکر خدا کو نہ بھول جائیں کیونکہ خدا کو بھلا دیں گے تو دنیا بھی کھو جائے گی۔ اور ایسا ہی ہوا پس وضع نصاب نے تعلیم کا مقصد اصل قرآن کو قرار دیا اور ٹھیک قرار دیا ہمارا روایا۔ لیکن قرآن تو عجب قسم کی کتاب ہے اَوَّلِ تَوَاسُطِ زَبَانِ عَرَبِيٍّ ہے اور پھر اولین و آخرین کے تمام علوم اُس میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں۔ اُس کے کما حقہ سمجھنے کے لیے بہت سے علوم جاننے کی ضرورت ہے۔ اور یہ جو نصاب تعلیم میں صرف و نحو اور لغت اور معانی و بلاغت اور شطرنج وغیرہ کی کتابیں پاتے ہو وہ وہی غرض سے داخل نصاب ہیں کہ فقیر قرآن میں مدد دیں نہ کہ خود مقصود بالذات ہیں ہم نے جو نصاب تعلیم کو مقصود قرار دیا تھا اور اب بھی پھیلاتے ہیں تو صرف اس وجہ سے کہ نصاب دنیاوی پہلو علوم مابعد سے جو اہل یورپ نے ایجاد کیے ہیں بے بہرہ ہے حالانکہ اگر فقیر قرآن ہی کی نظر سے دیکھا جائے تو اُن علوم کا جتنا اہم علوم سے زیادہ خدا کی معرفت کی طرف رہبری کرتا ہے رِزْقًا حَكِيمًا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

أَحْمَدُ بْنُ الْبَيْهَقِ وَالْهَكَامِيُّ وَالْأَوَّلِيُّ الْأَوَّلِيُّ الْبَابُ الْدَّيْنُ مَدْرُورُونَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى لُحُوقِهِمْ وَ
بَعْقَرُونَ فِي حَقِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبُّكَ مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ عَمَّا يُشْرِكُونَ النَّارُ أَوْ كَذَلِكَ
بَعْقَرُونَ فِي حَقِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ وَأَنْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَدِ افْتَرَكُوا أَهْلَهُمْ
مَا فِي حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثُومٍ أَوْ كَذَلِكَ يَفْتَكِرُونَ فِي الْفَضْلِ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا
بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ مُسَمًّى وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ النَّاسِ الْبَاطِلِينَ لَكُمْ كُفْرُكُمْ أَوْ كَذَلِكَ يَفْتَكِرُونَ أَوْ كَذَلِكَ يَفْتَكِرُونَ أَوْ كَذَلِكَ يَفْتَكِرُونَ
آیتوں کی تعمیل کے نتائج ہیں۔ انہی ملاحظہ فرمائیے نصاب کا قصور تو ظاہر ہے کہ نصاب تو قرار دیا گیا تھا اس لیے کہ
فرم قرآن کا آله اور ذریعہ ہو لوگوں نے آلات و ذرائع کی الٹ پلٹ میں عمریں ضائع کر دیں۔ اور قرآن کو کھول کر
بھی نہ دیکھا۔ ان کی مثال اُس ستارے شناس کی سی ہے کہ اُس کو آجرام فلکی کے صنائع باری تعالیٰ کا دیکھنا منظور
مگر وہ دُور بین کے گل پُروزوں میں ایسا سوچا ہو کہ آسمان کو آٹھ اٹھ کر بھی نہ دیکھ سکا۔ نصاب اور طریقہ تعلیم نصاب
جتنا کچھ بھی ہمارے علماء کو ملزم بنایا سو بنایا اسکے زیادہ ان کو ملزم بنایا اُن نااہل دین فروشوں نے جو مولیت
کو دیر معاش نائے عوام کا لانعام کو ٹھکے پڑے پھرتے ہیں قطعاً

پورا قرآن سے یکے بعد ایشی کر دو نہ کہ رامنزلت مانند میر راہ

نئے بیانی کے کاغذ و رولف ناز بسا لایہ ہمہ گادان وہ راہ

اگر مولویوں کا گروہ با شکوہ اپنے آپ سے ان الزامات کو اٹھاوے تو اُن کا ادب ہر ایک مسلمان کے فرائض
میں سے ایک فرض ہو کہ ہوگا۔ غرض ہم نے حقوق العباد کا باب تو باندھا مگر بڑے ہی تامل اور مضامین کے ساتھ
آپ ہم کو دونوں باتوں کی وجہ بیان کرنی چاہیے کہ تامل و مضامین کیوں تھا اور پھر باب باندھنے کی کیا وجہ تھی
سو تامل و مضامین تو اس سبب تھا کہ ہمارے زمانے میں جو لوگ عند الناس عالم سمجھے جاتے ہیں اور وہ خود بھی ہنما
لنفس پلٹے تئیں قاتلے میں خام العلماء سمجھتے ہیں ہم اُن کو پورا عالم نہیں سمجھتے۔ وہ عالم ہیں مگر پورے نہیں اوصاف
اس لیے کہ انھوں نے علم کو نصاب مروجہ میں محدود کر رکھا ہے اور نصاب مروجہ کو دیکھتے ہیں تو وہ اسلامی سلطنت
کے زمانے میں ضرور لکھا لکھ رہا ہوگا۔ اس کا مقصد وہی قرآن ہے۔ تفسیر ہے۔ حدیث ہے۔ فقہ ہے۔ ان چاروں
میں بھی اصل الاصول قرآن ہے۔ اور تفسیر اور حدیث اور فقہ اسی کی توضیح ہے یا احکام قرآنی کی تعمیل کے قواعد و ضوابط
ہیں اور کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جو احکام قرآنی پر مقرر ہیں۔ غرض اصل الاصول قرآن ہے۔ اور تمام علوم نصاب
اُس کے خادم۔ پھر قرآن علوم دنیا میں سے کسی خاص علم مثلاً جغرافیہ، تاریخ، منطق، ریاضی، فلسفہ، ہیئت، طب
طہ کیا ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کے انتظام اور خدا کی پیدائش یعنی کسی حیرت انگیز نظم نہیں کی اور نہ اس بات پر عجب نہیں بلکہ اُن کی توثیق نہیں
آئی جو تو اب اتنا سمجھتے ہیچے اُن کو اُن سی بات ہے جس کو سن کر ایمان لے آئیں گے اسلئے کیا ان لوگوں نے اسے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ
نے آسمانوں اور زمین کو اور اُن چیزوں کو جو ان دونوں کے درمیان ہیں جس کی مصلحت ہی سے اور ایک وقت مقرر کیے پیدا کیا ہے اور پھر

آری (تو قیامت کے دن) اپنے پروردگار سے ملے کو (دوسرے سے) مانتے ہی نہیں اللہ

یاسی خاص فرق شلک بجز ثقیل - جہان زانی - قلاحت کی کتاب ہیں ہے۔ خدا نے قرآن کو صرف اس غرض سے نازل کیا ہے کہ اس کے ذریعے سے بندوں کے خیالات - معتقدات - اعمال کی اصلاح ہو۔ علوم دنیا کو خدا نے بندوں پر چھو دیا ہے کہ زندگی کو آسودہ اور مطمئن بنانے کے لیے خود معلومات بہم پہنچائیں۔ مگر ہاں خدا کا بھی قرآن میں نیا پڑا - وریا - نباتات - حیوانات - فلکیات یعنی مخلوقات کا تذکرہ فرماتا ہے وہ بھی اس غرض سے کہ آدمی مخلوقات سے خالق کو پہنچائے اور خدا کے ساتھ اپنا تعلق ٹھیک طور پر رکھے۔ آدمی خدا واد عقل کے زور سے کائنات کے حالات کی تفتیش میں لگا رہتا اور کسی نہ کسی تدبیر سے ان کو اپنے بس میں کرتا۔ ان سے خدمت لیتا۔ پس درختوں کا پتہ پتہ بیابانوں کا ذرہ ذرہ - یعنی بڑی چھوٹی ہر ایک مخلوق ایک ایک کام موضوع لے لے اور چونکہ مخلوقات بے حس و حرکت نہ تھیں دریاے علم کی بھی آج تک کسی نے تھام نہیں پائی اور جتنے علوم بھی فی زمانہ مروج ہیں ان کو دفتر علم کا ایک شوشہ بھروسے دن یورپ امریکا جاپان میں نئے نئے علوم ایجاد ہوئے رہتے ہیں اور ان ہی علوم پر ان لوگوں کی ہر طرح کی ترقی متفرع ہے۔ ان کے علوم کے ساتھ ہم اپنے علوم کا مقابلہ کرتے ہیں تو اپنے علوم کو بدتر از جہل پاتے ہیں۔ اول تو ہمارے یہاں پورے علوم جدیدہ کا نام نہیں اور کچھ ہے بھی متعدد دوسے چند پرانی قضیات کی ابتدائی باتیں ہیں جن کی سکولوں کے لڑکے ہنسی اڑاتے ہیں۔ پس ہمارے علماء ان علوم سے بے بہرہ ہیں بدو و جہ - اول اور بڑی وجہ تو وہی تفرقہ ہے جو انھوں نے دین اور دنیا میں لگا رکھا ہے۔ کہ سرے سے طلب علم ہی کو مرداف گنہ گنہتے ہیں۔ دوسری وجہ کہ ایلا اور نیم چڑھا تعصب کہ یہ علوم انگریزی الاہل ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور حق کیا ہوگا کہ مشائیل سے فائدہ اٹھائیں اور اس علم سے نفرت کیوں جس کی بدولت ریل ایجاد ہوئی ان کی دہی نسل ہے کہ لڑکھاؤں گلیگلوں سے پرہیز دینیات کا اہل الاصول تو تھا قرآن کریم بنیات کا سارا پتھر ڈھتہ ہے۔ جس کو انقلاب زمانہ کی وجہ سے جھولا مار گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ دینیات میں تین قسم کی باتیں ہیں معتقدات - عبادات - معاملات - معتقدات اور عبادات سے تو حکام وقت کسی طرح کا تعرض نہیں کرتے۔ مگر دین خود عیسے بدین خود - ان کا درس چشم ماروشن دل ماشاؤ - رہے معاملات ان میں فصل مصومات لازمہ حکومت ہے جیسے سکے - وہ انقلاب سلطنت کی وجہ سے منتقل ہو گئے۔ انگریزوں کی طرف آؤ مولوی ہیں کہ وہی تقویم پارینہ فتنی کتابیں یہ بے بیٹھے ہیں۔ اور بڑی سرگرمی سے ان کا درس دے رہے ہیں پس ہم اپنے وقت کے مولویوں کو خواندہ - پڑھا کھٹھا - اسلامی معتقدات اور عبادات سے واقف تو جانتے ہیں عالم نہیں جانتے اور یہ بات ہم نے اس آیت سے مستنبط کی - جس کے آخر کا کلمہ اہم نے عنوان "حقوق العلماء" کے ذیل میں پہلے لکھا ہے پوری آیت اور اس کا ترجمہ یوں ہے - اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاتَّخِذْنَا بِهِ نَخْلًا تَنْزِيلًا اَلَمْ تَرَ اَنَّهَا طَلْعًا مِنْ لِبَالٍ مَّحْدٍ وَجِئْنَا بِهَا لَوَاهِجًا مَّوَدًّا وَهَرَّ اللّٰهُ سَوْدًا وَبِزِ النَّاسِ وَاللّٰهُ وَاَبَ وَاللّٰهُ نَعْمًا مَّخْلُفًا اَلَا لَهُ الْكُودُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي الْمَوْتِ وَيَكْفِي الْعِلْمَ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَّمَ عَزَّوَجَلَّ رَاے مخاطب کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کیا کہ اللہ ہی نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس دینی کے ذریعے

سے ہم نے مختلف رنگوں کے بھل نکالے اور (اسی طرح) پہاڑوں میں مختلف رنگوں کے کچھ طبقے ہیں (بعض) سفید اور بعض لال اور بعض کاے سیاہ اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چارپایوں کی رنگتیں بھی کئی کئی طرح کی ہیں۔ خدا سے تو اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو خدا کے آثار قدرت کا علم رکھتے ہیں بے شک العزیز ہر دست (اور) نختہ والا ہے اس آیت کا سابق کہہ رہے کہ عند اللہ علما وہی لوگ ہیں جو آثار قدرت کا علم رکھتے ہوں جیسا کہ ہم نے ترجمہ آیت میں کھول دیا ہے۔ ورنہ بیچھ کے برتنے اور مختلف رنگوں کے پھیلوں کے نکلنے اور طبقات الجبال اور آدمیوں اور جانوروں اور چارپایوں کے مختلف الالوان ہونے سے اور علماء کے کیا مناسبت۔ اب مولوی صاحبان ہم کو بتائیں کہ ان کے نصاب میں جس کے برتنے بروہ عالم بنے ہیں۔ کس علم میں ان آثار قدرت کا مذکور ہے۔ علماء کا ادب متفرع ہے خشیت اللہ پر اور خشیت اللہ متفرع ہے خدا کی معرفت پر۔ اور خدا کی معرفت متفرع ہے آثار قدرت کے علم پر۔ آثار قدرت کا علم نہیں تو کیا تھا خدا کی معرفت نہیں۔ اور خدا کی معرفت نہیں تو خشیت اللہ نہیں۔ اور خشیت اللہ نہیں تو وہ عالم نہیں اور عالم نہیں تو اس کا کوئی حق نہیں۔ ایک کڑی کے نکال لینے سے سارا سلسلہ از ہم گستہ ہو گیا۔ یہ وجہ تھی کہ ہم نے حقوق العلماء کا باب باندھنے میں تامل کیا۔ پھر باندھا کیوں باندھا اس لیے کہ ان میں خدا کے بندے نیک اور تھانی بھی ہیں و قد بیث ما تھم اگر وہ علوم دنیا کی طرف سے بے پروا ہیں تو صرف اس جسے کہ اُفصول ان علوم کی قدر نہیں جانی۔ ان کی ضرورت کو ہمیں سمجھا اور انہی بہت کو صرف دینیات میں محصور اور مقصور کر لیا۔ خدا خواستہ اگر یہ لوگ بھی نہ ہوں تو قال اللہ اور قال الرسول کی کواڑ جیسی بھی مدھم ہے کہیں سُنانی نہ دیر سے پس ان لوگوں کا ادب ان کا حق ہے۔

مالی خدمت

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگی یا رسول اللہ میں آپ کے پاس اس لیے آئی ہوں کہ اپنے نفس کو آپ کے لیے ہب کر دوں۔ پیغمبر صاحب نے اس کی طرف کو اوپر تے نظر کر کے دیکھا اور سر جھکا لیا۔ عورت نے جب دیکھا کہ پیغمبر صاحب نے اس کے بارے میں

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِيَهَبَ نَفْسِي لَكَ فَظَنَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَلَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَ ثُمَّ طَأَّأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ النَّظَرَ

<p>ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا لوگو! جس جبینہ میں پر تم اُترتے ہو وہ سب میں زیادہ اُترتے کا استحقاق کنا اللہ رکھتی ہو</p>	<p>عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ مَا أَخَذَ مِنْكُمْ بِجُرْأَتِكُمْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ - (سماری)</p>
<p>حکمِ زمانہ کا قول ہے کہ میں نے کسی کو نہیں سنا کہ وہ معلم کی اُترتے کو مکروہ کہتا ہو۔ حسن بصری کو تفسیر کی ہے دس درجہ میں گئے تھے (اگرنا جائز ہوتی تو کبھی لیتے)</p>	<p>قَالَ الْحَكَمُ لَمْ أَشْفَعْ أَحَدًا كَرِهَ الْجَدَّ الْمُعَلِّمُ وَأَعْطَى الْحَسَنُ عَشْرَةَ دَرَجَاتٍ</p>
<p>من المتخرجين ثم ان دو حدیثوں سے نکالتے قرآن کے مباحثوں کی اُترتے کا حلال طہنہ یوں صاف طور پر بتاتا ہے اس مرتبہ پر ہم کو ایک بات اُتر ہی کہتی ہے کہ ہمارے وقتوں کے مولویوں کی معاش پر پیش لوگ اعتراض کر لیتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ مولویوں کے کام و طرح کے ہیں درس اور وعظ مولوی لوگ درس کا پیشہ کرنے ہوں یا وعظ کا اُترتے کا قرار دو تو کہیں بھی نہیں جوتا۔ مولوی مدرس ہیں تو طالب العلم نہیں بلکہ دوسرے لوگ جو کما رنگ میں مولویوں کی مشغولی دیکھنے ہیں اپنے طور پر تبرعاً ان کی خدمت کر لیتے ہیں۔ واعظ ہیں تو مستمعین یا جس نے وعظ کہا یا پڑھ سم تو ان دونوں صورتوں میں ناہوازی کی کوئی وجہ پائے نہیں۔ اول تو یہ معاوضہ اُترتے کی قسم کا نہیں اور ہونے تو دنیا کے اونٹنے اونٹنے کا مون کا معاوضہ دینا پڑتا ہے۔ دینی کام ایسا کیا گیا اگر اہو گیا کہ اس کو معاوضے کا حق نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ معترض مولویوں کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کر کے کہتے ہیں کہ اس کا حکم الہی کی تبلیغ ان کا فرض خدمت ہے تو معاوضہ کی کیا ہے ہم کہتے ہیں کہ اول تو قیاس قیاس مع الفارق ہے دوسرے مانا کہ تبلیغ احکام الہی مولویوں کا فرض ہو تو فرض کفایہ ہوگا۔ جیسا کہ آیت و لیکن منکم ائمتہ سے سمجھا جاتا ہے علاوہ بریں مدرس یا واعظ درس اور وعظ کے معاوضے کا مستحق نہیں تو وقت جو وہ درس یا وعظ میں صرف کرتا ہے اُس کے معاوضے کا تو مستحق ہے یا انہم جس کو خدا توفیق دے اور وہ درس یا وعظ کی خدمت اختیار کیا بجالائے</p>	<p>من المتخرجين ثم ان دو حدیثوں سے نکالتے قرآن کے مباحثوں کی اُترتے کا حلال طہنہ یوں صاف طور پر بتاتا ہے اس مرتبہ پر ہم کو ایک بات اُتر ہی کہتی ہے کہ ہمارے وقتوں کے مولویوں کی معاش پر پیش لوگ اعتراض کر لیتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ مولویوں کے کام و طرح کے ہیں درس اور وعظ مولوی لوگ درس کا پیشہ کرنے ہوں یا وعظ کا اُترتے کا قرار دو تو کہیں بھی نہیں جوتا۔ مولوی مدرس ہیں تو طالب العلم نہیں بلکہ دوسرے لوگ جو کما رنگ میں مولویوں کی مشغولی دیکھنے ہیں اپنے طور پر تبرعاً ان کی خدمت کر لیتے ہیں۔ واعظ ہیں تو مستمعین یا جس نے وعظ کہا یا پڑھ سم تو ان دونوں صورتوں میں ناہوازی کی کوئی وجہ پائے نہیں۔ اول تو یہ معاوضہ اُترتے کی قسم کا نہیں اور ہونے تو دنیا کے اونٹنے اونٹنے کا مون کا معاوضہ دینا پڑتا ہے۔ دینی کام ایسا کیا گیا اگر اہو گیا کہ اس کو معاوضے کا حق نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ معترض مولویوں کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کر کے کہتے ہیں کہ اس کا حکم الہی کی تبلیغ ان کا فرض خدمت ہے تو معاوضہ کی کیا ہے ہم کہتے ہیں کہ اول تو قیاس قیاس مع الفارق ہے دوسرے مانا کہ تبلیغ احکام الہی مولویوں کا فرض ہو تو فرض کفایہ ہوگا۔ جیسا کہ آیت و لیکن منکم ائمتہ سے سمجھا جاتا ہے علاوہ بریں مدرس یا واعظ درس اور وعظ کے معاوضے کا مستحق نہیں تو وقت جو وہ درس یا وعظ میں صرف کرتا ہے اُس کے معاوضے کا تو مستحق ہے یا انہم جس کو خدا توفیق دے اور وہ درس یا وعظ کی خدمت اختیار کیا بجالائے</p>
<p>اور راوی پیغمبر اُس واقعے کو یاد کر دے کہ جب موسیٰ رضی اللہ عنہ ملاقات کے ارادے سے چلے تو انھوں نے اپنے خادم (پوش) سے کہا کہ جب تک میں دونوں دریاؤں کے ملنے کے مقام پر نہ پہنچ لوں (اپنے ارادے سے) باز نہیں</p>	<p>وَاِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتٰىهِ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَبْلُغَ نَجْمَ الْبَحْرِ اَوْ اَمْضٰى حَقْبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا</p>

مذکورہ حدیث میں اس سال میں بتایا گیا ہے

فَلَمَّا بَلَغَا أَجْمَعُ بَيْنَهُمَا نَسِبَ أَحُوْنُهُمَا
فَاتَّخَذَ سَيِّدًا فِي الْبَيْتِ سِرًّا ۖ فَلَمَّا كَانَا
قَالَ لِفَتَاهُ إِنِّي خَدَاةٌ مُّغْتَابٌ لِّهَٰذَا مِنْ
سَفَرٍ ۖ أَهَذَا نَصَبٌ ۖ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَّيْنَا إِلَى
الصَّخْرِ وَفَاتِنَا نَسِيتُ الْحَوْتَ وَمَا أَتَيْنَا
إِلَّا الشُّطُنَ ۖ أَنْ أَدْرُكَهُ ۖ وَاتَّخَذَ سَيِّدًا
فِي الْبَيْتِ عِجْبًا ۖ قَالَ ذَلِكَ مَا كُنْتَ نَبِئُ
فَأَوْدَعَ عَلَىٰ أَثَرِهِمَا قَصَصًا ۖ فَوَجَدَا
عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتِيَهُ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِ رَبِّهِ ۖ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۖ
قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَيْتُكَ عَلَىٰ
أَنْ تُعَلِّمَ مِنِّي ۖ عَلَّمْتَ مُوسَىٰ ۖ

میر جربہ دو دونوں اُن دو دریاؤں کے شے کی جگہ پر تھیں یہی زمانہ تھے
 کہ تلمی ہوئی، مچھلی زمین، مچھول اُٹھنے لگی مچھلی نے دریا میں سرنگی
 طرح کا لینا راستہ بنالیا پھر جربہ آگے بڑھ گئے دونوں نے اسے
 خادم سے کہا کہ راڈی اُڑنا زمانہ تو تم کو دور ہمارے راج کے لئے کمر
 سے کوئی نوکر بھی نکال جو فی (خادم سے) کہا آپ نے
 یہ بھی دیکھا؟ جب ہم (دریا کا سہ) اُس بٹھر کے پاس
 ٹھہرے وہیں (اُسی جگہ) مچھلی مچھول اُٹھا اور ست طمان
 ہی سے محلوں جگہ دیا کہ میں (اُسے) اُس کا تذکرہ کرتا اور
 مچھلی نے جب طور پر دریا میں جانے کا اپنا راستہ
 کر لیا (روسی نے) کہا کہ وہی (تو وہ جگہ) ہے جس کی ہم
 جیسو میں سے بھر دو دونوں اپنے دیہوں کے نشانوں
 کے کھوج لگائے لگائے لٹے پاؤں پھر سے توڑ دو دونوں
 دریاؤں کے شے کی جگہ کو بچ کر، انھوں نے ہمارے
 بندوں میں سے ایک نے اسے (یہی حصہ) کو پایا جس کو
 ہم نے اپنی رضا (امیر بانی) میں سے (ایک حصہ) دیا اور
 اپنی طرف سے اُس کو ایک (رضا) علم سکھایا تھا موسیٰ
 نے حضرت سے کہا کہ آپ احبارت دیں تو میں آپ کے ساتھ

فصل عیب میں یوں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ و حوٹ فرما رہے تھے والوں میں سے کوئی ٹوٹھ بٹھا کہ کوئی آپسے زیادہ وہی علم رکھتا ہے حضرت موسیٰ سے فرمایا میں میں جانتا جا کر مصلحت تھا کہ وہی سب سے بڑے عالم ہیں موسیٰ سے شک ٹرے اور لو علم و تجربہ میں سے تھے لیکن ثمان بڑی گناہی تھی کہ وہ کسی حال میں تواضع اور سرفروش سے غافل ہوں یہ سمجھوں سے اسی جھوٹی جھوٹی فرورگڑا نشوں پر ہی جا کے اُن سے مواضع ہو رہا ہے کہ وہ دھوکہ دے گا کہ مقبول نہ رہے ہیں اور جب سے وہ مقبول ہوئے ہیں یہاں تک کہ اُن کے احوال بھی اعلیٰ درجے کے ہوں موسیٰ نے اسے ایک انانیت کی بات سرور ہوگی جو حد لے اُن کو اُن کی غلطی پر جو غلطی نہ کیا کہ اُن کو صحر کے پاس حالے کا حکم دیا بدلنے حج کے ذریعے سے موسیٰ کو تیرا تواضع کا حضرت سے اس حکم ملاقات ہوگی جس میں دو رو رہا ہے یہاں یہ دو رو رہا تھا بد مسد کی دو تھانیں میں اس کے لئے کی حکم سے موسیٰ اسرائیل کے لئے کر دیا یا جی ہوتے تھے کوئی کو ایک تیرہ بھی وہاں گھا کڑد سے اور م سے جس گھا کڑد اب گئی وہاں تھانے مانتے کی تلی ہوئی جھپا جو کہی قدرت سے نرہ ہو کر وہاں پہنچا جاسے گی باقی حصہ تھانوں میں مکرورت ۔

(رفوآمد متعلقہ صفحہ نمبر)

فلے کہتے ہیں کہ موٹی ہے اس سفر میں کسی دن ہمیں ٹھکے تھے کہ وہ اُن کا سفر حرمِ نبویؐ کو آیا تو اُن کو نکال معلوم ہوئی کہ وہ اُصغر علیہ السلامؑ

قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا
وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ
خُبْرًا ۚ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ
اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا
قَالَ فَإِنَّكَ لَتَبْعُنِي فَلَا تَسْكُنُنِي عَنْ
شَيْءٍ حَتَّى أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا
فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا سَاكِبَا فِي السَّيْفِ
خَرَقَهَا ۖ قَالَ لَمْ تُخَفِّهَا لِمُغْرَفٍ
أَهْلُهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا أُمْرًا
قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْطِيعَ مَعِيَ
صَبْرًا ۚ قَالَ لَا تَأْخُذْ بِلِسَانِي
شَيْبَتٌ وَلَا شُفْهِیْ مِنْ أَمْرِی
عُسْرًا ۚ فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا الْفِصَا
عُلِمَا فَفْتَلَهُ ۖ قَالَ أَفَلَمْ نَقْصَا
نَرَكَبَهُ لِنُغَيِّرْ نَفْسَیْ لَقَدْ جِئْتَ
شَيْئًا تَنْكُرًا ۚ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ

(خضر نے) کہا تم سے میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں ہو سکے گا
اور جو چیز تمہاری آگہی کے اعلیٰ سے باہر ہے اُس پر
تم کیسے صبر کر سکتے ہو (موسیٰ نے) کہا کہ اِن حواءِ الدُّنْیَا
مجلو صابراً (موسیٰ) فلا پائیں گے اور میں آپ کے کسی علم
کے خلاف نہ کروں گا (خضر نے) کہا اگر تم کو میرے ساتھ
رہنا ہی (منظور) ہے تو جب تک میں (از خود) تم سے
کسی بات کا تذکرہ نہ کروں تم مجھ سے اُس کی بابت
کچھ پوچھنا ہی نہیں۔ پھر موسیٰ اور خضر دونوں
(اُٹھ کر) بیٹھے۔ یہاں تک کہ (راہ میں) ایک دریا پڑا جب
دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے (ایک تختہ
توپر کر) کشتی کو پھاڑ دیا (موسیٰ نے) کہا کہ آپ نے
کشتی کو اِس غرض سے پھاڑا ہے کہ کشتی کے
لوگوں کو (دریا میں) ڈوبو دو (تو) آپ نے بڑی ہی
(خطرناک) بات کی (خضر نے) کہا کیا میں نے نہیں کہا
تھا کہ تم سے میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں ہو سکے گا۔
(موسیٰ نے) کہا کہ آپ مجھ سے میری بھول چوک پر گفت
نہ کیجیے اور میرے (اِس) معاملے میں میرے ساتھ (موسیٰ)
سخت گیری رہی نہ کیجیے (بات رفت و گزشت ہوئی)
پھر دونوں (راؤں) آگے بڑھے یہاں تک کہ (رستے
میں) ایک (ٹکے) سے ملے تو خضر نے اُس کو (بچڑ کر)
مار ڈالا (موسیٰ نے) کہا کہ کیا آپ ایک محصوم شخص کو مار ڈالا
(اور وہ بھی) کسی کے حقوں کے) نہ جس میں نہیں (تو) اپنے بڑی
ہی بے جا حرکت کی (خضر نے) کہا کیا میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ

(ملاحظہ فرمائیے) اِن قرآن میں لفظ رشہ ہے جس کا ترجمہ ہم نے علم لہذا کی جابا ہے اور اِس کے اہل سے ہیں بات کی اہلیت کو مسلم کہنا اِس
کو معاملہ فہمی اور عقل سلطانی سے صاحب سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں مگر ہمارا مَراد ہی علم لہذا ہی نہیں بلکہ علم ہے جو خدا نے اُن کو

رمانہ تعلقہ ص ۱۲

سکھایا تھا ۱۲

فل صابراً کے معنی ہیں کہ میں اپنے نفس پر صبر نہیں کر سکتا ایک بات کے پوچھنے کو ہی چاہتے اور پوچھوں ۱۲ +

لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَنْ
سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَ هَٰذَا لَا
تُصِحِّحُنِي وَلَا يَلْعَنُ مِنِّي اللَّهُ ۖ عَلَيَّ
وَأَنْطَلِفُ لِحَتِّي إِذَا أَنِيَا أَهْلَ فِرَاقٍ
لِاسْتِظْمَا أَهْلَهَا فَا بَوَا ۖ أَنْ يُصِغُوهُمَا
فَوَجَلَا فِيهِمَا جَدَارًا لَّيْدُنَا ۖ أَنْ يَقْصُصَ
فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَمَنَّيْتُكَ
بِجَرٍّ ۝ قَالَ هَٰذَا فِرَاقُ بَنِي وَبَيْنَكَ
سَائِلَتُكَ بِتَاوِيلٍ ۖ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ
صَبْرًا ۝ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ
مُسْلِكِينَ يَكُونُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَمَدَتْ
أَنْ أَعْيَبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ قَلْبُكَ بَلْخَدُ
كُلِّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝ وَأَمَّا الْعُلَمَاءُ
فَكَانَ أَبُوهُمُ مُؤْمِنِينَ فَنَشِينَا أَنْ
يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۖ فَآرَدْنَا
أَنْ يَبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً
وَأَقْرَبَ رَحْمًا ۝ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ
لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ

میرے ساتھ تم سے ہرگز صبر نہیں ہو سکتے گا (دوسری) کہا
کہ اس کے بعد اگر میں آپ سے کچھ بھی پوچھوں تو آپ
مکھو اپنے ساتھ مجھے گا کہ آپ میری طرف سے
(عذر) عذر کو پوچھ چکے فل یہ ہو ہوا کہ (اور) آگے ٹھہرے
ہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے
تو وہاں کے لوگوں سے کھانے کو مانگا اور انھوں نے
اُن کو ضیافت کا دینا منظور نہ کیا۔ اتنے میں انھوں نے
گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرا رہی تھی تھی تو حاضر
نے اُس کو (بھرا نہ سہو) کھڑا کر دیا (اس پر ہنسی نے)
کہا اگر آپ چاہتے تو (ان لوگوں سے) دیوار کے
کھڑا کر دینے کی ضروری لیتے (خضر نے) کہا بس
آپ مجھ میں اور تم میں مجھے بھٹکا جن (باتوں) پر تم سے
صبر نہ ہو سکا میں ابھی تم کو ان کی اصل حقیقت بتائے
دیتا ہوں کہ کشتی تو (طاحی بنیشہ) غریبوں کی تھی وہ
(اُس کو) دریا میں (مزدوری) پہ چلاستے تھے تو میں نے
چاہا کہ اُس کو عیب ارکروں کیونکہ اُن کے سامنے کی
طرف (دریا پار) ایک بادشاہ (ظالم) جو ہر ایک (بیکار) کو
کشتی کو زبردستی غنیمت کر لیا کرتا تھا اور وہ جو لڑکا تھا تو اُس کے
مال بائیں دونوں ایمان والے (لوگ) تھے تو ہم کو یہ اندیشہ ہوا کہ
اُن کا سانہ ہو جائے کہ کشتی اور کفر سے اُن کو ایذا سے لہنا ہے
یہ ارادہ کیا کہ اُس کو مار دیں اور اُن کا پروردگار
اُس کے بدلے میں اُن کو (اُنیسا فرزند) عطا
فرمائے (جو) پاک نفسی اور یاس قرابت میں
اُس سے بہتر رہے اور یہی دیوار سو شہر کے
دو تہیم لوگوں کی تھی اور

فل سطلت بہ سے کہ حق نسری ہا مجھ سے اُن کا تصور ہو تو اُس کو میرے خدا کرے کا احتیاسے اور آپ معذور ہیں آپ سے
کچھ شکا بہ سن ۱۲۰۱ ہجری قمریہ میں اُن کے اراشے کا طبع کر رکھا تھا تو ان کا کہنا کہ کچھ مانگا یا کسی کا ساتھ کھانا

تَحْتَهُ كُنْ تَهْمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا
فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَفْعَالَهُمَا
فَبَسَّخْنَا بَاطِلَ مَا يَخْتِجُونَ لَكَ وَمَا
فَعَلْنَا عَنْ أَمْرِ رَبِّكَ ذَلِيلًا
مَا لَكُمْ تَسْتَعِظُونَ عَلَىٰ صِبْيَانًا
(القصص ۱۱۰-۱۱۱)

دیوار کے نیچے اُن ہی (لڑکوں) کا خزانہ رکھا جوا تھا، ان
لڑکوں کا باپ رلیک انیک آدمی تھا پس تمہارے چڑکار
سے چاہا کہ دونوں لڑکے اپنی حوالی کو یوں پس اور دیوار کے نیچے
سے اپنا خزانہ نکال لیں، اور اُن کے حال پر تمہارے چڑکار
کی یہ ایک مہربانی تھی اور ران واقعات میں اس سے کچھ
کیا کہ انصاف سے ہنس کہا اعلیٰ کے حکم، بہر حال تحقیق
اُن واقعات کی جس پر تم نے سہرہ سوچا

من المستخرج

فقہ سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ معلّم اور شاگرد تھے اور حضرت علیہ السلام معلّم اور شاگرد تھے اور حضرت
موسیٰ صرف علم ہی حاصل کرنے کی غرض سے حضرت خضر تک پہنچے اور پوچھنے کے ساتھ کہ آیا ہا ہل السّاع
علیّ أنّ تعلّمین فیما تعلّمیت رُسُداً اویبی آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں سنتہ طبعہ جو
علم لدنی میں جان اللہ آپ کو سکھا باگبا ہے اُس میں سے کچھ آپ مجھ کو بھی سکھا دیں۔ حضرت خضر نے
اُن سے معاہدہ لیا اور کچھ عرصے تک حضرت موسیٰ خضر کے ساتھ رہے اور یہی سنیے میں حضرت

موسے کے معلّم اور حضرت علیہ السلام کے معلّم ہونے کے اصل میں یہ قصہ ذہن میں ہے یعنی معلّم اور متعلّم دونوں
کے حقوق اس نے سنبھالے ہوئے ہیں۔ معلّم کے اس طرح کہ حقہ موسیٰ نے نہ حقیقتہً
میں متعلّم تھے حضرت خضر کا ادب ملحوظ رکھا اور متعلّم کے اس طرح کہ حقہ خضر نے
جو معلّم تھے حضرت موسیٰ کے تمام حقوق ادا کر دیئے ۱



ای رات (یعنی رات) جو (یعنی کی ہدایت سے) چادر پٹے پر ہے
ہو رات (کے وقت نماز) میں کھڑے رہا کرو
بھی ساری رات نہیں بلکہ ساری رات سے کہ یعنی
آدھی رات یا اس میں سے (بھی) تھوڑا سا کم کر لیا کرو
یا آدھی سے (کچھ) بڑھا دیا کرو اور قرآن کو خوب
تھیرا تھیرا کر پڑھا کرو۔

لَا تَهَيَّأُ الْمَرْءَ لَئِنْ قِيلَ لَا فَلَئِنَّ
نُصْفَهُ أَوْ انْقُصَ مِنْهُ فَلْيَلَا أَوْ كَرِهَ
عَلَيْكَ وَرَبِّ الْفَرْسِ أَنْ تَدْرِبَ لَهْ

(المزمل ع ۱۲۹)

عہ۔ آیت اہل من نوامد و قرآن کے آداب میں ہے مگر جو یہی پیغمبر صاحب کو دوسرے رات سے قرآن پڑھا ہوا تھا۔ ایک سال میں
دوسرے وعظ میں اور دونوں حالتوں میں یہی حکم تھا کہ تزیل سے ٹھوٹا نہ کٹنے والے اچھی طرح سمجھیں تو اس سے کہ تزیل قراؤ
سننے والوں کا حق ہے اور اسی لیے ہم نے اس آیت کو عوامانہ طور پر لکھا ہے پھر آیت مذکورہ کے مخاطب ہیں پیغمبر صاحب پور
پیغمبر صاحب کو وصہ ہستی میں ہیں ہنس ایں علماء اور حفاظ اور قراء جو لوگوں کی امامت کرتے اور وعظ فرماتے ہیں پیغمبر صاحب کے
نافع تمام ہیں اور اُن ہی کو تزیل کر کے کا حکم ہے اور جب یہ تزیل قراؤ فرض ہے علماء اور قراء کا اور حق ہے متعلمین و متعلمین
کا ہمارے ایک رات میں قرآن پڑھنے کے لیے لوگ تنہا کہیں اور جو اکثر مصنف کی ستائیسویں شب کو خیال میں پڑھا جاتا ہے
کہ بہت نامست ہوتی ہے کیونکہ آیت میں تزیل کا حکم ہے اور ممکن ہیں کہ ایک رات میں سارا قرآن تزیل کے ساتھ پڑھا جائے خاص کر طویل
ہیں اور رافضی بھی وہ جس میں کوع و سجود اور قیام قومہ و قتال کے ساتھ ہو ۱۲۰

ف۔ رول ہی پیغمبر صاحب پر سخت گرا کر آتا تھا تفصیل کی حد تک تو معلوم ہیں مگر اگر اُس کے جاڑے میں پسینے پسینے ہو جاتے تھے نہ گنت
حق ہو جانی بھی اور جسم بھاری پڑ جاتا تھا یہاں تک کہ کبھی آپ اُٹھنی پر سار ہوتے تھے تو تزیل ہی کے وقت اُٹھنی مارے ہو جھکے
بیٹھ جانی تھی اور شروع شروع میں پیغمبر صاحب کے بہت ڈر لگتا تھا جابجہ ضرورت اور اس سے اگلی دونوں وحی ابتدائی ہیں کہ پیغمبر
صاحب مارے خوف کے کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے تھے اسی وجہ سے ایک حکم تزیل فرمایا اور دوسری

جگہ ذکر اور سے دونوں کے ایک ہی ہیں ۱۲

<p>عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَكَلَكُمْ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى يَسْمَعَهُ عَنْهُ وَإِذَا أُنِيَ عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا - (بخاری)</p>	<p>حضرت انس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کہتے تو اسے تین دفعہ دہراتے تاکہ وہ مات آپسے اچھی طرح سمجھی اور اسی حالے اور جب کسی جماعت پر اگر سلام کرتے تو تین دفعہ سلام کیا کرتے</p>
---	---

تبلیغ و نصیحت

<p>يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ كُتُبَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ (المائدہ ع ۱۰ یا رہ ۶)</p>	<p>اے پیغمبر جو احکام تم پر نازل ہو رہے ہیں ان کو بلا کر تمہارے لوگوں کو پہنچا دو اور اگر تم نے (ایسا) نہ کیا تو ان کے احکام سے تم نے خدا کا (کوئی) پیغام (بھی) لوگوں کو نہیں پہنچایا اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کیونکہ اللہ ان لوگوں کو جو گمراہ کرتے ہیں (ایسا) رستہ (دی) نہیں دکھائے گا کہ تم پر (دست درازی کریں)</p>
<p>أَبْلِغْكُمْ رَسُولِي وَأَنْصَحْ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ (الاعراف ع ۸ یا رہ ۸)</p>	<p>دفعہ سے اپنی قوم سے یہ بھی کہنا کہ میں تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں اور تمہارا حق میں خیر خواہی کرتا ہوں اور میں اللہ کے بتانے سے ایسی (میں) باتیں جانتا ہوں - حق کو تم نہیں جانتے</p>
<p>أَبْلِغْكُمْ رَسُولِي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ۝ (الاعراف ع ۸ یا رہ ۸)</p>	<p>میں تم سے اپنی قوم کی طرف روئے سخن کر کے یہ بھی کہتا ہوں کہ تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔</p>

علمہ تبلیغ رسالت کے میں پہلو ہیں اس لفظ سے کہ حدائے پیغمبر صاحب کو اس کا علم کیا ہے حق اللہ ہے اور پیغمبر صاحب کا فرض اور جو کہ حدائے پیغمبر صاحب کو حکم دیا ہے کہ وہی احکام آپ کو پہنچا دیں اس اعلیٰ سے یہی ہے امت کا اور اسی مطلق کا لحاظ کر کے ہم نے اس کے اس کے دونوں آیتیں حقوق متعلم کے عنوان میں دی ہیں ۱۳+

<p>عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے رامت کو دین و تبرعت (یو سچا دوا کریمہ) ایک ہی آتہ ہو</p>	<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَعُوا أَحَدَهُمْ وَلَوْ أَنَّهُ - (بخاری)</p>
<p>سموہ بن جندب اور نیرہ بن شعیب کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کوئی حدیث نقل کرے (اور) وہ جانتا ہو کہ یہ حدیث جھوٹی ہے تو وہ جھوٹوں میں کا ایک جھوٹا ہے</p>	<p>عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَ النُّعْمَانِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ بِحَدِيثٍ سَمِعَ مِنْ رَسُولٍ أَوْ مِنْ رَجُلٍ مِمَّنْ كَذَبَ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ (مسلم)</p>



لَا تَهْأَلِ الدِّينَ أَتَعُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ
تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ
إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَحَسَنٌ
نَازِلٌ ۝ (النساء ع ۸ بارہ ۵)

مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکمانو
اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان
کا بھی (پھر اگر کسی امر میں تم اور حاکم وقت)
آپس میں جھگڑ پڑو تو اللہ اور رسول آخرت
پر ایمان لانے کی شرط ہے کہ اس امر
میں اللہ اور رسول کے حکم کی طرف رجوع
کرو (کہ یہ رجوع سے حق میں) بہتر ہے اور
انجام کے اعتبار سے بھی (یہی طریقہ بہت
اچھا ہے۔)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَطَاعَنِي
فَعَدَّ اللَّهُ أَطَاعَهُ اللَّهُ وَمَنْ عَصَانِي فَعَدَّ
عَصَى اللَّهَ وَمَنْ يُطِيعِ الْأَمِيرَ فَعَدَّ أَطَاعَنِي
وَمَنْ يُعْصِلْهُ لَا مَرَأَ فَعَدَّ عَصَانِي وَ
إِنَّمَا الْأَمَامُ حُجَّتُهُ يُقَاتِلُ
مِنْ وَرَائِهِ وَيُعْفَى بِهِ فَإِنْ أَمَرَ

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا
کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے
خدا کی نافرمانی کی اور جو شخص ماکہ وقت کی اطاعت کرتا
ہے وہ میری ہی اطاعت کرنا ہے اور جو حاکم وقت کی
نافرمانی کرتا ہے وہ میری نافرمانی کرتا ہے حاکم وصال
کی جگہ کہ اس کی آڑ میں حکم کی عافی اور اس کی وجہ سے
آپ سے بچاؤ ہوتا ہے (یعنی جس طرح وصال لڑائی میں نبرد
مستحکم سے موجب مخالفت ہوتی ہے اسی طرح امام
اور حاکم کا وجود باعث امن و امان ہوتا ہے) اگر امام

فدا سے ڈرے اور انصاف کرنے کا حکم کرے گا تو اسے
اس کا اجر ملے گا اور اگر اس کے برخلاف حکم کرے گا تو
اس کا بوجھ بھارا اسی پر پڑے گا۔

يَتَّقُوا لِلّٰهِ وَعَدْلٍ فَاِنَّ لَهُ بِنَاكَ
اَجْرًا وَاِنْ قَالَ بَعْدُ فَاِنَّ عَلَيْهِ
وَسْرًا۔ (مجمعین)

حضرت انس سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی
الہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! حاکم وقت کا کما سکو
اور فرماں برداری کرو اگرچہ تم چشتی علامہ بنی حکم
کیوں نہ مقرر کیا جائے گو یا کہ اس کا سر واد نہ شے
یعنی نہایت حقیر اور چھوٹا ہے مگر چھوٹا ہونا دلیل
کم عقلی کی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْمَعُوا وَاَطِيعُوا
وَإِنْ اَسْتَعْمَلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ
كَانَ رَأْسَهُ زُرِّيْبَةً۔ (بخاری)

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی
و سلم نے فرمایا مسلمان آدمی کو حاکم وقت کی بات منہنی
اور اس کا کما ماننا بہر حال واجب ہے پسندیدہ بات ہے
تو اور ناپسند ہو تو جب تک خدا کی نافرمانی کا حکم نہ کیا جائے
ہاں جب خدا کی نافرمانی کا حکم کیا جائے تو نہ حاکم
کی بات منہنی جائے نہ اس کا کما
مانا جائے۔

عَنْ اَبِي عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى
الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فَمَا أَحَبُّ وَكَرِهٌ مَا لَهُ يُؤْمَرُ
بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ
وَلَا طَاعَةَ۔ (مجمعین)

عوف بن مالک بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تمہارا
بہترین حکم ان وہ ہیں کہ تم انہیں دوست رکھتے
اور وہ تمہیں دوست رکھتے ہوں تم ان کے
پہلے دعا مانگتے اور وہ تمہارے پہلے دعا مانگتے
ہوں اور بہترین حکم ان وہ ہیں کہ تم ان سے
نارضا مند ہو اور وہ تم سے نارضا مند ہوں
تم ان کو لعنت کرتے اور وہ تم کو لعنت کرتے
ہوں راوی کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا
یا رسول اللہ کیا اس وقت ہم ان کا غم نہ

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
خِيَارُ اُمَّتِكُمُ الَّذِينَ يُحِبُّوْنَكُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ
وَتَصْلُوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ
وَيَسْرَارُ اُمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَ
يُبْغِضُوْنَكُمْ وَلَعَنُوْهُمْ وَلَيَعْنُوْكُمْ قَالَ
فَلَمَّا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَسْأَلُكُمْ عَنْ ذَلِكَ

اور نقض معاہدہ نہ کریں فرمایا نہیں جب تک وہ تم میں مناز پڑھتے رہیں۔ نہیں جب تک وہ تم میں نماز پڑھتے رہیں سنو! جس کو کوئی حکمران مقرر کیا جائے اور وہ جو کہ کوفہ کی نافرمانی کا مرتکب ہوتے دیکھے تو خدا کی نافرمانی کے ارتکاب کو دل سے بڑھائے اور عاکم کی اطاعت سے ہاتھ نہ لکائے۔

فَاَلَا كَمَا اَقَامُوا فِيكُمْ الصَّلٰوةَ اَلَا كَمَا اَقَامُوا فِيكُمْ الصَّلٰوةَ اَلَا مَنْ رَّبَّنَا عَلَيْنَا اَلَا يَاتِي سَيِّئًا مِّنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ فَيَكُونُ مَا يَأْتِي مِنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ لَا يَدْرَعْنَ يَدَا اَمِنْ طَاعَتِهِ (مسلم)

ممانعتِ غدر و نقض عہد

(مسلمانوں! یہی بھی نہیں کہ (غمازیں) اپنا ٹوٹا مشرق کی طرف کر لو) یا مغرب کی طرف کر لو بلکہ (اصل) نیکی تو ان کی ہے جو امداد اور رور آخرت اور فرشتوں اور آسمانی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مالِ عزیزہ یا صدق کی محبت پر دل رشتے داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا اور (غلامی وغیرہ کی قید سے لوگوں کی) گردنوں کے چھڑنے میں (دیا) ف اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دینے رہے اور جب رکعت کا اقرار کر لیا تو اپنے قول کے پورے اور نیکی میں اور تکلیف میں اور بلا جلی کے وقت تلپت قدم سے یہی لوگ ہیں جو (دعویٰ اسلام میں) سچے نکلے اور یہی ہیں جن کو ہر مہینہ گزار (کھانا چاہیے)۔

بَسَّالِہٖ اِنَّ تَوَلَّوْا وُجُوْہُکُمْ قَبْلَ الْمَشْرِیْ وَالْمَغْرِبِ لٰکِنَ الْبَیِّنَ مِنْ اَمْنٍ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلَائِکَہِ وَالْکِتٰبِ السَّیِّئِ وَاِنِّیْ الْمَالُ عَلٰی حَیْہِ ذَوٰی الْاَرْضِیْنَ وَالْبَیْتِ الْمُسْکِیْنَ وَاِنَّ السَّبِیْلَ السَّائِیِلِیْنَ وَفِی الْاَرْضِ قَابٍ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاَتٰی الزَّکٰوٰةَ الْمُؤْتٰی بِعَہْدِهِمْ اِذَا عٰہَدُوْا الصَّیِّغِیْنَ فِیْ لُبَاسٍ وَّالضَّرَآءِ وَحَبْنِ الْبَیِّنِ اُولَئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولَئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (المعوقہ ۲۲ بارہ ۲)

فل حکم کی غیر تم سے امداد کی طرف پھری اور جس حوالہ کو مرجع ٹھہرائے ہیں تو وہ مالِ علاحدہ کا حرم صرف مالِ عزیزہ کو جس کے تین طرح پر آدمی کی گردن پھنسی ہے اٹک غلامی میں دوسرے دوس میں تیسرے میدان میں ہاں سب نہیں سزا ہوا غلام کو مولے کے کرار کوئے یا کسی کے دے کا فرض نہ نکالے یا روپیہ جسے سے حاکمی فیما سے رہائی یا سکتا ہے لینے یا اس سے تاوان دے کر اس کو چھڑا دے ۱۲ *

<p>بَايَئُهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ إِنَّ الْمَاءِ عَظِيمٌ ۚ</p> <p>اور جب تم لوگ آپس میں نفل و قرار کو تو اسکی قسم کو پورا کرو گے اور تم کو ان کے پکا کے پیچھے نہ ڈرو حالانکہ تم انکو انسانا میں ٹھیرا لے چکے ہو کچھ شک نہیں کہ جو کچھ تم کر رہے ہو انہیں اس سے بخوبی واقف ہے اور (قسموں کے توڑنے میں) اس عیبت جیسے نہ ہو جس نے اپنا سوت کاٹے پیچھے ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑا اگر کوئی اپنی قسموں کو (اس وجہ سے) آپس کے فساد کا سبب بنے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زبردست ہے خدا نے بعض کو زبردست اور بعض کو کمزور بنا رکھا ہے، پس اس (اختلاف حالت) سے تم لوگوں کی آزمائش کرتا ہو، وگہ تم زبردست کا پاس کرتے ہو یا تولد و قسم کا اور جن چیزوں میں اختلاف آتے رہے ہو قیامت کے دن خدا تم پر ان کی اصل حقیقت کو) نہر و ظاہر کرے گا و</p>	<p>وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۚ إِنَّ الْعَهْدَ بِلِلَّهِ وَكَانَ مَقْصُودًا ۚ</p> <p>الْإِيمَانُ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا ۚ وَقَدْ جَعَلَهُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ كِفْلًا ۚ إِنْ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۚ</p> <p>وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقْضَتْ عَهْدَهُمْ بَعْدَ قُوَّتِهِمْ أَنْ تَلْبِغُوا ذُنُوبَكُمْ وَخَلَعُوا عَنْكُمْ أَيْدِيَهُمْ ۚ إِنَّهُمْ مُكْرَمُونَ ۚ</p> <p>وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۚ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۚ (بنی اسرائیل ع ۴ پارہ ۱۵)</p>
<p>اور عہد کو پورا کیا کرو گے نہ تو قیامت میں عہد کی باز پرس ہوگی</p>	<p>وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۚ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۚ (بنی اسرائیل ع ۴ پارہ ۱۵)</p>
<p>تم و بن العاصی کے فرزند عبد المبر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ چاروں پائی جائیں گی وہ نہ الٹن نہ مٹیں نہ بگاڑیں اور جس میں ایک خصلت پائی جائے گی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ اسے چھوڑنے</p>	<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِي ۚ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَرْبُ مَنْ كُنْ فِيهِ كَانَ مِنْهَا فُجَاءًا وَإِنْ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ فَهُوَ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ الْبَغْيِ حَتَّى تَذْهَبَ ۚ</p>

عہد حاضر جس حکم سے لوگوں میں عیبت کی حلف و حجت کے سلسلے کا حکم جو قرآن میں اس لیے ہے کہ ہر گروہ میں

إِذَا اتَّخَذْتُمْ خَانَ وَإِذَا أَحَدُكُمْ كَذَبَ وَ
إِذَا أَحَدُهُمْ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَسًا -
(صمیمین)

وہ چار خصلتیں یہ ہیں کہ جب اُس پر عتبار کیا
جائے خیانت کرے۔ اور جب بات کہے ٹھوٹا ہوئے
جب معاہدہ کرے توڑ دے۔ جب لڑائی جھگڑا ہو گیا
بچنے لگے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِذَا جَمَعَ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ لَمْ يَلِ غَادِرٍ لَوْ أَهْلًا فَفِيْدَا
هَذِهِ غَدْرُهُ فَلَا بِنِ ابْنِ فَلَانٍ - (مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کرتے ہیں کہ جب قیامت کے روز خدا اگلے
پچھلوں کو سب کو جمع کرے گا تو ہر شخص
اور بے وفا کے لیے ایک جھنڈا لکھڑا کیا جائے گا
پھر ہر جھنڈا طرف منادی کر دی جائے گی کہ یہ
فلاں کے بیٹے فلاں کا نندہ اور اُس کی بے وفائی ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَلَكَطَبْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَ لَا أَمَانَةَ لِمَنْ
لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ -
(احمد)

حضرت انس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو خطبہ بھی سنایا
اُس میں یہ ضرور فرمایا کہ جس میں امانتیں
اُس کا ایمان نہیں۔ اور جس میں ایقانے
عہد کی صفت نہیں اُس کا کچھ دین نہیں۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ
وَبَيْنَ الرَّومِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ
حَتَّى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ أَغَارَ عَلَيْهِمْ فَجَاءَهُ
رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ وَرِذْوَنٍ وَهُوَ يَقُولُ
اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرَ قَطْرًا
فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ عَبْسَةَ فَسَأَلَهُ مُعَاوِيَةُ
عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ كَانَ

سلیمان بن عامر کہتے ہیں کہ معاویہ اور روم میں معاہدہ تھا
(معاویہ معاہدہ کے ختم ہونے کے قریب) معاویہ رومیوں
شہروں کی طرف لگے آہستہ آہستہ چلے اس نیت سے کہ جب
معاہدہ کی میعاد منقضی ہونے لگے تو معاویہ رومیوں کو سفارح
چھا با بلابل ایک ہی دفعتاً ہی ہڑل پڑیں۔ اتنے میں ایک
شخص گھوڑے یا خچر پر سوار آیا۔ وہ الکر الکر الکر
کا نعرہ مارتا اور کہتا تھا عہد کو نباہنا چاہیے نہ توڑ دینا یعنی
زمانہ صلح میں تمھارا دشمنوں کے تہروں میں جاؤ قبل
مدرب (لوگوں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ عمرو بن عبسہ
بین معاویہ سے ان سے دریافت کیا تو کہا میں نے جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جہلیک شخص

بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمِهِمْ هَذَا يَحْلُلْ عَهْدًا وَلَا
يُشَلِّحَ حَتَّى مَضَى أَمْرُهُ أَوْ يَنْبُدَ إِلَيْكُمْ عَلَى
سَوَاءٍ قَالَ فَرَجَعَهُمْ مَعَاوِيَةُ بِاللَّيْلِ - (ترمذی)

اور کسی قوم میں عہد ہو تو اس کی مدت گزر لینے
تک یا مساواتہ کو ملحوظ رکھ کر ان کے عہد کو انشان ہی
کی طرف پھینک مارنے تک عہد میں کچھ تغیر و تبدل نہ کرنا
چاہیے راوی کا بیان ہے کہ یسین کر معاویہ لوگوں کو بیت کوٹ

عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَيْ فِي قَلْبِي لِاسْلَامٍ
فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْكُمْ أَبَدًا
قَالَ إِنِّي لَا أَخْيِسُ بِالْعَهْدِ وَلَا أَخْيِسُ لِبُرْدٍ
وَلَكِنْ أَرْجِعُ فَإِنْ كَانَ فِي نَفْسِكَ الَّذِي فِي
نَفْسِكَ لِأَنْ فَارِجَهُ قَالَ فَارْجِعْ ثُمَّ ابْتَغِ
الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمْتُ - (ابوداؤد)

ابو رافع کہتے ہیں کہ مجھے قریش کے جناب غنیم
خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ میں نے
پیغمبر صاحب کو دیکھا تو خدا نے میرے دل میں
اسلام کی محبت ڈال دی۔ میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ خدا کی قسم میں آپ ہرگز قریش
کی طرف لوٹ کر نہ جاؤں گا فرمایا میں عہد شکنی
کرنا نہیں چاہتا اور نہ قصاص کو روک سکتا ہوں
آپ تو تو لوٹ جا اگر تیرے نفس میں وہی
کیفیت باقی ہے جو آپ موجود ہے تو تو پھر
چلا آئیو میں چلا گیا اور پھر نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا

مُسَوِّد بن مخزوم اور مروان بن حکم کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سال حدیبیہ کو راجعت کے چھٹے سال بقصد عمرہ
مدینے سے آکھچھ اوپر ایک ہزار صحابیوں کو لے کر نکلتے جب
ذوالحلیفہ میں پہنچے۔ ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے یہاں
سے بڑے میل کے قریب کہہ رہا جاتا ہے تو قربانی کا جانویلا
کی تقلید کی اور اونٹوں کے کوٹان میں دائیں طرف نیز
کا کچھ کاٹ دیا اور وہیں سے عمرہ کا اہرام باندھا

عَنِ الْمُسَوِّدِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَرَوَانِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا
خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحَدِيثِ
فِي بَعْضِ عَشْرَةِ مِائَةِ مِائَةِ أَصْحَابٍ فَمَكَاتِي ذَا
الْحَلِيفَةِ فَلَدَّ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ حُرْمَ مَهَابِ عُمَرَةَ

لے تقلید کے سنتے ہیں گئے ہیں بستہ ڈال لوگ قربانی کے جانوروں کی گردنوں میں چھیاں جو تاج فوجا بدلتے تھے جس معلوم ہوتا تھا کہ یہ
قربانی کے جانور ہیں اور ان سے کوئی شخص تعرض نہیں کرتا تھا ۱۲ ستہ دوسری علامت حاور کے قربانی کا جانور ہونے کی یہی کہ اونٹ کے
کوٹان میں ایسا تیرا لگاتے تھے کہ کوٹان طار جلد پر پڑے تھے یہ چیلگر ہیں ہوتا تھا صرف انکا کہ تھوڑا سا ٹونہ نہ جاتے تاکہ ڈور سے لکھائی
نہیں دیتے اور چیرے کا دستور اس حد سے افسار کیا گیا تھا کہ ملک میں انہیں نہ تھا اور خدا نہ کعبہ کا اونٹ تو تمام جزیرہ عرب میں اسلام سے پہلے ہی کیا
جاتا تھا قربانی کے جانور کو کبے کے ادب کوئی لوٹ نہیں سکتا تھا وہی دوسرا رک بھی جاری ہے ۱۱

وَسَاخَىٰ إِذَا كَانَ بِالنَّبِيِّ الْبَنِي بِمَبْطُحِهِمْ
مَتَّحًا رَكَتَ بِهِ رَجُلًا فَقَالَ النَّاسُ حُلْ
خَلَا رَ الْقَصْوَاءَ حَلَا رَ الْقَصْوَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَا رَ الْقَصْوَاءَ وَمَا دَاكَ
لَهَا خَلَا رَ وَلَكِنْ حَبَسَهُمْ لِحَاكِسِ الْفِيلِ ثُمَّ قَالَ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا سَأَلُونِي عَطَاءَ نَعْصَمِي
فِيهِمْ مَرَّةً إِلَّا أُعْطِيَهُمْ إِلَّا هَاهُمْ رَحِمَهُ
فَوَبَّيْتُ فَعَدَلُ عَنْهُمْ حَتَّى زَلَّ بِأَقْصَى الْحَدِّ نَيْسَ
عَلَى غَيْرِ فِيلٍ لِمَا يَبْدُوهُ النَّاسُ بَرَّضًا
فَلَمْ يَكُنْ لَهُ النَّاسُ حَتَّى رَزَعُوهُ وَسُكِّيَ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَسُ
فَازْدَرَعَهُ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِهِ ثُمَّ أَمَرَهُمْ
أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِمْ فَوَاللَّهِ مَا زَالَ يَجْعَلُهُ
لَهُمْ بِالرَّسُولِ حَتَّى صَدُرَ وَعْدُهُ فَبَيَّكُمُ
كَذَلِكَ إِذَا جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ

اور آگے بڑھے یہاں تک جنگ لٹائی، یہ بڑھنے کے میں سے اتر کر
اہل مکہ پر حمل ہونے میں تو پیغمبر صاحب کی اولیٰ قتل
پیغمبر کی لوگوں نے یہ دیکھ کر کہا ہل سل ریدہ انٹ کا کلہ پڑ
جو اوٹ کے اٹھانے کے وقت اہل عرب ہونے ہیں
قصوا، بیٹھ گئی قصوا، بیٹھ گئی حساب، ی مٹے المد علیہ
وسانے درمایا کہ قصوا، دو نہیں بیٹھی اور یہ برأس کی ماد
ہے مگر اسے غاڑ گھر سے اس فدا سے روک دیا جس نے
استغاثیل کو روک دیا تھا ف زان ہوا آپ فرمایا مجھے
اس مقدس ذات کی قسم جس کے فیضہ قدرت میں میری
جان ہے کہ اگر اہل مکہ مجھ سے ٹپے سے ٹپے کام کا سوال
کریں کہ اس میں ان کو حرمت الہی کی تعظیم کا نظر ہو تو میں
اُسے ضرور دے ڈالوں گا اس کے بعد آپ نے اوشنی کو
ڈاٹا تو وہ بڑی تیزی کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی۔ پیغمبر
صاحب اہل مکہ سے کہہ کر قصوا، بیٹھ گئی کے پرے سے
پر تمد نام وضع ہیں اترے جہاں پانی کی قلت تھی کہ لوگ
ایک تالاب میں تھوڑا تھوڑا پانی لیتے تھے لوگوں کو اترے
ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ اُس کا سارا پانی کھج ڈالا
اور لوگوں نے پیغمبر صاحب کے پاس اگر بیاس کی شکایت
کی آپ اپنے ترکش سے تیر کھینچا۔ اور حکم فرمایا کہ اسے
پانی میں گاڑیں گاڑیں گاڑیں کہ یہاں تک کہ خدائی قسم پانی لوگوں
کے برابر کرنے کے لئے اُن کے واپس جانے کے وقت
تک برابر ملتا رہا۔ الغرض اسی اثنائیں جیل بن وفاق

فل پیغمبر صاحب اس ارتداد کا علاج یہ کہ اوشنی کے از جو ڈھیلے سے صاف سمجھیں آتا ہے کہ وہ بھی جلا تھا کہ کعبہ میں داخل ہونا خدا کو منظور
ہیں و تو جس خدا نے اصحاب النیل کو جلا تھا کہ میں جاسے سے روک دیا تھا ہماری اوشنی کو بھی آگے ٹپے سے ٹپے سے روک دیا اصحاب النیل کا فقر
قصیدہ ہے کہ میں کا ایک ماوراء اہرہ خدا کعبہ کی طرف خلعت کا رجوع دیکھ کر حسد کرتا تھا یہاں تک کہ مانگہ کہ اسے کے ارادے سے لشکر
پڑھا لایا اور اُس کے ساتھ بہت سے انہی سے خرم کی حدیں آ یا تو عدلے پر بندے مسلط کیے ان پر عدل کی وجہ ہو تو جوں میں عدل کی لنگڑا پائی تھیں
حس پر ایک لنگڑا لگتی رہیں وہ جہاں تک لاسی طرح میں کل سارا لشکر تباہ ہو گیا اور عدلے لیے کھڑو تھیں سے پچا لیا سورہ میل میں اسی قصہ کی طرف

الْمُؤْمِنَاتُ هُنَّ أَرْوَاحٌ مُّطَهَّرَةٌ فَهُمْ لِلَّهِ تَعَالَى
 أَنْ يَرْجِعُوا هُنَّ وَأَمْهُمْ أَنْ يَرُودُوا إِلَى الصِّدْقِ
 ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ جُلُ
 مِنْ فُرْسٍ وَهُوَ مُسِيلُهُ فَأَرْسَلُوهُ إِلَى طَلِيبِ
 رَجُلَيْنِ فَقَدَعَا إِلَى الرَّحْلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ
 حَتَّى إِذَا بَعُدَا عَنِ الْحَكْمَةِ نَزَلُوا نَاكِلَيْنِ مِنْ
 ثُمَّ لَمْ يَقَالِ أَبُو بَصِيرٍ لِحَدِّ الرَّجُلَيْنِ وَاللَّهِ
 رَأَى لَدَى سَبْعَةِ هَذَا بَأْفُلَانِ جَبَلٍ
 أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ فَأَمَكَتْهُ وَمَنْهُ فَضْرًا
 حَتَّى يَرُدَّ وَفَرَّ الْأَخْرَجَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَدْ خَلَا
 الْمَسْجِدَ مَعْدُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَقَدْ دَرَى هَذَا دَعْرًا فَقَالَ قُتِلَ
 وَاللَّهِ صَلَاحِي وَإِنِّي مُقْتُولٌ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَ
 مَسْعَرُ حَرِيٍّ لَوْ كَانَ لَكَ الْخَدُّ فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ
 عَرَفَ أَنَّهُ سَبِيْرُهُ الْكَرِيمُ فَخَرَجَ حَتَّى آتَى

صباحان الایہ پیغمبر صاحب نے مسلمانوں کو ان عورتوں
 کے واپس کرنے سے منع کر دیا اور حکم فرمایا کہ ان کے مہر
 ان کے شوہروں نے دیے ہیں بھجوا دو۔ زناں بھاپ
 مدینے لوٹ آئے انہیں ابو بصیر جو قریش سے ایک ایک
 شخص تھا اور اسلام لائے گا انھیں قریش سے بھاگ کر پیغمبر
 صاحب کے پاس آبا۔ قریش نے اس کی تلاش میں
 دو شخصوں کو روانہ کیا پیغمبر صاحب نے اُسے ان کے
 حوالے کر دیا اور یہ دونوں اُسے ساتھ لے کر مدینے سے
 نکلے یہاں تک کہ دو اہلیفہ میں پونچے تو کچھ برس بھاگنے
 کے لیے اتر پڑے ابو بصیر نے ان میں سے ایک سے کہا
 کہ اے شخص بھائیں دیکھتا ہوں کہ تیری یہ تلوار نمایاں ہے
 ہے لاؤ اور دکھا تو یہی چنانچہ اُس شخص نے تلوار کے دیکھنے
 پر ابو بصیر کو پوری قدرت دیدی ابو بصیر نے نہایت غیرتی
 کے ساتھ اس کے ایک سیسی تلوار ماری کہ تھوڑی سی دیر
 میں ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور دوسرا شخص بھاگ کر مدینے چلا آیا۔
 اور جلدی جلدی بھاگتا ہوا مسجد نبوی میں داخل ہوا۔
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کوئی خوفناک
 بات دیکھی ہے اس نے کہا وہ اللہ میرا ساتھی مار ڈالا گیا۔
 اور میں بھی مار ڈالا جاؤں گا اگر آپ مجھے اُس کے حوالے
 کریں گے۔ بتے ہیں ابو بصیر بھی آمو جو ہوا نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اوتھی کا بھائی تھا جنگ بھڑکانے
 والا ہے۔ کاش کوئی ایسا آدمی ہوتا جو اسے میرے پاس
 آنے سے منع کر دیتا۔ تاکہ میں اسے قریش کے حوالے نہ کر سکوں

(نقصیہ صفحہ ۱۲۳) کہ ان عورتوں کو ان کے مہر لے کر خود ان سے نکاح کر لو اور ان کا فرعونوں کی ناموس پر قبضہ نہ رکھو
 (جو قصاص سے نکاح میں ہوں) اور جو تم سے ان کے مہر لے کر نکاح کر لیا ہے وہ (کافروں سے) مانگ لو اور جو انھوں نے زانیہ عورتوں پر مانگ لیا ہے وہ
 (ہرچاہے کیا ہو تم سے) مانگ لیں۔ اللہ کا حکم ہے جو تم لوگوں کے ایسے جھگڑوں کے بارے میں صادر فرمائے۔ اور اللہ جانتے

سَيُفْعَلُ الْبُخْرُ قَالَ وَانْفَلَتَ ابُو جَدَلٍ بَيْنَ
سَهْمَيْهِ فَلَحِقَ بِأَيِّ بَصِيرَةٍ فَعَجَلَ كَالْبَحْرِ جُرْ
رَجُلٌ مِّنْ مُّزَيْنٍ وَذَلِكَ اسْمُهُ الْاَلْحَقُّ بِأَيِّ بَصِيرَةٍ
حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عَصَائِدُ فَوَاللَّهِ فَالْمَعُونَةُ
بِعَبْرِ خُرَجَتْ لِفَرْنَيْشٍ إِلَى السَّامِ الْاَلَا
اعْرِضُوا لَهَا فَفَعَلُوا لَهُمْ وَاخَذُوا أَمْوَالَهُمْ
فَاثْرَسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَاسَلُ اللَّهُ وَ
الرَّحِمِ لَمَّا أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فَمِنْ
آتَاهُ فَهُوَ آمِنٌ فَارْسَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ -

(سخاری)

ابو بصیر نے بنو بصیر صاحب کی یہ گفتگو سن کر معلوم کیا
کہ آپ مجھے قریش کے حوالے کر دیں گے۔ مدینے سے
نکل کر آیا کہ اسے کسی موضع میں آیا۔ راوی کا بیان ہے
کہ اسی اتنا میں ہسٹل کا بیٹا ابو جَدَل کے سے بھاگا۔ اور
ابو بصیر سے اٹھا اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ قریش
میں کا جو شخص بھی اسلام لانا ابو بصیر سے آگیا تھے کہ
قریش کی ایک بڑی جماعت جمع ہو گئی (راوی کا بیان ہے)
کہ خدا جب یہ جماعت سنتی کہ قریش کا کوئی قافلہ گئے سے
نکل کر شام کو جاتا ہے تو اس پر پھل پڑتا ہے اور نسل کر کے مال
و متاع چھین لیتی ہے آخر کار قریش نے خواب نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں قاصد روانہ کیا اور اس نے حاضر
ہو کر عرض کیا کہ قریش خدا اور حق قربت کا واسطہ دے کر
کہتے ہیں کہ آپ ابو بصیر اور اس کے رفیقوں کی طرف کسی کو
بیعہ کر فرما دیجئے کہ ہم اس شرط سے باز آئے اب جو شخص
گئے سے نکل کر چیزیں کی خدمت میں پہنچے گا وہ ان
میں ہوگا اور ہم اس سے کچھ تعرض نہ کریں گے۔ جناب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر اور اس کے ساتھیوں کو
متعہ کر بھیجا۔

بغاوت و فساد کی ممانعت

جو لوگ ہنگامے پہنچے خدا کا عہد توڑ دیتے
اور جن (مملکتوں) کے جوڑے رکھنے کو
خدا سے فرمایا ان کو قطع کرتے اور ملک میں
فساد پھیلاتے ہیں یہی لوگ آخر کار
نقصان اٹھائیں گے۔

اللہ

الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ
وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ
وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْخٰسِرُونَ ۝ (البقرہ ع ۳۳ بارہ)

<p>(لوگو! اللہ کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور پیو اور ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔)</p>	<p>كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَلَا تَقْتُلُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (البقرہ، پارہ ۱۵)</p>
<p>اور راجہ پنجہبر (بعض آدمی ایسا منافق بھی) ہے جس کی بیل تم کو درسِ وقت و دنیا کی زندگی میں بھلی معلوم ہوتی ہیں وہ اپنی دلی ازادت (اور محبت) پر خدا کو گواہ ٹھہراتا ہے۔ حالانکہ وہ (تجھ سے) دشمنوں میں سب سے زیادہ جھگڑا ہے اور جب (تجھ سے) پاس سے لوٹ جاتے تو ملک کو گھونڈ مارے تاکہ اُس میں فساد پھیل جائے اور کھیتی باڑی کو اور آدمیوں اور جانوروں کی نسل کو تباہ کرے اور اللہ فساد کو پسند نہیں رکھتا اور جب اُس سے کہا جائے کہ خدا سے ڈر تو شیخی و دہن گیر ہو کر اُس کو گناہ پر آمادہ کرے پس ایسے ناکار کو روکنا جس جہنم کا فی ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھہرنا ہے۔</p>	<p>وَمِنَ النَّاسِ مَن يُحِبُّكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْإِخْصَارِ ۖ وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ ۚ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَئِشْنُ الْمُجَادِمِ (البقرہ، پارہ ۲۵)</p>
<p>جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑنے اور فساد (پھیلانے) کی غرض سے ملک میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں ان کی سزا تو رہن ہی ہے کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کر دیئے جائیں یا اُن کو سولی دی جائے یا اُن کے ہاتھ پاؤں لٹے (رہیں) یا اُن کو سولی دی جائے یا اُن کو دیس نکالا دیا جائے یہ تو دنیا میں اُن کی رسوائی ہوتی اور دُراس کے علاوہ آخرت میں اُن کے لیے بڑا غائب (تباہ) ہے مگر (مسلمانو!) جو لوگ اس سے پہلے کہ تم اُن پر قابو پاؤ تو بہ کر لیں تو اُن کے حال سے تعرض نہ کرو اور (جائے رہو کہ اللہ (لوگو!) اللہ کے قصور معاف کرنے والا مہربان ہے)</p>	<p>لَا تَجْرُوا الدِّينَ بِجَارِهِ ۖ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ يُسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يَقْتُلُوا أَوْ يَكْبِتُوا أَوْ يَنْقُطَ أَكْبَرُ ۚ وَإِنَّمَا جَرَىٰ خِلَافِي وَأَنْفُوا ۖ مِنَ الْأَرْضِ خِلَافِي ۚ خِلَافِي فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ لَا الَّذِينَ تَابُوا مِن قَبْلِ أَنْ تَقْرَأَ عَلَيْهِمُ ۚ فَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَمْ يَغْفِرْ لَهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۚ</p>
<p>فل شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں کہ یہ حال ہے منافق کا کظاہر میں حوش مار کرے اور اندر کو گواہ کرے کہ ہرے دل میں تجھ ہی محبت ہے اور تجھ کے وقت کچھ بھی نہ کرے اور قابو پائے تو لوٹ مار جائے اور منہ کرے سے آؤر جھڑپ سے زیادہ گناہ کرے ایک شخص شخص اس میں شرع تھا اُس نے حضرت سے ہی سلوک کیے تھے ۱۲ فل مثلاً داہنا ہاتھ اور بائیں پاؤں کے سارا دھڑے کا رہو جائے اسی کو گردو</p>	<p>کے حادوسے من ایہ حوالے کیے ہیں ۱۲</p>

اَحْسَنَ لِلّٰهِ اَلْبَيْتُ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي سَبِيْهِ اور ملک میں فساد کا خوائہ نہ ہو کہ سو حکم اللہ شرف
اَلْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰﴾ کو پسند نہیں کرتا۔

من المستعم

یوں تو سارے حقوق چاہے وہ صی الدینوں یا حق العدمیوں اور ان کے مقابلے کے فرائض ایسی اپنی ملک سب
ہی ضروری ہیں کہ ضرورت ضرورت میں بھی فرق ہے۔ ایک ضرورت تنفس کی ہے ایک ٹھوک کی ایک بیاس کی
یہی حال حقوق و فرائض کا ہے نوجس وقت ملک حقوق والدین پیش نظر ہے ہم سے یہی سمجھا کہ حق حقوق العباد
میں ان سے جڑھ کر کوئی حق جہتم نشان نہیں اب جو حقوق حاکم سامنے آئے تو معلوم ہوا کہ حقوق حاکم بہت نشان
ہونے میں حقوق والدین سے بھی شے ہوتے ہیں والدین بھی ایک طرح کے حاکم ہوتے ہیں۔ مگر ان کی حکومت
محدود ہوتی ہے اور محدود ہونے کے علاوہ مبنی ہونی ہے شفقت اور محبت پر۔ اور حاکم کی حکومت وسیع ہوتی ہے
اور بڑھتی ہوتی ہے غلبہ اور قوت پر۔ تو اس امت بار سے والدین اور حاکم کی حکومت میں خاص عام باجوہ و کل
کی نسبت ہوتی۔ ہم اس سے پہلے کسی مقام پر کچھ کہے ہیں کہ دنیا میں حکومت کا دستور کو نہ کر چلا اور کس غرض
سے چلا۔ مختصر یہ ہے کہ آدمی اس طرح کا مخلوق ہے کہ وہ اکیلا ساز و سامان زندگی بہم نہیں لے سکتا سناچار
اُس کو پہلے جیسے آدمیوں کے ساتھ مل کر رہنا پڑتا ہے۔ اور چونکہ طبیعت میں اور ضرورتیں سب کی قریب قریب
یکساں کے ہیں۔ خود غرضی لوگوں میں لڑائیاں ڈلوائی اور طرح طرح کے فساد کرائی رہتی ہے۔ پس تو حاکم
ملنے ہی کام کا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے حقوق میں دست اندازی نہ کریں۔ آپس میں لڑیں بھگدیں نہیں
یعنی امن و امان سے اپنے اپنے کام میں لگے رہیں۔ پس لوگوں کا امن و عافیت کے ساتھ زندگی کرنا موقوف
ہے اسلوب حکومت کے ٹھیک بیٹھنے پر اور اسلوب حکومت کا ٹھیک بیٹھنا موقوف ہے حاکم کے منصف و فراغ
خائرس خیر خواہ خلاق اور ان صفات کے ساتھ باتھوک ہونے پر کہ سب احکام کے نافذ کرنے کی قدرت بھی
رکھتا ہو۔ اور ان رعایا کے مطیع و منقاد ہونے پر بھی۔ غرض صلیہ انتظام حاکم کی متقاضی ہوتی۔ کہ ایک شخص
جماعت کا سر دھرائیں کہ لوگوں کو لینے رکھنے ضبط میں رکھے۔ حکومت سے کیسے کیسے رنگ برے ہیں یہ مقام اس کی
تفصیل کا نہیں۔ اتنی سمجھی بھی لوگوں کو کہیں مدتوں میں جا کر آئی ہوگی کہ کثرت بے وحدت کے منظم نہیں ہو سکتی
مگر اب تو حکومت کے ہر ایک حصے میں اسی قاعدے پر عمل کیا جا رہا ہے۔ مثلاً کاشتکاروں پر زمیندار ہے۔
زمینداروں پر مہر وار۔ مہر واروں پر ضلعدار۔ پھر تحصیلدار پھر ڈپٹی کمشنر۔ پھر کسٹمر۔ پھر فائنل کسٹمر۔ پھر لفٹنٹ گورنر
پھر گورنر جنرل پھر بادشاہ۔ دیکھو کثرت سنتے سنتے کس طرح بادشاہ کی ذات میں جا کر جمع ہو جاتی ہے۔ یہی قاعدہ
ہم خود خدا کی وحدانیت کے عقیدے کی طرف کو بھی رہبری کرتا ہے۔ خدا نہ ہوا اور ایک نہ ہوگی خدا میں تو خوب کا

انتظام ایک لمحہ بھی نہیں چل سکتا۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلُ اللَّهِ فَسَدَ مَا آتَى سَخَّحَ کہ حاکم کیا چیز ہے اور کیوں اُس کا ہونا ضرور ہے۔ حاکم کی جبری اطاعت تو چار دنا چار کرنی ہی پڑتی ہے۔ اس لیے کہ اس کے پاس بیخ ہے۔ یو ایس ہے۔ خزانہ ہے جینا ہے۔ مگر نہیں، ہم مسلمانوں کو خدا رسول نے بھی بڑی تاکید کے ساتھ اطاعت حاکم کا حکم دیا ہے۔ پس اگر ہم مسلمان حاکم وقت ایسی انگریزوں کی اطاعت سچے اطاعت نہ کریں تو دنیا کے علاوہ اپنا دین بھی کھو بیٹھیں۔ تَحْسِبُ أَنَّ اللَّهَ يَأْخُذُ بِالْأَخْوَةِ ذَلِكَ هُوَ الْمُحْصَرُّ إِنَّ الْمُسْلِمَ۔ لیکن انگریزوں کی اطاعت کے بارے میں حکم خدا و رسول کا نشان دینا ذرا غور طلب ہے۔ قرآن میں دھونڈنے بیٹھو تو توڑنا ٹھکانا الٰہی اَصْحَابُ طَبَقِ اللَّهِ ذَا طَبَقٍ الْكَسْبُ وَآوَلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ پُر جا کر نظر جم جاتی ہے کہ بس اس سے زیادہ صریح حکم اور کیا ہو سکتا ہے۔ انگریزوں کے اولوالامر ہونے میں تو کچھ کلام ہی نہیں۔ کلام اگر ہے تو منکم میں ہے کہ سیاق اور سباق کی ترو سے آیت کے مخاطب مسلمان ہیں تو منکم نے حاکم کو خاص کر دیا۔ کہ وہ بھی مسلمان ہو۔ ایک تعلیم کے نہ ہونے جس کی اس عملداری میں سخت ضرورت ہے۔ مسلمانوں سے عقل معاش اور عقل محاد دونوں عقلیں سلب کر لی ہیں اور اسی وجہ سے وہ بے دولت ہیں۔ ذلیل ہیں خوار ہیں اور بچوں میں مونہ دکھانے کے قابل نہیں رہے مگر ملتے بھی آہتی نہیں ہو گئے کہ دن کو رات کہنے لگیں اور انگریزی عملداری کی برکتوں اور آسائشوں سے انھیں بند کر لیں۔ تقسیم کھانے کی بات ہے کہ سارے ہندوستان میں اس سرے سے اس سرے تک ایک مسلمان بھی ایسا نہ پاؤ گے جو انگریزی عملداری کو دل سے عزیز نہ رکھتا ہو۔ مگر مذہب کی باب مذہب کے ساتھ ہے سرکاری کسی کے مذہب میں دست اندازی نہیں کرتی۔ ہم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم مسلمانوں کو خدا و رسول نے بھی بڑی تاکید کے ساتھ اطاعت حاکم کا حکم دیا ہے تو ہم کو چاہیے کہ اس دعوے کے ثبوت میں خدا و رسول کا فرمودہ پیش کریں سَوَاطِيعُ اللَّهِ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَآوَلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ سے مدعا ثابت نہ ہونے دیا آج بھی حدیث نوآں میں ایسے احکام کثرت سے ملیں گے کہ حاکم کی اطاعت کرو گودہ تمھاری نظری حکومت کا لٹ ہو۔ اور ایسا ہوا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مصلحت خاص سے کسی کم وقعت صحابی کو امیر بجائیں بنا دیا ہے اور چڑے چڑے جلیل القدر صحابیوں کو اُس کی اطاعت کرنی پڑی ہے اور انھوں نے کی ہے بد سب کچھ ہے مگر قرآن کے منکم کا جواب نہیں۔ جہاں کہیں بھی ہے مسلمان انھیں مسلمان حاکم کی اطاعت کا حکم ہے۔ ہماری حالت کے مناسب کہ ہم نصاریٰ کے محکوم ہیں۔ نہ قرآن میں صراحت ہے اور نہ حدیث میں اور کیوں ہوئے مگر جتنی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہ اسی کے ساتھ قرآن و حدیث دونوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اسلامی سلطنت کی بنیاد پکی جا رہی تھی۔ اسلام نے جبراً عرب کے خاص خاص مقامات میں

سلہ اگر میں دآساں میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین کی آسمانوں کی سہارا دہر گئے ہوئے ۱۲۷

سلہ اُس سے وباد بھی لکھتی اور آخرت (میں) صریح لکھا لکھی رکھتا ہے *

سلہ مسلمانوں کا حکم مآوا اور رسول کا حکم مآوا اور ہم میں سے صاحب حکومت میں اُن کا بیانی ۱۲۸

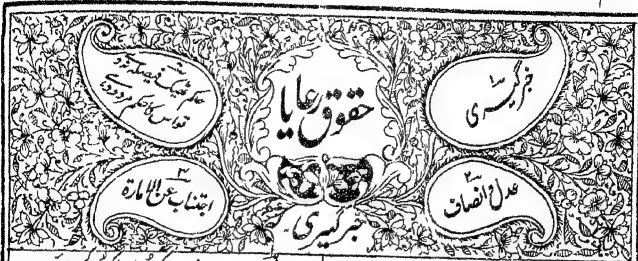
رواج پایا تھا مسلمانوں کو حکم تھا کہ جو غیر مذہب والوں کے رُسنے میں مذہب کی وجہ سے تکلیف پاتا ہو پھر کسے دارالاسلام مدینے میں چلا آئے۔ پھر خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین ہدای سلطنتہ کے تحت حَسْبُكَ اللَّهُ مَا كَانَ رُكَا حَاشَتْهُ خَلْقًا سَكُونِي عَلَى شَوْقِهِ يَفْعَلُ الْإِذَاعَ لِيَعْبُطَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ہو کر پڑھی اور پھولی پھولی اور اسی زمانے میں فقہ مائون ہوئی۔ غرض مسلمانوں کی مذہبی کتابوں میں قرآن سے لے کر فقہی کتابوں تک ہم مسلمانانِ ہند کے مناسب حال اطاعتِ محکام وقت کے بارے میں احکام نہیں پائے تھے۔ نہیں پائے جاتے اس لیے کہ لکھے نہیں گئے۔ لکھے نہیں گئے اس لیے کہ ضرورت نہیں پڑی۔ جب اسلامی سلطنت تشریل کے پھیر میں آئی تھیں اَلْأَمْرُ لِلْكَافِرِ مَدَاوِلُهَا دُكُوبُ النَّاسِ اور اُس کے علاقوں پر عین مذہب والے قبضہ کرتے گئے تو جو مسلمانانِ ہند منصوبہ علاقوں میں سکونت پذیر تھے اُن کو اپنے مذہب کی خیر نمائی پڑی اور لوگ مسائل دارالحرب وریا اور اطاعتِ محکام وقت کی طرف متوجہ ہوئے مگر ہر کس بقدر بہت اوست کسی نے اطاعتِ محکام وقت کے بارے میں اطعموا اللہ واطيعوا الرسول واولی الامر منکر سے سند پڑی اور اسی منکر نے اُسے روک دیا اور کسی نے اپنے تئیں مستأمن بنایا حالانکہ جن ستانوں کا قرآن یا حدیث مافقہ میں مذکور ہے وہ عین مذہب والے ہیں جو مسلمانوں کی عملداری میں ہنا گزیر ہوں ہم نے بھی اپنی جگہ اعمالِ فکر کیا تو اس رستے کا چھوڑ دینا ہی مناسب معلوم ہوا اب ہم محکام وقت کی اطاعت کو ایفا و عہد اور بھی عن الفساد فی الارض پر مبنی کرتے ہیں۔

اور اسی لیے ہم نے عنوانِ اطاعتِ حاکم کے ذیل میں ایسی آیتیں اور حدیثیں جمع کر دی ہیں جو انصارِ عہد اور نبی عن الفساد فی الارض سے متعلق ہیں۔ ان کے پڑھنے سے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کیسے زور دار لفظوں میں انصارِ عہد کی تاکید اور فساد کی منافی ہے۔ تمام جھگڑے تمام خرشتے جو آئے دن لوگوں میں ہوتے رہتے ہیں وہ فساد ہیں۔ دیکھا بھی فساد سے خالی نہیں رہی۔ اور خالی ہے گی بھی نہیں۔ آدمی ہے تو آدمی کے ساتھ فسادات بھی ہیں اس لیے کہ آدمی خود فساد کی جڑ ہے اور اسی فساد کی روک تھام کے لیے دنیا میں دین و مذہب چلا۔ سلطنت کا دستور چلا تو حکم حاکم کو نہ ماننا فساد کی بھڑوں کا چنگا نا۔ دنیا سے اُمن وعافیت کا اٹھا دینا اور خدا کے مقدس منشآت کی مخالفت کرنا ہے اب رہا عہد تو عہد کی وقتیں ہیں۔ عہدِ تولی اور عہدِ فعلی۔ عہدِ تولی تو زمانی تو زمانہ قرار ہے۔ عہدِ فعلی یہ ہے کہ زبان سے تو کچھ نہیں کہا۔ مگر طریقِ عمل سے پایا جاتا ہے۔ کہ فریقین میں ایک طرح کا ذہنی قرار و امور ور ہے۔ مثلاً ذریعہ ہندہ سے نکاح کیا۔ ایک بار جب قبول کے وقت اکثر مہر کی صراحت تو کر لی حافی ہے اور زید اسے رقم کا عہد کرتا ہے مگر امان و نفقہ کی نسبت کسی طرح کا تذکرہ درمیان میں نہیں آتا۔ اب رہید بیوی کو

سے جیسے کھیتی کر اُس سے دیلے زمین سے اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے وعدہ لے مانی کو بڑا اور بڑی سے جذب کر کے اپنی اُمس دسوی کو تو یہ کیا بیٹا چھوڑ دے رفتہ رفتہ سوئی ہوئی دیباں تاکہ آخر کار رکعتی (اپنی مال پر سیدھی کھڑی ہوگی) (اور اپنی سرسری سے) (گی) کر لیا کو خوش کرتے اور وعدہ لے ان کو وعدہ بدوں تھی اس لیے (دی ہے کہ ان دیکھ تھی) سے دوسرا ساز سا کر کا فروں کو جلائے ۱۲

۱۲ یہ اتفاقاتِ وقت ہیں جو ہمارے حکم سے موت و بولہوت (سب) لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں ۱۲

اپنے گھر سے جا کر گئے تو اُس کو دستوں کے مطابق ہندو کا نان و نفقہ دینا آئے گا۔ اور گھر میں سے جا کر رکھنے سے سمجھا جائے گا کہ زندہ ہندو کے نان و نفقے کا عہد کر لیا ہے۔ اسی طرح کا معاہدہ ہم میں اور انگریزوں میں ہے۔ جب خاندان انگریزوں کو ملک پر تسلط کر دیا اور ہم نے رعایا بن کر اُن کے ملک میں رہنا اختیار کیا تو اُس کے یہی سنے ہیں کہ ہم میں اور انگریزوں میں ایک طرح کا معاہدہ ہو گیا کہ انگریز حاکم ہونے کی حیثیت سے ہمارے حقوق کی حفاظت کریں اور ہم رعایا ہونے کی حیثیت سے اُن کی اطاعت۔ انگریز فرج اور پولیس اور عدالت کے ذریعہ ہمارے حقوق کی حفاظت کر رہے ہیں تو ہم تمنا کرتے ہیں کہ اُن کی اطاعت کیوں نہ کریں۔ حکام وقت کی اطاعت پر ایک بڑا ضروری مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ انگریزوں نے ملک کے انتظام اور رعایا کے حقوق کی حفاظت کے لیے آپ تو ابنِ وضع کیے ہیں اور چونکہ ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ بستے ہیں اور انگریزوں کو مسالوات کے ساتھ سب ہی کے حقوق کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ جیسے رعایا ہندو، سکھ، مسلمان، دوسری پارسی، دوسری عیسائی تاجپارہنوں نے وضع قوانین میں محض انصاف کو مدنظر رکھا اور کسی فرقے کے مذہب کی توجہ نہیں کیا۔ جسے کہ لینے مذہب کا بھی۔ اس طرح عمل کے اختیار کرنے سے کوئی شریعت اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہی۔ اگرچہ اسلامی شریعت کے بھی بہت سے احکام منسوخ ہو گئے اور روای کا طبقہ بدل گیا اور شریعت کے تحت بارے ایک نئی طرح کا اسلام چلا آ رہا ہے تاہم اس کا سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اس حالت میں بھی مسلمان ہیں یا نہیں جواب یہ ہے کہ پورے پچھلے اور شریعت اسلامی کے جو احکام منسوخ ہیں خدا نے حکام وقت کی اطاعت فرض کر کے اُن احکام کو ہمارے حق میں خود منسوخ فرما دیا ہے اور ہمارے لیے انگریزی قانون ہی اسلامی شریعت ہے اور ایسا نہ ہو تو ہندوستان والا حرب قرار پا کر مسلمان ہر ترک وطن یعنی ہجرت فرض ہو جائے اور علماء اسلام میں سے شیعہ ہوں یا سنی، متقلد ہوں یا غیر متقلد، صوفی ہوں یا اہل حدیث کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ علاوہ ہر احکام شریعت سے مقصود اصلی ہے اقامت اُمن اور وہ قانون انگریزی سے بھی حاصل ہے صرف مذاہب کا فرق ہے۔ ایک قاتل کو قتل کرنا ہے۔ ایک پھانسی پٹا ہے۔ ایک چور کا ہاتھ کاٹنا ہے۔ ایک قید اور بید اور جرمانے سے سزا دینا ہے۔ اور بڑی بات تو یہ ہے کہ رعایا ہونے کی حالت میں قانون انگریزی کی اطاعت ایک امر اضطراری ہے۔ اور کایکھف اللہ نفساً الا وسعہا کی رُو سے خدا نے ہماری مجبوریوں پر نظر کر کے ہمارے حق میں تو سب کچھ کر دی ہے واللہ علی ذلک



کَنْتَ عَادِلًا لِّمَنْ سَلَبَنِي ۚ اِذْ قَالَ لَهُمْ
لَعَنُوهُمْ هُوَ الَّذِي اتَّفَقُوْنَ اَنْ يَّارِىَ لَكُمْ رَسُوْلًا
اَوْيْنَ ۚ كَانَتَّقُوْا اللّٰهَ ۚ وَاَصِيْعُوْنَ ۚ وَ
مَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَمْرٍ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّيْلًا
عَلٰى رِءُوسِ الْعُلَمٰى ۚ اَتَّبِعُوْنَ بِحُكْمِ رَبِّكَ
تَعْبُوْنَ ۚ اَوْ يَخُذْ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

تو م (قوم) عادی پنہنوں کو چھٹایا کہ ان کے بھائی
ہوئے ان سے کہا کیا تم (عدلس) نہیں دیکھ
میں تمہارا امانت واریت غیر ہوں تو عدلس
ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں اس کو بھجھا ہے
تم سے کچھ اجرت تو نہیں مانگتا میری اجرت
تو بس پروردگار عالم پر ہے۔ کیا تم ہر اونچی
جگہ پر بے ضرورت یا دو گاریں بناتے اور
(بڑی صنعت کے) محل تعمیر کرنے ہو۔ گویا تم
(دنیا میں) ہمیشہ رہو گے و

فل قوم عادی کو سنگدہاشی میں بڑی سنگدہاشی اور دھرویت سے مراد اس ہمسے کام لینے سے پہاڑوں میں تراش تراش کر گھر
سائے اور طرح طرح کی یادگاریں کھڑی کرتے جیسا کہ آٹ ہائے وفتوں میں بھی جو رہا ہے کہ سامور لوگوں کے بت بڑے بیٹے شہزاد
نظر گاہ عام پر کھڑے کیے جاتے ہیں اور اس سے مقصود ان لوگوں کی یادگار کا باقی رکھا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک اصل
عت ہے ایسی تہذیبوں سے کل میں علیہا فان کا فتویٰ توکل نہیں سکتا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ لاکھوں روپے کی لاگت کے گنبد اور منار
اور مینے اور کہا اور کیا موجود ہیں اور معلوم نہیں ہوتا کہ کس کے ہولنے ہوئے ہیں اور کس زمانے کے ہیں اور اس کی ایک عمدہ مثال
آئینہ صبر میں کہ روئے زمین ان جیسی عمدہ اور شگفتہ عمارت پائی نہیں جاتی اور ما جو دیکھنا ہے کہ کچھ لکھا اور ابھی ہے لیکن اصل مانی کا حال
کچھ تحقیق نہیں ہو سکتا۔ غرض سداے نام السکا یہ تو ایک بیدار رہ حال ہے اور آدمی کی بہبود ہوس کی کچھ انتہا نہیں ہے *

لے یہ حضرت ہود کی ماوراء قوم ماکہ کا قصہ ہے اس مقام پر چن مانوں پر انھیں سرزنش کی گئی ہے ان میں سے ایک بات یہ بھی
ہے کہ وہ لوگوں پر عدسے زیادہ سخت گیری کیا کرتے تھے اور کسی ریخت گیری نہ کی کہ کیا کرتا ہے جو غلام اور حکومت رکھتا ہو نہ پختہ گیری
کے عنوان کے قول میں اس آیت کو اس لیے لیا ہے کہ بغیر ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو سخت گیری چھوڑنے کا حکم فرمایا
اور یہی رعایا کی خبر گیری کا اگرچہ آیت میں عدل و انصاف کا حکم صریح لفظوں میں نہیں ہے۔ مگر سخت گیری کو چھوڑنا اور کسی پر
انداز سے سے ٹھہر کر نہ دوسرے کرتا یہی عدل و انصاف ہے ۱۲۔

<p>اور جب کسی پر ہاتھ ڈالے ہو تو اس کی بڑی سختی سے پکڑنے ہو تو خدا سے ڈرو اور سیر کا ہا مانو۔</p>	<p>وَاِذَا بَطِشْتُمْ بَطِشْتُمْ جَبَّارِينَ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاللَّهُ وَاطِيعُونَ ۝ (الشعراء، پارہ ۱۹)</p>
<p>یہاں تک کہ جب (دو القزین) چلتے چلتے راکب کاڑ کی گھائی کے دو کگاریوں کے بیچ میں پونچھا تو دیکھا کہ کگاریوں کے ادھر ایک قوم (راہاد) ہے (اور وہ ایسے وحشی ہیں) کہ بات کے سمجھنے کے پاس تک نہیں پہنچتے ان لوگوں نے (راہی بولی میں) عرض کیا کہ ایذا و القزین اس گھائی کے آدھرا باجوں اور مابجوں کی قوم ہے اور وہ لوگ ہمارے ہلک ہیں (اکرا) فساد کرتے ہیں (آپ کی مغوی ہو) تو ہم آپ کے لیے چندہ جمع کر دیں بشرطیکہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک بنادیں (دو القزین نے) کہا کہ وہ مال جس میں میرے پروردگار نے مجھے (پورا) اختیار دے رکھا ہے کافی وافی ہے چندہ کی تو ضرورت نہیں (گاریاں تم کو ایسی ہی مدد کریں) (تو) ہاتھ پاؤں کے زور سے سیری مدد کرو میں تم (لوگوں) میں اور ان (لوگوں) میں ایک دیوار کھینچ دوں گا۔</p>	<p>حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۚ قَالُوا لَئِذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۚ قَالَ مَا مَكْنِي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ سَرَدِمًا ۚ (کہف ع ۱۱ پارہ ۱۶)</p>
<p>بڑے شک فرعون ملک (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ رہا تھا اور اس نے وہاں کے لوگوں کے الگ الگ گروہ قرار دیے تھے ان میں سے ایک گروہ (یعنی بنی اسرائیل) کو اس قدر</p>	<p>اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَاجْعَلْ أَهْلَهَا نِسْعًا لِتَضْعِفُ طَائِفَةٌ ۚ (سجده ۲۶)</p>

سے دو القزین اپنے وقت کا بادشاہ تھا بظرف سیر و سیاحت ایک قوم پر پونچھا تو انھوں نے مابج مابج کے طوطا و ساد کی شکایت کی اس نے ان کی آواز رفت بند کرنے کے لیے اس قوم اور مابج مابج کے بیچ میں ایک دیوار کی آنکھوں کی ہی ستمی نہیں کر گیری کے اور اسی بلے ہم نے اس آیت کو عنوان بالاکہ قول میں شامل کیا یہ اسی طرح کی خبر گیری ہے جو انگریزوں نے ہمارے واسطے کر رکھی ہے مثلاً ستموں بل کر میں مل ستم کریں وغیرہ اور اس کے علاوہ غابیتن و آسیاتس کے بہت سے سامان بھایا کے ہیں تھانما رکے ہیں ۱۲۷ فرعون کے مظلوم شہور ہیں اور ان ہی مظلوم پر اس کی اس آیتوں میں مذمت کی گئی ہے ۱۲۷+

<p>کمزور سمجھ رکھا تھا کہ اُن کے بیٹوں کو دین کو روکنا اور اُن کی عورتوں (یعنی بیٹیوں) کو زندہ رکھنا اس میں شک نہیں کہ وہ (یعنی) فساد یوں میں سے ایک ہی فساد ہی تھا۔</p>	<p>مِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا هُمْ وَيَسْحَرُونَ نِسَاءَهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ (العنص ۱۷ مارہ ۲)</p>
<p>معقل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس بندے کو خدا ایسے بندوں کا محافظ و نگہبان ٹھہریں اور وہ رعیت کی خیر خواہی اور خیر اندیشی کے ساتھ حفاظت و نگہ رانی نہ کرے تو وہ بہشت کی خوشبو تک بھی نہ سونگھ پائے گا۔</p>	<p>عَنْ مَعْقِلِ بْنِ سَادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْرِعُ عَبْدًا لِلَّهِ رَحْمَةً فَلَمْ يَحْطُمْ بِأَنْ يَصْبَغَ إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَاحَةً لِحَبْسِهِ - (صحيح)</p>
<p>حضرت عبدالعزیز عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! تم سب اپنی رعیت کے محافظ ہو اور تم سے رعیت کی باہنہ پوچھا جائے گا تو حاکم جو لوگوں کی اصلاح حال کے لیے قائم کیا گیا ہے رعیت کا نگہبان ہو اور اپنی رعیت کے احوال سے پوچھا جائے گا تو اپنے اطفال کا نگہبان ہے اور وہ اپنی رعیت یعنی اطفال کی بات پوچھا جائے گا عورت اپنے شوہر کے گھر اور اُس کے بچوں کی محافظ ہے اور اُس سے اُن کی بابت سوال ہوگا آدمی کا غلام اپنے مالک کے مال کا نگہ ران ہے اور اُس سے اُس کی بابت دریافت کیا جائے گا سنو! تم سب کے سب راعی ہو اور سب اپنی رعیت کی بابت سوال کیے جاو گے +</p>	<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَكْلُكُمُ رَاعٍ وَكُلُّكُمُ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَإِلَّا مَا أَلَدْنِي عَلَى النَّاسِ إِيَّاهُ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَلِدْرَهُ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ إِيَّاهُ عَلَى مَا لَ سَيِّدُهُ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ إِلَّا مَكَلَكُمْ رَاعٍ كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (صحيح)</p>

عدل و انصاف

یہ یہودی ٹھوٹی، ٹھوٹی ہاتوں کی کٹسوسیاں بیٹے پھرتے ہیں (اور) مال حرام کو کسے تلے حاسے ہیں تو راز و خیمہ اگر یہ لوگ ایسے معاملات فیصلہ کرنے کو تجھ سے پاس آئیں تو تم کو خسٹ بار ہے کہ ان میں فیصلہ کرو یا ان کے معاملات میں دخل مینے سے کنارہ کش رہو اور اگر تم ان کے معاملات میں دخل مینے سے کنارہ کشی کرو گے تو یہ تم کو کسی طرح کا بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر فیصلہ کرو تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا لیندھو عدل و انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

سَمْعُونَ لَكَاذِبَ أَكَلُونَ لِلسُّحُطِ
فَلَنْ يَجَاوَزَكَ فَحْكَمُ بَيْنَهُمْ أَوْ
أَعْرَضَ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ
فَلَنْ يَبْصُرُوا وَكَشَفُكَ أَوْ أَنْ حَكَمْتَ
فَأَحْكَمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ
يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝

(المائدہ ع ۶ مارہ ۶)

بے شک ہم (ی) سنے تورات نازل کی جس میں (ہر طرح کی ہدایت اور نور (ایمان) ہو (خدا کے) فرمان بردار رہنے) انبیاء (یعنی اسرائیل) اسی کے مطابق یہودیوں کو حکم مینے پہلے آئے ہیں اور (انبیاء کے علاوہ یہودیوں کے) ربی (یعنی مسیح) اور علماء (یعنی) کیونکہ کتاب اللہ کے محافظ ٹھہرے گئے تھے اور (اُس کی محافظت کرتے تھے) تو (ی) اس وقت کے یہودیوں کو گوں سے نہ ڈرو اور جارا ہی ڈرنا تو اور باری آیتوں کے معاوضے میں (ڈرنیکے) ناچیز فائدے نہ لو اور خود کی اتاری ہوئی (کتاب) کے مطابق حکم سے تو یہی لوگ کافر ہیں اور ہم نے تورات میں یہودیوں کو (ٹھہری) حکم و باتھکا جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور رزحموں کا بدلہ (جسے ہی زخم) پھر جو غلطی ہم بدلہ معاف کرے

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يُبَيِّنُ
لَهَا الْيُسُوبُونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّهِ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَالرَّبَّائِيُونَ وَالْأَخْبَارُ مَا اسْتَفْظَوْا
وَأَمَّا كِتَابُ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْكُمْ شُهَدَاءَ فَلَا تَحْشَوْا
النَّاسَ وَاحْشَوْا اللَّهَ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي
مِنَافِلَةً وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ
فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ وَكَتَبْنَا عَلَيْكُمْ
فِيهَا أَنْ تَقْسِمَ بِالْقُسُوفِ وَالْعَيْنِ وَالْعِزَّةِ
وَالْأَنفِ بِالْأَنفِ وَالْأَذُنِ بِالْأَذُنِ وَالسِّنَّ
بِالسِّنِّ وَالْجَرْحَ قِرْقَصًا مَنْ تَصَدَّقَ

فَهُوَ كَفَّارٌ لَهُ طَوْعًا وَمِنْ لَدُنْكَ مَخْذُومًا
 أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
 وَقَعَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ
 مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ
 وَإِنِّي لَهُ الْإِنجِيلُ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ
 وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ
 وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ
 وَلَنَنصُرَنَّكَ أَهُلُ الْإِنجِيلِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ
 فِيهِ طَوْعًا وَمِنْ لَدُنْكَ مَخْذُومًا أَنْزَلَ اللَّهُ
 فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ
 وَإِنَّا أَنْزَلْنَاهُ
 لَإِيَّاكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا
 بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّمًا عَلَيْهِ

تو وہ اُس (سے گناہوں) کا کفارہ ہوگا اور خدا کی اناری
 ہوئی (کتاب) کے مطابق حکم نہ دے تو تو ہی لوگ بے
 انصاف ہیں و اور بعد کو ان ہی رہنمائی کے ذمہ
 بعد ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو چلا یا کہ وہ تورات کی
 جو ان کے وقت میں پہلے سے (موجود) تھی تصدیق
 کرتے تھے اور ان کو ہم نے انجیل (بھی) دی جس میں
 (ہر طرح کی) تسبیح اور اور (ہدایت) موجود ہے اور تورات
 جو اس کے (نزل کے زمانے میں) پہلے سے (موجود) تھی
 یہ انجیل اُس کی تصدیق بھی کرتی اور وہ بھی پرہیزگاروں
 کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے اور اہل انجیل کو عیسائی
 ہونے کی حیثیت سے چاہئے تھا کہ جو (حکم) خدا نے
 اُس میں اتارے ہیں اسی کے مطابق حکم دیا کہ اس
 جو خدا کے اتارے ہوئے (حکموں) کے مطابق حکم نہ
 دے تو وہی لوگ نافرمان ہیں و اور اسی پر ہم نے
 مختاری طرف (بھی) کتاب برحق اناری کہ جو کتابیں اس
 کے (اُترنے کے وقت) پہلے سے (موجود) ہیں ان کی تصدیق
 کرتی ہے اور ان کی محافظی بھی ہے و

فلا تھلکوا فی شیانہ رسول ایک زمانہ کا مقدمہ تھا جو یہودیوں میں ہوا تھا اور محمد عربیؐ داروگ سے اور وہ اپنے حکم گساری میں علیہ
 حکم تورات ان کی رعایت کرنی چاہتے تھے اور ان آیتوں میں قصاص کا حکم ہے اور یہ حکام بھی عام ہیں قصاص ہر شخص پر بلا لحاظ اس کے کہ حرم کو قتل
 اور کس درجے کا ہے اُس کو سر دی جائے اور اسی طرح حکم گساری بھی عام تھا کہ یہودیوں عام حکام میں دنیاوی طبع کو دخل دینے سے ۱۲
 و ان آیتوں میں یہودیوں اور عیسائیوں کو اس باب پر طاقت کی گئی ہے کہ وہ یہودی اور عیسائی ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر اسی آسمانی
 کتاب تورات اور انجیل پر عمل نہیں کرتے حالانکہ ان کو چاہئے تھا کہ یہودیت اور عیسائیت کے درمیان میں کوئی آسمانی کتاب کے احکام کے پابند نہ بننے
 پس اُس کا دعویٰ ربانی دخل ہے بے دلیل اور ان کا عمل اس عرصے کی تصدیق نہیں کرتا ۱۳

و قرآن کو جو کسب ساتھ آسمانی کا معاملہ مایا تو اس کے یہ سننے ہیں کہ ان کتب میں کسی طرح

کی ترمیم کو جائز نہیں رکھتا اور اسی لیے قرآن میں اہل کتاب پر بحر ہے

ماتے میں مارا نہیں بھی کے ساتھ الزام

و یا گسب ہو

فَلَحَكُمُ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَا جَاءَ أَوْ كُنْشَاءَ اللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ لِيَبْجُلَكُمُ فِي مَا أَنشَأَ فَأَسْتَفْهِمُوا أَلْحِزْتُمْ إِلَى اللَّهِ فَرَحَكُمْ جَمِيعًا ۖ فَيَنْبَغِي لَكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۚ وَإِنْ لَحَكُمُ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَلَا حِزْمَهُمْ أَنْ يَفْتَرُوا لَكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ۚ أَلْحَكُمُ الْجَاهِلِيَّةَ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنْ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ (المائدة، پانچ)

تو جو کچھ خدا نے تم پر اتاری ہے تم بھی اسی کے مطابق ان لوگوں میں حکم دو اور جو حق بات تم کو (خدا سے) پہنچتی ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جس نے (وقتاً فوقتاً) تم میں سے ہر ایک (فریق) کے لیے ایک شریعت ٹھہرائی اور طریقہ (خاص) اور اگر العدہ جاتا تو تم سب کے ایک ہی (دین کی) اُمت کرتا لیکن (مختلف شریعتوں کے پیچھے سے) یہ مفسود (رہا) ہے کہ جو حکم تمہاری حالت کے مناسب وقتاً فوقتاً تم کو دینے میں آں (وقتاً فوقتاً) تم کو آزمائے تو مسلمانو! تم راسخ قوت کی اسلامی شریعت کے مطابق نیک کاموں کی طرف تپ کر دیکھو تم سب کو العدہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو جن جن باتوں میں تم لوگ (دنیا میں) اختلاف کرتے ہو وہ تم کو (سب کے حال) بتائے گا غرض کہ غیبی تو تم کو اپنی شریعت پر قائم رہو اور جو کتاب خدا نے تم پر اتاری ہے اسی کے مطابق ان لوگوں میں حکم دو اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور ان کے (دوا و گھلت) سے ڈرتے رہو کہ جو کتاب خدا نے تمہاری طرف اتاری ہے وہ خدا کا کسی حکم سے یہ لوگ تم کو بھٹکا دیں پھر اگر یہ لوگ تمہارا کہنا مانیں تو جاسے رہو نہ خدا ہی کو منظور ہو کہ ان کے بھٹکنا ہوں کی وجہ سے ان پر کوئی مُصِیبت لا نازل کرے اور بے شک بہت سے لوگ البتہ نافرمان ہیں کیا اس وقت میں ماننا جاہلیت کا حکم چلتے ہیں فلا اور جو لوگ یقین کرنے والے ہیں ان کے لیے العدہ بہتر

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْضَلَ عِبَادِ

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز بجا طر قدر وزن ہے

فل اسلام سے پہلے کا وقت مشرکین جو کہ بے زائد جاہلیت کھانا کچھ کہہ سکتے پہلی کتاب جابل عرب پر نازل ہوئی وہی قرآن جو اداس کے نزول سے پہلے تورات کو عری سمجھی کہ خدا تعالیٰ میں کیا چہرے اور دکھایا جاتا تھا اور ان آیتوں میں یہود و نصاریٰ کو عرف اس بات پر علامت کی گئی ہے کہ وہ لوگوں میں عدل کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہیں کیا کرتے تھے اور عدل کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرنا میں عدل انصاف ہے تو کیا ایسی ساری بوجھاؤں و انصاف نہ کرے یہ عرونی نہی و عرونی جو ہم نے ان آیتوں کو عدل و انصاف کے حوالہ میں پیش کیا ۱۲

حقوبی عیالہ عدل وانصاف

<p>تمام بندگان خدا میں بزرگترین بندہ منصف نرم دل امام (امامت مراد ہے عالم) ہے اور قیامت کے دن بلحاظ قدر و منزلت تمام لوگوں میں بزرگترین شخص عالم اور بنی امام ہو ابن عمرؓ روایت ہے کہ نبی ﷺ علیہ السلام وسلم نے فرمایا بادشاہ زمین میں سایہ خدا ہے بندگان خدا میں سے ہر مظلوم پر اس کی طرف پناہ لیتا ہے تو جب ہ انصاف کرتا ہے اُسے انصاف کرنے کا ثواب ملتا اور رعیت پر اس کی شکرگزاری واجب ہوتی ہے اور جب ظلم و نا انصافی کرتا ہے تو نا انصافی کے گناہ کا پوچھ اُس پر ہوتا اور رعیت کو نصیب کرنا یڑتا ہے۔</p>	<p>اللَّهُ مَنِيْلَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمَّا عَادِلٌ رَفِيقٌ وَإِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنِيْلَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمَّا جَائِرٌ مُّخْرَقٌ (بہی)</p>
<p>حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف روئے سخن کر کے کہا یا کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے روز جو لوگ سایہ خدا کی طرف سقت کریں گے وہ کون ہوں گے صحابہ نے عرض کیا کہ خدا اور اُس کا رسول جانتے ہیں فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جب اُن کو اُن کا حق دیا جاتا ہے تو بے چہن و غیر تسلیم کریں گے ہیں اور غی تو بے اُن کا لیکن لوگ اُن سے مانگتے ہیں تو بے دریغ خرچ کرتے ہیں اور لوگوں کے لیے دشمنی ہی حکم کرتے ہیں جیسا اپنے نفسوں کے لیے یعنی جو کچھ لینے کے لیے چاہتے ہیں وہی دینا لیے چاہتے ہیں اور یہی ہیں ایچہ برحق و پسندی بروگرتے ہیں (کے)۔</p>	<p>عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ السُّلْطَانَ ظِلُّ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ يَأْوِي إِلَيْهِ كُلُّ مَظْلُومٍ مِّنْ عِبَادِهِ فَإِذَا عَادِلٌ كَانَ لَهُ الْأَجْرُ وَعَلَى الرَّعِيَّةِ الشُّكْرُ وَإِذَا جَارٍ كَانَ عَلَيْهِ الْإِصْرُ وَعَلَى الرَّعِيَّةِ الصَّبْرُ (ترمذی)</p>
<p>عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّذَرُونَ هَٰذَا السَّابِقُونَ إِلَى ظِلِّ اللَّهِ عَنَّا وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ الَّذِينَ إِذَا آعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوهُ وَإِذَا سُئِلُوهُ بَدَلُوهُ وَحَكَمُوا لِلنَّاسِ حُكْمَهُمْ لَا أَنْفُسَهُمْ (ابن ماجہ)</p>	<p>عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّذَرُونَ هَٰذَا السَّابِقُونَ إِلَى ظِلِّ اللَّهِ عَنَّا وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ الَّذِينَ إِذَا آعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوهُ وَإِذَا سُئِلُوهُ بَدَلُوهُ وَحَكَمُوا لِلنَّاسِ حُكْمَهُمْ لَا أَنْفُسَهُمْ (ابن ماجہ)</p>

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ
النَّاسِ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوْفَرُهُمْ
مِنْهُ جُلُوسًا إِمَامٌ عَادِلٌ فَلَا تَأْكُلُ
أَبْصَارُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ
أَسَدُهُمْ عَدْلًا بَاوِي فِي سِرِّهِمْ وَأَبْعَدُهُمْ
مِنْهُ جُلُوسًا إِمَامٌ جَائِرٌ - (ترمذی)

ابو سعید کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز خدا کے نزدیک سب لوگوں میں محبوب ترین اور بلحاظ مجلس خدا سے زیادہ قریب نصف بادشاہ ہوگا اور خدا کے نزدیک قیامت کے روز سب سے زیادہ دشمن اور عذاب میں سب سے زیادہ سخت اور ایک روایت میں آیا ہے کہ باعث مبارک مجلس خدا سے بہت دور غلام امام زمین کا حاکم ہوگا

اجتناب عن الامارة

(مشہد حکومت سے الگ رہنا)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَكُونُونَ
عَلَى الْأَمَارَةِ وَتَكُونُونَ نَكَامَةً
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمَرْضِعَةُ وَنَكْسِيرُ
الْفَاطِطَةِ - (بخاری)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غمگین تم لوگ امارت و حکومت کی حرص کرو گے اور وہ قیامت کے روز ندامت و شیمانی کا سبب ہوگی فلا تو اچھی ہے دودھ پلانے والی اور بُری ہے دودھ چھڑانے والی فلا

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

ابو ذر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

فلا رحلت أس شخص کی ہے جو حالت حکومت میں عدل انصاف نہ کرے ورنہ حکومت اصل میں کوئی شری چیز نہیں بلکہ شرف و برگی کی موجب ہے جیسا کہ اس سے پہلے عنوان "عدل انصاف" میں حدیث ابن عمر سے ثابت ہوا ۱۲

فلا یعنی حکومت اشدالک لحاظ سے اچھی ہے اور بحکم کے اعتبار سے بُری۔ پیغمبر صاحب نے حکومت کو اسنادی لذت تلاوت میں مست بہی ہے مرضع یعنی دودھ پلانے والی کے ساتھ اور بحکم کار کی ثرو سے المومنی میں مست بہی ہے دودھ چھڑانے والی کے ساتھ۔ سلاطین سے کج طرح ابتدا میں نہ کج خلق میں دودھ پلانے والی اچھی اور دودھ چھڑانے والی بُری ہے اسی طرح ابتدا حکومت کی لذت آدمی کو کھلی لگتی ہے مگر انجام کے اعتبار سے بُری ہے ۱۳

أَلَا سَمِعْتُمْ قَالِ قَضَرَبَ يَدَهُ
عَلَى مَنْكِبِي ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ
ضَعِيفٌ إِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا لَكُمْ
الْقِيَمَةُ خَرَجْتُ وَنَدَامَةٌ إِلَّا مَنْ
أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى لَدُنِّي عَلَيْهَا
فِيهَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ لَهُ يَا أَبَا ذَرٍّ
لِي أَرَاكَ ضَعِيفًا وَلِي أَحَبُّ لَكَ
مَأْجِبٌ لِنَفْسِي لَا نَأْمُرُكَ عَلَى اثْنَيْنِ
وَلَا تَوَلِّينَ مَالَ يَتِيمٍ (مسلم)

آپ مجھے کہیں کا عامل کیوں نہیں بناتے
پنیر صاحب نے میرے مونڈے پر ہاتھ
مار کر فرمایا کہ ابو ذر! تو ناتوان اور کمزور ہے
اور حکومت امانت ہے اور قیامت کے
روز رسوائی و ندامت مگر اُس کے لیے نہیں
جو اُسے اُس کے حق کے ساتھ حاصل کرتا
اور اُس حق کو ادا کرتا ہے جو حکومت کی حالت
میں اُس کے ذمے واجب ہوتا ہے ایک
روایت میں یوں آیا ہے کہ پنیر صاحب نے
ابو ذر سے فرمایا کہ ابو ذر! میں تجھے دل کا کمزور
دیکھتا اور تیرے لیے وہی چیز پسند کرتا ہوں
جو لینے پر پسند کرتا ہوں تو دو شخصوں پر تیرے حق
اور تیرے مال کا سر پرستہ والی نہ ہو۔

جب حاکم ٹھیک فیصلہ نہ کرے تو اُس کا حکم کر دو

عَنْ سَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ
إِلَى بَنِي جَدَلِمَةَ فَدَعَاهُمْ إِلَى
الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا
فَجَعَلُوا يَقُولُونَ صَبَأْنَا وَجَعَلَ
خَالِدٌ قَتَلًا وَاسْرًا قَالَ
فَدَفَعْنَا إِلَى كُلِّ رَجُلٍ أَسِيرَةً

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو قبیلہ
بنی جدلیم کی طرف روانہ کیا انھوں نے
انھیں اسلام کی طرف بلایا پھر ان لوگوں
سے اسناد لگتے نہ بن پڑا جس کے معنی
ہیں کہ ہم اسلام لے آئے اس لیے مسلمان
ہم جس کے معنی ہیں کہ ہم پھر گئے ان کا مطلب
تھا کہ دین آبائی سے پھر گئے گئے کہنے اور خالد
لگے اُن کو قتل و قید کرنے۔ راوی کا بیان
ہے کہ پھر خالد نے ہر شخص کو اس کی قیدی دیا

حَتَّىٰ إِذَا أَصْبَحَ يَوْمًا أَمْرُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ
أَنْ يَقْتُلَ كُلَّ رَجُلٍ مِمَّنْ أَسِيرُهُ فَقَالَ
ابْنُ عُمَرَ فَلَمْ يَأْمُرْهُ اللَّهُ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا
يَقْتُلُ أَحَدٌ مِّنْ أَحِبَّائِي أَسِيرَهُ قَالَ
فَقَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرْنَا لَهُ صَنِيعَ خَالِدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ
مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ وَفِي حَدِيثٍ يَشِيرُ فَقَالَ
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ
فَقَسَّ تَبَنُّ + (نسائي)

تھے کہ جب یہ دن گزر کر دوسری صبح ہوئی
تو خالد نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل
کر ڈالے حضرت ابن عمر نے فرمایا والدین
اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ صرف
میں بلکہ میرے بیٹوں میں سے بھی کوئی اپنے
قیدی کو قتل نہیں کر سکتا راوی کہتا ہے کہ پھر
ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ابن
عمر نے خالد کی اس کارروائی کا ذکر کیا جناب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اپنے دونوں
دست مبارک آسمان کی طرف اٹھائے کہ خداوند
میں خالد کی کڑوت سے بری ہوں اور حدیث
بشر میں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب سنے دو دفعہ
فرمایا کہ خداوند اپنے خالد کی کڑوت سے سزاوار

ہوں۔

امام ابو حنیفہ کی ایک حکایت مناسب مقام ہے کہ اُن کے حلقہ درس میں بہت لوگ جمع ہوتے تھے اور اُن کا اونچا وقت
کے خلیفہ یعنی بادشاہ سے جڑ کر کیا جاتا تھا۔ خلیفہ یہ دیکھ کر امام صاحب سے حسد کرنے لگا۔ اُس کو اس کے سولے
اور کچھ نہ سوجھا کہ امام صاحب پر قاضی القضاۃ کی خدمت عرض کی۔ اُن وقتوں کا قاضی القضاۃ بمنزلہ مدارالمہام یا
وزیر اعظم کے ہوتا تھا۔ امام صاحب نے بلحاظ ذمہ داری قبول خدمت سے انکار کیا۔ خلیفہ نے نافرمانی پر
محمول کر کے امام صاحب کو قید کیا۔ اور انکار پر اصرار کرنے کی سزا میں تازیانے مارے۔ امام صاحب مارے کے صدمے
سے بیمار پڑے اور اسی علالت میں انتقال فرمایا اِنَّكَ وَآلَاكَ رَاجِعُونَ
چگونہ شکر اس نعمت گزارام کہ زور مردم آزاری ندارم

خیر خواہی

پیارے بیٹے مقل کہتے ہیں کہ میں نے
جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
سنا کہ جو شخص مسلمان رعیت کا حاکم اور
فرماں روا ہو اور یہ رعیت میں سے کسی

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ
رَجُلٍ تَلَّى رَعِيَّةً مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَمُوتُ

<p>کہ بحیثیت کا، خواہ تھا تو خدا نے تمہارے لئے اس پرستش کو حرام کر دیا ہے۔</p>	<p>وَهُوَ خَيْرٌ لَهُمْ إِلَّا حَقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ * (صحیحین)</p>
<p>عمر و کے بیٹے عائد کتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے سنا کہ پترین امراء وہ ہیں جو بحیثیت ظالم ہیں اور رحم و مہربانی سے پیش نہ آئیں۔</p>	<p>عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ الْخَطِيئَةُ * (مسلم)</p>
<p>آئم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداوند اچھ شخص میری امت کے کسی کام کا والی و حاکم مقرر کیا جائے اور وہ اپنی حاکم انھیں یعنی میری امت کے لوگوں کی مشقت میں ڈالے تو تو اسے مشقت میں ڈال اور میری امت کے کسی کام کا حاکم قرار دیا جائے اور وہ ان کے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش آئے تو تو اس پر نرمی و مہربانی فرما۔</p>	<p>عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ مَنْ قَرَّبَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ مَنْ قَرَّبَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا فَزَفَّقْ بِهِمْ فَأَرْفَقْ بِهِ (مسلم)</p>
<p>عمر و بن قمرہ سے روایت ہے کہ انھوں نے معاویہ سے کہا کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس شخص کو خدا مسلمانوں کے کسی کام کا والی و سرپرست مقرر فرمائے اور وہ ان کی حاجت اور فقر اور شدت کی پروا نہ کر کے اپنا روازہ بند کیے ہے رہیں حاجت مند اور صاحب ضرورت کو (۱۲)</p>	<p>عَنْ عُمَرَ بْنِ قُرَّةٍ أَنَّهُ قَالَ لِمَعَاوِيَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ وَلاَهُ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَاجْتَبِ دُونَهُ حَاجَتَهُمْ</p>
<p>معہ صلہ کے کسی میں نظر کر کے والا کو حکم سے لیا گیا ہے اور حکم کتے ہیں کسی چکر کو تو کر کے اور اگر کو جو شخص انھوں کے چلنے اور پانی ہانسنے اور سہانے میں ان پر دیتی کرنا ہی عیب اسے حکم کہتے ہیں حال میں جو حکم ہو گیا خدا و اکبر مستدرج نہ کہ چکر معلما میں حاکم کی سمیت دیکھ کر کسی کے منہ میں جس سے ہم حکم کا ترجمہ بحیثیت ظالم کرنے والا لیا گیا ۱۲</p>	

<p>خدا اُس کی حاجت اور فقر اور شدت سے اپنا دروازہ نہ کھلے گا اس پر معاویہ نے ایک شخص کو لوگوں کی حاجتوں کے پیش کرنے پر مقرر کر دیا۔</p>	<p>وَجَلَبَتْ لَهُمْ وَفَقَّرَهُمْ لِيُجْتَبَا لَلَّهِ دُونَ حَاجَتِهِمْ خَلِيفَةُ فَقْرِهِ فَعَجَّلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلَى حَوَائِجِ النَّاسِ (ترمذی ابو داؤد)</p>
<p>عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کا قاعدہ تھا جب اپنے صوبوں کو کہیں بھیجتے تو اُن سے شرط کر لیتے کہ تم کی گھوڑے پر سوار نہ ہونا جس کے کی روٹی نہ کھانا یا ایک اور نفیس کپڑے نہ پہننا اپنے دروازے لوگوں کی حاجتوں کے پیش ہونے سے بند نہ کرنا اور اگر تم نے ان باتوں میں سے ایک بات بھی کی تو تم پر سزا سے الہی اُتر آئے گی</p>	<p>عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا بَعَثَ عَمَلًا لَهُ لَمْ يَطْرُقْ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَرْكَبُوا بِرُؤُوسِهِمْ وَلَا تَأْكُلُوا نَقِيًّا وَلَا تَلْبَسُوا رَفِيفًا وَلَا تَعْلَقُوا أَبْوَابَكُمْ دُونَ حَوَائِجِ النَّاسِ فَإِنْ فَعَلْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَقَدْ حَلَّتْ بِكُمْ الْعُقُوبَةُ (مشکوٰۃ)</p>
<p>ابو بردہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دادا ابو موسیٰ اور حاد کو بن کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا کہ تم دونوں لوگوں کی آسانی کرنا اور انھیں تسکین میں نہ ڈالنا۔ اور خوش خبری سنانا نفرت نہ دلانا اور باہم ایک دوسرے کی اطاعت کرنا۔ تفرقہ اور بغاوت نہ ڈالنا۔</p>	<p>عَنْ أَبِي بَرْدَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهَ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذَ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَبْنَؤُا وَلَا تَعْسِرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تَنْظُرُوا وَطَافُوا وَلَا تَحْتَفِلُوا (صحیحین)</p>
<p>من المستحکم ہم لوگوں نے تو حقوق و فرائض کا تحویل نہ کیا ہے اور اس کے دو سبب ہیں اول یہ کہ خدا انھیں مست خدا کے تو نہ کر نہیں اور نہ کر ہی نہیں سکتے۔ تیسری عقل دل میں انصاف رکھتے ہیں۔ گھر والی شان اُس کی عظمت اُس کے جمال کا صحیح اندازہ ذہن میں نہیں۔ اگر ہو تو جمال ہے کہ اُس کے حکم سے سربانی یا اس کے فرمان کی کجیاوری میں غفلت یا سوال کریں یا لایا انسان ما تفرقوا بربک الکرم الذی خلقک مسموئک فقد لکت فی حق صورہ فمات الشاکر لربک ملک ذیل لکذبت بالذین ذلک ان علیکم لخطیئین کر اما کان ابنی کتھون ماتفعلون دوسرے اسے آدم زاد جو کس چیز سے ہے پروردگار کریم کی جناب میں گستاخ کر دیا ہے جس سے تم کو بنایا اور بنایا بھی تو بہت اہم بنا یا اور تیرے چور بند مناسب تھے جہاں جس قلع سے گانا تیرا یعنی تیرے اعضاء کا) جو نہ ملا و ملا کر یہ ہے کہ تم ہی آدم بنو ہو کر</p>	

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام
على سيدنا محمد
الطاهر الطيب
الطاهر الطيب
الطاهر الطيب

(مستحکم)

یکہ اپنی غلط فہمی سے حقوق العباد اور حقوق العباد کو ایک دوسرے سے ممتاز اور جو اب سمجھ رکھا ہے حقوق العباد کا تو خیر کچھ یوں ہی سادہ سمجھ رکھتے بھی ہیں۔ حقوق العباد کی مُطلق پروا نہیں کرتے۔ حقوق العباد کا تو خیر کچھ یوں ہی سادہ سمجھ رکھتے بھی ہیں کہ گندے دارناڑ پر چڑھ لی۔ پانچ وقتوں میں چار نہیں تو تین ناغہ

جی عبادت سے چڑھنا اور جنت کی طلب
کام چور اس کام پر کس موت سے اُترے کی طلب

اور پڑھی تو اس عبادت کی نہ جو بد قرأت نہ تعدیل ارکان نہ حضور قلب۔ موت سے بڑھاتے ہیں اور سمجھتے خاک نہیں۔ ہر حرکت میں دو سجدے فرض۔ ان کی نماز میں سجدہ سہو ملا کرتین آپ کہیں دل کہیں۔ ایسی نماز اُٹھک بیٹھک اور قواعد کے دلیل کے نام کی زیادہ متقی ہے نہ نماز کے نام پاک کی وہ تو نیت سے کہ نماز کی طرح نماز ہر روز سر اٹھا کر نہیں ہوتا۔ اس پر بھی گریہوں میں افطار صوم کا عذر ظاہر ہے۔ خلعے روزوں کا حکم دیا ہے۔ نہ خود کشی کا۔ جاڑا ہون بھی چھوٹے ہوں۔ افطار کی اور سحری کا بھی مزا اُٹے تو روزے رکھ جائیں۔ زکوٰۃ کی جیسی متقی پلید سے کئے کے قابل نہیں۔ اقل تو اکثر مسلمان مفلس اور بے مقدور ہو گئے ہیں کمائیاں کم خرچ زیادہ براحوال ان کس ہباید گریست

کہ خلش بود نوزدہ خج بیست

جو ہا مقدور ہیں و قلیل مآھض ان میں اکثر وہ ہیں جو بے ہنر ہیں آپ لوگ ان کی کر نہیں سکتے۔ پس خوردہ بزرگیاں پر گل چھڑے اڑا ہے ہیں تو یہ بقدر نصاب بچا نہیں سکتے۔ بلکہ لٹے قرضدار رہتے ہیں۔ مفلسوں اور مسروں کو حساب سے خارج کرو تو پچیس کروڑ مسلمانوں میں سے جتنے بھی تھکے خیال میں آئیں۔ ان میں آدھے تہائی وہ ہیں جو ہرے سے زکوٰۃ ہی نہیں دیتے۔ پھر جو دیتے ہیں ان کے آدھے تہائی وہ ہوں گے جو پوری نہیں دیتے بھر شاؤ و ناور جو پوری دیتے ہیں ان میں دو تہائی وہ ہوں گے جو ایسوں کو دیتے ہیں جن کو نہ میسنی جائز نہ دینی روا۔ اب ٹھیک طور پر زکوٰۃ دینے والے نہ ہی کہتے گئے وہ مثل ہے کہ اُونٹ کے مُونہ میں زبردستی سے قوم کا کیا بھلا ہوا اور قوم بھی مفلس مسلمانوں کی قوم۔ حقوق الدین سے روزے ہوئے زکوٰۃ ہوئی رہ گیا جج تو ہمارے ملک سے دو قسم کے لوگ جج کو جاتے ہیں ایک وہ کہ السع و مبدل الظفر جج کے نہانے کچھ کلاتے ہیں۔ بے مقدوری کی وجہ سے جج کو اپنے اُپر فرض نہیں۔ لاشعری گندے پر دھری اور جج کو کل کھٹے ہوئے مانگے کھائے بھئی پونچھ دیا کی گانڈھے کے پورے عقل کے اوصاف سے موٹے مالدار کے ساتھ جیسے اُسی نے جہاد کا کرایہ بھرا۔ جاتیوں اور آیتوں کو کجالت

دقیقہ صفت سابقہ حالانکہ ہم پر ہمارے چکر لڑتینا ت ہیں بیٹی کرانا کا تین فرشتے اول

اول کرانا کا تبیین کے اصلی معنی ہیں گرامی قدر رکھنے والے کہ دو فرشتے آدمی کے اعمال نیک و بد کے کھنے کے لیے اس پر تعینات ہیں کرانا کا تین تھی تو ان فرشتوں کی صفت مگر اب ان کا نام ٹر گیا ہے۔ اور اسی سبب سے ہم نے

ٹھیکہ ادا ہے ہاں پاس کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ اوپر کے بیان سے یہ ثوابیت ہو کہ شریعت کا مقصود عملی حقوق العباد
ہیں آپ لوگوں سے جو غلطی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص نماز روزے زکوٰۃ اور حج چار عبادتوں کو ارکان اسلام
سمجھتا ہے۔ جن کو وہ ارکان اسلام سمجھتا ہے ان ہی کو ہم نے حقوق العباد کہا ہے لغفلوں کا فرق ہے
مغرور و احد۔ اچھا پھر زکوٰۃ بھی حقوق اللہ میں سے ایک حق ہے اور جتنے حقوق العباد ہیں سب خدا کے
ٹھیکہ ادا ہونے ہیں سب کچھ کیا کہ زکوٰۃ رکن اسلام سمجھی جائے۔ اور باقی تمام حقوق العباد و غل و فخر
کے کرے طاق بنیاں پر رکھ دیئے جائیں۔ مال کی تدوین و قیمت تو خدا کی نظر میں یہ کچھ ہے کہ اسی کے
حق میں فرمایا ہے وَلَوْلَا اَنْ يَكُونَ النَّاسُ اُمَّةً وَاحِدَةً لَفَنَّا الْمَلَائِكَةَ خِزْفًا مِّمَّنْهُمْ يَاجِبُونَ
لِيُبَيِّنَ لَهُمْ اَيْمَانَهُمْ فِيْهِمْ وَوَعَارِهِمْ عَلَيْهِمْ يُنْفِرُوْنَ وَيَبْعُوْهُم آثَوًا وَمِنْ عَمَلِكُمْ بِالنَّاصِرِينَ
وَكَذٰلِكَ اِن كُلَّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتْلُوًّا عَلَيْنَا وَالْاَنْفِ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُعْتَقِلِ لِيْنِ اَوْمَى حُبّ مال پر مجبور نہ
ہے وَتَأْكُلُوْنَ الذَّرَاتِ كَالْحَبِّ اَكْلًا لِّمَا وَعَدُوهُنَّ الْمَالَ حَسْبًا جَمًّا۔ آدمی کی جبلتی مال کی محبت
کا نتیجہ ہے کہ زکوٰۃ کو جو مال سے تعلق ہے تمام حق العباد پر ترجیح باضریح ہے کہ اس کو ارکان اسلام
میں داخل کر دیا۔ ایک اسی طرح کا استدراج کے واسطے میں بھی ہے کہ لوگ حج کر لینے سے لفظ حاجی کو
جزو نام قرار دے بیٹھے ہیں۔ اگر حج کرنے والا حاجی کہا جا تا ہے تو نماز پڑھنے والا نمازی کیوں نہ کہا
جاوے یہ سچ ہے کہ قرآن میں نماز کا حکم بہت جگہ ہے اور جہاں نماز کا حکم ہے وہاں نماز کے ساتھ زکوٰۃ

ملہ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقے کے ہو جائیں گے تو ساز و سامان دنیا ہمارے ہاں اس قدر حیرتوں پر کہ جو لوگ منکر و خدا سے (جن میں اُن کے لیے اُن کے گھروں کی چھتیں، ہم چاندی کی کرلیئے، تختوں کے علاوہ چاندی کے) بیٹے کہ اُن پر چڑھنے (اُٹھنے) اور چاندی ہی کے اُن کے گھروں کے دروازے (کر بیٹے) اور چاندی ہی کے تخت کہ اُن پر (مرنے سے) نیچے لگا لگا کر بیٹھتے اور چاندی ہی نہیں بلکہ سونے کے (بھی) اور (پھر بھی) یہ تمام (ساز و سامان) اس (دنیا کا) زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہیں اور (اپنے بھلاؤ) آخرت میں سے ہر روزگار کے ہاں یہ ہر کاروں (ہی) کے لیے ہر حال اس آیت میں دنیاوی ساز و سامان کی سب سے قیمتی اس طرح پر ظاہر کی گئی ہے کہ خدا چاہتا تو کافروں کو یہی اپنے دشمنوں کو چاندی اور سونے میں مڑھ دیتا اور چاندی سونے کو اُن کا اُڑھنا چھو نہا بنا دیتا مگر صرف اس مصلحت سے کہ کہیں لوگ دنیا کی فراخ بال کو موجبِ رضائندی خدا نہ سمجھیں یہیں ایسا نہیں کیا ورنہ خدا کی نظر میں ساز و سامان دنیا کی کچھ بھی وقعت نہیں اس کی قوت کچھ ہے تو اُن احمقوں کی نظروں میں سب سے خدا کو نہیں ملنے اور نہ عاقبت سے غافل ہیں ۴۱۶

۱۷ اور لوگوں کو ہم مال کے ایسے حلیوں ہو کہ، مردوں تک کا ترک سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو (اور تم کو عبرت نہیں پہنچتی) اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو ۱۷

در حقیقت کوڑھ میں کھاج ہے اور طالع حکومت بکھڑا حقیقت بطریقہ اس خیال کے بزرگ ایک امام ابوحنیفہ ہو گئے کہ ان کے وقت میں فقہ کے دور دورے تھے لاکھوں آدمی ان کے متبعہ غلیفہ ان کی بدھوی حکومت یہ خد کرنے لگا۔ اور تو کچھ نہ کر سکا ان کو قاضی القضاۃ بنا کر اپنے قابو میں رکھنا چاہا۔ انھوں نے حقیقی العباد کے لحاظ سے تھیل "بین العالمین کیا الکا۔ غلیفہ نے سمجھا عدول حکم قید کر دیا تازیانے کی سنہ اری : ان کا لینا کے متعلق نہ ہو سکے۔ بیمار ہوئے مرنے لگے۔ مگر حقوق احباب کو بوجھ نہ اٹھانا تھا۔ اس حکومت نے تعلق سے دو بڑی سخت ذمہ داریاں حاکم پر عائد ہوتی ہیں۔ رعایا کی خبر گیری اور انصاف۔ حاکم کا فرض ہے کہ ہر وقت دور و نزدیک ضعیف و قوی ہر فرد رعایا کے جزو کل حالات سے باخبر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی منصف ہم اس تک نہ لاسکے اور اپنی حکمت کیلئے سوس کر رہ جائے

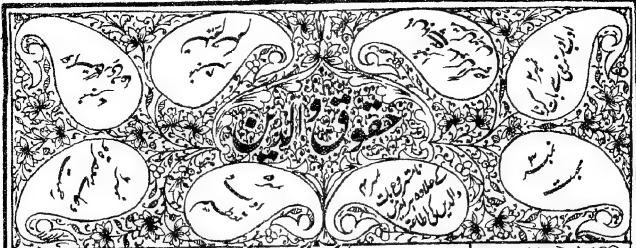
آتش سوزاں نہ کند باسپن آجہ کند و دودل در و من

پھر اس درجے کی باخبری سے بھی بڑھ کر انصاف کہ فصل خصومات میں فریقین کی وجاہت و کلاہ کی چوب زبانی گواہوں کی غلط بیانی۔ علوں کی رشوت ستانی۔ دوست یا احباب کی سفارش تھری یا بانی۔ اپنی اغراض نفسانی کسی بات سے متاثر نہ ہو۔ تاریخ میں اس طرح کی مثالیں ملتی ہیں۔ کہ جن لوگوں نے ان مشکلات کو دل میں جگہ دی انھوں نے سلطنت پر لات ماری۔ اور تمام ترک و احتشام چھوڑ کر فقر میں زندگی گزاری مگر آپ تو حال یہ ہے کہ اسکول اور کالج کا ایک ایک لونڈا چاہے وہ بڑھ بھوسے اور کچھ بے ہی کا کیوں نہ ہو سر کی ہنڈیا میں حکومت کا خیالی پلا و پکاتا رہتا ہے وجہ کیا کہ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ جَعَلْنَا آلَکَ یَرِیدُونَ عَلَی الدُّرُوسِ وَلَا فساداً سے اس کے کان ہی آشنا نہیں۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سلمان دنیاوی عروج میں اپنا حصہ لینے کی کوشش نہ کریں۔ کریں اور ضرور کریں اور قومی اعزاز کے خیال سے کریں تو ہم خراب و ہم ثواب مگر حقوق رعایا اور حکومت کے فرائض سے اپنی بھی بے پروائی نہ کریں یعنی کہ آج کل کے نااہل حکام کہتے ہیں

مانسٹرے راج اپنی بخت سیدار * عاقلان تسلیم کر دے مذمت سیدار *

اسے یہ ایک شل ہے جو اپنے پاؤں میں آپ گھما دی مائے کی حکم بولی جاتی ہے اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک شخص بحری فوج کرنے کی غرض سے کھڑا ہوا لگا اس کے پاس ٹھہری ذخیرہ جس سے بحری فوج کرنا نہ تھی۔ سہراں بٹھا تھا کہ اس سے عادت کے مطابق زمین کو گھڑے کھودا مشہور کھانا تھا وہاں سے ٹھہری نکل آئی اور اس شخص نے اس شخص سے مکاری کو فوج کر ڈالا

اس کے یہ سنتے ہیں کہ محترم امام نے نہال فرمایا کہ فریقین مقدمہ ہمارے خود اپنے مقدمے کی روٹاوست واقف ہوتے ہیں اور قاضی کو اس سے کچھ واقفیت نہیں ہوتی ہے اسے "نیکی نعمتیں تو ہر کس ناکس کو مل جاتی ہیں مگر یہ آخرت کا گھر ہے جس کی منتیں ہر کس نے ان لوگوں کے لیے رکھا ہے جو دنیا میں کسی طرح کی شے نہیں کرنی چاہتے اور نہ صابا کے خواہاں ہیں"



ماں باپ سے سلوک اگرچہ مشرک ہو

اور (اسی بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے (لکھ) بنی اسرائیل یعنی تمہارے بڑوں (سچا) قول پاکہ صادر کیا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہنا اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ (بھی) اور لوگوں سے اچھی طرح (دینی کے ساتھ) بات کرنا اور غارتگری سے (دھوکہ دیتے رہنا۔ پھر تم میں سے (یعنی تمہارے بڑوں) سے تھوڑے آدمیوں کو (سوا باقی (رب) پھر بیٹھے اور تم نے بھی ان ہی کی طرح) روگردانی کرنے والے ہو۔

وَلَا تَحْذَرُوا الْوَيْثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ
لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ
إِحْسَانًا وَأَوْذَىٰ لِقُرْبَىٰ وَآلِيسَ
الْمُسْكِينُ وَفَوُؤُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا
أَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
تَوَلَّوْا إِلَهُ قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ

سلوک کے عنوان میں ہم نے صرف دو آیتیں لی ہیں۔ اگرچہ اس بارے میں آدھ بی آیتیں ہیں مگر اختصاراً ہم نے ان ہی پر زور کیا۔ اس وقت جو آیتیں ہمارے زیر نظر ہیں ساتھ کے ساتھ انھیں بھی لکھ چلتے ہیں تاکہ پڑھنے والا سب کو ملا کر ایک ساتھ پڑھ سکے۔

- (۱) وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ (سارے ۶)
- (۲) فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسْتَعِينُونَ وَلَا تَحْذَرُوا الْوَيْثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ (سارے ۱۴)
- (۳) وَمَنْ يَعْصِ أَمْرًا مِّنْهُ فَإِنَّهُ يَمُوتْ وَلَا تَحْذَرُوا الْوَيْثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ (۳)
- (۴) وَوَصِييَاكَ إِبْرَاهِيمَ إِسْحَاقَ وَيَاكُوفَ وَآلِيسَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَسْكِينُ وَفَوُؤُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (۱)
- (۵) وَوَصِييَاكَ إِبْرَاهِيمَ إِسْحَاقَ وَيَاكُوفَ وَآلِيسَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَسْكِينُ وَفَوُؤُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (۱)
- (۶) وَوَصِييَاكَ إِبْرَاهِيمَ إِسْحَاقَ وَيَاكُوفَ وَآلِيسَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَسْكِينُ وَفَوُؤُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (۱)
- (۷) وَوَصِييَاكَ إِبْرَاهِيمَ إِسْحَاقَ وَيَاكُوفَ وَآلِيسَ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَسْكِينُ وَفَوُؤُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (۱)

فل دوسرے سنی مفسرین نے یہ بھی لکھ ہیں کہ لوگوں کو نبی کی تعلیم کرنا

<p>عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى أَبِي وَهُوَ مُشْرِكٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي قَدِمْتُ عَلَى وَهُوَ رَاغِبٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صَلِّ عَلَيْهَا (صحیحین)</p>	<p>اس باربنت ابی بکر کہتی ہیں کہ جن مانے میں بنیرہ صاحب اور قریش کا عہد تھا (یعنی حدیث کے موقع پر صلہ ہو چکی تھی) میری ماں میرے پاس آئی اور وہ مشرک تھی میں نے بنیرہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور اس کو ابھی تک اسلام کی طرف رغبت نہیں تو کیا میں اس کے ساتھ صلہ کروں؟</p>
<p>عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ الْأَكْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ قَالَ الصَّلَاةُ لَوْ قَرَأْتُ ثُمَّ أَيْ قَالَ بَرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيْ قَالَ لِمَهَادٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (صحیحین)</p>	<p>حضرت ابن مسعود کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ خدا کو کون سا عمل بہت پسندیدہ ہو گا؟ وقت پر نماز پڑھنا میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل غرایا ماں باپ سے سلوک کرنا میں نے کہا پھر کون سا فرمایا راہِ خدا میں جہاد کرنا +</p>
<p>عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ بَنِي مَالٍ وَرَانَ وَالِدِي يُخْتَلِمُهُ إِلَى مَالِي قَالَ أَنْتَ وَمَالُكَ بَوَالِدَاكَ إِنَّ أَوْلَادَكَ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكَ كَوَلَاكَ مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكَ (ابن ماجہ)</p>	<p>عمر بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے اور میرا باپ میرے مال کا حاکم ہے جو فرمایا تو اور تیرا مال تو تیرے باپ کی ملک میں رہاں بعد حاضرین کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ تمہاری اولاد تمہاری پاک اور صلال بھائی ہو تو تم اپنی اولاد کی کمانی میں بے دخل نہ کھاؤ +</p>

۱۵۱ حدیث میں لفظ راغبہ واقع ہو رہی اور لفظ رعبہ کا استعمال دو طرح پر ہوتا ہے ایک لفظ حق کے ساتھ اور دوسرے کے ساتھ اور دونوں صورتوں میں رعبہ بھی ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں یہی مثلاً رعب فی الاسلام کے معنی میں ہے کہ اسلام کی طرف رغبت ہو اور وہ اسلام کو پسند کر لے گا اور اسلام کو اسلام کے معنی میں ہے کہ اس کو اسلام سے نفرت ہے اور وہ اسلام نہیں چاہتا لیکن حدیث میں توفی ہو اور توفی جو ہم نے عن کو متعجب نہ کیا ہو اس کے دو سبب ہیں ایک تو دوسری حدیث میں راغبہ کی تفسیر آج ہے اس کے معنی کا رہتے ہیں وہ سبب جن کے مقدمہ مانے سے حق والدین کی تاکید باقی رہتی ہے اور وہ سابق حدیث کے مناسبت ہے +

ادب اور نرمی سے بات کرنا

اور (ایسی تعبیر) تھامے پڑو گا رنے حکم فطری و کما سی کہ
 (لوگ) اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ
 ترین سلوک سے میں آنا (ایسی مخاطب) اگر والدین میں کا
 اکھیا دونوں تیرے سانس بڑھاپے کو پوچھیں تو ان کے
 اگے جھوٹے نہ کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے (کچھ)
 کہنا (منہ نہ ہونا) ادب کے ساتھ کہنا (سنتا) اور محبت غاساری
 کا پہلو ان کے آگے بھکائے رکھنا اور ان کے حق میں اڈ
 کرتے رہنا کہ ایسی پڑو گا جس طرح انھوں نے مجھے جھوٹے سے
 پالا اور بڑا کرنا حال پر رحم کرتے ہیں (اسی طرح تو بھی ان پر
 رحم کیجیو)

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَ
 بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِنَّ إِلَهًا لَّهُمْ عِنْدَ
 الرَّبِّكَ بَرِّ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ
 لَهُمَا آيُفٌ وَلَا تُسَهِّرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا
 قَوْلًا كَرِيمًا ۚ وَأَخْفِصْ لَهُمَا حِمْلَهُ
 الذَّلَّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا
 كَمَا رَحِمْتَ صَغِيرًا ۝ (اسی سہیل ۶ پارہ ۱۵)

محبت

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب
 پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا فرزند اپنے
 ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہو تو خدا
 اُس کے لیے ہر مرتبے کے دیکھنے کے عوض
 دس کے اعمال نیک میں ایک سچ مقبول کا ثواب
 لکھتا ہو صحابہ نے عرض کیا اگرچہ میں سو مرتبے
 دیکھ کر فرمایا ہوں خدا (تمہارے) اس نجان سے کہ
 ہر نظر کے عوض ایک سچ مقبول کا ثواب نہیں
 لکھا جاتا) بڑا گتر اور پائتر ہے +

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ
 بَارٍ يَنْظُرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ
 إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً
 مَبْرُورَةً قَالُوا أَوْ لَنْ تَنْظُرَ كُلَّ يَوْمٍ
 مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ وَاللَّهِ أَكْبَرُ
 وَأَطْبَبُ + (مسند)

نامشروع بات کے علاوہ ہر امر میں والدین کی اطاعت

وَوَضَّيْنَا لِلنَّاسِ أَوَّلَ دِينِهِ
حُسْنًا وَلَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ
بِىَ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا
تُطِعْهُمَا إِلَىٰ مَرْجِعِكَ فَيُبَيِّنُ لَكَ
بِمَا كُنْتَ تَعْمَلُونَ ۝ (نساء ۲۴)

اگر ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر ماں باپ تیرے ورپے ہوں کہ تو کسی کو ہمارا شریک ٹھہرے جس کے لئے خدا ہونے کی تیرے پاس کوئی معقول دلیل ہی نہیں تو (اس بات میں) اُن کا کھانا نہ ماننا تم (سب) کو ہماری طرف لوٹ کر تاجی پھر جو کچھ بھی تم (لوگ دنیا میں کرتے رہے) اُس وقت اُن کی بُرائی (بھلا) تم کو بتا دیں گے۔

وَوَضَّيْنَا لِلنَّاسِ أَوَّلَ دِينِهِ
حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهَذَا عَلَىٰ وَهْنٍ وَ
فَصَلِّهُ فِي عَامَيْنِ أَنْ تُشْكِرَ لِي
وَلَوْ أَلَدْتَ لِي وَلًا لِّمُصِيرٍ ۝ وَ
إِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا
لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ
صَلِّ مَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَ
اتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ
إِلَىٰ مَرْجِعِكَ فَيُبَيِّنُ لَكَ بِمَا كُنْتَ
تَعْمَلُونَ ۝ (نساء ۲۴)

اگر ہم نے انسان کو اُس کے ماں باپ کے حق میں تاکید کی کہ ہر حال میں اُن کا ادب ملحوظ رکھے، کہ اس کی مائیت پر جھٹکے، اُن کا اُس کو پیٹ میں رکھا اور پیٹ میں رکھنے کے علاوہ کہیں (دوبیس میں) دعا کرے (اُس کا دعوہ چھوٹتا ہو) لڑی بخاند سے ہم نے انسان کو حکم دیا کہ ہوا (بھی) شکر گزار رہے اور اپنے والدین کا (بھی) (آخر کار) ہر گز ہی طرف (تم سب کو) لوٹ کر تاجی (اُس وقت جیسا کہ جانو) دیا پاؤ گے، اور (ای غافل) اگر تیرے ماں باپ تجھ کو اس بات پر مجبور کریں کہ تو ہمارے ساتھ کسی کو شریک خدا بنا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل ہی نہیں تو (اس میں) اُن کا کھانا نہ ماننا (مگر) ماں یاں اُن کی رفاقت کر اور اُن لوگوں کے طریق پر چل جو (ہر ایک بات میں) ہمارے طریق (اور ہمارا حکم) (لاستے ہیں) پھر (آخر کار) تم (سب) کو ہماری طرف لوٹ کر تاجی تو جیسے جیسے عمل تم لوگ کرتے رہے (اُس وقت)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ الرَّبُّ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
فَرِيَا كَرْدَا كِي رَضَا مَنَدِي

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مُطِيعًا لِلَّهِ فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابًا مَفْتُوحًا مِنَ الْجَنَّةِ فَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ أَصْبَحَ عَاصِيًا لِلَّهِ فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابًا مَقْفُوحًا مِنَ النَّارِ إِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَلَا ظِلْمَ لَهُ قَالَ وَإِنْ ظَلَمَهُ وَإِنْ ظَلَمَهُ

(سیدہقی)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص والدین کے حق اطاعت ادا کرنے میں خدا کا فرمان بڑا رہتا ہے اُس کے لیے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہوتا ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہو اور جو شخص والدین کے حق میں خدا کا نافرمان برادر رہتا ہے تو اُس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اگر ماں باپ میں سے ایک زندہ ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے ورنہ اُس شخص نے عرض کیا کہ اگرچہ ماں باپ اولاد پر تسلط کریں فرمایا اگرچہ ظلم کریں اگرچہ ظلم کریں اگرچہ ظلم کریں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَيْ قَوْلِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فِيهِمَا لَجَاهِدٌ وَفِي رِوَايَةٍ فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَاحْسِنُ صُحْبَتَهُمَا (صحیحین)

عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور لگا جہاد میں شریک ہونے کی اجازت مانگنے پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا تو ان کے حقوق کی حفاظت میں کوشش کر کہ تیرا ہی جہاد ہے، اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اپنے ماں باپ کی طرف ٹوٹ جا اور ان کے ساتھ سلوک کر اور خدمت بجالا

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَدْتُ أَنْ أَعْرُضَ

معاویہ بن جاہمہ سے روایت ہے کہ جاہمہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں

فلما باپ کی اطاعت و معیت جو کہ خدا کے حکم سے ہو اس لیے ان کی اطاعت عین خدا کی اطاعت اور ان کی نافرمانی عین خدا کی نافرمانی ہے

وَقَدْ جِئْتُ اسْتَشِيرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ
مِنْ اَبٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالزَّمْهَا فَكَانَ
الْحُكْمُ عِنْدَ رَجُلٍهَا (احمد - سنائی)

اور آپ کے پاس مشورہ لینے کی غرض سے حاضر ہوا انہوں
فرمایا کیا تیری ماں موجود ہے؟ عرض کیا ماں غریبا اُس کی
خدمت میں حاضر رہتے کو لازم پکڑے کیونکہ جنت اُن کے
ہاؤں کے پاس ہے +

عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَجُلًا
مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ هَاجَرَ اِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ هَلْ
لَكَ اَحَدٌ يَا يَمَنِي قَالَ اَبُو اَيٍّ قَالَ اِنَّا
لَكَ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْ إِلَيْهِمَا فَاسْتَأْذِنَهُمَا
فَإِنْ اِذْنَاكَ فَجَاهِدْ وَلَا فَاتِرْهَا (ابوداؤد)

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ یمن کے باشندوں
میں سے ایک شخص نے (شکرۃ جہاد کی غرض سے) جنگ
بینبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی آپ نے
اُس سے فرمایا کہ کیا میں تیرا کوئی عزیز رہتا ہے؟ عرض
کیا میرے ماں باپ رہتے ہیں۔ فرمایا انھوں نے تجھے
اجازت دے دی ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا تو ان کے
پاس لوٹ جا اور اجازت کی درخواست کر اگر اجازت دے دیں
جہاد میں شریک ہو ورنہ اُن کے ساتھ سلوک کر (کہ یہی تیرا جہاد ہے)

ادب و تعظیم

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ اَوَى بِالِیْرِ
اَبُو بَكْرٍ وَقَالَ ادْخُلُوا مَصْرًا نَّشَاءُ
اللَّهُ اَمْنًا لَّكُمْ وَرَفَعَ اَبُو یَکْرٍ عَلَى الْعَرْشِ
وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا بَنَاتِ هَذَا
تَاوِيلُ رُءُیَا یَا مِی مِنْ قَبْلِ قَدْ جَعَلَهَا

پھر جب یوسف کے بھائی اور ماں باپ (یوسف کے پاس گئے
تو یوسف نے اپنے والدین کو تعظیم کے لئے اپنے پاس بچہ دینی
(سب کی طرف خطاب کر کے) کہا کہ (شہر) مصر میں اُن کے
(اور) خاندان کے ساتھ (تم سب) امن (پہنچیں) اسے رہو گے وہاں
اور (مصر) دستور کے مطابق (یوسف نے اپنے والدین کو تخت
پر اور بچاں گھلایا اور سب اُن کے قوس کے دستور مطابق یوسف کی
کی تعظیم کے لیے) اُن کے آگے سجڑے میں گر پڑے اور یوسف
نے (ایسا خواب یا دکر کے اپنے والد سے) عرض کیا کہ ابا جان
وہ جو میں نے پہلے خواب دیکھا تھا یہ اُس کی تعبیر ہے کہ

فالتعبیر وہی دکھائی کہ حضرت یوسف نے باپ بھائیوں

کی آمد میں کر شہر کے ماہر اُن کا استقبال کیا اور اُن کے سب کی آسائش کے لیے غیر خیر نصیب کروا دی اور میں ان سب کی ملاقات حرمی
اور یہ اُسی موقع کی گفتگو ہے اور ہمارے شریف میں اگرچہ سجدہ تعظیمی عدل کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں مگر ادب و تعظیم کی تمام
صورتیں جو عرف و شرع میں معمول ہیں ان کے استحقاق سے زیادہ اور سچے پہلے ماں باپ میں ۳

رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي
مِنَ السَّبْعِ وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ مِن
بَعْدِ أَنْ نَزَعَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ
إِخْوَتِي إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ إِنَّهُ
هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝

(یوسف ع ۱۰، مارہ ۱۳)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةٌ نَفَرًا يَتَمَشَّوْنَ
أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَا لَوْ إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ
فَأَخْطَطَ عَلَى فِيمَ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ
الْجَبَلِ فَأُطْبِقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ لَّظَرُّوا أَعْمَالَهُمْ لَمْ يَمُوهَا اللَّهُ
صَلَحَتَهُ فَأَدْعُوا اللَّهَ بِأَلْعَلَّةِ يُغَرِّجَهَا
فَقَالَ أَحَدُهُمْ اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي
وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صَبِيَّةٌ
صَغِيرَةٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رَحْتُ
عَلَيْهِمْ فَحَكَيْتُ بَدَنَ بَوَالِدَيَّ أَسْفِهَتُهُمَا
قَبْلَ وَلَدِي وَإِنَّهُ قَدْ نَالَنِي الشُّعُورُ فَمَا
أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا

میرے پروردگار نے (آج) اُس (خواب) کو سچ کر دکھایا تو
لڑکی (سوا) اُس نے مجھ پر (اُدھی) بڑے بڑے احسان کیے
ہیں کہ (بے کسی کی سفارش کے) مجھ کو قید سے نکالا اور
(باوجودیکہ) مجھ میں اور میرے بھائیوں میں شیطان نے
(ایک طرح کا) فساد ڈلوادیا تھا اُس کے بعد باہر سے تم
سب کو (مجھ سے) لابلال پایا بے شک سچ پروردگار کو جو سچ
کرنا منظور ہوتا ہے وہ اُس کی تدبیر خوب جانتا ہے
کیونکہ وہ (ہر ایک بات سے) واقف (اور) حکمت والا ہے۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک موقع پر تین شخص
چلے جا رہے تھے کہ انھیں مینہ نے آگیا تو
وہ ایک پہاڑ کے غار میں چلے گئے غار کے
موت پر پہاڑ کا ایک ٹسا پتھر ٹپک آیا اور غار کے
موت کو ڈھانک لیا نکلنے کا راستہ نہ بن رہا
اُس پر ایک نے دوسرے کو کہا کہ بھائیو! اپنے اُن
نیک عملوں پر نظر کرو جو تم نے خاص خدا کے
لیے کیے ہیں اور اُن کے ذریعے سے خدا سے
دعا کرو شاید خدا اس پتھر کو ہٹا دے اور اس
مشکل کو اسماں کر دے۔ اُن میں سے ایک شخص
نے کہا خداوند! میرے ماں باپ بہت بوڑھے
تھے اور میرے کئی چھوٹے چھوٹے بچے بھی
تھے میں اُن کا نفقہ حاصل کرنے کے لیے
بکریاں چراتے جایا کرتا تھا۔ واپس آنے کے
بعد میں دودھ دُوتا اور پسینے پر تپتے پہلے
والدین کو پلا یا کرتا تھا ایک ن کا ذکر ہو کہ
مواشی کے چرنے کے درخت بہت دور تھے اُن
مجھے آتے آتے رات ہو گئی تھی یہاں اگر میں نے

خَفَيْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلَبُ فَمَنْتُ بِالْحَيَاةِ
فَمَنْتُ بِعَنْدَرٍ وَسَيِّمًا أَكْرَهَ أَنْ أَوْفِيَهَا
وَأَكْرَهَ أَنْ أَبْدَأَ بِالْصَّبِيَةِ فَلَمَّا وَالْوَصْدُ
يَتَضَاعُونَ عَمْدَ فَدَعَيْتُ فَلَمْ يَدِلْ ذَلِكَ
دَلِيلِي وَدَأَى هُمُ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِذَا كُنْتُ
تَعْلَمُ إِنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ لِتَعَاذٍ وَجْهَكَ
فَأُفْرِجْ لَنَا فَرْجَةً تَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ الْهَرَجَ
اللَّهُ لَهْوَ حَتَّى يَرُونَ السَّمَاءَ + (صحیحین)

پس میں نے دودھ دو ما جیسا کہ دو ما کرتا
تا اور دودھ کا برتن لیے ہوئے اُن کے
سر پہنے کھڑا رہا کیونکہ مجھے ادھر تو اُن کا بچنا چاہیے
نا پسند تھا اور ادھر یہ بھی نا پسند تھا کہ اُن
سے پہلے بچوں کو دودھ پلا دوں اور بچے
تھے کہ مارے بھوک کے میرے قدموں
میں ٹوٹنے اور چیتے تھے الفرض میں سی طرح
کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح کی پو پھٹ گئی تو ای
خدا اگر تو تانا ہی کہ میں یہ کام ضرور تیری شہادت
اور ضمانت کی کیے کہا یہ تو اس قدر ڈار کھولے
کہ ہم اس میں آسمان کو دیکھ لیں چنانچہ خدا تعالیٰ

دعا مغفرت و رحمت

وَاحْفَظْ لَهَا مَا جَنَلَمُ الدُّلَّ مِنَ
الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا
رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۝ (ای اسرائیل ۶ مبارکہ ۹۵)

اور (ای شخص) رحمت سے خاک ساری کا بہلو اُن کے بڑی
ماں باپ کے آگے بھٹکائے رکھنا اور اُن کے حق میں دعا
کرتے رہنا کہ اویسیک پر دو گنا جس طرح انھوں نے مجھے چھوڑے
پالا اور اویسیک حال پر رحم کرتے رہے ہیں (ایسی طرح تو بھی اُن
(اینا) رحم کیجیو)

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ
يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝ (ایسہم ۶ ۷ بارہ ۱۱۳)

(ایسہم) نے دعا کرتے وقت یہ بھی کہا کہ اے ہی ہمارے پروردگار
جس دن اعمال کا حساب ہونے لگے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور
سب ایمان والوں کو بخش دیجیو +

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ
بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ
وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ۝ (پارہ ۹ ۲۶)

(نوح) نے قوم کی طرف سے یا اوس ہو کر یہ دعا کی کہ اے ہی میرے
پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو شخص ایمان لائے
گھر میں (پناہ لینے) آیا ہو اس کو اور عام ایمان مندوں کو اور
ایمان مند عورتوں کو بخش اور ابا کر کہ راں ظالموں کی تباہی

فل معلوم ہے کہ والدین کی حد سے قبولیت دعا میں اضافہ نہ کی جائے (روز بروز) بڑھتی چلی جائے +

خواب گاری نما

قَالَ اَبَا بَا نَا اسْتَغْفِرُكَ اَذْنُوْنَا اَكَا كَا
خَطِيْئِيْنَ ۝ قَالَ سَوْفَ اسْتَغْفِرُ لَكَ
رَبِّيْ اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(یوسف ع ۱۱ مارہ ۱۳)

(یعقوب علیہ السلام کے بیٹے) بولے ابا جان! (خدا کا)
ہمارے قصور معاف کر دیے بے شک ہم ہی قصور وار تھے
(یعقوبؑ) کہا میں اپنے پروردگار سے ایک وقت رخصت
میں (تمہارے قصوروں کی معافی کی دعا کرو گے) بے شک
وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

عَنْ اَبْنِ عَمْرٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
اِنِّيْ اَصْبَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِيْ مِنْ
تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اِمْرٍ قَالَ لَا قَالَ
وَهَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَرِّهَا

(یوسف ص ۱)

ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا
یا رسول اللہ میں ایک بڑے گناہ کا مرتکب
ہو گیا ہوں تو کیا میرے لیے توبہ قبول فرمایا کیا
تیری ماں زندہ ہے جو عرصہ کیا نہیں فرمایا تیری
خالہ موجود ہے کہاں فرمایا اس کے ساتھ
سلوک کرو

۱ اس کہنے سے کہ میں ایک بڑے گناہ کا مرتکب ہو گیا ہوں خواہ مخواہ آدمی کی طبیعت تقصاں کرتی ہے کہ اس گناہ کی جستجو
کے واسطے ہو۔ مگر پیغمبر صاحب کی یہ شان ستاری تھی کہ آپؐ اس کی جستجو نہیں کی ۱۳ کہ وہ خوش ہو کر تیرے گناہ کی جستجو
خدا سے چاہے اس حدت سے دو باتیں مستنبط ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ خالہ ماں کے حکم میں ہے۔ دوسرے یہ کہ صدمہ بھی کفارہ گناہ
کا موجب ہے ۱۴

۱۵ یوسف علیہ السلام کا قصہ جو ابتدا سے انتہا تک سورہ یوسف میں سنسلا اور مفصل مذکور ہے یہ اس کا آخری حصہ ہے جس کا
خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام حاکم مصر ہو گئے تھے اور تمام علاقہ شام و مصر میں سات برس کا قحط پڑا حضرت
یعقوب اپنے خاندان سمیت کنعان علاقہ شام میں رہتے تھے حضرت یوسف نے مصر میں قحطوں کیوں کی امداد کے لیے چلے
وسیع پیمانے پر غلے کا انتظام کر رکھا تھا حضرت یوسف کے بھائی غلہ لینے تین بار مصر میں گئے بھائیوں نے یوسف کو نہیں
پچانا تیسرے بھیرے میں یوسف نے ایسے تئیں غما کر کیا اور بھائیوں سے شتا تھا کہ باپ اندھے ہو گئے ہیں۔ بھائیوں
کے ہاتھ بٹا کر تمہیں بھی یاد کہ اس کو والد کے مرنے پر ڈال دینا خدا کے حکم سے دیکھتے لگیں گے۔ جنانہ یہ ایسا ہی ہوا اور ہر چند بھائیوں
نے یوسف کا شکار کر لیا ہونا پاپ نظر کر لیا تھا اس کو اقرار کرنا پڑا اور باپ سے معافی مانگی اب آیت کو اس قصے سے جوڑو
مطلب رواں ہو جائے گا ۱۶

تسلیم حکم

سَبِّ هَبْرَىٰ مِنَ الصَّالِحِينَ ۖ فَبَسَّ لَهُ
 بِغُلُوِّ حَلِيمٍ ۖ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعَىٰ قَالَ
 نَسَىٰ لَوَّىٰ أَرَىٰ فِي مَنَامِي أَنِّي أَذْبَحُكَ
 فَأَنْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ قَالَ بَابِ أَفْعَلْ مَا
 نُوْمَرٌ سَيَّجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ
 فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۖ وَكَادَيْنَا أَنْ
 يُكَابِرَهُ هَيْمَةُ ۖ فَذَصَدَّقَ اللَّهُ بَابَنَا
 كَذَلِكَ نَجَّىٰ عَالَمِينَ ۖ إِنَّ هَذَا
 لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۖ وَقَدْ يَنْبَغُ بَلَدٌ
 عَظِيمٌ ۖ

(صافات ع ۳۰ یارہ ۲۳)

اور ابراہیم نے برہی دھما لگی کہ، ایسے بڑے دغا جو کچھ
 روحوں میں سے (ایک نیک) وح بطور فرزند عطا فرما، تو ہم نے
 اُن کو ایک بڑے بڑے وارث کے (اسمعیل کے پیدا ہونے) کی
 خوش خبری دی پھر جب ان کا جوان ہوا اور ابراہیم کے ساتھ
 چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم نے حکم کیا، میں خواب میں
 دیکھتا ہوں کہ (جیسے) میں تم کو فوج کر رہا ہوں پس تم
 (مجھے) تو اپنی جگہ اس جو کہ تمہاری کچا رس ہے بیٹے نے کہا
 ابا جان! آپ کو جو حکم ہوا ہے اسے تامل، اُس کی تعمیل
 کیجئے، اِن اشارت آپ جو بھی صابر رہی، پائیس کے پھر جب
 دونوں (باب بیٹے) تعمیل حکم پر آمادہ ہوئے اور اپنے اصلا
 کرنے کے لیے بیٹے کو ملنے کے بل بچھا تو وہ ہم کو اُن کی
 فرماں فراری نہایت ہی پسند آئی اور ہم نے ابراہیم سے کہا
 کہ کہا کہ ابراہیم! تم نے اپنے خواب کو خوب سچ کر دکھایا
 اب ہم تم کو بڑے بڑے مراتب دیں گے اور ایک بندوں کو ہم
 ایسا ہی بدلا دیں گے میں نے شک چھٹی ہوئی آزمائش تھی
 ہم نے پڑی قربانی کو اسمعیل کا فدیہ دیا

من المتمر حم۔ قرآن کی آیتیں اور حدیثیں جو ہم نے حقوق والدین کے ذیل میں جمع کی ہیں۔ اول تو سب
 نہیں۔ کچھ رہ بھی گئی ہوں گی۔ دوسرے جو جتنی بھی ہم نے لی ہیں اُن ہی کو لوگوں کے برتاؤ کے ساتھ ملا کر دیکھتے
 ہیں تو ہم لوگوں کا عمل احکام الہی کے مقابلے میں پاسگ بھی تو نہیں الا ما اشار اللہ۔ خدا اور خدا کے رسول
 نے والدین کے حقوق ایسے صاف اور واضح اور زور دار لفظوں میں تحریر فرمائے ہیں کہ اُن میں اشتہار اور تاویل کی
 گنجائش ہی نہیں۔ خدا نے اپنے اور والدین کے حقوق میں اتنا فرق تو البتہ کیا ہی کہ کسی کے ماں باپ اس کو
 شرک پر مجبور کریں تو اس امر خاص میں اُن کی اطاعت نہیں وَلَنْ تَجِدَ لَكَ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ لَئِيْلًا ۖ لَكِنَّ يَحْكُمُ فَكُلَا

فل مفسرین نے تو بڑی قربانی سے وہ موٹا تارہ ذہیر مراد لیا ہے جو اسمعیل علیہ السلام کے بدلے میں خدا نے جنت سے فوج بھیجے
 کے بلے بھیجا تھا اور ہلاکوں اس طرف منتقل ہوا تھا کہ شاید بڑی قربانی سے بھرہ عید کی قربانی مراد ہو کہ یہ بھی سنت ابراہیمی ہے (مسلما
 عندہ ۱۲) اور ای غلط ہے اگر تیرے ابا بچہ کو اس بات پر مجبور کریں کہ تو ہمارے ساتھ کسی کو شریک خدائی یا سحر کی تیرے

تُطِيعُهَا بَاقِي بَاتُونَ مِّنَ الدِّينِ كِي الطَّاعَةِ اور خدا کی اطاعت و وونوں ایک رجبے میں ہیں۔ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ
 بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ طَاعَتُهُمَا عَلَى وَجْهِ وَفَصْلُهُ فِي عَاقِبِ آيِ اسْمُكَ رَبِّي ذَلِكَ الشُّكْرُ جَس کا اس
 آیت میں حکم ہے وہی اطاعت ہو اور اطاعت نہی تو مستلزم اطاعت ہو۔ نتیجہ واحد متوجہ ہے۔ سمجھنے کی جو بات ہو سو یہ ہو کہ
 آيِ اسْمُكَ رَبِّي ذَلِكَ الشُّكْرُ کے حکم میں خدا نے آدمی کے ماں باپ کو اپنے ساتھ جمع کجا ہے۔ اس سے بڑا ذکر فصیلہ
 اس سے بڑھ کر ادب و تقسیم کی تاکید آؤ کیا ہوگی۔ پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے زیادہ اؤ
 سب سے بہتر خدا کی منشا کے سمجھنے والے اور سب سے زیادہ اور سب سے بہتر احکام خدا کی تعمیل کرنے والے تھے والدین
 کی خدمت کو جو اوپر ترجیح دی جس میں جان و کھوں کا کام ہے اور اسی جہ سے وہ افضل العبادات ہو۔ اور ایک
 طالب جنت کو فرمایا کہ تیری ماں کے پاؤں کے تلے ہی یعنی ماں کی خدمت کو اور جنت میں جادہ داخل ہو۔ جان
 بعد جو خیر آدمی کو سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہو۔ وہ مال اور اولاد ہو۔ اُس کی نسبت فرمایا کہ تو بھی باپ کا اور تیرا مال
 بھی باپ کا۔ استحباب رضوان اللہ علیہم میں عبد اللہ بن عمر بڑے محتاط صحابی ہیں۔ اُن کو بیوی کے ساتھ
 بڑی محبت تھی۔ حضرت عمرؓ ہنس رہے تھے ناخوش بیٹھے سے کہا اس کو چھوڑ دے۔ اُنھوں نے پس پیش کیا۔
 جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور عبد اللہ کو آخر کار وہی کرنا پڑا جو اُن کے والد حضرت عمرؓ نہتے
 تھے یہ تو اُن لوگوں کا حال تھا جو ہمہ وقت اور ہر حال میں خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے آگے سرت تسلیم نہ
 کیے رہتے تھے۔ لیکن اب ہمارے وقتوں میں حال یہ ہو کہ ماں باپ کے پالائے و بخش کیا دیا کے کام و ہندے
 سے لگا یا بڑے ارمانوں سے بیٹھ کر بیاہ کیا۔ گھر میں بہنو کا قدم کیا آیا گویا بیٹھ کا کاٹا آیا کہ آتے کے ساتھ
 لڑائیاں پڑ گئیں گھونگھٹ کے ساتھ بھوسا صاحب کا مٹوہ کھلا ساس بے چاری کس گنتی میں ہوئے سرے ہکا
 لحاظ اٹھا دیا۔ بیٹا نا لائق ہے کہ ہر بات میں جوڑو کا کلمہ بھرتا ہو۔ اور ماں باپ کی نارضا مندی کی مطلق پڑائیں
 کرتا۔ خدا جھوٹ نہ بلو اے مسلمانوں کے سو گھروں میں بچا تو سے کا تو یہی حال ہو۔ پانچ میں ادب قاعدہ باقی
 ہو تو معلوم نہیں ۹ محتسب رادروں خانہ چہ کار۔ آنکریزی کی تعلیم نے لوگوں کے خیالات پر یہ اثر بد کیا ہے
 کہ لوگ عموماً مذہب کی طرف سے عقیدہ ہوتے جاتے ہیں۔ چاہے وہ مذہب مسلمانوں کا ہو یا عیسائیوں کا
 یا ہمدیوں کا یا ہندوؤں کا۔ اس میں انگریزی کا قصور نہیں۔ قصور ہے تو اس کا ہے کہ سرکار نے جو عیسائی مذہب
 کی منفردی ہندوستان میں کثرت اختلاف عقائد پر نظر کر کے اپنی اور رعایا کی عاقبت اسی میں دیکھی کہ کسی
 بات میں مذہب کو دخل ہی نہ ہونے سے یہ ہوا اور ہونا ہی تھا کہ ہر ایک مذہب والا خود اپنے مذہب سے بے خبر اور
 ۱۰ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے حق میں تاکید کی در ہر حال میں اُن کا ادب ملحوظ رکھے کہ اُس کی ماں نے جھٹکے پر
 جھٹکے اٹھا کر اُس کو پیٹ میں رکھنا اور پیٹ میں رکھنے کے علاوہ کہیں دور میں (جا کر) اُس کو دودھ چھوٹا ہو (اسی لحاظ سے
 ہم نے انسان کو حکم دیا کہ ہمارا بھی شکریہ ادا کرے اور اپنے والدین کا بھی ۱۱ ۱۲ سہ ایک جانور کا نام ہے جس کے کالنے کی نسبت
 علوم کا خیال ہو کہ وہ جس گھر میں گاڑ دیا جاتا ہو وہاں کے لوگوں میں لڑائیاں پڑ جاتی ہیں ۱۳

معلم۔ سب سے بڑی خرابی جو فاسد کر انگریزی خوانوں کی طہانے میں پیدا ہو جاتی ہے وہ ان کی خود پسندی ہے۔ وہ آج کل کے مولویوں کو جنہوں نے ایشیائی طریقے پر ادھوری تعلیم پائی ہے دیکھنے میں مبہوت اہل تہذیب کا نظر ایمان دنیا و مافیہا سے بے خبر۔ اور ان کے سروں میں اناؤ کا کلاخیزی کی ہوا بھرجاتی ہے اور ایسے دلوں کو معصوم اپنے ذہن کو رسا اپنی معلومات کو جامع فرض کر لیتے ہیں۔ اور اسی پر ان کے رد و قبول کا مدار ہے۔ انگریزی خوانوں کی رعوتہ اور خود پسندی کو ”کلیا“ اور نیم چڑھاؤس سے بھی تائید پونہتی ہے کہ زمانہ تعلیم میں انگریزوں کے ساتھ اختلاف رکھنا پڑتا ہے۔ انگریز معلم انگریز امتحان انگریز گنہ گتے اور اسی طرح کے اسی صبا میں ہمہ آلودہ تست انگریزی کھیلوں میں ان کے جوڑی اور یہ ان کے بھٹو۔ آخر کار کثرت اختلاف اور صراحت انگریزی خواہ طالب العلوم اور ادھر انگریز دونوں کے حق میں مضرت ہے پیدا کرتی ہے۔ انگریزوں کی قومیت جو لازماً حکومت ہے انگریزی خوانوں کے دل پر سے اٹھ جاتی ہے۔ کچھ لوگ اس کوشش میں لگے ہیں کہ فاسد و مفتوح حاکم و محکوم خواجہ و بندہ ہونے کی وجہ سے جو حسیبیت انگریزوں اور ہندوستانیوں میں ہے جہاں تک ہو سکے اُس کو دُور کیا جائے اور دونوں شیر و شکر ہو کر رہیں۔ یہ لوگ دماغ بیہوش و خیال باطل بہت سمجھتے ہیں کہ دن اور رات کے ملنے سے شفق کا خوشنارنگ پیدا ہوگا۔ ناں چ ہے گر کچا اور عاضی ہوگا۔ پھر دن دن ہوگا اور رات رات۔ آس میں نور ہوگا اُس میں ظلمتہ گورے گورے ہوں گے اور کالے کالے کوتے کوتے رہیں گے اور ہنس ہنس۔ ہندوستانیوں اور انگریزوں کا میل جول تیل اور پانی کا سا میل جول ہے۔ مجھ میں اُس میں ربط جو اسے قوت بخشنے والا ہے وہ رات و آغوش میں لیکن گریزاں ہی رہا۔ یہ لوگ اکبر بادشاہ کی بڑی لمبی چوڑی تعریفیں کیا کرتے ہیں کہ اُس نے ہندو راجاؤں کی بیٹیاں کر کے رُو مسلمانوں کو ایک کرنا چاہا تھا اور اگر اُس کے جانشین اسی قاعدے پر عمل آور رہتے تو مغلوں کی سلطنت کو خدا کے ہاں سے استمراری پتھر مل گیا ہوتا۔ اور ہندو مسلمانوں کے دشمنوں سے جان توڑ کر لڑتے۔ لیکن ہمارا خیال بالکل اس کے برعکس ہے ہندی کی ایک مثل ہے کہ بٹے بٹھے کے پریت نہیں یعنی خوف کے بدون محبت نہیں۔ یا یوں کہو کہ سیاست کے بدون حکومت نہیں۔ اگر ہندوؤں کے ساتھ میل جول کر کے مسلمانوں کی حیثیت کو ہندوؤں کے دلوں سے اُٹھا دیا اور تب ہی سے عصائے سلطنت میں گھن گنا شروع ہوا۔ ہندوستان اور انگریزوں میں ابھی کچھ ایسا اختلاف تو ہوا نہیں مگر جتنا کچھ بھی انگریزی تعلیم کی وجہ سے ہو چلا ہے بنگالے کے ہندو جو انگریزی تعلیم میں پیش پیش ہیں وہ تو جہاں تک اُن کی زبان یاری دیتی ہے۔ انگریزی حکومت کی بگوتی میں کی کرتے نیکی اور یہی انگریزی تعلیم ہے اور یہی اُس کے نتیجے میں تو انگریز ایک نہ ایک دن اس کا خزانہ بھگتیں گے جیسا کہ ہم مسلمانوں نے بھگتا۔ یہ تو وہ نقصانات ہیں جو انگریزی تعلیم کی وجہ سے انگریزوں پر عائد ہو رہے ہیں اور انہوں نے شعر

ابتداء عشق ہی روتا ہے کیا آگے آگے دیکھ تو ہوتا ہے کیا

اب ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ انگریزی تعلیم جیسی وہ سب انگریزی خواہ ہندوستانوں کے حق میں کیسی ثابت ہوئی مقید یا مضطر مفید اور مضر کا مسئلہ پیش کیا تو قوم سے قطع نظر کہ قوم حجازہ ہوتا یا ہندوستان ہندوستان سے ہندو ہوں یا مسلمان کوئی بھی ہوں یا لادائی کوئی حکومت لگائی اسنے افواج کے سفر سے نہ برقیاس یورپ ساری قوم کو سنبھالو اور جن کے بگڑنے سے ساری قوم کو بگڑا ہوا کہہ سکیں۔ تو ہمارا کہنا یہ ہے کہ ہندوستانوں کے حق میں انگریزی تعلیم کو مفید یا مضر بتوز کرنے وقت ہم کو قوم کے حال سے بحث نہیں کرنی چاہیے قوم کی اصلاح تو قوم ہی کے کرنے سے ہوگی ورنہ ایک انارو صدی ہمار تین کرڑے نفوس کی اصلاح کو نشت کہاں تک کر سکتی ہے۔ مناسب حال ایک حکایت یاد آئی ایک کثیر الاولاد بی بی کسی تھریسے اپنے میل ملاپ کی ایک بی بی سے ملنے گئی بیسے بچوں کو گھر چھوڑ گئی۔ پھر بھی ایک پیٹ میں تھا ایک گود میں اور دو تین سایے کی طرح ساتھ۔ مگر نیلے پچیلے بد حال حلیے کے لگائے اور گھروالی بی بی نے صرف ایک بیٹا تھا تو وہ اس کو کپڑے لٹے سے صاف ستھرا خوش حال رکھتی تھی دونوں بیبیوں بچوں کی سہیلیاں بھی تھیں۔ گھروالی بی بی نے سہیلی کے بچوں کو بادل ناخو استہ دنیا سازی کے طور پر باری باری سے گود میں لیا پیا رکھا۔ مگر سہیل کے ناطے سے کہا کہ کوئی بچہ بچوں کا کیسا بُرا بُرا کر رکھا ہو۔ سہیلی نے جواب دیا کہ بہن ایک کاموند تو کھا کھانے سے بھرا جا سکتا ہے اور اس کا تو چھلے کی رکھ سے بھی نہیں بھرا جا سکتا۔ اسی طرح انگریزوں کے پاس چھوٹا سا ملک ہوتا تھا وہی سی رحمت۔ تو انھوں نے ملک کو روکش یورپ و امریکہ بنا دیا ہوتا مگر لیسے وسیع ملک اتنی ساری رحمت کی کہاں تک خبر لیں اور کہاں سے لیں۔ پھر بھی اتنا کرتے ہیں اور لیا کرتے ہیں کہ دوسرے نے نہیں کیا اور نہیں کر سکتا۔ ان کا یہی احسان کیا کہ جو کہ تسلیم کو عام کر کے لوگوں کو ان علوم کے ڈھرے پر لگا دیا جن کی بدولت خود ان کی قوم نے ان کے ملک نے ترقی کی ہے۔ اب لوگوں کا کام ہے کہ اسی ڈھرے پر چلے جائیں اور منزل مقصود پر جا پونچیں۔ مگر لوگوں نے تو گورنمنٹ کے ساتھ ہرانی چٹائی کر رکھی ہے۔ کہتے ہیں لا دو لا دو لا دو نے والا ساتھ دو تو ان کا جواب ہے کہ اس نارنجانہ پدر باید کرد۔ مدقوں انگریزی ان کی چڑھی اور ہمانہ یہ کہ سرکاری مدرسوں میں مذہبی تعلیم نہیں۔ بے شک سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم کا نہ ہونا مجبوری ہی سے سہی مگر بڑی بھاری فرگورنشت تھی۔ آخر سرکار بھی سمجھی ۵

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ پائے اس نے پیشوا کا پیشوا ہونا اور اس نے تعلیم کے دائرے کو وسیع کیا اور مسلمانوں کی داد فرما دی کہ یہی حضرات نافع کا غل شہو مچانے میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ "امو پبل بلنڈ بائک" در آخر پیچ۔ اجازت دی کہ اچھا اپنا سیدنا دیکھ کر مدرسے کے اوقات سے پہلے یا پیچھے اپنے خرچ سے معلم رکھ کر اپنے بچوں کو مدرسے میں اپنا مذہب سکھا لیا کر۔ سچ یہ چھو تو یہ بہت بڑی رعایت تھی مگر مسلمانوں نے اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھایا اور چونکہ صرف

زبانی جمع و خیر تھا کہیں کے مسلمان بھی مذہبی تسلیم کا انتظام نہیں کر سکے بغرض ہی لاندہی جو اس سے پہلے تھی سو اب بھی ہے۔ مسلمانوں کے حق میں لاندہی بڑا مکروہ لفظ ہے۔ مگر جن کو مذہب کا لباس نہیں دیکھو اس کی بیرو کرنے لگے جبے ماکھانک من حسنک و من اللہ و ما اکھانک من سبکک و من نقسک کان میں بڑا جو ہم تو یہی ملکہ سمجھتے ہیں کہ جو روز بد مسلمانوں کو پیش کرنا ہے سب ان کی لاندہی کی وجہ سے ہو لاندہی دراصل کی ہے۔ ایک لاندہی تو انکار سے پیدا ہوتی ہے اور ایک غفلت سے پہلی قسم کی لاندہی جو انکار سے پیدا ہوتی ہے بڑی خطرناک ہو اور ہمارے سخن ایسے ہی لوگوں کی طرف ہو۔ مذہب ہی تو ہم کو دنیا پر عمدہ طور پر زندگی بسر کرنے کا رستہ دکھاتا ہے اور اسی کو ہم نے پس لائیت وال دما تو لبہ ہوکت ہمارا نہ ہونا بہتر۔ وہ جو کہتے ہیں ”اوث بے اوث تیری کوئی سی بھی کل سیٹھی“ بعینہ یہی حال ہم مسلمانوں کے ہے جو درود دل سے لوثنا ہوں کس کو میرا درود ہو ہوں میں لفظ درود میں پہلو انوار درود ہو

اب یہی ایک شان انگریزوں کے ساتھ اختلاط کی ہے چاہتے تھے کہ اختلاط میں ابازہ رخ بد بشما نک خال رکھتے اپنی ہنسی کو نہ بھجوتے حد ماکھانک و دھم ماکھانک ان کی عمدہ مائیں انکار کرے ٹری سے کمارہ کس رہتے۔ اول تو اختلاط ہی کیا ہے ”ایں سوراندہ ذراں سوراندہ“

یاں وطن وال وطن سے ہونگ اپنے بس بے نہیں اہل فرنگ

اور خیر جیسا کچھ بھی ہے چھری اور خربوزے کا سا ہے کہ چھری خربوزے پر گرے تو خربوزے کا نقصان اور خربوزہ چھری پر گرے تو خربوزے کا نقصان۔ اختلاف حالہ کی وجہ سے انگریزوں کی مائیں ان کے لیے نوشاروں میں اوجھار کیے نہ رہا ہاں۔ اُن کو کٹھ ہم کو دکھ ۴

کیا تو بات تھی اور کیا کچھ ہر سنے لکھ مارا۔ ہم نے والدین کے حقوق کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کرنے کے لیے قلم اٹھایا تھا تو ان حقوق کے لیے بھی دوسرے حقوق کی طرح ایک چھوڑ دوہرے دوہرے تقاضے ہیں۔ ایک تقاضا تو خدا رسول کے حکم کا ہے تو اس کی توجہ سی بردا کی جاتی ہے معلوم۔ دوسرا تقاضا فطرۃ یعنی انسانیت کا ہے تو دیکھنا چاہیے کہ ہماری فطرۃ یعنی انسانیت والدین کے بارے میں ہم سے کیا چاہتی ہو سو اس سے پہلے کہ ہم تقاضائے فطرۃ بتائیں اتنا آؤں سمجھ لو کہ بوسے میں آدمی اور انسان مراد یکدگر بھی بوسے جاتے ہیں جیسا کہ شیخ ابراہیم ذوق فرماتے ہیں ۵ آدمیت آؤں ہے علم ہے کچھ اور چیز ہے۔ کتنا طوطی کو پر تھا پر پرہم حیوان ہی رہا ۶ لیکن ہم آدمی سے توجہ ان ناطق باجسم نامی متحرک بالارادہ مستقیم القامت باودی البشر عریف الاظفار مراد لیتے ہیں اور انسان سے مذہب آدمی۔ ہر کیف آدمی کی بلکہ ہر ایک جاندار کی بلکہ مادی اجسام تک کی فطرۃ ہے جلب منفعت اور دفع مضرت۔ یا دوسرے لفظوں میں جلب ملامت اور دفع ملامت۔ پھر کی نسل پر گیند پھینک کر مارو تو گیند ایٹ کر کوٹتی ہے یہی دفع ملامت و شیر با تھی مرنے سے بیل کی کوٹن کئے چڑوئی پر

۵ لای حقیقہ حال تیرے کہ انھوں کوئی نامہ پڑھے تو سمجھ کہ اس کی طرف سے جو اور حکومتوں نقصان پہنچے تو دیکھ کہ تیرے نفس کی طرف سے کیا

ہے۔ پھر فرماتے آئی کو پیدا کر کے ایک گوشت کا لوتھا امان بایکہ اسے کیا واللہ احمہ کہ میں
نطرب اقصیٰ نہ لا سکتا۔ اس کے بعد امان بایکہ اس کی زکات دے دے میں آئی کو آئی
خدا کے نبیا اور انسان امان بایکہ کل موانع نہ لے سکتا۔ اور امان بایکہ حق دے دے آئی
مسیح آئی اور مسیح آئی۔

بغور و اپنے دل میں انصاف کر لو کہ ہمارے پاس کتنا عیب ہے اور کتنا کمزوری ہے۔

”کیا کرنا چاہیے؟“ کیا کر رہے ہو؟

یہ نظر اسلام پر یہاں نہ ہے بھروسے کے ہاں اس بات پر جو یہ مانتے ہیں یا نہ الی ۱۴

<p>اَفْرِئْ عَلَى اللَّهِ قَدَضُوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ (النعام ۱۶ پارہ ۸)</p>	<p>برہن باندھ کر اُس کو دینے اور ہر حرام کر یا بلاشبہ یہ لوگ (اور بہت سے) بھٹانگے اور سیدھے رستے پر آئے والے تھے بھی نہیں +</p>
<p>وَلَا تَقْتُلُوا اَوْلَادَكُمْ خَشِيَةَ الرَّحْمٰنِ ۚ هُمْ يَرْزُقُكُمْ وَاَيْتَاكُمْ اِنْ قَتَلْتُمْهُمْ ۚ كَانَتْ خَطَايَاكُمْ كَبِيْرًا ۝ (نہی سہیل چ مارو)</p>	<p>اور (لوگو!) افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اُن کو اور تم کو ہم ہی روزی دیتے ہیں۔ اولاد کا جان سے مارنا بڑا بھاری گناہ ہے +</p>
<p>وَاِذَا الْمَوْءِدَةُ سِيْلَتْ بِاَيِّ ذِيْبٍ فُتِلَتْ ۝ (السورۃ ایاہ ۳۰)</p>	<p>اچھ وقت لڑکی سے جو زندہ دگر کر دی گئی تھی پوچھا جائے کہ کس قصور کے بدلے میں ماری گئی +</p>
<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ الْكَبِيرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ ذَنْبًا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تَفْعَلَ وَلَكِنَّ خَشِيَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ (صحیح)</p>	<p>عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے فرمایا تیرا خدا کے لیے کسی کو شریک ٹھہرانا حالانکہ اُس نے تجھ کو پیدا کیا عرض کیا پھر کون سا گناہ۔ فرمایا تیرا اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کر ڈالنا کہ بڑے ہو کر تیرے ساتھ کھائیں گے +</p>
<p>عَنِ الْمُخَيْرِقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عَمُوقَ الْأَمْهَارِ وَأَوْدَابِنَارٍ وَمَنْعَ</p>	<p>مُخیرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ دگر کرنا اور بچل کر نانا اور سوال کرنا حرام کر دیا ہے +</p>

ول کے لوگ دختر کشی کیا کرتے تھے۔ دنیا کے مفہدات کے پیاس پر مقدمہ دختر کشی کا آغاز معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مفتو لڑکی جو دہیہ ہے اُس کا انہار لیا جائے گا۔ پس جس بچہ اتنا ہی بیان ہے +

۱۷ یہ سورہ تکویر کی آیت ہے جس میں علامات ہیامت کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔ قیامت پر پابوگی تو عدالت خداوندی میں دختر کشی کا مقدمہ بھی ہوتا ہوگا اور لڑکی جو زندہ دگر کر دی گئی تھی اُس سے پوچھا جائے گا کہ تُو کس ناپسند کی گئی تھی +

وَهَابٌ كَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَلَكِنَّهُ
السُّؤَالُ فِي إِضَاعَةِ الْمَالِ (صحاح)

تربیت و پرورش

وَالْوَالِدَتُ الرَّحِيمَتَانِ أَوْ لَا دَهْنٌ حَوْلَيْنِ
كَطَلَبَيْنِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُنَوِّذَ الرَّحْمَةَ
وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِشْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
بِالْمَعْرُوفِ لَا تَكْلَفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا
لَا نَضَاءَ وَالِدٌ وَبَوْلُهُمَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ
بَوْلُهُ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ وَإِنْ أَرَادَا
فَصَلَا عَنْ رِاضٍ مَهْمَا وَنَشَأَ وَرِفْلًا
جَنَاهُ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَادَتْهُمَا لَسَّ رِضْعًا
أَوْ لَا ذِكْرًا فَاجْنَحْهُمَا عَلَيْكُمْ إِذَا سَلِمْتُمْ
مِمَّا اتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا
أَنَّ اللَّهَ يَبْهَتِكُمْ لَوْ تَصَدَّقُوا

(البقرہ ع ۳۰ پارہ ۲)

اور جو شخص (بی بی کو طلاق دینے پہنچے اپنی اولاد کو پوری
ماتہ تک، دو دھ پلو انا چاہا ہے تو اس کی خاطر ماںیں اپنی
اولاد کو پورے دو برس (دو دھ ملایں اور جن کو وہ بچہ ہو
یعنی باپ) اس پر دستور کے مطابق ماؤں کا کھانا پکڑا
دینا لازم ہے زمانہ و نفقہ کے تغیر تو میں کسی کو تکلیف
دی جائے مگر وہیں تک کہ اس کی گنجائش ہو اس کے
کے بچے کی جسے نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ اس کے جنرل
بچہ پر (یعنی باپ کو) اس کے بچے کی وجہ سے کسی طرح کا
نقصان نہ پہنچایا جائے اور دو دھ پلانے کا نان نفقہ
جیسا اصل باپ پر (وہیسا اس کے) وارث پر پھر اگر
وقت سے پہلے ماں باپ) دونوں اپنی مرضی و صلاح
و دو دھ چھڑا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تم اپنی
اولاد کو کسی ایسے (دو دھ پلو انا چاہو تو اس میں بھی تم پر
کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ جو تم نے دستور کے مطابق (ان کو)
دینا کیا تھا (ان کے) حوالے کرو اور آئندہ ڈرتے رہو اور جاکر بچہ
جو کچھ بھی تم کرتے ہو والد اس کو دیکھ رہا ہے

لے گفت و سنود کرے سے مولوی لوگوں کے احوال کی تفتیش کر کہ فلاں شخص کتنا ہی بیمار کرنا ہی خود قرآن مجید میں اس قسم کی گفت
و شنود کی ممانعت آئی ہے جہاں فرمایا اَمْشُوا الْجَنَّةَ مِنَ الْقَبْلِ اِنْ نَفْسُ الْعَقْلِ رَاحَتْ وَكَانَ جَسَدُهُ
وَلَا يَنْتَفِضُ بَصَرُهُ لِعَضْمٍ اَحَدٍ اَنْ يَأْكُلَ كُلُّ نَفْسٍ اَحَدًا مِمَّا فُكِرَ هُمَا وَاتَّقُوا اللَّهَ اِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ
یہی مسلمانوں لوگوں کی نہایت ہمت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک و دھل اگر گاہ میں اور ایک دوسرے کی ٹول میں نہ رہا کرو
اور نہ تم میں ایک کو ایک پیٹھ پیچھے بڑا کر کے بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرنے سے بھائی کا کوئی کھا
یہ تو ذلیف (تم کو) گوارا نہیں (تو غیبت کہوں گوارا ہو کہ یہی ایک قسم کا مکرور کیا جاوے) اولاد کے خصصے ڈرتے رہو بے شک
بڑا فہرہ قول کرے حالانکہ یہاں ہے ۱۲

اور خدا کو لوگوں کے بارے میں گفت و شنود کرنا اور
کثرت سے سوال کرنا اور مال ضائع کرنا اور پاسبند
اور جو شخص (بی بی کو طلاق دینے پہنچے اپنی اولاد کو پوری
ماتہ تک، دو دھ پلو انا چاہا ہے تو اس کی خاطر ماںیں اپنی
اولاد کو پورے دو برس (دو دھ ملایں اور جن کو وہ بچہ ہو
یعنی باپ) اس پر دستور کے مطابق ماؤں کا کھانا پکڑا
دینا لازم ہے زمانہ و نفقہ کے تغیر تو میں کسی کو تکلیف
دی جائے مگر وہیں تک کہ اس کی گنجائش ہو اس کے
کے بچے کی جسے نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ اس کے جنرل
بچہ پر (یعنی باپ کو) اس کے بچے کی وجہ سے کسی طرح کا
نقصان نہ پہنچایا جائے اور دو دھ پلانے کا نان نفقہ
جیسا اصل باپ پر (وہیسا اس کے) وارث پر پھر اگر
وقت سے پہلے ماں باپ) دونوں اپنی مرضی و صلاح
و دو دھ چھڑا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تم اپنی
اولاد کو کسی ایسے (دو دھ پلو انا چاہو تو اس میں بھی تم پر
کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ جو تم نے دستور کے مطابق (ان کو)
دینا کیا تھا (ان کے) حوالے کرو اور آئندہ ڈرتے رہو اور جاکر بچہ
جو کچھ بھی تم کرتے ہو والد اس کو دیکھ رہا ہے

فل عروق کو طلاق پہنچے دو دھ پیٹھ پیچھے بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرنے سے بھائی کا کوئی کھا
یہ تو ذلیف (تم کو) گوارا نہیں (تو غیبت کہوں گوارا ہو کہ یہی ایک قسم کا مکرور کیا جاوے) اولاد کے خصصے ڈرتے رہو بے شک
بڑا فہرہ قول کرے حالانکہ یہاں ہے ۱۲

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارَ يَتَرَبَّعَتْ
بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَنَا وَهُوَ هَكَذَا
وَضَمًّا أَصَابَهُ ۞ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دو لڑکیوں کا ان کے بالغ ہونے تک ان کی ضرورت کی چیزوں کا تکفل رہا تو قیامت کے روز میں اس سے اور اپنے اسی انگلیاں ملا کر فرمایا اس طرح آئیں گے۔ (یعنی میں اور وہ اس قدر قریب ہوں گے) ۞

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ
أَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْأَخَوَاتِ فَأَذْبَحَهُنَّ وَ
رَحِمَهُنَّ حَتَّى بَغْنِيَهُنَّ اللَّهُ أَوْجَبَ اللَّهُ
لَهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَأَتْنَتَيْنِ قَالَ وَإِثْنَتَيْنِ حَتَّى لَوْ قَالَ أَوْ
وَاحِدَةً لَفَالٍ وَاحِدَةً ۞ (مسلم)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کے خچہ چاہ اور ان کی ضروریات کا تکفل ہو گا اور انہیں ادب دے گا ان پر مہربانی کرے گا یہاں تک کہ خدا انہیں بے نیاز کر دے تو خدا اس کے لیے جنت و جب کر دے گا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اور دو لڑکیوں یا دو بہنوں کے ساتھ ایسا کرنے والا فرمایا اگر کچھ بھی یہی حکم جو حتیٰ کہ اگر لوگ ایک لڑکی یا ایک بہن کی حالت دریافت کرتے تو آپ ضرور فرمائے کہ ایک کے ساتھ سلوک کرنے والے کا بھی یہی حال ہو گا ۞

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اُنْثَى فَلَمْ
يَكُنْ لَهَا وَلَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَدٌ وَلَدَ عَلَيْهَا
يَعْنِي الذَّكَوْدَ اَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ ۞ (مسلم)

ابن عباس کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس بیٹی ہو اور اس نے نہ تو اسے زندہ ورگور کیا نہ ذلت کی حالت میں رکھا نہ اولاد و گور کو اس پر ترجیح دی خواتین اسے جنت میں داخل کرے گا ۞

۱۔ بے نیاز ہونے کی بس سی صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً کسی دولت مند سے بیابانی گئی یا کسی بے بطریقیت سے کچھ دے دیا ۱۱

تعلیم و ادب

تھرو کے بیٹے جابر کہتے ہیں کہ سہیلہ خدائے علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمی کو اپنی اولاد کو ادب دینا ایک صالح فیہ است کرنے سے بہتر ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ نُورٌ بِلِجْلِ
وَلَدَ خَدَّيْهِ مِنْ أَنْ تَصِدَّقَ بِصَاعٍ ^(مِنْ زَيْتٍ)

ایوب بن موسیٰ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی والد نے اپنی اولاد کو نیک الٹب سے فضل کوئی عظیم عطا نہیں کیا۔

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مَوْسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَدَّثَهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَا حُلَّ وَالِدٌ لَدَاكَ مِنْ حُلٍّ أَفْضَلَ مِنْ
أَرَبِّ حَسَنِ (ترمذی)

عمر بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے
 دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سیف بن
 صلیہ اور علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! اپنی
 اولاد کو نماز کا حکم کرو جب وہ سات برس
 کے ہوں اور ترک نماز پر اور جب وہ
 برس کے ہوں اس وقت ان کے سونے
 کی جگہ الگ الگ مقرر کرو۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً
أَوَّلًا ذَكَرُوا بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِينَ سِنًا
وَآخِرًا يُؤْمَرُونَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشِيرَةٍ سِنًا
وَقَرِهُوا أَبْنَاءَهُمْ فِي الْمَصَلِّاتِ * (الترمذي)

شفقت مہربانی

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہم چند لوگ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسفیہؓ کو مار کے گھر گئے تو غمخیز صاحبکے فرزند ابیہم کی اتنا کاشور تھا کہ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنِ سَيْفٍ الْغَنِيِّ
وكَانَ ظُلُمًا لَمْ يَرَوْهُمُ فَاخْلَسَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ فَعَبَلَهُ
وَسَمَّاهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ وَ
إِبْرَاهِيمَ يَجُودُ بِنَفْسِهِ جَعَلْتُ عَيْنَا
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْرُكُ
فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّمَا رَحِمَةٌ
فَعَلْتُ لَهَا بَأْخَرِي فَقَالَ إِنَّ الْعَيْنَ
نَدَمُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا
مَا بَرَّيْنَا وَلَا نَأْتِي بِفِرَاقٍ بَلَّا إِبْرَاهِيمَ
فَكُرُونُونَ * (صحيح)

صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو گود میں لے کر
چڑھا اور اُن کے چہرے پر اپنا چہرہ اور ناک
سبب رکھ کر دیکھ کر کہ گویا کوئی شخص
کسی چیز کو سوچ رہا ہے۔ اس کے بعد پھر
جو ہمارا دل جانے کا اتفاق ہوا تو ابراہیم
جان تو رہے تھے کہ یہ کیفیت دیکھ کر خیر
صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

اس پر عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ اے
رسول خدا اور لوگ تو روتے ہی میں
بھی روتے ہیں فرمایا اے ابن عوف
یہ اثر رحمت ہی اس کے بعد پیغمبر صاحب
پھر رونے اور فریاد کرنے لگے کہ آنکھ آنسو
بہاتی اور دل تنگین ہوتا ہے ابراہیم وہی
کھتے ہیں جس سے ہمارا پروردگار راضی ہوتا

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ زَيْدٍ قَالَتْ رَسَلْتُ ابْنَةَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنَّ أُمِّي
فِيضُ فَاتِنًا فَارْسَلْ يَقْرِئُ السَّلَامَ وَ
يَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا عَصَى وَ
كَانَ عِنْدَ بَاجِلٍ مَسْمُومٍ فَلْتَصِرْ وَلِيَّ تَحْتَبُّ
فَارْسَلْتُ إِلَيْهِ تَقْسِمُ عَلَيْهِ لَبَّائِيهَا
فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمَعَاذُ
ابْنِ جَبَلٍ وَابْنُ بَنٍ كَعْبٍ وَزَيْدُ
ابْنِ ثَابِتٍ وَرَجُلَانِ فَرَفَعَهُ إِلَى

آسمان بن زید کہنے میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحابہ اسی زینب اس نے آپ کی خدمت میں ایک شخص
کو بھیجا کہ میرا بچہ مرنے کو قریب ہو آپ ذرا کر تشریف
لے آئیے پیغمبر صاحب نے پیام دینے والے سے فرمایا
کہ ہمارا سلام کہو اور کہہ دو کہ تمہارے والد کہتے ہیں کہ
خدا ہی کا تھا جو اُس نے لے لیا اور اُمی کا تھا جو اُس نے
دیا اور تمام چیزیں اُس کے پاس ایک مقرر وقت پر
ہوتی ہیں تو زینب کو صبر کرنا اور ثواب کی امید رکھنا
چاہیے ابی بن زینب نے دوبارہ آدمی بھیجا اور پیغمبر صاحب
قسم دلائی کہ آپ ضرور تشریف لائیں چنانچہ آپ دریا کے
ساتھ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب
زید بن ثابت اور عبد الرحمن بن عوف ابی بن زینب کے مکان

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّيِّئُ
وَنَفْسُهُ تَنْفَعُهُمْ فَصَاحِبَتٌ عَيْنَاهُ فَقَالَ
سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا أَفْعَالٌ هَذِهِ
رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ فَأَمَّا
يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ عْبَادِهِ وَالشَّجَاعَةُ (صحیحین)

تو بچے کو اٹھا کر آپ کی گود میں دیا گیا حالانکہ
اُس کی جان کل رہی تھی یہ دیکھ کر آپ کی آنکھوں
سے آنسو جاری ہو گئے۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ
یہ آنسو کیسے ہیں فرمایا یہ رحمت ہے جسے خدا نے
اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے
اور خدا نے اُن ہی بندوں پر رحم کرتا ہے جو
باہم رحم کا برتاؤ کرتے ہیں +

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَبُ بْنُ
حَابِسِ بْنِ الْمُبَرِّقِ جَالِسٌ فَقَالَ الْأَقْرَبُ
إِنِّي عَشْرَةَ مَنَاقِلَ مَا قَبَلْتُ مِنْهُمْ
أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا
يَرْحَمُ (بخاری)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور علی رضی
اللہ عنہ کے صاحبزادے حسن کو پیار کیا
چومنا اور اس موقع پر جاہل کل بیٹا واقعہ سمی
بھی موجود تھا جس نے کہا کہ میرے دس
فرزند ہیں مگر میں نے تو ان میں سے ایک کو
بھی کبھی نہیں چوما۔ جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے (دیکھ کر) اُس کی طرف
دیکھا اور فرمایا کہ جو شخص کسی پر مہربانی
نہیں کرتا اُس پر خدا بھی مہربانی
نہیں کیا کرتا +

عَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِي فَيَقُولُ
عَلَى فِخْزَةٍ وَيَقُولُ الْحَسَنُ عَلَى فِخْزَةٍ
أَلَا خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ هَؤُلَاءِ يَقُولُ اللَّهُمَّ
ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا (بخاری)

اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں (میں ابھی بچہ ہی
تھا) کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم مجھے پکڑ کر اپنے زانو سے مبارک پر
بٹھا لیتے اور وہ کہتا فِخْزَہ کہہ کر اُن کا پیچھا
دونوں کو چپٹا کر فرماتے کہ اے اہل ایمان! ان دونوں
پر نظر عنایت رکھو کیونکہ میں ان کے
ساتھ مہربانی سے پیش کرتا ہوں +

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاءُ أَعْرَأَتْنِي إِلَى

أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ حُضْرَةَ عائِشَةَ فرماتی ہیں کہ ایک بُری

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
أَقْبِلُوا الصَّبِيَّانَ فَمَا نَقِبَ لَهُمَا فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلًا
لَكَ أَنْ تُرَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر کہنے لگا کہ
کیا تم بچوں کو چوستے اور پیار کرتے ہو تم تو یہ نہیں
کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اس
بات کا اختیار رکھتا ہوں کہ خدا نے جو میرے دل سے
رحمت و مہربانی نکال لی ہو میں اسے سح کر دوں *

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِي إِسْرَءُةٌ وَ
مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسَالَتْنِي فَلَمْ أَجِدْ عِنْدِي
غَيْرَ مَكْرَةٍ وَاحِدَةٍ وَأَعْطَيْتُهُمَا إِيَّاهَا
فَقَسَمَتُمَا بَابِي أَنْ يَنْبِيَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا
لَمْ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَتْهُ فَقَالَ مَنْ
أَتَيْتُكِ مِنْ هَذِهِ النِّسَاءِ لَشَيْءٍ فَاحْسَنِي
زَيْهِي كُنْتُ لَكَ بِسَرَّاءٍ زَيْنَ النَّارِ

حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کچھ
مانگنے آئی اور اُس کے ساتھ اُس کی دو لڑکیاں تھیں۔
لیکن میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ اُس کو کچھ نہیں
پایا چنانچہ میں نے اسے وہی ایک کھجور دے دی اُس نے
اُسی اُسی کھجور دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دی اور فرمایا
کچھ نہ کھایا پھر اُٹھ کر چلی گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا
فرمایا جو شخص ان لڑکیوں کی وجہ سے مبتلائے تکلیف
ہو تا اور ان کے ساتھ سلوک کرتا ہو تو یہ اُس کے لیے
دوزخ کی آگ سے روک اور پروردگار ہو جائیں گی *

عقیدت

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الرُّمِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
مَعَ الْعُلَامَةِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرَيقُوا عَنْدَهُ
دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْدَهُ الْأَذَى

سلمان بن عامر الرمی سے روایت ہے کہ میں نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا
کہ بچے کی ولادت کے ساتھ عقیدت دے تو اُس کی
طرف سے خوں بہاؤ اور بالوں وغیرہ کی گندگی
اُس سے جھڑک دو *

۱۔ چہ کہ جین جب مکٹاں کے پیٹ میں رہتا ہے اُس کے سر کے بال دم کی رطوبت میں بھرے ہوتے ہیں اس لیے مونڈنا اور غسل
کا حکم ہوا ازاں نہ خواست اور حصول تہیہ کے لیے اس بھلے سے نزدیک اسی حکم میں خستہ بھی داخل ہے ۱۱

<p>حسن۔ سموسے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے عقیدے کے بدلے دین ہے ساتویں روز اس کی طرف سے جانور کی کیا جائے اور اسی روز نام رکھا جائے اور ٹوٹن کہا جائے ۛ</p>	<p>عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامُ مَرَّةً يَبْعَثُهُ نَدْبُ عَنْ يَوْمِ السَّارِيعِ وَيُسْتَبَى وَ يَحْلَقُ رَأْسَهُ ۛ (نوعی)</p>
<p>امام محمد (باقر علی (زین العابدین) کے بیٹے امام حسین شہید کے پوتے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن کی طرف سے عقیقے میں ایک بکری بیچ کی اور فرمایا غلط نہ اس کا سر نہ اٹاؤ اور بالوں کے ہموں چاندی خیرات کرو (بی بی فاطمہ نے ایسا ہی کیا حضرت علی (باقر علی) نے ہم جو بالوں کا وزن کیا تو ایک درہم یا درہم سے کچھ کم تھا درہم انگریزی تول کے مطابق سو اٹھ ماٹھ کا ہوتا ہے)</p>	<p>عَنْ عَمِّهِ بَعْثَ إِلَى بَنِي حُسَيْنٍ عَنْ عَمِّهِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُسَيْنِ بَشَائِرُهُ قَالَ يَا فَاطِمَةُ لِحُلْقِي رَأْسَهُ وَنَصَدَّقِي بِزَيْنَةٍ سَعَرَهُ فَضِيَّةٌ فَوْزَاهُ فَكَانَ وَزْنُهُ دِرْهَمًا أَوْ بَعْضُ دِرْهَمٍ ۛ (نوعی)</p>
<p>ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں یوں آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو تین دوست رکھنا ہوں کہ اس کی طرف سے قربانی کی جائے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں یا دو بکرے اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری یا ایک بکرہ ۛ</p>	<p>وَفِي رَوَايَةٍ إِلَى دَاوُدَ وَالتَّسَائِي قَالَ مَنْ وَلَدَ لَهُ وَلَدًا فَاحْبَبْ أَنْ يُسَمَّكَ عَنْهُ فَلْيَسَمِكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً ۛ</p>
<p>۱۷۷۔ یہاں جب لوگ عقیقہ کرتے ہیں تو لڑکے کے واسطے بکرے اور لڑکی کے لیے بکری تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ شرع نے اس بات کی تکلیف نہیں کی بلکہ بکرے یا بکریاں جو پیشہ ہوں اور خدمت پر مل جائیں لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے قربانی کی جا سکتی ہیں عقیقہ شدہ ہو یا نہیں اس میں علماء کے کئی قول ہیں۔ امام شافعی اور امام مالک شیعہ کے فاک ہیں اور اکثر محدثین اسی طرف ناظر ہیں امام احمد ایک روایت میں شتہ اور ایک میں واجب بتاتے ہیں۔ مگر امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ شتہ نہیں ہے یہاں یہ امام محمد ہی کتاب مواظ میں لکھتے ہیں کہ عقیقے کے بارے میں ہمیں یہی روایت پہنچی ہے کہ یہ جاہلیہ کی رسم تھی جو ابتداً اسلام میں بھی جاری رہی لیکن جب بقول علی قرآنی کا حکم ہوا تو عقیقے کی رسم مسموع ہو گئی جس طرح رمضان رمضان سے ہر طرح کے روزے اور غل جانا سے ہر طرح کے عمل اور رکعت سے ہر طرح کے صدقات مسموع ہو گئے۔ لیکن حناہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے تعامل سے صاف واضح ہوتا ہے کہ عقیقہ مسنون اور محبوب امر ہے اور اسی طرف اکثر ائمہ لکھتے ہیں۔</p>	

میراث

بُؤْسِبَكُمْ اللَّهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلَّذِيْ
مِثْلُ حِظِّ الْاُنْثَىٰ اِنْ كُنَّ نِسَاءً
فَوْوَ الْاُنْثَىٰ فَلَهُنَّ ثُلُثًا مَّا تَرَكَ الْوَلَدُ
كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِابْنٍ
لِّجُلٍّ وَاحِدٍ مِّمَّ السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ
اِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ
وَوَرِثَتْ اَبُوهُ فَلِلْمَيَّةِ الثُّلُثُ اِنْ كَانَ
لَهُ اُخُوَةٌ فَلِلْاُخُوَةِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ
وَصِيَّتِهِ يُوْجِى بِهَا اَوْ دِيْنُ اَبَاؤُكُمْ وَ
اَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ
نَفْعًا فَرِيْضَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِثَ اللَّهُ كَانَ
عَلَيْكُمْ حَكِيْمًا ۝

(النساء ع ۲ بارہ م)

رسمانوں) تمہاری اولاد کے حصوں کے بارے میں اللہ
تم سے کہے رکھتا ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ
دیا کرو) پھر اگر لڑکیاں (دو یا) دو سے بڑھ کر سب تو
ترکے میں ان کا حصہ دو تہائی اور اگر اکلی ہو تو
اس کو آدھا اور میت کے ماں باپ کو (یعنی) دونوں میں
ہر ایک کو ترکے کا پھنسا حصہ اُس حورہ میں کہ میت کی اولاد
ہو **ف** اور اگر اُس کے اولاد نہ ہو اور اُس کے وارث
(صرف) ماں باپ ہوں تو اُس کی ماں کا حصہ یک تہائی
(باقی باپ کا) لیکن اگر ماں باپ کے علاوہ میت کے ایک
سے زیادہ (بھائی یا بہنیں) ہوں تو ماں کا پھنسا حصہ
ف اگر یہ حصے میت کی وصیت کی تعمیل اور اولاد کے
قرض کے بعد (دیئے جائیں) تم اپنے باپ (دادا)
یعنی اصول اور بیٹوں (پوتوں یعنی فرع) کو نہیں جا
سکتے کہ نفع رسائی کے اعتبار سے ان میں کون سا تم
زیادہ قریب ہے (اپنی راے کو دخل نہ دو اور بول
سمجھو کہ) حصوں کا قرار و امد کا ٹھہرایا ہوا ہے
اللہ بلا شبہ (سب کچھ) جانتا (اور سب کی مصلحتوں
سے) واقف ہے ۛ

ف اولاد سے مراد ہے میت کی صلیب اولاد یعنی بیٹیاں پوتے پوتیاں اور پڑپڑے پڑپوتیاں پس نواسے نو سبیاں اور ان کی
نس داخل نہیں **ف** یعنی باقی سب ماں باپ کا اور بھائیوں کا کچھ نہیں ۱۲
لے اس آیت میں اگرچہ اولاد کے سوا والدین اور زوجین کی میراث کا بھی ذکر ہے مگر ہمارے عنوان کا تعلق صرف آیت کے
بیلے حصے یعنی میراث اولاد سے ہے کہ ماں باپ کے ترکے میں اولاد کا حق ہے۔ اولاد کے آؤ حقوق تو ماں باپ کی حیات کے ساتھ وابستہ
ہیں اور حق میراث مرنے کے بعد بھرتیہ ہیں اولاد کا حق میراث قائم کر کے ان کے حصے بھی بنا دیئے گئے ہیں جیسا کہ ترجمہ سے
واقع ہوئے ہیں ہم نے آگے چل کر حقوق خرافت میں بھی عنوان میراث قائم کیا ہے وہاں تمام صحابہ اور عصباء و زوای الاہل
کے حصص اور عصباء میں تمام وصاحت کے ساتھ بیان کی ہیں۔ یہاں پہنچ کر پہلے آئے دیکھ لینا چاہیے ۱۲

حاضر رہ سکتے ہیں کہ بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ پیدا ہو کر روئے یا اس سے آواز نکلے تو قرآن کے اندر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور وارث قرار دیا جائے ۴

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَهَلَ الْبُطْنُ صُلِّ عَلَى عِلْقَةٍ وَوُزِنَ ۵ (رمضی - ابن ماجہ)

حضرت جابر کہتے ہیں کہ سعد بن ربیع کی حقہ اپنی دونوں بیٹیوں کو جو سعد بن ربیع سے ٹھہری جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاکر عرض کرنے لگی یا رسول اللہ! یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں ان کا باپ آپ کے ہمراہ جنگ میں شہید ہو گیا اور ان کا چچا ان کا سارا مال لے گیا اور ان کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور جب تک ان کے پاس مال نہ ہو ان کا بھائی ہو نہیں سکتا پیغمبر صاحب فرمایا کہ خود خدا اس بات میں فیصلہ کرے گا چنانچہ آیت میراث نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ان کیوں کے چچا کے پاس بھیجا اور جب وہ آیا تو فرمایا کہ سعد کی دونوں لڑکیوں کو دو ثلث اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے اور باقی آپ لے لے ۴

عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْهِمَا مِنْ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَالَتْ يَأْكَ رَسُولُ اللَّهِ هَاتَا ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَبَلَغَ لَهَا قِيلَ لَوْ هُمَا مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ لَهَبِذَا وَكَانَ عَمَّاهُمَا أَحَدًا مَالَهُمَا وَلَوْ يَدَّعِي لَهُمَا مَالًا وَكَانَ لَكُمَا كَنْزَانِ لَكَ وَلَهُمَا مَالٌ قَالَ يَقْضِي اللَّهُ فِي ذَلِكَ فَذَكَرْتُ آيَةَ الْمِيرَاثِ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَمِّهِمَا فَقَالَ اعْطِ ابْنَتِي سَوَاءً ثَلَاثَتَيْنِ وَأَعْطِ امَّهُمَا الثَّمَنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ ۵ (رمضی - ابوداؤد)

عفو و درگزر

مسلمانوں! تمہاری بیبیوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے (دین کے) دشمن ہیں تو ان سے اعتنا کرتے رہو اور اگر تم (ان کے قصوروں کو) معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے تمہارے مال اور تمہاری اولاد پر (یہ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن مِّنْ آدَمِيٍّ أَوْ إِسْرَءِيلِيٍّ أَوْ نَحْشٍ أَوْ دَابَّةٍ مِّنْ أَشْيَاءٍ عَصَاكُمْ أَوْ ذَارَكُمْ فَرَأَوْهُمْ فَأَمَرُوا عَلَيْهِمْ وَرَوُّهُمُ وَإِنْ تَعَفَّوْا وَلَتُغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ رَأَيْتُمْ أَكْثَرَ الْأُمَمِ قَدْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاللَّهُ بِمَا يَفْعَلُونَ عَلِيمٌ ۝

فَتَنَنَّهُ ۖ وَإِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

(التعابین ۶: ۲۸ بارہ)

نیز انجیل پر اور اللہ کے پاس ران بکھیروں میں دین پر ثابت قدم رہنے والوں کے لیے، بڑا اجر ہے +

بیٹی سے ناراض نہ ہونا

وَلْيَحْزَنُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مَّا يَسْتَحِقُّونَ ۖ وَلَئِنْ آبَاؤُكُمْ هُم مَّنْ كَفَرُوا فَتَقَالِ وُجُوهُ مُسَوِّدَاتٍ أَتَوْهُم بِكُفْرٍ كَظِيمٍ ۝ يَتَوَلَّوْا رُءُوسَ الْقَوْمِ مِّنْ سُوِّهِمْ كَالْبُيُوتِ بِهَا يَمْكِنُونَ ۚ عَلَى هَؤُلَاءِ أَمْرٌ شَدِيدٌ فِي الْقُرْآنِ لَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

(الحج ۷: ۱۷ بارہ)

اور یہ منکر (فرشتوں کو) خدا کی بیٹیاں ٹھہرتے ہیں سبحان اللہ (خدا کے لیے بیٹیاں) اور ان کے لیے نرن مائے (بیٹے) اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوش خبری دی جائے تو (مارے رخ کے) اُس کا مونہ کالا پڑ جائے اور (زہر کے سے گھونٹ) پی کر رہ جائے فلا لوگوں کی بیٹی کی مار کے مار جس کے پیدا ہونے کی خوش خبری دی گئی ہو چھپا چھپا بھرے (اور دل میں منسوخمسوچے کہ آیا (اس) ذلت پر بیٹی کو لیے گا یا اس کو مٹی پر لگا کر دے دیکھو تو (وہ) دے گا کیسے) ان لوگوں کی کیا، بمسکراسے ہو

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَنْتَى فَلَمْ يَسِدْهَا وَلَمْ يَهْنِهَا وَلَمْ يُوَلِّهَا وَلَمْ يَدْخُلْهَا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ ۖ

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس بیٹی ہو اور وہ نہ تو اُسے زندہ درگور ہی کرے (حبیباً کر زائد جاہلیت میں لوگ فقر و عاری و جہر ایسا کیا کرتے تھے) اور نہ اُس کی اہانت و ذلیل ہی کرے نہ اپنے عزیز و زکو کو اُس پر بیچ دے نہ خدائے جنت میں اُن کو لے کرے گا

من المترجم - یوں بھی کثرت اوقات حقوق اور فرائض کا خیال آنا ہی رہتا تھا اور ایسا کون سا بشر ہے جو حقوق اور فرائض کا خیال نہیں کرتا اپنے ہوں یا دوسروں کے حق کو حق اور فرض کو فرض سمجھ کر نہ بھی کسی گمراہی کا جو کام بھی ہے ہلکا ہو یا بھاری رسولی ہو یا غیر معمولی اس کا محرک اس کا باعث ہی خیال ہونا ہی ہو گا جو شعور نہ ہو تو ہم کو یوں ہی اکثر اوقات حقوق اور فرائض کا خیال آنا ہی رہتا تھا مگر جب اس کتاب کا بیڑا اٹھایا ہی خیال

ف کلم کے لفظی معنی ضبط کر کے ہیں مطلب یہ کہ چاروں اچار اس کو اپنا حصہ ضبط کرنا پڑے اور عیسے کے ضبط کو ہر ایک عباد میں ملنی چاہی کہتے ہیں اسی لحاظ سے ہم نے ذکر کیے گھوٹ اپنی کر رہ جائے۔ ترجمہ کر دیا ہے ۱۳

ف بیٹی یا دوسروں کے کیٹیوں سے خود مدار رکھتے ہیں خدا کے لیے اُن کا ہر ناجیز ذکر کرتے ہیں ۱۴

بہ وقت نصیب العین رہنے لگا۔ غور کر کے دیکھا تو حقوق اولاد کو تمام حقوق سے زیادہ اہم زیادہ ضروری اور زیادہ موکد پایا۔ حقوق کی فرد گزشت کو مرض سمجھیں تو دوسرے حقوق کی فرد گزشت مرض لازم ہو اور حقوق اولاد کی فرد گزشت مرض متعدی۔ آدم کی نسل یوں ہی تو گزری ہے کہ ماں باپ نے اولاد کی خبر نہیں لی اور اولاد نے اپنی اولاد کی۔ اور اسی طرح ابتدائی تخم کا فساد پود میں سرایت کرتا اور پھینکا چلا گیا۔ اور چونکہ تولد و تاسل کا سلسلہ جاری ہو اگر لوگ اپنی اصلاح نہیں کریں گے تو نیم کے دفتوں میں بنو لیاں ہی نہیں گی انکو تو پھلےں گے نہیں۔ شرافت کا ادب جو سدا سے ہوا سدا کو رہے گا متضرع و اسی اصول پر بات یہ ہو کہ مخلوقات میں نباتات اور حیوانات ہی دو چیزیں ہیں جو فنا ہوتی رہتی ہیں تو خدا نے ایک وقت میں یعنی قیامت تک ان کے باقی رکھنے کے لیے ان میں اپنا نسل پیدا کرنے کی صلاحیت رکھی۔ نباتات اور حیوانات میں اور آدمی بھی ایک طرح کا حیوان ہی ہے کہ اس کی بہت سی باتیں حیوانوں سے ملتی ہیں۔ غرض نباتات اور حیوانات میں اور آدمی میں غدا سے باقی اور غدا سے حیوانی کے سن سے خدا اب مادہ پیدا کرتا ہے وہ مادہ تخم کا ٹکڑا کہتا ہے۔ خدا سے بہتر کون سال و سے سکتا ہے۔ فَلَمْ يَخْصِرْ لَوْ اَللّٰهُ اَلْمَعَالِ اِنْ اَللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وہ فرماتا ہے اِسْتَأْذِنُوْا لَكُمْ مَوْتَ لَكُمْ تَوَسَّعَ رُوسَ مَرَدَّ كَاشْفَا لِكُلِّ جَبَدٍ مَّوَا عَوْرَةِ زَمِيْنٍ۔ وہ مادہ جس کو قطعہ کہتے ہیں بیج۔ بعینہ نباتات کا ساحل ہے۔ کاشتکار نے زمین میں بیج ڈالا۔ زمین نے اُس کو پروش کر دیا اور بیج کا عین بن ویسا ہی درخت بن گیا جس کا بیج نمایاں ہے تو درخت بھی ضرورتاً نشا پیدا ہو گا۔ مگر بعض نقص خفیف بھی ہوتے ہیں۔ زمین کی طبیعت آب و ہوا کا شکار کی کوئی تدبیر از قمر کھات فلانہ کو کرتا ہے۔ سچنا وغیرہ بیج کے نقص کو دور کر دیتا ہے تو درخت صبح و سالم آگیا ہے۔ لیکن بیج زیادہ بگاڑا ہوا ہوتا ہے تو اُس کی روئیدگی میں چاروں اچار کوئی نہ کوئی روگ ہوا ہے۔ اِس کی تصدیق ہم کو قرآن سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے مدون اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا وہ لوگ کفر و شرک پر جمے ہوئے تھے۔ اَنْفُسُ نَفَحَ كُوْا تَهْ اَوْ رِيْانَ سَ سَاسَ نَفَسٍ كَسِي طَرَحٍ كِي كِي نَفَسٍ كِي۔ آخر نوح نے تنگ آکر ان کے حق میں بددعا کی وَقَالَ نُوْحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَاۤءِ اَدَاۡءُ اَلْاٰلِ اِنْ نَذَرْتُمْ يٰمُتْلُوْا عِبَادَاكَ وَاَكْلُ الْاٰلِ لَا تَاْكُلُوْا اَنْفَاۡكُمُ۔ یہ بیج لطفے کا اُس رعبے کا بگاڑ کہ اُس میں خدا پرست تنیکو کار آدمی بننے کی قابلیت باقی نہیں رہتی جس طرح بیج کا فساد اگلی یود کو بگاڑتا ہے ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیج تو نقص سے پاک ہے مگر زمین جس میں بیج ڈالا گیا ہے شور و قوا سی زمین کی روئیدگی کا بھی بھروسہ نہیں وَالْبَلَدُ الْقَلْبُ شَرُّ مَرَدِّ نَفْسٍ

سلفہ (وہ دیا کہ بادشاہوں کے پاس برہمہ کے لیے ستا دین نصیف نہ کرو) شبیک سال کا دینا، امدک معلوم ہو اچھ کو معلوم ہو
۱۵ قصاصی پیدیاں (کوئی) قصاصی کھیتیاں ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴

يَا ذُرِّيَّتِي لَا تَنسَى اللَّهَ الَّذِي هُوَ مَوْلَاكَ ۖ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْكَ سَيِّئَاتِكَ وَلَنَجْزِيَنَّكَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝
 لالہ روید و در شورہ بوم حسن ۝

ہمارے اس تمثیل بیان سے تم نے معلوم کر لیا ہوگا کہ اولاد کے بننے اور بگڑنے میں ماں باپ کو کہاں تک دخل ہے اور اس دخل کی ابتدا کب سے ہوتی ہے۔ ابتدا ہوتی ہے اس وقت سے جبکہ آدمی باپ کی بیٹیہ اور ماں کے سینے میں لطف ہوتا ہے قَلَمُطَرِ الْاَنْسَانُ حَتَّمُ حَلَقُ مِنْ مَّكَايِدِ الْاَيْنِ فَتَحَرَّجُ مِنْ نَسَبِ الْوَلَدِ الْاَنْسَانِ اب اس جگہ ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہی بات ہے تو تعلیم و تربیت و عطا و نصیحت قانون و شریعت ربیہ کا رسم شمشیر نیک زاہیں بچوں کو نہ کہے۔ ناکس بر تربیت نہ شد و اچھ کم کن یعنی آدمی میں دو باتیں پائی جاتی ہیں ضد یکدیگر۔ ایک طرف تو وہ ماں باپ عادتوں اور خصلتوں بلکہ رنگ روغن چہرے نمبرے جسمانی ساخت تک کی میراث لے کر آتا ہے اور دوسری طرف اس کو تعلیم و تربیت سے مدد عادتوں کے اختیار کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ دونوں باتیں اسی ہی جگہ ٹھیک ہیں اور جس میں آدمی کے تمام خلائق کا یہی حال ہے کہ افراط و تفریط کے درمیان ایک توسط اور احتیال کا رسمہ ہو بال سے زیادہ باریک تموار کی دھار سے زیادہ تیز جیسے قیامت کا پل ہر اطراف سے گھائی اُدھر کھائی اُدھر کھائی۔ ایک طرف اسراف ہے تو دوسری طرف بخل۔ ایک طرف نامردی ہے تو دوسری طرف تشدد آدمی کسی حال میں تعلیم و تربیت سے مستغنی نہیں اور کچھ نہ ہوگا تو بد عادتوں کی جڑ طبیعت میں راسخ نہیں شدش تو کم ہوگی۔ اولاد کے ساتھ برتاؤ کرنے میں جو افراط و تفریط لوگوں سے سرزد ہوتی ہے بہت کچھ محتاج اصلاح ہے۔ خدانے نور و وزن میں ایک مادہ جس میں ان کا مبتل پیدا کرنے کی صلاحیت ہو بقائے نسل کے لیے خلق کیا تھا مگر چونکہ ہر ایک کی فضل اس حکمت کو نہیں سمجھتی اس لیے اس مادے کے ساتھ ایک طرح کی لذت لگا دی ہے جس کی وجہ سے مرد و زن ایک دوسرے کی طرف رغبت کرتے ہیں۔ اب یہ مرد و زن دونوں کی غلطی ہے کہ انھوں نے اسی لذت کو مقصود اصلی سمجھ لیا ہے۔ اور جس کو دیکھو اس لذت کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے۔ اس لذت نے سلطنتیں کی سلطنتیں تباہ و برباد کر دی ہیں۔ قائدانوں کا اور اشخاص خاص کا تو کچھ شمار نہیں۔ اسی کے قریب قریب ایک مثال غذا کی ہے کہ غذا کا اصلی مقصود ہے جسم کی تقویت۔ فی الواقع کی لذت جو فضا نے دہن میں محسوس ہوتی ہے وہ مقصود اصلی یعنی جسمانی تقویت کے حاصل کرنے کے لیے ہے مگر لوگوں نے جسمانی تقویت سے قطع نظر کر کے زبان کے چٹا ہوں ہی کو مقصود اصلی سمجھ لیا ہے۔ بے ہتھائے صادق کھا کھا کر اکھڑتے ہیں اور کمر نہیں چم بونٹنے کو آدمی کی اصل قرار دیا اس کی پیدائش کے سلسلے میں سے اوپر کی چند کڑیاں چھوڑ کر بیج میں سے شروع کر دیا ہے ورنہ بیج پر چھو تو آدمی کی اصل سنی ہے جتنی ترقی کر کے نباتات میں جرم کیا۔ نباتات نے حیوانات میں حیوانات نے انسان میں تہ فصد و ہفتاد قالب دیدہ ام کے یہی حصے ہیں نہ یہ تو انھل کے

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اگر نہیں تو اتنی ہی بات کہ دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے وہ یہ کیا کیا ہے پانی یعنی قطروسی سے

نیکے ہیں۔ قرآن کے ظاہر الفاظ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدائے پہلے آدمی کی شکل کا مٹی کا پتلا بنایا۔ پھر اُس میں جان ڈال دی۔ اُس کے بعد سے توالد و تناسل کا وہ قاعدہ چلا جو آبِ نیک جاری ہو تو اُس حساب سے لطفِ باری آدمی کی اصل تھی۔ اور چونکہ لطف کی اصل ہو غذا تو چاہیے کہ غذا کے درجے سے لطف کی حفاظت کا اہتمام کیا جائے کہ غذا لطیف ہو معتدل ہو مگر یہ دو راز کاربائیں ہیں وشل الاولیام اور انما کل العسل۔ بہر کیف غذا کے درجے سے نہیں تو عروق کے وقت سے لطف کی حفاظت کا اہتمام شروع ہو جانا چاہیے۔ خدائے جسم و روح میں کچھ اِس طرح کا تعلق رکھا ہو کہ ایک کے عواض دوسرے میں اثر کیے بدون نہیں رہتے۔ زمانِ حمل میں عورت کی زندگی دو گنا زندگی ہوئی ہو۔ ایک اُس کی اپنی اصلی زندگی مؤخر اور ایک جنین کی زندگی شکی متاخر۔ تو حاملہ عورت کو چاہیے کہ جنین کی جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی زندگی کا خیال رکھے جسمانی زندگی سے مراد ہو تو انسانی تندرستی روحانی سے اخلاقی اور فطری۔ اتھا پھر یہ ہو تو کوئی مگر ہو بہو خود اپنی جسمانی اور روحانی زندگی کے تندرستی سے کم زمانِ حمل میں اُس کا سرگنہ دیکھتے۔ بنکلف ایسے تئیں خوش رکھے۔ کوئی بُر خیال دل میں آنے پائے تحمل کا نازد حاملہ اور جنین دونوں کے لیے بڑا نازک وقت ہو عورت کے لیے تو حمل کا ہونا ہی میں بیماریوں کی ایک بیماری ہو۔ رہا جنین۔ اُس کے سنبھالنے کے لیے بڑی سیاحت کرنی پڑتی ہے۔ پھر وضعِ حمل۔ وہ تو کچھ ضاہی کی قدر ہے جو عورت صحیح سلامت لٹھ کھڑی ہوتی ہو ورنہ دنیا میں جس جیتے کی جتنی میں معلوم جو تعلق بچے کو لیجن ماہر میں رہنے تک ماں کے ساتھ ہوتا ہے پیدا ہونے پہلے وہ تعلق تو باقی نہیں رہتا مگر دوسری طرح کے متعدد اور قوی تر تعلقات لاحق ہو جاتے ہیں کیونکہ غالباً ماں ہی اپنے بچے کو دودھ پلائے گی۔ ماں ہی اپنے بچے کو گود میں لیے رہے گی۔ ماں ہی اپنے بچے کو خوش آئند لوٹیاں سنائے گی۔ ماں ہی اپنے بچے کو ساتھ لے کر سونے گی۔ ماں ہی اپنے بچے کو بولنا بات کرنا سکھائے گی۔ غرض دوسرے تک تو بچے کسی وقت ماں کا ہینڈ چھوڑنا نہیں۔ تو کیا ایسے کاڑھے ایسے لمبے اختلاط کی حالت میں ماں کی خُوب بچے میں اثر نہ کرے گی؟ ضرور کرے گی اور گہرا اثر کرے گی۔ لوگوں کو معلوم نہیں کہ پیدا ہونے کے ساتھ بچے کے حواس ظاہر و باطن کے سب لطیفے جاری ہو جاتے ہیں غرض بچہ جتنی دیر جاگتا رہتا ہے ایک لمحہ بھی معطل نہیں رہتا وہ چپکے چپکے نہ کچھ سیکھ رہا ہو مگر پروالوں کو خبر نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ بچے کے لیے ماں کی گود پہلا مکتب ہو۔ اور ماں پہلی معلم پھر بچہ پیدا ہوتا ہے تو دل کی کوری تختی لیے پیدا ہوتا ہو۔ ماں اُس پر نقشِ اول بناتی بلکہ گنہ کرتی ہے کہ شاید تعلیم و تربیت سے ماند چڑ جائیں مگر بالکل سٹ نہیں سکتے۔ اولاد کے ہونے سے کتنی بڑی توفیق واری ماں باپ پر عطا ہوتی ہے کہ بچے کو دنیا و دین دونوں کے کام کا بنانا ہے مگر قرآن کے بھادیں نہیں۔ اسی ذمہ داری کے لحاظ سے خدا

سلسلہ قری ایک خاص طرح کا رنگ و مس کو عورتیں بچوں کو سنانے کے لیے ایک خاص سے اُن کے کان میں کافی ہیں۔ اور بچوں میں ایک قوری ہے۔ یہ آہاری پیدا تو ان کیوں نہ جاوے۔ میرے بچے کی آنکھوں میں کل رل عا آتی ہوں میری آنی ہوں + دوجہ بچے شکاری ہوں + میرے بچے کی جگہ میرے سے۔ سترے ہلے میرے پیارے یا بچے کا نام لے کر دہی کو ماہر دوسرا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی بچے کو تھپکتی بھی جاتی ہیں یہاں تک کہ بچہ سو جاتا ہے ۱۲

نے فرمایا ہے اَلْمَوْتُ لَكُمْ ذَاكَ لَكُمْ وَهَسَّہُ اگر ماں باپ کو اولاد کے حقوق اور اولاد کے تعلق سے اپنے فرائض کا کما حقہ خیال ہو تو اس سوچ میں راتوں کو نیند نہ آئے۔ نیند تو یہاں بھی نہیں آتی مگر سوچ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس سبب کے اندر سے ہے باہر تک دُھوم مچی ہوئی ہے اندر سے زچہ گیر لٹوں کے کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی باہر دروازے پر بجانڈو ہمال چلے رہتے ہیں۔ حقوق اور فرائض کا یہ حق اولاد اور ماں باپ یوں تو عالم میں ہزاروں لاکھوں قسم کی مخلوقات ہو مگر ضروری اور کام کی مخلوق سمجھو تو آدمی ہے۔ ضروری اور بھارا آدمی ہونے کے ساتھ آدمی میں ایک بڑا نقص یہ ہے کہ اس کی ہستی بہت ہی مختصر ہے ساٹھ ستر اگلیں اعتدال اُمّیٰ لیکن المیتین والسبوتین حد سوبیس۔ تو اس نقص کی تلافی خدا نے اس طرح پر کی کہ شخصی ہستی تو نہیں مگر نوعی ہستی باقی رکھنے کے لیے ہر فرد کے پیچھے مروجہ عورت اولاد کی تن لگا دی۔ اسی تن کے نیچے ہیں کہ دنیا کی مردم شماری ایک اب پچاس کروڑ تک پہنچ گئی ہے اَللّٰھُمَّ رَدِّہٖ ۱

اچھایہ تو اس آدم کے باقی رکھنے کی تدبیر ہوئی۔ ان میں امن و مافیہ قائم رکھنے کے لیے حکومت کا دستور جاری کیا وَرَدِّہٖ لَعْنَتُہُمْ عَیُّوۡنُہُمْ وَرَبِّہٖ لَعْنَتُہُمْ بِعَصَیِّہُمْ لَعْنَتُہُمْ عَیُّوۡنُہُمْ وَرَبِّہٖ لَعْنَتُہُمْ عَیُّوۡنُہُمْ دنیا میں حکومتیں کئی طرح کی ہیں۔ سب سے پہلی حکومت جس کے آرگڑے میں آدمی نکالا اور سدا جاتا ہے ربّ الہیت اور ربّ الہیت یعنی والدین کی حکومت ہے۔ ہر ایک گھر ایک چھوٹی سی سلطنت ہے۔ باپ بادشاہ ماں ملکہ۔ اولاد لوگر چاکر وغیرہ علی اختلاف المراتب رعایا۔ آدمی کے پچھڑوں پر پہلے پہل والدین کی حکومت کا ہلکا جڈا رکھا جاتا ہے تاکہ وہ اُٹتا حاکم وقت۔ مذہب وغیرہ کے بھاری بھاری جوں کے اُٹھانے کے لیے تیار رہو۔ پھر حکومت کا اسلوب تبھی جا کر ٹھیک ٹھیک ٹھیک ہے کہ محکوم اطاعت کرے اور ساتھ ہی حاکم کو بھی حکمرانی کا ڈھنگ آتا ہو۔ یعنی رعایا کا فرض ہے اطاعت اور ربّ الہیت کا فرض ہے رعایا کو اپنے ضبط میں رکھنا۔ اُن سے اطاعت کرنا۔ لیکن ہم خانہ داروں میں حکومت کے اسلوب کو ایسا بگاڑا ہوا پاتے ہیں کہ گھروں میں بیسی کچھ بڑھئی اور بیادہ ہی سوہو اور اولاد پڑی ہو کہ دوسری حکومتوں کو بھی اچھی طرح سمجھ نہیں کرتی۔ اس لیے کہ ان کے سروں میں اَلْاَکْثَرُ لَا یَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقَہٗ حَتّٰی صَلَیٰ عَلَیْہِمْ حَتّٰی مَسْتُوۡبٍ کی شیطنت بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اس کا الزام سرسرو والدین کے سر پر ہے کہ

۱۱۔ تھامس مال اور تمھاری اولاد اس (دنیا کے) پچھڑے میں ۱۲۔ زچہ گیر یاں وہ گیت میں جو بیچے کے پیدا ہوئے ہر چھٹی ایک گائے جاتے ہیں بھانڈوں کی سمولی نہ گیری تو یہ ہے۔ میری بیاری چٹا یا میری لہو بی چٹا یا راج دولاری چٹا ماں کرے سدال سے گھر کی بیبیوں کی زچہ گیر یاں بہت ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ گوری کے۔ ستیاں دنگے مار سرھاٹے بیاں ۱۳۔ پیا ایک کہا بہر کھو پیا امان کو آئے نہ دیکھو یہ میری امان محکوم نہ بھانڈے ۱۴۔ وہ تو گود سٹو اچراوے ۱۵۔ میری امت کی زیادہ سے زیادہ عمریں ساٹھ اور ستر برس کے درمیان میں ہیں ۱۶۔ اوہم نے (ویادی) درجوں کے اعتبار سے ان میں ایک کو ایک ہر تریج دی ہے ماکا ان میں ایک کو ایک (ہما) محکوم بناتے رہے ۱۷

۱۸۔ میں وہ نہیں کہ ایسے کو سجدہ کروں جس کو تُو نے گائے (اور) سرے جوئے گارے سے پیدا کیا جو (ستو کھ کر) کھنکھس دوسے لگتا ہے (یہ تال کا مقولہ ہے) جب اُس نے آدم کو سجدہ نہیں کیا اور خدا نے اُس کا سبب پوچھا تو اُس نے یہ جواب دیا ۱۹

یہ اولاد کو اپنے بڑے غصے دکھاتے ان کو باتوں سے، حرکات و سکنات سے، آوازوں سے بری تعبیر دیتے ہیں۔ لڑائیوں سے، چوچلوں سے، نانہ بھاریوں سے ان پر یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ وہ حاکم ہیں اور سب ان کے محکوم۔ ذرا ان کی آنکھ میں پلے ہو تو ماں پیٹ پیٹ کر اپنا خون کر دے۔ اور باپ پھٹنا یا پھٹنا پھرے۔ ایسی باؤلی محبت کا ضروری نتیجہ یہ ہے اور اس کے سوا ہوتا بھی کیا ہے کہ جتنی بدعات میں سب ہی کا بیج تو لاؤ لی اولاد کی طبیعت میں بویا جاتا اور عمر کے ساتھ ساتھ وہ بیج بڑھتا پھوٹتا اور پھوٹتا پھوٹتا ہے۔ لوگ کیا ہیں، چوٹی بھر کے کباب ہیں، پھدیک دینے کے قابل، اور یہ ساری خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں کہ اولاد کی تربیت ٹھیک طور پر نہیں ہوتی۔ اور لوگ ان فرائض سے واقف نہیں جو اولاد کے تعلق سے ان پر عائد ہوتے ہیں۔

ہم نے تو جتنا سنا سچا جتنا غور کیا آخر یہی اسے قرار پائی کہ ماں باپ ہی اولاد کو بگاڑتے اور خراب کرتے ہیں۔ یا تو ماں باپ ہی بڑے ہوتے ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی اولاد بھی بری ہوتی جاتی ہے۔ یا اولاد کی کسی ہی بے جا بات کیوں نہ کرے (غیر طاعت کی وجہ سے) ان کو منع نہیں کرتے یا ماں باپ نا عاقبتہ اندیش میں بننا و مافیہا سے بے خبر وہ اپنی وہی پڑائی بے وقت کی راگنی گارہے ہیں یہ نادان دوست کُھ اُھ اُھ اُھ اُھ اُھ کے مصداق ہیں۔ اولاد کی زیست کو تلخ کرتے ہیں اور ان کو وہ ہنر نہیں سکھاتے اور نہیں سکھنے دیتے جس سے خوش حالی اور بروکے ساتھ زندگی بسر کریں۔ تصاف صاف کیوں نہ کہیں ہماری مراد وہ لوگ ہیں جو تصعب کی وجہ سے حالانکہ مذہب اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا انگریزوں کی ہر ایک چیز سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کی وضع سے۔ ان کے طرز متکلف۔ ان کی زبان سے۔ ان کے علوم سے۔ ان کے انتظام سے۔ ان کے قانون سے۔ ان کے عملداری سے۔ ان کی باتوں سے۔ ان کے علاج سے غرض کہ ان لوگوں کو ان لمحوں کے نام ہی بڑے لگتے ہیں اور گڑ بھلاؤ گنگلوں سے پرہیز۔ مزہ یہ ہے کہ انگریزوں کے بدون گزرتی بھی نہیں۔ تھوڑی دیر کے لیے غور کر کے دیکھیں تو معلوم ہو کہ سوتلی بچک۔ دیو اسلامی۔ چاقو۔ مقرر۔ کپڑا۔ تمام سامان آرایش و آسایش ڈاک۔ ریل۔ تار۔ ویلیو پے کبل۔ نئی آؤٹ۔ نوٹ۔ روپیہ۔ پیمہ۔ ضرورت کی کل چیزیں انگریزی ہیں۔ انگریزوں نے نہ صرف ہنر، مشین، مال پر قبضہ کیا ہے بلکہ ہنر مندوں کے بکل بوٹے پر رعایا کی زندگی اپنی مٹھی میں کر لی ہے خدا شجہ مست۔ ایک دن کے لیے بھی یہ عملداری اٹھ جائے اور یورپ سے قطع تعلق ہو کر ماں تجارت کا اتنا جانا موقوف ہو جائے تو قدر نعمت بعد زوال حقیقہ معلوم ہو مَن لَو سَسْکِرَ الْفَاسُ لَو سَسْکِرَ اللّٰہُ۔ آدمی بھی عجیب قسم کا مخلوق ہے اس کو مومن کی ناک بے میندی کا پڑھنا کما جائے تو چنداں بے جا نہیں مختلف طرح کے خیالات اس کے

۱۔ ایک قصہ طلب باب ہو کہ ہمارے ستاروں میں ایک بزرگ ستیہ سے سی ہو گئے۔ ان کا سارا جادوان مردوں میں سب سے بڑا تھا۔ ان سے جو ملے سے خدا میں اندھا بن نہیسی ہلے پھڑ گئے۔ ان کی ایک ٹوٹی بھڑکی تھی تو یہ ان کو بھی سمجھا کر لے گئے کہ مریوں کو غلط عقیدے سے توہم کریں وہ نبی ان کے دلائل کا تو کیا جواب دیتیں ہمارے مصلحانے تلاش کے قریب خدائیں کہ مٹا کر توہم کتا ہی یہی سچ چنگار میں بکارتوں بھی ان لمحوں کے نام ہی بڑے لگتے ہیں تو کیوں مری جان کھاتا ہو میں تو مرے دم تک ان کو کو سی ہی رہوں گی ۱۱

ہمارے ایک دوست فریخے کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ سبب پوچھا تو کہا مچھو گوشت کی صورتہ دیکھ کر جاندار کے فوج کیے جانے کا خیال آجاتا ہے۔ پھر ہم نے اُن کو انڈے کھاتے دیکھا اور اعتراض کیا تو کچھ جواب نہ دے سکے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ انھوں نے انڈے کھانے بھی چھوڑ دیے ہوں گے وہ ایسے ہی مزاج کے آدمی تھے۔ لیکن اس سے اولاد کی ایک بڑی ظالمانہ حق تلفی یہ ہوتی ہے کہ مارے ارمان کے چھوٹی سی عمر میں اُن کا بیاہ کر دیتے ہیں۔ اس سے نسلیں ناتمام اور ضعیف ہوتی چلی جا رہی ہیں اور چھوٹی سی عمر میں نہیں بھی کرتے تو اولاد سے پوچھتے تک نہیں۔ مرد و زن میں ایک دوسرے کو پسند کرنے کی بہت سی وجوہ ہو سکتی ہیں۔ کوئی جن صورتہ کو پسند کرتا ہو کوئی سیرت کو کوئی نسب کو کوئی حسب کو کوئی منہ کو کوئی دین کو۔ کوئی مال کو۔ کوئی جمال کو۔ اور پھر جمال کا بھی کوئی معیار ضرور نہیں کسی کو رنگ پسند ہو۔ کسی کو نقشہ۔ کسی کو کوئی خاص ادا۔ کوئی شرم و حیا کی قدر کرتا ہے۔ کوئی شوخی کی۔ اپنا اپنا خیال ہی تو ہے۔ ایک کثرۃ اولاد کا آرزو مند ہے۔ دوسرا بانجھ تو نہیں چاہتا مگر بکھیرے سے گھبرانا ہو۔ اور دل میں کہتا ہو کہ ایک بس کرتا ہے۔ بشرطیکہ نیک ہو یا شاید اُس کا یہ خیال ہو کہ بچہ کش عورتہ حلہ سے ڈھلک جاتی ہے۔ غرض جتنے دل اتنے مذاق۔ نباہ تو کرنا پڑے گا میاں بیوی کو اور ایک دوسرے سے اجنبی اور اجنبی بھی ایسے کہ صورتہ آسٹنا تک نہیں۔ نکاح سے پہلے کو اسے مرد اور کواری عورتہ میں اس درجہ کا اختلاط کہ ایک مزاج شناس ہو جائے جیسا کہ انگریزوں میں ہوتا ہے۔ پایا رحمت کی نظر سے ہو تو مناسب۔ مگر اول تو پر وہ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ دوسرے خلاف احتیاط بھی ہے۔ مگر گڑھا اختلاط خلاف احتیاط ہو تو اتنی جسبیت بھی خلاف احتیاط ہے جیسی ہمارے یہاں ہے وہ ابتداء کے لحاظ سے اور یہ انجام کے اعتبار سے۔ اب ہم دو حدیثیں نقل کرتے ہیں جن سے مذاق اور اختلاط کے بارے میں شارع علیہ السلام کا نشانہ معلوم ہو جائے گا۔ عمل کرنا نہ کرنا ہمارا کام ہے۔

حدیث اول عَنْ ابْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنْ الْأَنْصَارِ قَالَ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَتَاؤًا وَفِي دَوَائِلِهِمْ أُخْرَى عَنِ الْمُعْتَرِبِينَ سَعَةً قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَظَرْتَ إِلَيْهَا فَإِنَّ الْأَخْرَى أَنْ تَوَدَّ بَيْنَكُمَا (ترمذی۔ سنائی) حنفیہ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ایک انصاری عورتہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں فرمایا اُسے دیکھ لے کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ (زردی یا نیلاہٹ کا) عیب ہے۔ دوسری روایت میں مغیرہ بن شعبہ سے آیا ہے کہ میں نے ایک عورتہ کو نکاح کا پیام دیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تھے اُسے دیکھ لیا ہو کیونکہ یہ دیکھنا اس بات کے لائق تر ہے کہ تم دونوں میں الفت محبت پیدا کرے۔

حدیث دوم - عَنْ حَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَمْرَوَةٍ فَلَمَّا فَعَلْنَا كُنَّا فَرِيًّا مِّنَ الْمَدِينَةِ فَلَمَّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ابْنِي حَدِيثُ عَمْرِاءِ بَعْرَسٍ قَالَ تَزَوَّجْتُ فَلْتًا نَعَمْ قَالَ لَكُنَّ امْرَأَةً

يَسْتَفْتِي قُلْتُ نَلَيْتُ قَالَ فَهَلَا يَكُنَا نُلَا عِيَهَا وَنُلَا عِيَكَ فَلَمَّا قَدِمَا ذَهَبَا لِيَدْخُلَ وَمَا
 أَفْهَلُكَ أَحْسَى يَدْخُلُ لَكُنَا أَيْ عَسَاءَ لَكِي مَسْطَرَّةُ الْحَجَمَةِ وَتَسْوِيَةُ الْمُحِبَّةِ ۝ حضرت جابرؓ کہتے
 ہیں کہ ہم چند صحابی تھے جنہوں نے علیؓ کے ہمراہ ایک جہاد میں تھے وہاں سے لوٹنے کو مدینہ کے
 قریب ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نو کتیاہوں فرمایا تو نے بیاہ کیا ہے میں نے عرض کیا
 جی ہاں فرمایا وہ کواری ہے یا شوہر دیدہ میں نے عرض کیا شوہر دیدہ فرمایا بھلا تو نے کواری عورت سے
 نکاح کیوں نہیں کیا کہ تو اس سے پیار کی باتیں کرتا اور وہ تجھ سے توجہ ہمہ دہی میں آئے اور اپنے لیے
 گھروں کو جانے لگے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اٹھیں وہ تھے کہ شام ہو جائے تاکہ غبار آلود اور پریشاں بالوں والیاں
 کنگھی چوٹی کر لیں اور جن کے شوہر ایک عرصے سے غائب ہیں وہ نیز ناف کے بال لے لیں ۝

تسائی کی روایت میں اس طرح آیا ہے۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ تَرَىٰ أُمَّهَ عَلَى سَهْدٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَبْهَةِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَالَ أَنْزَوَحَتْ نَاحِيَةً قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَكْبَرُ
 أَمْرِي هَذَا قَالَ قُلْتُ نَيْتًا قَالَ فَهَلَا يَكُنَا نُلَا عِيَهَا وَنُلَا عِيَكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْ لِي لَعْنَاتُ فَحَسِبْتُ
 أَنْ يَدْخُلَ مَسْجِدِي وَيَبْهَتُنِّي قَالَ فَذَاكَ إِذْ لَنَا الْمَرْأَةُ سُحْرًا عَلَى دَنِيهَا وَمَا لَهَا وَحَمَلَهَا فَحَمَلْتُكَ بِذَلِكَ
 الْيَوْمِ نَزَبْتُ نَكَاحَ ۝ یعنی حضرت جابرؓ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک عورت
 سے نکاح کیا ہنہ خراصلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے مل کر فرمایا کہ جابر! کیا تم نے نکاح کر لیا ہے۔ راوی کا بیان
 ہو کہ جابر کہتے ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کواری سے یا شوہر دیدہ سے۔ میں نے عرض کیا شوہر دیدہ سے
 فرمایا کواری ہی سے کیوں نہیں کیا جو تم سے پیار کی باتیں کرتی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری کئی بہنیں
 ہیں تو میں نے خوف کیا کہ کواری لڑکی (نا تجربہ کا اور صغیر السن ہونے کی وجہ سے) مجھ میں اور میری بہنوں
 میں دخل دے۔ فرمایا اگر اس غرض اور نیت سے شوہر دیدہ عورت سے نکاح کیا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں عورت
 کو تین اعتبار سے نکاح میں لایا جاتا ہے۔ وین کے لحاظ سے۔ مال کے اعتبار سے۔ جمال کی حیثیت سے تو
 تو اس مخاطب ویندار عورت کو طلب کرتیرے دونوں ہاتھ خال آلودہ ہوں ۝

تمہید

جتنی قسم کے تعلقات آدمی کو اپنا گھس کے ساتھ رکھنے پڑتے ہیں سب میں زیادہ سے زیادہ قوی زناشوی کا تعلق ہے اول تو اتنا گہرا اور گاڑھا اختلاط اور کسی تعلق میں نہیں ہوتا کہ اس کو اپنے گھس کے لئے کسی اور تعلق اتنا مستعد اور دیر پا بھی نہیں ہوتا۔ تیسرے اس تعلق کی بنیاد ہے دوستی اور باہمی محبت پر جس کو طر فین کی اغراض اور حاجتیں آخر تک تازہ اور مستحکم کرتی رہتی ہیں۔ ہم کو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس تعلق کے بدن مرد اور عورت دونوں اپنی اپنی جگہ ناقص الخلق ہیں اور یہی ایک تعلق ہے جو دونوں کو ملا کر پورا ایک آدمی بناتا ہے۔ شام تو سن شدی من تن شرم تو جاس شدی۔ تاکس نکوید بعد ازین سن دیگر م تو دیگر ہی خدا کو ایک قہ فاس تک بنی آدم کا آباد رکھنا منظور ہے اور اس تعلق کو پورا ایک مامروشل کو چلا سکتا ہے اور نہ کسی عورت۔ یعنی خدا نے مرد و عورت کا استیلاز اس غرض سے رکھا ہے کہ دونوں مل کر خدا کے ارادے کی تکمیل کریں۔ زن و شو کی مثال شربت کی سی ہے کہ اس کے دو حصہ نہیں جدا گانہ۔ شکر اور پانی۔ دونوں گھل مل کر ایک ذات ہو جائیں تو شربت بنے۔ یہ بات اسی رشتے میں دیکھی جاتی ہے کہ اس کی وجہ سے مال و متعلع اولاد۔ ریح و راحت۔ اگر وہ ہر چیز اور ہر حالت میں مرد اور عورت کی لازمی شرکت قائم ہو جاتی ہے جیسا یہ تعلق ضروری اور با وقعت ہے ویسا ہی خدا اور خدا کے رسول نے شروع سے آخر تک اس کے ہر ہر پہلو پر نظر کر کے ایسے قاعدے ٹھیکہ دیئے ہیں صاف اور واضح کہ مرد اور عورت دونوں ان پر پورے پورے کار بند ہوں تو دیا کی

۱۸۹ یعنی بیسیاں اٹھارہ دس کی جگہ ہیں اور تم ان کی چالی کی جگہ ۱۲

عہدہ مذکورہ بالا عنواؤں کی ترتیب اگرچہ ظاہر تادرت معلوم ہوتی ہے مگر ہم نے حقوق الزوجین کی ترتیب میں ایک۔ حقوق مسترک ایک۔ مرد و عورت دونوں پر دو۔ حقوق موقوف بر عین۔ اس نظر سے دیکھو گے تو ترتیب بالکل درست ہونگے ۱۲

زندگی میں بہشت کا مزہ آجائے مگر اول تو خدا رسول کا کہنا کوئی سنتا نہیں اور جو سنتا ہے وہ ماتا نہیں
نتیجہ یہ ہے کہ جہدھر جاؤ جھگڑے ہمارے دیکھو فساد جس سے سنو شکایت۔ ایک جیلے میں اسی کی گفتگو مہربانی
تھی کہ آخر اس کا سبب کیا ہو۔ یوں تو حقے نمونہ اتنی باتیں۔ دیر تک روڈ کو نہ ہوتی رہی۔ مگر میرے سواے اکثر
کی یہ رائے تھی کہ کن کل جتنی بے فطریاں نانہ داریوں میں ہیں سب نہ ہوت کی ہیں۔ مسلمانوں میں مقدود تو
ہے۔ مہر و ن بھر محنت مزدوری میں گئے رہتے ہیں چلتے۔ وقت کلر نانہ دار۔ سے سیسے لانگے۔ اسے بھنچ کر
ٹکاسا جواب دیا۔ تنگے کا منہ کھیا۔ نہ نالی باٹھ ہلا لے ہوئے گھر آئے اندر کھستے ہی ڈانٹ کر دوی سے کہا
اُس ابھی تک چراغ بھی بس جلا لیا۔

بیوی۔ بتاتی اپنے سر سے۔ سویرے کام کو سدھارنے کے ہو تو چلتے چلتے مجھ میں بات کہ آپلے میں
نیل نہیں ہے۔

میاں۔ معلوم ہوتا ہے کہ روٹی کا می ہے۔

بیوی۔ میری اور بد نصیب بچہ کی خدمت کا تو غرہ ہے۔ سنگ میں سے جھاڑ پونچھ کر سارے کے۔ وروٹی کا آنا
نیکو تھا گوشتے تو گوشتے بھی پیچھے سوچ اپکاؤں کی کا ہے۔ نہ آپلے تو ہیں ہی میں۔ ہمارے کی ہاں تو آدھا
ہوا اٹھا جاتے ہوئے لٹا لٹا آؤ تو کچھ تو بکن بڑا ٹاٹ ہلا کر آئی پکانی آؤ عی بچی آؤ می بلی ہوئی۔ چھینکے چلیاں
سے ڈھکی ہوئی دھری ہے۔ تم تو روزانے لیے کبھی بڑی کبھی کباب لپای کرے ہو کھالو۔

میاں کچھ تو دن بھر کی محنت سے اور زیادہ تر کارخانہ دار کے روکھے پیسے اٹکارے سے بچلے ہوتے ہی کبابوں
کا نام سن کر تن بدن میں مرغیں ہی تو لگ گئیں ہوسے کہ کبابوں پر ایسی ہی ال ٹیکے۔ تی ہے تو با۔ اسے کچھ کر
کسی کبابی کے ساتھ کیا ہوتا اور آپ کس ایسے پیسے سے روز رکھتا ہے۔

وہ اتفاق سے اتنی ہی بات ہوئے پانی بھی کہ سیدھے۔ عماراتی سر پر اکھڑی ہوئی دونوں چپ کر گئے ورنہ
میاں سیرتے تو بیوی تیرے سے سوا سیر۔ ایسی ڈالنی ہوتی کہ سارا حملہ تاشا دیکھتا۔

جیلے میں آؤ کچھ درجن سے کچھ زیادہ ہی آدمی ہوں گے سب ایک نمونہ ہر ایک نے اپنی بات کی تائید
میں ایک ایک ڈو ڈو خالیں بھی بیان کیں جیسے کہا آپ صاحبوں کا فرمانا بھی ایک حد تک صحیح ہو کر اس کا کیا
ہوا ہے کہ خوش حال گھروں میں اس سے بڑھ کر فسادات ہیں۔ اور میں نے بھی مجبوراً نام لے کر چند امیروں
کی ایسی جبرستہ سنائیں بیان کیں کہ سب گنگنیں جھانکنے۔ آخر بات یہ قرار پائی کہ خانہ داری کی ساری مزیداری
محبت میں ہے محبت ہی ایک چیز ہے جو تمام مشکلوں کو آسان اور ٹھیکھوں کو آرام کر دیتی ہے۔ اور چونکہ وہ اچھے
محبت ہمہ وقت موجود نہیں ہوتا۔ محبت کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ زوجین ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض
جائیں پہچانیں اور سر موحد شریعت سے تجاوز نہ کریں تاکہ تخم محبت حفظ حقوق اور اداسے فرائض کی آبیاری سے
نشوونما پاتا ہے۔ ہم مسلمانوں کی خانہ داریوں میں بڑا نقص یہ ہے کہ نہ محبت کی پروا کی جاتی ہے نہ حقوق و

فرائض کا لحاظ نہ کرنا ہی خانہ داریوں کی بسم اللہ ہی غلط ہوتی ہے۔ متعاہدہ کرے کوئی اور بیاہ کرے کوئی۔ جیسے قرص لے کوئی آدا کرے کوئی۔ حق تو اولاد کا ہے بیٹہ ہوں یا بیٹیاں کہ اپنا جوڑا آپ انتخاب کریں۔ مگر والدین نے مغلوب رسم و رواج کو اولاد کا یہ حق غصب کر لیا ہے اور یہی جڑ ہے تمام بے لطفیوں، تمام فسادات، تمام خرابیوں کی جو خانہ داریوں میں مچھتے ہو۔ والدین نے اولاد کا یہ حق تو غصب کیا اور ایک حق زبردستی اپنے اور پر لازم کر لیا کہ پرورش کی طرح اولاد کا بیاہ دینا بھی ماں باپ کا فرض ہے اور یہی خیال رہا تو سے ل کر بھڑک ہو کر تاپے کہ اسی اولاد بیاہ کی حقیقتہ اور اس کے نتائج کے سمجھنے کے قابل بھی نہیں ہوتی کہ ماں باپ کو بیاہ بارات کی جلدی پڑ جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اولاد کو بیاہ کی ضرورت اپ نہیں تو آگے چل کر پیش آئے گی۔ اور دنیا کے دستور نے بیاہ کے معاملے کو ایسا شرمناک بنا رکھا ہے کہ لڑکی تو لڑکی لڑکا بھی بیاہ کا نام نہیں لے سکتا۔ اس کے علاوہ جس دستور نے بیاہ کے معاملے کو شرمناک بنا رکھا ہے اسی دستور نے بیاہ کے ساتھ چند و چند مصارف بھی لازم کر دیئے ہیں۔ بعض ضروری اور اکثر فضول۔ جن کا سرخام کنواں سے نہیں ہو سکتا۔ یہی مجبوریاں ہیں جن کی وجہ سے اولاد کے بیاہ کا بار ماں باپ کو اپنے اوپر اٹھانا پڑتا ہے۔ ہم ان مجبوریوں کو خوب سمجھتے ہیں اور ماں باپ کو اس بار سے سبکدوش کرنے کی کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی مگر تاہم اتنی صلاح تو ہم ضروروں کے کہ مجبوری کو مجبوری سمجھیں۔ رتنے سے بھی بہت کچھ حاصل ہو جائے گی۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اولاد جب تک عمر کے لحاظ سے بیاہ کے قابل نہ ہو اولاد کے بیاہ کا نام ہی لیں عمر کے علاوہ پہلے ہی سے اس بات کا بھی خیال کر لینا چاہئے کہ بیاہ ہوئے پیچھے میاں بیوی لطف سے ہو بائے لطفی سے ہو اور اکثر تو بے لطفی ہی سے ہوتا ہے اور سو پر ضرور الگ گھر کریں گے۔ سدا سے یوں ہی ہوتی آئی ہے۔ ورنہ شہروں اور قصبوں اور دیہات میں اتنے الگ الگ گھر کیسے بستے۔ جتنی واسے تو شروع سے بیٹی کو الگ گھر کرنے کی صلاح دیں گے۔ بیٹے واسے چاہیں گے کہ میٹا بھو جاناہوں بیٹے کو اسی واسے پالا جو پرورش کیا جو کہ بڑھا ہے میں کما سے اور ان کو کھلائے۔ غرض ساس بہن میں کشمکش ہو کر ڈرائیاں پڑیں گی اور لوگوں کو معلوم نہیں۔ ہر ایک بھوکے زانچے میں لکھا ہوتا ہے کہ بھوکے جیت ہو گی اور ہوتی ہے۔ بھلا کھیں زانچے بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ آخر بھو میاں کو ساتھ لے میں بسوے تو اپنے سینے میں نہیں تو کسی آؤ گھر میں چاہتی ہے۔ اپنی چکی اپنا چوٹھا چوٹھا پکا یا جو چاٹا کھایا کوئی روکنے والا نہیں ٹوکنے والا سین۔ تو جب معلوم ہے کہ بیاہ ہوئے پیچھے میاں بیوی اور سو پر ضرور الگ گھر کریں گے تو ماں باپ کا فرض ہے اور اولاد کی خیر خواہی بھی اسی کی متقاضی ہے کہ بیاہ سے پہلے اولاد کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے یعنی الگ گھر کر دینے کے لائق بنادیں۔ تردد ہو تو وہ اس جو گا ہو کہ اپنی کافی سے بی بی بچوں کے خچ پان کی کھات کر کے عفو ہو تو وہ اس جو گی ہو کہ گھر کو بھنجال سکے اور جو اولاد اس قابل نہیں اس کا کنواں راہی رہنا بھلا عمر کے تھا یہ بات بھی دیکھنے کی ہے اور لوگ دیکھتے بھی نہیں کہ وہ کھامر میں دھن سے بڑا ہونا چاہئے۔ جب ہم نے یہ

کہہ دیا کہ جب تک اولاد عمر کے لحاظ سے بیاہنے قابل نہ ہو تو اولاد کے بیاہ کا نام ہی نہیں تو ہم تعمین عمر کو والدین کی رائے پر چھوڑتے ہیں۔ اب فرض کر لو کہ اولاد بیاہنے قابل ہوئی اور اس سے بھی آپس سان ہو کر لڑکا اپنی حیثیت کی قدر کماؤ ہے اور لڑکی ہے تو ماں کے ہاتھ کے تلے رہ کر خانہ داری کا سلیقہ سیکھ چکی ہے تو شوق ان کے کارِ حیر کا فک کر کرو مگر جہاں تک ہو سکے بغیر جگہ اپنایت میں نہیں غیر جگہ ناطہ کرنے سے اول تو میل جول بڑھتا ہے دوسرے اکثر دیکھا گیا ہے کہ اپنایت میں جلد دلوں میں منسرق پڑ جاتا ہے۔ تیسرے حکیم لوگ کہتے ہیں اور دلیل ہی سے کہتے ہوں گے خدا جانے کیا بات ہے کہ اپنایت کی نسل کفر ہو جاتی ہے سچ پوچھو تو یہ کام بڑی مشکل کام ہے۔ لگا تو تیر نہیں تو تگنا۔ اچھا کیا تو خدا نے اور بُرا کیا تو بندے نے دو آدمیوں کی اگلی زندگی کا او ان کی نسل کا فیصلہ کرنا ہے اور آدمی کی طبیعت کا کچھ ٹھکانا نہیں۔ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ۔ اچھا خاصا دیکھ کر بیاہے نقان پر باندھنے کی دہریہ کی پر خ عیب شرعی نکال لایا۔ بڑا ہے کوئی ہاتھ نہیں دھرتا اپنے کی ہامی نہیں بھرتا۔ دو بول کیا پڑے گئے کہ ساری باوی اچھٹ چھٹا کر صاف ستھرا شاید تہ چو کہ اس تعلق کی ضرورت سو قوف ہے برکت اور میلان پر۔ اور مرد ہو یا عورت ہر ایک کا مذاق مختلف۔ ایک دوسرے سے جہی۔ جیالانی ظہار مافی الضمیر جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کفر ہے

چہ دانند دم کہ در جامہ کیمیت + نویسدہ داند کہ در نامہ کیمیت

غرض بڑی بچی گانٹھ ہے کسی کے کھوے کھل نہیں سکتی۔ ماں باپ ہی کا جگر ہے کہ اولاد کے بیاہ کا بیڑا اٹھا بیٹھتے ہیں اور جگر کیا ہے ان کو اپنے امانوں کے آگے جتن الشئ یحییٰ و یحییٰ ان باتوں پر غصہ ہی نہیں اور تو لین دین پر چڑھلو اور جہیز پر۔ تمہارے ٹھیکر اور پر۔ دھم دھم دھرتے پر مصورتہ شکل پر کہیں ذات اور نسب پر اور جو ضروری بات دیکھنے کی ہے بیاہ والوں کی دلی رغبت۔ لڑکے کی لیاقت لڑکی کا سلیقہ۔ ان سے بحث نہیں رہا ہے ایسی جیسے سونے میں روکھن یہ بات تو بھی مدتوں ہوتی دکھائی نہیں دیتی کہ بیاہ والے اپنے بیاہ کی باتوں میں کھلم کھلا دخل دے سکیں مگر پھر بھی اگر ماں باپ ٹوہ لگا نا چاہیں تو بہتیری تدبیریں ہیں مولویوں کے سمجھانے سے نہاج رنگ و فعل و عمل سے کنگھنے منڈ سے دینہ خلاف شرع رسوم ہیں کسی قدر کی ہو چکی ہے اس پر بھی شاید ہی کوئی نکاح ہوتا ہو گا جس میں فضول مراسم کی پابندی کی وجہ سے نامشروع بدعتوں کے علاوہ ہر اف نہ ہوتا ہو جائے اللہ کا کھٹکے اللہ کریم۔ جن کو اندر مافی حالات کی خبر نہیں مسلمانوں کے طرز تمدن پر اور طرز تمدن پر ہو تو مضائقہ نہیں مذہب پر نہ نہ پھاڑ پھاڑ کر اعتراض کرتے ہیں کہ انھوں نے عورتوں کو بہت ہی مجبور کر رکھا ہے ای کا ش یہ لوگ کسی متوسط الحال کے گھر نکاح کی تقریب میں شریک ہوں تو دیکھیں کہ امور خانہ داری میں عورتوں کے آگے مردوں کی ایک نہیں چلتی خیر بری طرح یا بھلی طرح جس طرح بھی ہو نکاح ہو جائے تو ماں باپ کی پہلی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ بیٹا ہو الگ گھر کر کے رہے۔ اہل تجاریہ کہ گھر سفتہ اندہ خانہ جو درگاہ رگفتہ اندہ

۱۔ عاقل بچے ایک چہر کی محبت اندھا سا کر دیتی ہے ۲۔ شک اسد موصول ہے کہ کوئی والوں کو پسند نہیں رکھتا ۱۲

اور اگر اس بات کا انتظار ہے کہ چوتھوں میں ال بٹ کر الگ ہوں تو چوتھے ہر کے مصلحتہ خویش نحو سیدانہ ہم کو یہ نہیں
حقوق اولاد میں کہنی نہیں مگر چونکہ نکاح کی تہید کے طور پر یہیں حقوق زوجین کے ضمن میں آگئیں۔ آگے چل کر
حقوق زوجین کی تفصیل میں جو کچھ لکھنا ہوگا لکھیں گے۔

حقوق مشترک

(بہبستری)

(مسلمانو!) روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا
تھکا کر لینے جائز کر دیا گیا جو کہ تمھارے دامن کی جگہ ہیں اور
تم ان کی چوٹی کی جگہ ہو اور اس کو تھکا کر چھری چھری
ان کے پاس جاتے سے اپنا (دینی) نقصان کر سکتے تھے
تو اس نے تمھارا قصور معاف کر دیا اور تمھاری خطا سے گزر
پس اب (روزوں میں رات کے وقت) ان سے بہبستری اور
(بہبستری کا) جو نتیجہ خدائے تمھارے لیے لکھ رکھا ہے
یعنی اولاد اس کے حاصل کرنے کی خواہش کرو اور محض شہو
رائی کی اف اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ رات کی اکلکی جماع
سے صبح کی سفید عاری تم کو صاف کھائی دینے لگے

أَحْلَلْ لَكُمْ لَيْلَةَ الصَّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ
هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ
اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَلُونَهُنَّ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ
عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ
وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا
حَتَّى يَسْبِقَ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ
الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرة ۲۳۶ بارہ ۱۲)

۱۔ ایک چیز ایک چیز کو ایسی لازم ہو کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو سکیں تو کپڑے کے وصل میں اس لازم کو ہارے ہاں یوں تفسیر کرتے ہیں
کہ دونوں میں چوٹی واس کا ساتھ ہے ایسی جگہ سے کے کاٹ سے لٹاس کا ترجمہ چوٹی اور واس کیا گیا ہے ۱۲

۲۔ اسلام کی یہی تو بڑی عمدگی ہے کہ اس میں انسان کی نشاۃ کا پورا لحاظ کیا گیا ہے وہ نہ واقع میں مردار و عورت کے جمع ہونے کا وہی نتیجہ
کا وقت اور دونوں جواروں بھی ہیں جیسے ہر کے روزے رمضان بھر میں ان کی کرا لگ نہ ہونے کا حکم دیا ہوتا اس کی تعمیل بہت سی مشکل
حباب دور سے دوسرے پہنچے تو شروع شروع میں وہ درج طرح دلی سے لگ رہتا تھا اچھی طرح رات کو بھی یہاں تک کہ ایک دوسرے سے جھگڑا
نے حباب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدت میں اگر عرض کیا کہ خدوۃ اچ رات کو غضب ہو گیا غریبا کیا ہوا کسی کرا میں نے خدابی بی بی کی خیال متنب
کی چاہتی ہیں وگھی تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ اتنے میں اور دونوں جس عاجز حدت پہنچے اور اس کی قسم کے واقعات یہاں کیے حباب سمیر حباب تبصر
دجی تھے کہ آیت نازل ہوئی علیہ اللہ اے تم کو کس قدر سختی آئی ہو ۱۳

۳۔ صبح صادق ہوتی ہے تو اذان قرات تدریجی اور رسمی کی دو صلاباں سی سترق میں لکھائی دیتی ہیں پھر رسمی غائب کرنا کرکٹ کرکٹ ہوتی ہے ۱۴

۴۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہاں بی بی کا ہم صحت ہوا ایک حق ہے جیسے نہ وہاں سے عورت کا نگہری تالوں کی کمر سے لے دیکر نہ چترہ نہیں ۱۵

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الشُّهُونُ مِمَّا
تَرَكَكُمْ مِنْ بَعْدِ وَصْيَاكُمْ تَوْصِيَّتُكُمْ
أَوْ ذِيْنُ

النساع ۲ بارہ ص ۴

اور اگر تمھارے اولاد ہو (اس بی بی سے یا دوسری
بی بی سے) تو تمھارے ترکہ میں سے بیبیوں کا حصہ
(حصہ) اور یہ حصہ بھی (تمھاری وصیت کی تعمیل اور
(اواسے) قرض کے بعد (دیئے جائیں) ۴

مردوں کے حقوق عورتوں پر

(عورت اپنے مرد کو اپنا سرپرست سمجھے)

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ
اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ ۚ فَمَا أَنْفَعُوا
مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَاذْكُرُوا ۚ فَمَا تَبْتَغُوا
حُفِظَتْ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ۚ وَالَّذِي
لَا تَأْخُذُكُمْ شَأْنُكُمْ وَلَا شَأْنُ أَهْلِ بَيْتِكُمْ
فِي الْمَالِ لَكُمْ وَاضِعَةٌ ۚ فَمَنْ أَطْعَمَكُمْ
فَلَا تَنْسُوا عَلَيْهِمْ سَيِّئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانُ

عَلَيْكُمْ كَيْفًا ۝

(النساع ۶ بارہ ص ۵)

مرد عورتوں کے سرپرست ہیں (اس کے دو حصہ ہیں ایک،
یہ کہ (ادیبوں میں) اللہ نے بعض (یعنی مردوں) کو بعض
(یعنی عورتوں) پر اول کی فضیلتی اور جہانی توانائی میں (بڑی
دی ہو اور دوسرا سبب یہ کہ عورتوں پر ان مال
حرج کیا ہو) تو جو نیک دیکھیاں ہیں (مردوں کا) کما
مانتی ہیں (اور) خدا کی عنایت (اُن کے) پیچھے چھو (مرد ایک
چیز کی حفاظت رکھتی ہیں) اور تم کو جن سبب سے سرپرست
کا اندیشہ ہو تو (پہلی قسم) اُن کو سمجھا دو پھر اُن کے ساتھ
ہم بہتری موقوف کرو اور (اس پر بھی نہ مانیں تو) اُن کے ساتھ
مرد پرست میں آؤ (پھر اگر تمھاری بات ماننے لگیں تو تم بھی
اُن پر محتاج کے چھتے رکھنے کے) پہلو نہ ڈھونڈتے پھر
اللہ (سب پر) غالب اور بڑا (زیروست) ہے (تو اُس سے
ڈرتے رہو) ۶

۱ مال سے مراد جو خزانہ مال ہے ۲ جس چیز کی حفاظت سے زیادہ ترقی اور پسندیدگی ملے وہی چیز ہے ۳ عورتوں کی تعلیم و تہذیب
۴ مرد و عورتوں سے مراد وہیں میاں بی بی ۵

خطبہ اور مخطوبہ کو دیکھنا

اور مسلمانوں! اگر تم کسی بات کی آرائیں (مذہب) نہ ہو اور یہ کو نکاح کا پیام دیا اپنے دلوں میں چھپائے رکھو تو اس میں (بھی) تم پہ کچھ گناہ نہیں اس کو معلوم ہے کہ تم کو ان رعوتوں سے نکاح کر لینے کا بغیال آئے گا سو مضائقہ کی بات نہیں، مگر ان سے (نکاح کا) ٹھیکرؤ تو چیکے سے بھی نہ کرنا ناں جائز طور پر بات کہہ کر زور تو کچھ حرج کی بات نہیں) اور جب ایک سیوا و مقہر (یعنی حدیث) اختتام کو پہنچ لے عقد نکاح کی بات پئی نہ کر بیٹھنا اور جانے رہو کہ جو کچھ تمہارے حق میں ہے اللہ اس کو اجاں تاج تو اس سے بڑے رہو اور (یہ بھی) جاسنے ہو کہ اللہ بخشنے والا بڑا بار ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَضْتُمْ بِهِ مِنْ مِّنْ طَبَعِ النِّسَاءِ أَوْ أَكُنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ حَرَمَ اللَّهِ أَنْ تَكُونُوا سِتْرًا لَهُنَّ وَلَا لَكُنَّ لَهُنَّ سِتْرًا وَلَا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَلَا تَعْرِضُوا عَقْدَ النِّكَاحِ شَيْءٌ يَبْلُغُ الذَّكْبَ لِحَالِهِ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَفُوٌّ ذَلِيلٌ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت کی خواہش گاری کرے تو اگر وہ سکتی ہو اس پر نہ کر دیکھ لے جو نکاح کی باعث ہوئی ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخْطَبَ أَحَدُكُمْ الْمَرْأَةَ فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ + (ابن ماجہ)

متغیر بن شبہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیام دیا پیغمبر صاحب نے مجھ سے فرمایا

عَنْ الْخُبَيْرِ بْنِ شُهَبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فل جیسے شہدائے رجال اور جب وہ دین یا عفت یا استطاعت اور فائدہ داری وغیرہ ۱۲ مسلمانوں میں یا مال یا بی بی میں معافیت کے بعد یا یہ طلاق سے بدیا شہر کے رہنے سے عورت کو حکم ہے کہ سوئی کی صورت میں چار مہینے (۳۰) تک یا مطلقہ کی صورت میں تین ماہ کیوں کے آئے تک دوسرا نکاح نہ کرے اس کی نام ہے عتاقہ یہ حالت خطانہ کے لیے ہے کہ اگر یہ میں حل کا ہونا جو اچھی طرح تحقیق ہو گیا کہ اگر پہلے شوہر کا حل ہے تو وہ میں حل تک استعار کرنا ہوگا اور حل نہیں ہے تو عورت اللہ سے عتاقہ کے بعد دوسرے نکاح کر سکتی ہے اگر عتاقہ کی قید اٹھادی جائے تو مکمل ہو کر عورت عالمہ ہو کر حل کا احساس ہو جیسا کہ اکثر ہو کر اسے کہ تھوڑے دن کا حل مسلمان میں بہت عام اور عیسائی خیال کر دیا کرتی ہیں کہ وہ میں حل ہے تو عورت بھڑکے کی ہے کہ میں حل نہیں ہے یا دوسرے کا اور جھگڑا کرنا

عصمت و اطاعت

فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ۚ وَاللَّيْكُفُوفُ نَسُوتُ زَهْنٌ فَعِظُوهُنَّ وَاجْهَرُوهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ۚ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيْمًا كَبِيْرًا ۝ (النساء ۶ بارہ ۵)

تو جو نیک (بیسیاں) ہیں (مردوں کا) کھانا پتی ہیں (اور) خدا کی عیبت سے ان کے پیچھے پیچھے (ہر ایک چیز کی) حفاظت کرتی ہیں اور تم کو جن بیسیوں کے سر پر چڑھنے کا اندیشہ ہو تو رہتی ہو ان کو بچھاؤ پھر ان کے ساتھ ایسی ساری موقوف کرو اور (اس پر بھی نہ مانیں تو) ان کے ساتھ مار پیٹ سے پیش گوئی پھر اگر تمھاری بات ماننے لگیں تو تم بھی ان پر زنا کی چیز نہ رکھنے کے پہلو نہ ڈھونڈتے پھر (الحدسہ) سپرد غائب (اور) بڑا زبردست ہو (تو) اس سے ڈرتے رہو +

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ خَمْسًا وَصَامَتْ شَهْرًا وَأَحْصَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلَنَدْخُلَ مِنْهَا ابْنُ آدَمَ الْجَنَّةِ ۚ (رحلیہ)

حضرت انس کہتے ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت نے جب بیچ وقت نماز ادا کی جو اس پر فرض ہے اور میسر کے روزے رکھے اور پاکدامنی اختیار کی اور شوہر کی فرمانبرداری بجالائی تو جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گی داخل ہوگی +

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَأَسْ غَضَبًا لَّعْنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِرَ ۚ (صحیحین)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنی عورت کو اپنے بستر خواب کی طرف (مجھے کے لیے) بلائے اور وہ کہے انکار اور روئی نہ غصے میں رات بسر کرے تو فرشتے صبح تک عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں +

عَنْ طَرِيقِ بْنِ عَطِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الرَّجُلُ دَعَا

طريق بن عطیہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی جب اپنی بیوی کو کسی ضرورت کے لیے بلائے۔

و حدیث شریف میں صریح ہے کہ اگر کسی نے اپنی عورت کی اجازت سے ایسا نہ کیا تو یہ تکلفی کی صورت میں یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اگر اسے ۱۲

حدیث شریف میں صریح ہے کہ اگر کسی نے اپنی عورت کی اجازت سے ایسا نہ کیا تو یہ تکلفی کی صورت میں یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اگر اسے ۱۲

۱۲ حدیث شریف میں صریح ہے کہ اگر کسی نے اپنی عورت کی اجازت سے ایسا نہ کیا تو یہ تکلفی کی صورت میں یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اگر اسے ۱۲

زَوْجَتَهُ لِحَاجَةٍ فَلَمَّا تَرَاهُ وَارَنَ كَانَتْ عَلَى
النُّكُوحِ * (ترمذی)

تو اُسے فوراً اپنا چاہیے اگرچہ شغل فوری
رہتا اور وہی چاہے میں مشغول ہوا اور
کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو

عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَيْتُ الْحَبْرَةَ
فَرَأَيْتُهَا تَسْجُدُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِمَ تَسْجُدُ
لَهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي أَتَيْتُ الْحَبْرَةَ فَرَأَيْتُهَا
تَسْجُدُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ الْحَبْرَةَ فَرَأَيْتُهَا تَسْجُدُ
لَكَ فَقَالَ لِي أَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتُ بِقَابِرِي
أَكُنْتُ لَسَجْدَةٍ لَهُ فَقُلْتُ لَا فَعَلَا
لَوْ كُنْتُ أَمْرًا أَحَدًا أَسْجُدُ لَهُ أَحَدًا مَرَّةً
النِّسَاءُ أَنْ يَسْجُدَ لِرَسُولِهِمْ وَلَا زَوْجَتِهِمْ وَلَا لِحَبْلِهِ
اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقٍّ * (ابوداؤد)

قیس بن سعد کہتے ہیں کہ میں شہر حبرہ میں
گیا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے
حاکم کو سجدہ کرتے ہیں میں نے اپنے دل
میں کہا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
زیادہ استحقاق رکھتے ہیں کہ ان کو سجدہ کیا
جائے چنانچہ جب میں رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے عرض
کیا کہ میں نے حبرہ میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ
اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں تو آپ زیادہ
مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے فرمایا
بھلا بتا تو سہی اگر تومیری قبر پر گزرے تو کیا
اُسے بھی سجدہ کرے میں نے عرض کیا نہیں
فرمایا مجھے سجدہ نہ کرو اگر میں کسی کو کسی کیلئے
سجدہ کا حکم کرتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے
شوہروں کو سجدہ کریں کیونکہ خدا نے مردوں کا
حق عورتوں پر بہت کچھ ٹھہرایا ہے *

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْصُوا
بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَالٍ لَكُمْ
تَمْلِكُونَّ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ
يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ
فَاجْهَرُوا فِي الْمَضْاجِرِ وَأَصْرُوهُنَّ

عمرو بن اخوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! عورتوں کے حق میں
سیری وصیت قبول کرو میں اُن کے پاس میں تمہیں بھلائی
کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارا تھوڑا حصہ ہیں تمہاری
نذر میں ہیں تم نیز اس کے کہ خدا نے اُن سے متنع ہونا چاہا
واسطے حلال کر دیا اور کچھ عیب نہیں کہتے مگر باں جب
کھلی ہوئی بیچانی کی مرتکب ہوں پس اگر وہ ایسا کرے جس سے
اُن کا ساتھ بے ستری ہو تو فحش و زنا اور ساقی اللہ والی امر ہے

عَلَيْكُمْ مَرْحَةً فَإِنْ أَطَعْتُمْكُمْ فَلَا تَتَّبِعُوا عَلَيْهِمْ
سَبِيلًا إِنْ لَكُمْ مِنْ نِسَائِكُمْ حَقٌّ
لِإِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقٌّ مَا أَثَابَكُمْ عَلَى
نِسَائِكُمْ فَلَا يُؤْطَيْنَ فَرُشَكُمْ مَنْ
تَكْسِرُ هُونٌ وَلَا يَأْذَنُ فِي بَيْتِكُمْ لِمَنْ
تَكْرَهُونَ إِلَّا وَحْدَهُمْ عَلَيْكُمْ أَرْحُسُوا
الْبَيْتَ فِي كُسُوفِهِمْ وَطَعَامِهِمْ (الرحامه)

ہوئے سے مارو پھر اگر وہ تمہارا کہا ماننے لگیں تو تم بھی اُن
پر (ناحق کے چھڑے رکھنے کے) پہلو نہ ڈھونڈتے پھرو
بے شک تمہارا ہماری عورتوں پر حق ہوا اور نہ ہمارے عورتوں کا بھی تم پر
حق تمہارا حق تو عورتوں پر یہ ہو کہ وہ اُن لوگوں کو گھروں
میں آئے اور تمہارے فرستے ہوئے کی اجازت نہ دیں جس
تمہیں آنا اور عورتوں سے باتیں کرنا ناگوار
گزرنا ہو اور عورتوں کا حق تم پر

یہ روکے انھیں اچھا

کھلاواچھا

پہناؤ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ
لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ يَسْجُدَ لِزَوْجِهَا
وَلَوْ أَنَّ جَلَاءَ أَمْرًا مَرَأَةً أَنْ تَنْقُلَ مِنْ
جَبَلٍ حُمْرًا إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ
أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ حُمْرٍ لَكَانَ نَوَافِلُهَا أَنْ
تَفْعَلَ + (اس ماحله)

ام المومنین حضور عائشہ سے روایت ہے کہ جب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر
میں کسی کو کسی کے لیے سہارہ کرے گا حکم
دیتا تو عورۃ کو حکم دینا کہ لیے شوہر کو سہارہ
کرے اور اگر مرد عورۃ کو حکم کرے کہ لال پہاڑ
کے تختہ کاٹے اور اس کے پیارے بھائی لال
کی طرف ڈھکھو کرے جا تو اس کا اسے

لال پہاڑ پھر کاے اور کا پہاڑ کے پہاڑ لال پہاڑ کی طرف دھوکے سے

مراویہ ہے کہ اگرچہ حامد اینی بی بی کو کسی ایسے مشکل اور محال کام کی حرامیہ
 کر کے جو اس کی حالت سے ماہر حیوان اس کی تعمیل میں اسے صدمہ کوشش کرنی

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا أَمْرَةٌ
كَاتَبَتْ وَزَوَّجَهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَ
الْجَنَّةَ + (اس ماحه)

اُمّ المؤمنین بنی امیہ کے لئے یہ کہ
میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کو فرماتے سنا کہ عورت (اس حالت میں
فری کر اُس کا شوہر اُس سے خوش تھا
تو وہ ضرور جنت میں جائے گی)۔

معاذ صیاحہ عنہ کہتے ہیں کہ جالب نبی کریم

عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِي
أَمْرًا زَوْجًا فِي الدِّينِ إِلَّا قَالَتْ زَوْجًا
مِنَ الْخَوَارِجِ لَا تُؤْذِيكَ قَالَتْ اللَّهُ
فَأَمَّا هُوَ عِنْدَكَ دَخِلَ يَوْمَئِذٍ
يُفَارِقُ إِلَيْنَا (ترمذی - اس ماحہ)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَتْ
أَمْرًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَخَسَّ عِنْدَهُ فَقَالَتْ زَوْجِي صَفْوَانُ
ابْنُ الْعَطْلِ يَضْرِبُنِي إِذَا أَصَلَيْتُ يَفْطُرُ
إِذَا أَصَمْتُ وَلَا يَصِلُ الْفَجْرَ حَتَّى تَطْلُعَ
الشَّمْسُ قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ قَالَ قَالَتْ
عَمَّا قَالَتْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَا قَوْلَهَا
يَصْرُ بِنِي إِذَا أَصَلَيْتُ فَأَتَا تَقْرَأُ سُورَةَ
وَقَدْ نَهَيْتَهَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتْ سُورَةٌ وَاحِدَةً
لَكَفَّتِ النَّاسُ قَالَ وَأَقَا قَوْلَهَا يَفْطُرُنِي
إِذَا أَصَمْتُ قَالَتْ فَتَطْلُقُ صَوْمُ وَأَنَا
رَجُلٌ شَابٌّ لَا أَصِيدُ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُومُ اقْرَأْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی عورت
اپنے شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو
اُس کی بی بی عریین کہتی ہے کہ خدا تجھے
خوار کرے اسے تکلیف مت دے یہ تو
تیرے پاس مسافرانہ زندگی کرتا ہے فریج
کہ تجھے منافقت کر کے ہم میں آئے

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ایک عورت غلاب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئی اور ہم پیغمبر صاحب کے پاس موجود
تھے عورت نے عرض کیا کہ میرا شوہر صفوان
ابن العطل مجھے مارتا ہے جب میں نماز پڑھتی
ہوں اور افطار کرا دیتا ہے جب میں روزہ
رکھتی ہوں اور جو ہے کہ سوچے نکلے تک
فجر کی نماز نہیں پڑھتا راتوں کا بیان ہے
کہ صفوان اس وقت پیغمبر صاحب کے پاس
موجود تھا پیغمبر صاحب نے اُن سے دریافت
کیا تو عرض کیا یا رسول اللہ میں کیا کہنا
کہ مجھے اڑتا ہے جب میں نماز پڑھتی ہوں
اصل یہ ہے کہ یہ عورت نماز میں دو دو سواریں
پڑھے علمی حاتی ہے یعنی قرآنہ دراز کرتی ہے
اور میں اسے تطویل قرآنہ سے منع کر چکا ہوں
پیغمبر صاحب نے فرمایا اگر نماز میں ایک سو سو بھی
پڑھی جائے گی تو وہ لوگوں کو کافی ہو جائے گی
پھر صفوان نے کہا اور اس معزہ کا یہ کہنا کہ وہ
یعنی میں افطار کرا دیتا ہے جب میں روزہ پڑھتی
ہوں تو بات یہ ہے کہ جب یہ روزہ رکھتی ہے تو

لَا يَرُدُّ زَوْجَهَا. وَأَمَّا عَوَّلُهَا إِنْ لَا
أَصْبَحَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلَا أَهْلَ بَيْتٍ
قَدْ عِزَّ لَنَا ذَاكَ لَا نَكَادُ نَسْتَفِطُ حَتَّى
تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ فَإِذَا اسْتَيْقَظْتَ يَا
صَهْرَانُ فَصَلِّ ۞ (مسند ابن ماجہ)

اس کے بعد صفوان نے کہا، اور اس عورت
کا یہ کہنا کہ میں صبح کی نماز سوچ کے کرتی
تھی نہیں پڑھتا تو اس کی سبب یہ ہو کہ ہم لوگوں
کی عادت ہی اس طرح کی واقع ہوئی کہ رات کو
کو کھیتی اور صبح میں بانی دینے کی وجہ سے
سو نہیں اور جب تک صبح نہ نکلے جاگ
سکتے نہیں پتہ صحرا سے فرمایا کہ صفوان! تو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَذْرٌ لَا يَقْبَلُ لَهُ صَلَوةٌ وَلَا
يَصُومُ لَهُ حَسَنَةُ الْعَبْدِ لَا يَبْقَى حَتَّى
يَرْجِعَ إِلَى مَوْلَاهُ فَيَصْعُقَ يَدَهُ فِي يَدَيْهِمْ
وَالْمَرْأَةُ السَّاحِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالشَّكَرُ
حَتَّى يَصْحُوَ ۞ (سہمی)

جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تین شخص ہیں جن کی نذر تو نمازی
قبول ہوتی ہے نہ ان کی کوئی نیکی ہی اوپر
پڑھتی ہے ایک بھگوانا غلام۔ یہاں تک کہ
اپنے آقاؤں کے پاس اس آجائے اور اپنا
ناٹھ ان کے ہاتھوں میں رکھ دے دوسرے
وہ عورت ہے جس سے اس کا شوہر ناخوش ہو
تیسرے شکر آدمی ہے کہ ہوش میں آجائے ۞

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَبِلَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ
قَالَ الَّتِي تَسْرِعُ إِذَا انْظُرَ وَتُطِيعُهُ إِذَا
أَمَرَ وَلَا تُخَافُهُ فِي نَفْسِهِ بَأَوْ لَا فِي مَالِهَا
بِمَا يَكُونُ ۞ (سائی)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا کہ
عورتوں میں بہتر عورت کون سی ہے فرمایا وہ کہ جس
مرد اس کو دیکھے تو اسے خوش اور شادان کرے
مرد حکم کرے تو اس کا حکم بجالائے اور اپنی
جان و مال اس کی کسی ایسی بات میں نہ لٹے
نہ کرے جو اسے ناگوار کرے ۞

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ أُعْطِيَ مِنْ
فَقْدَ أُعْطِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَآخِرَتِهَا قَلْبٌ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چار چیزیں
دیا گیا وہ دنیا و دین دونوں کی فلاح و خیر
دیا گیا (۱) قلب شاکر

شَاكِراً وَلِلسَّانِ ذَاكِراً وَكَانَ عَلَى الْبَاطِلِ
صَبْرًا وَزَوْجَةً لَا يُبَغِّضُهَا خُلُقًا لَهَا
وَلَا فِي مَالِهَا * (بیہقی)

(۲) زبان و ذکر (۳) جسم صابر یعنی پاؤں
پر (۴) عورت جو نہ تو اپنی ذات ہی میں
شوہر کی غیانت کرنی چاہے اور نہ خاوند
کے مال ہی میں +

من المبرح - احادیث مذکورہ بالا سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورت پر خاوند کا بہت بڑا حق ہے اور ہونا
بھی چاہیے کیونکہ عورت حقیقتہ میں خاوند کی خدمت گزار ہے جیسا کہ اوپر ایک حدیث میں گزر چکا کہ اگر خدا کے سوا
اور کو جبہ کرنا درست ہو تو عورتوں کو حکم دیا جاتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں، جہاں خاوندوں کے
عورتوں پر اور حقوق ہیں وہاں یہ بھی ہیں کہ عورت گھر میں بیٹھی رہے۔ خاوند کے سبے حکم باہر نہ جائے۔ دیکھتے پر
نہ آئے۔ چھت پر نہ چڑھے۔ پڑوسنوں سے زیادہ باتیں نہ کرے۔ آہ بلا ضرورت ان کے گھروں میں نہ دھرت نہ
رہے۔ اپنے شوہر کی غیر غرضی اور پھلانی میں ساری ہمت خرچ کرے۔ فطرت میں جو اس میں اور خاوند میں تکلفی
ہوتی ہے کسی سے بیان نہ کرے۔ ہر کام میں خاوند کے مقصود اور خوشی کو مد نظر رکھے۔ خاوند کے مال میں خیانت
نہ کرے۔ خاوند پر مہربانی رکھے۔ جب خاوند کا کوئی دوست دروازہ کھٹکے اسے تو اس طرح جواب دے کہ خود
پہچان نہ پڑے اور یہ معلوم نہ ہو کہ صاحب خانہ کی بی بی بول رہی ہے۔ خاوند کے دوستوں سے روہ کرے تاکہ
وہ اسے پہچانیں نہیں۔ جس قدر دیر ہو اسی پر خاوند کے ساتھ قناعت کرے زیادہ طلبی کا خیال تک نہ کرے۔
خاوند کا و قرآن پڑھنے عزیزوں سے ملنے کے اپنے والدین سے بھی زیادہ کرے۔ اپنے تمیں ہمیشہ صاف و شہر ارکھے
کی کوشش کرے جو کام اپنے ہاتھ سے کر سکتی ہے اس کو انجام پونچھانے میں دیر نہ کرے خاوند کے سامنے
اپنی خوب صورتی اور حسن و جمال پر فخر نہ کرے۔ اس کے احسان کی ناشکری نہ کرے۔ یہ کبھی نہ کہے کہ تو نے میرے
ساتھ کیا سلوک کیا۔ جناب پر میرا صلہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دین کو دیکھا تو اس میں سب سے زیادہ نیک
پائیں۔ اس کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ اپنے خاوندوں کو طعن اور ان کی ناشکری اور ناقص شامی کرے
کی وجہ سے ان کا یہ حال ہے +

خلاصہ یہ کہ میاں بی بی کی معاشرت کے بارے میں عام قاعدوں کے ٹھیک لرنے کی ضرورت نہیں اور ممکن بھی
نہیں۔ لوگوں کے مزاج اور مذاق اس قدر مختلف ہیں کہ ہر ایک کا طرز معاشرت اپنے خاص طور کا ہوتا ہے عام
صلاح جو عورتوں کو دی جاسکتی ہے یہ کہ ہر ایک عورت اپنے شوہر کی رضا جوئی کو ہمہ وقت اپنا فرض مقدم
سمجھے اور اس کو ناخوش ہونے کا موقع نہ دے۔ مگر اس کے لیے صبر و تحمل اور نفس کشی اور مزاج شناسی کی
ضرورت ہے تو ان عفتوں کو اپنے ہن پیدا کرے یہاں تک کہ طبیعتہ ثانیہ ہو جائے اور خاندانی میں امن و
سکون اور عافیت اور سچی محبت کی حکومت ہو +

پردہ

قُلْ لِلّٰهِ قَدْرٌ مِّنْ يَّخْضَعُونَ اَصْبَارَهُمْ
يَحْضَعُوْنَ اَصْبَارَهُمْ ذٰلِكَ اَرْنٰى لِهَٰذِلَٰنِ
اَللّٰهُ خَبِيرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِلّٰهِ قَدْرٌ
يَّخْضَعُونَ اَصْبَارَهُمْ وَيَحْضَعُونَ
قَدْرَهُمْ وَلَا يَبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا
ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْحَكُنَّ يَخْفِهْنَ عَلٰى
جُجُوْبِهِنَّ وَلَا يَبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا
لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَائِهِنَّ
اَوْ اَٰمَنَآءٍۭ بِعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَوْلِيَآءٍۭ
اَوْ بَنِيْۤ اَخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخْوَالِهِنَّ اَوْ
اَوْ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوْ التَّابِعِيْنَ غَيْرِ
اُولٰٓئِكَ رُبَّةٌۭ مِّنَ الرِّجَالِ وَالطِّفْلِ
الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْدَتِ النِّسَاءِ
وَلَا يَضْرِبُنَّ رِءَاسَ رِّجَالِهِنَّ لِيَعْلَمُوْا مَا يُخْفِيْنَ
مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُؤْوٰٓءُ اِلَى اللّٰهِ جَمِيعًا
اِنَّهُۥَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ

اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی
رکھیں اور اپنی شرنگاہوں کی حفاظت کریں اس
میں ان کی زیادہ صفائی ہے (لوگ) جو کچھ بھی
کیا کرتے ہیں (مگر وہ سب) ہنجر ہو اور (اپنی) نیچہ
مسلمان عورتوں سے کہو کہ (وہ بھی) اپنی نظریں
نیچی رکھیں اور اپنی شرنگاہوں کی حفاظت کریں
اور اپنی زینت (کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر
جو اُس میں سے (چار) ناچاد (کھلا رہتا ہو) تو اس
کا ظاہر ہونے دینا مضایع ہے کی بات نہیں
اور اپنے سینوں پر دوپٹوں کے ٹکڑے ماسے ہیں
اور اپنی زینت (کے مقامات) کو کسی پر ظاہر نہ
ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر
یا اپنے خاوند کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے
شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے
بھتیجیوں پر یا اپنے بھانجیوں پر یا اپنی (یعنی اپنے
میل جول کی) عورتوں پر یا اپنے مائتھ کے مال
(یعنی نوڈی غلاموں) پر یا لاکھ کے گئے ہوئے (یعنی)
خدمتوں پر کہ وہ عورتوں (مگر عورتوں) کچھ اغراض
مطلب (نہیں) کہتے (جیسے خواہر مہر یا بڈھے ہونے
یا لڑکوں پر جو عورتوں کے پرے (کی بات) سے آگاہ
نہیں اور (چھپنے میں) اپنے پاؤں ایسے زور سے نہ
رکھیں کہ (لوگوں کو) انک اندوخی زبور کی خبر ہو

فصل مفسر سے ناظر رہا کی گئی تو جہیں کی جس کوئی کہتا ہو تو نہ کی علیہ اور لفظ کوئی کہتا ہو کی کھڑ کوئی کہتا ہے زور جیسے اٹھو جیسے اٹھنا یا سہل
وچھو ہم نے زینت کے مقامات کو خفیہ کر دیا لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہر ایک کے لئے ناظر کا معیار جدا جدا ہے ہر ایک حورہ ایک مینے کے عزیز کے کہیں
ترجمہ دیا کہ ساتھ دنیا کے کاروبار کے لیے اس کو کون سی چیز ضروری تھی کسی ضروری چیز پر وہ پردہ کرتی تھی وقت اس کی بڑا طرف

مسلمانوں! تمہارے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈی غلام اور
نم بیک جو (صدا) بلع کو نہیں پہنچے تین قسم میں تمہارے
باس آئے کی تم سے اجازت سے یا کر میں (ایک تو نماز
صبح سے پہلے اور دوسرا جب تم دوپہر کو (سوئے کے لئے) سول
کے مطابق اکہڑے اٹار دیا کرتے ہو اور تیسرا نماز عشاء کے
بعد یا یہ تین فہم کیا ہے) کے وقت میں ان (لوگوں)
کے ساتھ (تو بے اذن آئے دینے میں) تم پر کچھ غماہ اور
(بے اذن چلے آئے میں) اُن پر کچھ گناہ مکہ مکرمہ اور اگر تمہارے
پاس آتے جاتے رہتے ہیں (اور) تم میں سے بعض کو کچھ
لونڈی غلاموں کو (بعض یعنی تمہارے پاس آنے جانے
کی ضرورت لگی ہی رہتی جو تو بار بار اذن مانگتے ہیں تم لوگوں
کو بڑی تکلیف ہوگی یوں اسد اپنے احکام تم سے کھول
کھول بیان کرتا ہی اور اسد خانے والا حکمت والا ہے اور
مسلمانوں! جب تمہارے لڑکے (صدا) بلوغ کو پہنچیں تو
جس طرح ان سے لگے یعنی ان سے بڑی عمر کے گھروں
میں آنے کے لیے اذن مانگا کرتے ہیں (اسی طرح ان سے
بھی اذن مانگنا چاہیے یوں اسد اپنے احکام تم سے کھول
کھول بیان کرتا ہی اور اسد خانے والا حکمت والا ہی اور بڑی ہوشیاری
عقوتیں جن کو نکاح کی اسد باقی انہیں رہی اگر اپنے کپڑے
رہا و خیرہ) اٹار رکھا کریں تو اس میں اُن پر کچھ گناہ نہیں
شرطیکہ اُن کو (اپنا بناؤ) نہ دیکھا نہ منظور ہو (اور اگر اس کی بھی)
احتیاط رکھیں تو اُن کے حق میں بہتر ہے اور اسد (سب)
کی سنتا اور (سب کچھ) جاتا ہے +

اور (ایسی غیر کی پیروی) اپنے گھروں میں جمی (ٹپٹی) ہو
اور اگلے زمانہ جاہلیت کے (سے) باؤ سنگھار دکھانی سپہر
اور نماز پڑھو اور کوہ دو اور اسد اور اس کے رسول
کی نساں بڑی کرو (ایسی پیروی کے) گھر والو!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ
مِنْكُمْ نَلْتَمِزْ مِنْ قَبْلِ صَلَوةِ الْفَجْرِ
وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ
وَمِنْ بَعْدِ صَلَوةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوَّلَاتٍ
لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ
بَعْدَ هُنَّ حَتَّىٰ تَأْتُوا فَوْقَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ
عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ
الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ وَإِذَا بَلَغَ
الْأَطْفَالُ مِنْكُمْ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا
كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَلِكَ
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ
وَالْفَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُو زَوْجًا
فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ
غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ
خَلِيْفَتُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (پارہ ۱۸)

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ
الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ
الزَّكَاةَ وَاطِعْنَ أَمْرَ اللَّهِ وَرَأْسُكُنَّ مِثْلُ
نَحْوِ الْأَنْفِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (پارہ ۱۸)

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ
الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ (احزاب ۳۳)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ
الرِّبَايَا إِلَّا أَنْ تُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ صُلَاحِ
عَبْنِ ظَهْرٍ مِنْ بَنَاتِهِ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ
فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَبِرُوا وَلَا
مُسَاوِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ
يُؤْذَىٰ لِلنَّبِيِّ فَيَسْأَلُ عَنْكُمْ وَاللَّهُ لَا
يَسْتَعِينُ مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا
فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ
أَظْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ
أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَسْخَبُوا
أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَهُ
عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝ (احزاب ۴۶ پارہ ۲۲)

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ
وَلَا أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا بَنَاتِهِنَّ وَلَا نِسَاءَهُنَّ وَلَا
أُمَّهَاتِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَاءَهُنَّ وَلَا مَا
مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَالَّذِينَ اللَّهُ إِنَّ
اللَّهُ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝ (احزاب ۴۷)

حد کو تو بس یہی منظور ہو کہ تم سے ہر طرح کی گندگی کو دور
کرے اور تم کو ایسا پاک صاف بنائے جیسا پاک صاف
بنانے کا حق ہے ۶

مسلمانو! پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر یہ کہ تم کو کھانا
کے لیے (آسنے کی) اجازت دی جائے (تو اس صورت
میں ایسا وقت تاں کر جاؤ کہ تم کو کھانے کے تیار ہونے
کا انتظار نہ کرنا پڑے مگر جب تم کو بلایا جائے تو بدین
وقت پر آ جاؤ اور جب کھا چکو تو آپ کو چلو واپس
ماتوں میں نہ لگ جاؤ اس سے پیغمبر کو ایذا پہنچتی تھی
اور وہ تمہارا اہل نظر کرتے اور اسد تو حق بات کے
سمجھنے میں رکھی کچھ لحاظ کرتا نہیں اور جب پیغمبر کی
بیبیوں سے تمہیں کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے
باہر (دھڑکے رہ کر) ان سے مانگو اس سے تمہارا
دل (ان کی طرف سے) خوب پاک (صاف) رہیں
گے اور اسی طرح ان کے دل (بھی) اور
تم کو کسی طرح شایاں نہیں کہ رسول خدا
کو ایذا دے اور نہ یہ (بات شایاں ہو) کہ
ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے
مکاح کرو خدا کے نزدیک یہ
بڑی بڑی بات ہو

پیغمبر کی بیبیوں پر اپنے باپوں کے سامنے ہونے میں
کچھ گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں
کے اور نہ اپنے بھتیجیوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور
اسی (قسم کی) عورتوں کے اور نہ ماں کے مال (یعنی
نونیوں کے) سامنے ہونے میں ان پر کچھ گناہ ہو اور
ای پیغمبر کی بیبیوں وغیرہ کے سامنے ہونے میں (ان کے
ذاتی) محبوبے شک اسد ہر چیز کا شاہد ہوا ہے ۷

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْيَا بِأَوْفِ قُلُودِ
بَارِئُ اللَّهِ أَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يَبْصُرُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَعْمَى أَرَأَيْتُمْ أَنَّمَا أَلْهَمَ اللَّهُ لِي فِي هَذِهِ

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ
النِّسَاءَ مِنْهُمْ مِنَ الْمَسْكِينِ كَمَا مَنَعَتْ
نِسَاءَ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَلَمَّا نَفَرُوا مَنَعَتْ فَلَمْ يُمْ
(بخاری)

صلی اللہ علیہ وسلم : (ام المؤمنین) ام سلمہ رضی اللہ عنہا
 جو عورت کی طرف سے کہ یہ بھی جس میں موجود تھیں ، وہ اس
 کے لئے ذرا ایک قدم توڑ دیا کرتی ہیں ۔ (ام المؤمنین) ام سلمہ رضی
 اللہ عنہا : میں اپنے بعض خیال پر عمل نہیں کیا کرتی تھی نہ اپنا
 نہیں بلکہ میں میرے بچے پر مشیر رہا کرتی تھی ۔ (ام المؤمنین)
 فرماتے ہیں : میں نے سو کافر آئے تھے ان میں سے کچھ

مقررہ اہم المومنین - نہ ماہ سے روایت کرتی ہیں کہ انہیں
فرمایا جو ہمیں اس عورت کی آبادی ہیں اور جو ان کی مالہ
راست ہے اگر بنا پے سولہ ہذا اعلیٰ علیہ السلام سے دیکھ پاست تو
انہیں مسجد میں لایا جائے کہ لیے حاضر ہونے سے منع کرو
جس طرح اسرائیل کی عورتیں منع کر دی گئی تھیں یہی سب
ہونے کا کوئی جہاں یہاں نہ ہو کہ کیا کارہ عورتوں سے منع کر دی

من المسلمین۔ دُن و تَسُو کے تعلقات کو خدائے قرآن میں اور خدائے رسول نے حدیث میں اِباحث کر دیا ہے کہ اُن کی بابت کچھ زیادہ کھنکھنے کی ضرورت نہیں۔ بات بات میں دُنوں کے حقوق اور فرائض کی حد بانڈھ کر ہر صاف غیر مشتبہ کے اگر مرد و عورت اپنی اپنی حد میں ہیں تو مسلمانوں کی خانہ واریاں لطف اور عافیت سے تذبذب پر ہر چند اگر مسلمان کسی امر میں خدا و رسول کے حکموں کی پوری پوری تعمیل نہیں کرتے۔ اُنہی خانہ واری میں بھی ناہم اور صوری اور ناقص تعمیل پر بھی مسلمانوں کی خانہ واریاں جہاں تک ہم کو معلوم ہے کسی قوم کی خانہ واریوں سے کسی طرح لطف و عافیت میں کم نہیں اور یوں دیر تن بھی ایک ایک رکے کھنکھاتی نہ کبھی ایک دوسرے سے ٹکراتی ہوتی ہیں تو اس کو عداوت نہیں سمجھتے۔ اسلامی شریعت کو جاری رکھنے کے سوا اور سو بیکس ہونے کو آئے مسلمانوں کی جان و مال کو دھاکوں کو رطوں خانہ واریاں اچھی خاصی طرح بلی جا رہی ہیں یہ غل ہے نہ شور ہے نہ جھگڑے ہیں شے ہیں مگر سے من از بیجا لگاں ہر گز نہ نالہ کہ با من ہر چہ کرداں آشنا کردہ انگریزوں کی دیکھا دیکھی ہمارے وقتوں کے انگریزی خواں مسلمانوں نے بیٹھے تھامے چلتی گاڑی میں روزے اٹکانے شروع کیے ہیں پیچھے سننے سے ہم کہ اکتاس کل از دین مٹو کرے تو ایسے جی میں حکما کرتے تھے کہ انگریزوں کی حکمرانی کا تو ہول ہے ٹھیکے بربن خود موسے بربن خود اُن کے وقت میں مسلمان کیسے عیسائی مذہب اختیار کر لیں گے یعنی اَللّٰہُمَّ اِنّی ذِیْہِی مَلُوکُکَ کا کلیہ غلط ہے۔ لیکن بابو ویکہ انگریزوں کی طرف سے جبر نہیں۔ زبردستی نہیں جوں انگریزی عیسائیت بانی گئی مسلمان ہیں کہ طرح طرح سے اسلام ربوئے آنے لگے۔ اکتا صاحب فرمانے ہیں کہ کوآن کہ پیر

۱۲۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر جو کرتے ہیں ۱۲

اصلاح طلب ہے۔ مگر آیتیں جن میں صرف مستفادات ہیں وہ تو وجہ العمل ہیں۔ مگر جن انتظام دنیا کے بارے میں ہیں چونکہ زمانہ بدل گیا ہے ہماری حالت کے مناسب نہیں اور اسی لیے ان پر کاربند ہونا ضروری نہیں۔ دوسرے صاحب کی رائے کے مسلمانوں کو ان کے قانون میراث نے برباد کیا ہے۔ اب بھی اگر کسی کے کئی بیٹے ہوں اور انگریزوں کی طرح بڑا بیٹا باپ کے کل ترکے کا مالک قرار دیا جائے تو یہ منصف جائیں اور خاندان کی سادگاہ قائم رہے۔ اسی طرح اسلامی شریعت کی کتنی باتیں ہیں جو لوگوں کی نظروں میں کشمکش ہیں اور ان پر اعتراضوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ اگرچہ زنا و رشوک کا معاملہ بھی ہے۔ یہ لوگ سحر سے یہاں کی عورتوں ہی کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ کوئی نسلیہ یا تہ بھلا آدمی ان کے ساتھ زنا شوئی کا تعلق پیدا کرے مصلوح روح و صحبت نامہ جنس غدا بیست الہم پھر زنا شوئی کے تعلق کے پیدا کرنے کا جو طریقہ ہے وہ ان کے نزدیک خود تعلق سے بھی زیادہ مکروہ اور قابل نفرت ہے۔ وہ جو کہتے ہیں طویلے کی بلانند کے سر اعتراضات کا سا پتھر پڑے پرے ہے انگریزوں میں عورتوں کے پرے سے کاشف نہیں۔ اور ان کی عورتیں کنواری اور بیاہی مردوں کے محکمہ ملتی جلتی ہیں تو ان میں زنا شوئی کا تعلق دیکھ بھال کر ہوتا ہے اور دیکھ بھال بھی نظریے کے گزرے نہیں بلکہ نکاح سے پہلے مدت تک دونوں میں ایسا گہرا اور گڑھا لگا ہوا رہتا ہے کہ گاہ اختلاط ہوتا ہے کہ ہر ایک برسوں کے بعد بھی ایسی آزادی نہیں برت سکتے اور ابھی ان کے باں کی منگی ہے۔ ہر ایک اختلاط کا تو کیا مذکور ہو۔ شرفاں بیٹے والوں کی طرف کی کوئی عورت کنواری لڑکی کا پرچھا نواں بھی دیکھنا چاہے تو نہیں دیکھ سکتی۔ پروے کی مخالفت کا اصلی باعث تو ہے انکسار علی دین ملتی کھڑے لیے اور برادری کے ڈر سے کھلم کھلا کر بے جا کر مضامین لے نہیں سکتے اور کچھ نہیں بن پڑتا تو مسلمانوں کی ہر ایک بات میں جاویدا محنت چینیال کیا کرتے ہیں۔ جات بے جا تیرے سر پر کھاٹ ہو تو اور غفل بے غفل تیرے سر پر کھو ہو تو بھیڑا اپنی اصلی صورت میں آئے تو چرا و اناٹھ کے زور سے بھی اپنے ریوڑ کی حفاظت کر سکتا ہے جو اب شرکی بہ بڑی غضب یہ ہے کہ بھیڑیں آتے اور ہکا پھسلا کر بھیڑوں کو تیر پتر کرتے ہیں۔ پہلی تدبیر یہ ہے کہ پروے کے نقصان دیکھائے جاتے ہیں اور پھر عجب کہ سلطانا بہ پسند و ہنر است بے پروگی کے فائدے۔ کہ پروے کی وجہ سے عورتیں اپنے حق و واجب فی حق اور تسلیم سے محروم ہیں۔ پڑوہ ایک قسم کی قید ہے مادام الحیاہ۔ پڑوہ کی قید سے عورتوں کو کمزور ناتوان کر دیا ہے اور ان کی کمزوری اور ناتوانی کا اثر بدسلوکیوں پر پڑتا ہے۔ پڑوہ اس بات کی دلیل ہے کہ مردوں کو عورتوں کا اعتساب نہیں۔ اگرچہ مرد و عورت بالاطیع آزاد پیدا کیا گیا ہے اور جب اس کی آزادی کو بھڑا روکا جاتا ہے تو وہ کمزور و غریب اور دھوکے سے آزادی کو عمل میں لاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ نوٹنڈی غلام نیل اصلیت اختیار کر لیتے ہیں اور اسی لیے انگریزوں نے نوٹنڈی غلام بنائے کو قتل نفس سے دوسرے وجہ سے مجرم قرار دیا ہے یعنی جتنے عیب ہماری عورتوں پر تھوپے جاتے ہیں (۱) ان یکہ کی عظمت (۲) اگر ایک مرد سے ستر خدام زن زنان را من نام مرد سے زن نہ (۳) اپنے زن و شمشیر و فدا کر دہ (۴) سب پروے کی بدولت یہ شخص پروے کے مخالفوں کے نزدیک مسلمانوں کی قوم کا افلاس۔ ان کی تباہی۔ ان کی بربادی ان کی فتنہ۔ ان کی

جہالت۔ ان کا تنزل بتی بھی نہ! ایمان میں پردے کے نیچے ہیں۔ اعتراضات کرتے تو کڑھٹے مگر ع
کو عشق آساں نمود اول و سوائے افتاد مشکلمہ و دشواری یہ پیش آتی کہ پردے کی مخالفت کے ساتھ مسلمان ہونے
کے بھی لیے چڑھ سکے و عموماً یہ س ع و طبل ملن باک باطن پنج اور قرآن ہو کہ صاف لفظوں میں حکما
پردے کی حمایت کرتا ہے۔ حامیان پردہ اور مخالفان پردہ کا اختلاف ناگوار دہے کہ پوچھ گیا ہے۔ اور ہر
نزدیک پردے کے مطلب کو ہر طرف میں سے لیکر بھی نہیں سمجھا اور یہی وجہ دونوں طرف افراط و تفریط کی
سبب۔ بات یہ کہ پردہ خود مقصود بالذات نہیں اصل میں مقصود بالذات ہے عصمت و عفتہ کی حفاظت اور پردہ
اُس کی تدبیر ہے اور بہت عفتہ و عصمت مرد و عورت دونوں سے طلب ہے۔ اور اُس کا حفظ بھی دونوں کے کرنے
سے ہوتا ہے اور یہ مذکورہ مرد کے مقابلے میں کمزور پیدا کی گئی ہے اور جہاں کمزوری کے علاوہ ناقص العقل بھی
جو اُسی پر حفظ عصمت کی زیادہ تاکید بھی ہے۔ غرض ان پردے کے ذیل میں وہ لمبی آیت دیکھو قل للفقہاء حصہ
من اصدارہم الخ مسلمان مردوں کو اتنا ہی حکم ہے کہ اپنی نظروں پہلی رکھیں اور اپنی ستر رکھوں کی حفاظت
کریں۔ اس میں اُن کی زیادہ صفائی ہے اور مسلمان عورتوں کے لیے یہ بھی ارشاد ہے کہ للفقہاء حصہ
من اصدارہم الخ حصہ خرد چھن دکا مسدین دستہں الا مظهر منہا الخ لہی ای پیغمبر مسلمان عورتوں
کو کہ وہ بھی اپنی نظریں پہلی رکھیں اور اپنی ستر رکھیں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کے مقامات کو
ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو اُس میں سے (چار ناچار) کھلا رہتا ہے (تو اُس کا ظاہر نہ ہونا مضامینہ کی بات نہیں)
عورتوں پر اُن کی جہاں کمزوری اور نقصان عقل کے علاوہ پردے کی زیادہ تاکید کرنے کا ایک سبب اور بھی
ہے کہ مردوں کو خلعتی قوانین کی وجہ سے تحصیل معاش کے لیے دنیا کے مشکل اور بہت کام کرنے پڑتے ہیں
اور چونکہ ان کو دنیا کے نشیب فراز سے اکثر سابقہ پڑتا رہتا ہے اسی سے اُن کی عقلیں نیز اُن کی ہمتیں
قوی ہوتی ہیں۔ عورتوں کا تو یہی کام ہے کہ مرد جو کچھ کا کر لائیں یہ اُس کو انتظام اور سیکے سے اٹھائیں
گھر کو سنبھالیں، بچوں کو پالیں، جہانی اور دماغی مختوں کو کوئی مردوں کے دل سے پوچھے کہ ایک معاش
کے پیچھے خون اور پسینا لیک کرنا پڑتا ہو۔ شب تاریک، بزم موج و گرد آب چنیں ہاں بچہ کجا دانند حال ما
سبک از ان ساحل ما پردے کے مخالفوں تو یہ سمجھ رکھا ہے کہ مرد دراصل عورتوں کے دشمن ہیں اور انھوں
نے ظلم عورتوں کو پردے پر مجبور کیا ہے حالانکہ حقیقتہً واقعی یہ ہے کہ مرد و عورت کا تعلق پیارا خلاص
شروع ہوتا پیارا خلاص کے ساتھ جاری رہتا اور پیارا خلاص ہی پر ختم ہوتا ہے۔ مرد اور عورت کی بناوٹ ہی
اس طرح کی وضع ہوئی ہے کہ ایک دوسرے سے الش و محبت کریں بشرطہً میں عورت ماں ہوئی ہے اور
اُس کی اولاد ماں کی اُمتا کو سب جانتے اور سب مانتے ہیں۔ یہی اولاد تو ماں اولاد کے لیے ستر خیمہ زندگی
ہے۔ یعنی ایک وقت خاص تک کہ مرد کی زندگی کا پہلا درجہ ہے۔ ماں اور اولاد ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے پر
مجموع و مجبور ہیں۔ پھر مرد کی عمر کے اسی درجے میں یا اس کے متناقب اکثر بھائی بہنوں کا تعلق ہوتا ہے و

بھی اُن کو کچھ نہ سہی تو ایک جگہ کارہنا سنا ماں باپ کی محبت میں ساجھے کا ہونا الفت کے لیے کفایت کرتا ہے
 عرض الی اور لاد کے تعلق کے علاوہ مرد اور عورت کے تعلق کی ایک شان اُتو ہے اور وہ بھی سہنی ہی محبت پر طبعیت
 کے وجہ سے گزر کر پھر جو مرد و عورت میں تعلق ہو تا ہے وہ زنا شونی کا تعلق ہے اور کچھ شک نہیں کہ زنا شونی
 کا تعلق بھی پیارا و محبت کا تعلق ہے۔ اس صورت میں یہ خیال کرنا کہ مرد و اصل عورتوں کے دشمن ہیں اور
 انھوں نے ظلماً عورتوں کو پر دے پر مجبور کیا ہے۔ ایک لغو خیال ہے اور مرد اور عورت کی فطرت اس کی تضحیک
 کرتی ہے۔ آدمی کچھ اس طرح کا خود غرض مخلوق ہے کہ بے مطلب یہ کسی کا بھی اشتہا نہیں یہاں تک خدا کا بھی
 پس جس کسی سے اس کو محبت کرتے دیکھو سمجھ لو کہ محبت میں جلب منفعت یا دفع مضرت ٹھہرتے ہیں۔ جب انسان
 کی محبت کا مکار غرض پٹھیرا تو حیا غرض قوی تہذیب اور دیر پا ہوگی محبت بھی قوی تہذیب اور دیر پا ہوگی اور یہی بات
 آدمی کے تعلقات میں دیکھی بھی جاتی ہے کہ یہاں پہچھے جو رخصتم دونوں سبب ٹوٹ کر اپنی خانہ داری الگ
 کر لیتے ہیں۔ وہ سمجھ جاتے ہیں کہ دنیا ایک چھکر ٹپ ہے اور یہ دونوں دو بیلوں کی جگہ اُس میں جوت دیئے گئے
 ہیں اور چھکر ازان کو قبر کی منزل تک پہنچنے سے جاتا ہے۔ گاڑی بانوں کا قاعدہ ہے کہ جڑی میں جو بیل بٹھا
 ہوتا ہے اُسے دائیں طرف جوتے ہیں اور بٹ کے چالاک کو ماس طرف۔ اور یہ غالباً اس لیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے
 بانٹنا ہوتا ہے۔ بٹھا بانٹنے سے اپنی جڑی کے ساتھ ساتھ چل سکے گا۔ یہاں بی بی واقع میں بیل نہیں ہیں ہم
 مثال کے لیے اُن کو بیل بنالیا ہے۔ اچھا تو جب مرد و عورت دیا کے چھکرے میں جوئے گئے اور دونوں تھے
 ایک دوسرے کے حال سے واقف آئے دوسرے مانوس اُنھوں نے آپ تجوڑ کیا کہ کون دہانے رہے اور کون
 بائیں۔ عورت بھی خلقت کے مرد اور کردی کی وجہ سے نکلی اس کو دائیں طرف رکھنا یعنی تحصیل معاش کے مثل شکل
 کام مرد نے لیے اور خانہ داری کے ہلکے ہلکے عورت کو دیئے مگر عورت خانہ داری کو حقان فی سید کی تفسیل کے
 بدون اچھی طرح سمجھنا نہیں سکتی ناچار اُس کو پتہ مار کر گھر میں بیٹھنا پڑا۔ یہ جو پر دے کی اصل چاہو اس کو مردوں
 ظلم سمجھو یا عورتوں کا ضعف۔ مگر مردوں کا ظلم سمجھنا بجائے خود مردوں پر ظلم ہے۔ سچی سست گواہ چست گدے
 کو دیا تاکہ اُس نے بھامیری آنکھیں پھوٹیں۔ پتھر پڑی بات یہ ہے کہ ناموس مرد کی امانت ہو عورت اُس کی
 امانت دار اور مرد و زنانہ و نفقہ امانت کا معاوضہ۔ پس عورت کا فرض ہے کہ مرد کی امانت کی پوری پوری حفاظت
 کرے اور وہ بے پردے کے ممکن نہیں تو ہم نہیں سمجھتے مگر لائق طیبستان کی شکل تو ضرور ہے۔ مال کی حفاظت
 کے لیے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے زمین میں گاڑتے دہرے دہرے چہرے تالے لگاتے اوپر سے ہرہ چوکی بٹھا
 ابرو مال سے ہمیں لادہ عزیز چیز ہے اس پر غیر مند لوگ جانیں قربان کر دیتے ہیں ایک پردے سے اس کی
 قابل طیبستان حفاظت جوئے تو کیوں نہ کی جائے تاکہ اگر عورت ناموس کی بڑی محافظ ہے مگر یہ بڑگی
 سے سر و دستاں باد و نائیدن۔ دیوانہ را ہوئے بس است اگرنا ضرر نہیں تو حیا طے کے خلاف ضروری پردے
 کے مخالف یہ چاہیں کہ پردہ اٹھا کر عورتوں کو مردوں کی برابری میں سنے آئیں تو موئے و صورت رکھیں کہ کھلی د

کے نقصان عورتوں کے فطری نقصانات کو کیسے پورا کر سکیں گے۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سُلَیْمٰنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ
 اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سُلَیْمٰنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔ یورپ میں عورتوں کے پردے کا دستور نہیں تو وہیں کی عورتوں نے کون سی گڑبڑیں
 کر لی ہے ہم نے تو یہی کچھ ہے کہ بڑے بڑے حاکم اپنی بیویوں کو دوسرے میں ساتھ لیے بھرتے ہیں۔ بڑی دھم
 سے اُن کو دعوئیں دی جاتی ہیں۔ اُن کے کاغذات بیان کیے جاتے ہیں صاحب کو جوش کرنے کے لیے ہم صاف
 کا ذکر خیر بھی ضرور ہوتا ہے۔ جواب میں صاحب ہمارے بھی خوشنودی کا اظہار فرماتے ہیں۔ یہ سب کارروائی انگریزی
 میں ہوئی ہے یہ ہم صاحب بھی اپنی زبان سے دو کلمے فرمادیتیں تو لوگ مارے خوشی کے جلے میں ٹھیک نہ ساتے مگر
 اِنی جرات کہاں وہی اَدَسٌ یَقْشُرُ فِی الْجِلْدِ وَ هُوَ فِی الْحَصَا وَ عَنِ الْمِیْنِ ایاہ صاحب ہی کو تکلیف کرنی
 پڑانی ہے۔ بے شک ان میں شاذ و نادر و الماد کا معدوم بعض عورتیں مصطفیٰ بھی ہیں۔ سو ان کی تصنیفات
 ایسی ہی شاعری کی طرح اکثر عشقیہ ناول ہوتی ہیں۔ ان کی تو ہم کچھ قدر کرتے نہیں ہاں معا دوسے چند بڑی بولنے
 والیاں بھی ہیں تو اذان دینے والی مرغیاں کبھی ہمارے دُلبوں میں سے بھی نکل آتی ہیں۔ جست کرنے پر اُو تو
 جتنے نقصانات پردے کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں ایک ایک کا جواب دناں تکن موجود ہے مثلاً عورتوں
 کی ناقوانی اور کمزوری۔ تو ناقوانی اور کمزوری کو گل جہان کی عورتوں نے سنن کی ادا قرار دے رکھا ہے اس سلسلے
 کہ ان کی غلطی سے گل شوق بکھیر گیا اَصْلَہ۔ یورپ کی عورتیں باہر چلنے پھرنے کو دتے پھاندے سے جو فرائض
 ہم پونچھتی ہیں کمزور کس کس کس پر شائع کر دیتی ہیں۔ بخالفین پردہ کو حُکْمٌ اَللّٰہِ یُفَعِّلُہٗ وَلَوْ کَہْمٌ۔ یورپ کی آنکھ
 کا ٹیٹ تو سوجھ نہیں پڑتا کہ لاواگ کو ناسنے کا آلا ہوا دیتے ہیں۔ اس کو ہم بھی مانتے ہیں کہ قرآن اور حدیث اور
 تاریخ سے جتنے پردے کا پتہ چلتا ہے ہندوستان کے رسم و رواج نے اس میں بہت زیادتی اور سختی کر دی
 ہے مگر زیادتی اور سختی کر دی ہے تو ہم لوگوں کے دلوں کے کھوٹ نظر کی چوریاں زیادتی اور سختی کی متقاضی
 ہیں یعنی مروجہ پردہ بدعت بھی ہے تو بدعت حسنہ سے درمخل خود راہ ماہ ہجو سنے راہ آندہ دل آندہ کند آئینہ
 اس سختی پر قویہ حال ہوا ہٹا کھٹا کھونا اور آپ ہی لایوں مناعہ عورتوں کی نسبت ایک کجاءوت بھی جاتی ہے
 گھونٹ میں لہر بہر دلی میں سارا نہر تر گھے میں خاکہ قہر۔ قرویوں بدنام ہیں کہ رائیٹس تو ہتھیار اٹھیں رہو
 بھی بیٹھنے دیں۔ شرعی پردے کی پوچھ تو قرآن کی آیتوں اور حدیثوں کے جمع کرنے سے وہی نتیجہ نکلتا ہے کہ
 پردہ مقصود بالذات نہیں بلکہ مقصود بالذات ہی حفظ عصمت اور پردہ اُس کی تدبیر ہے اور بس کیونکہ جب
 جناب رسول خدا صلی علیہ وسلم کفار مکہ کے ہاتھوں سے تنگ اگر مدینہ تشریف لے آئے تو ان دنوں
 مدینہ قصبہ بھی نہیں ایک گاؤں تھا اور اس کا نام مدینہ بھی حضرہ کا رکھا ہوا ہے ورنہ اس کا اصلی نام تھا یشرب
 چنانچہ قرآن میں بھی مدینہ کو یشرب ہی فرمایا ہے۔ یشرب کے معنی عربی میں ہیں اُجڑے خراب ہو۔ بدینہ صاحب
 کو میرے ناموں سے تھی نفرت آپ نے اس کا نام مدینہ رکھا تب سے یہی نام پڑ گیا جس کے معنی ہیں شہر۔ یشرب کی
 لہ لہ پیہر ستم خد کے قاعدے کو ہرگز بدنام ہوا نہ ہوگا۔ ۱۱۔ رند خدا کے قاعدے کو ہرگز نام نہا ہوا نہ ہوگا۔ ۱۲۔ کبار بی ذات ہرگز

میں نشوونما ہے اور کوئی جگہ آج نہیں تو جگہ کے وقت (یعنی طرح) اظہار مطلب، ذکر کے دودھ صاف شان کے زیبا ہے۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔
 اپنی اصل کی طرف مٹی کرتی ہے۔ ۱۶

آب و ہوا بھی خراب تھی کہ آٹھے تیرب یعنی تیرب کی تپ مشہور تھی۔ نام کے ساتھ پیغمبر صاحب کی برکت سے آب ہوا بھی بدل کر درست ہو گئی۔ تیرب میں بیت الخلاء بھی نہ تھے شرفا کی ہوسیشیاں سب رفع حاجت کے لیے ٹھٹ پٹے کا وقت ناک کر گاؤں کے باہر نکل جاتی تھیں۔ گاؤں کے سریر نو جوان آتی جاتیوں کو چھڑتے بھی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوتی تھی اور وہ بار بار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پردے کی بابت عرض کیا کرتے تھے۔ مگر پردے کے بارے میں کوئی وحی تو آئی نہ تھی۔ پیغمبر صاحب اپنی طرف سے کیسے حکم دے دیئے یہاں تک کہ ایک ان حضرت عمرؓ نے ام المؤمنینؓ سے وہ کو جانے دیکھا۔ ہر چند کہ وہ وہی ہوئی جلی جاتی تھیں مگر انھوں نے کسی طرح اُن کو پہچان لیا اور پیغمبر صاحبؐ جا شکایت کی۔ آخر وحی نازل ہوئی کہ پیغمبر کی بیسیاں بیسیاں اور عام مسلمان عورتیں گھونگٹ نکال کر نکلا کریں تاکہ ہر شخص پہچان لے کہ کوئی پردے والی عورت ہے اور چھڑے پھٹاڑے نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کے نزول تک عورتوں کو رفع حاجت کے لیے باہر جانا پڑتا تھا۔ اس اثنا میں بیت الخلاء بھی بسنے لگے ہوں گے۔ کیونکہ مسلمانوں کی خوشحالی روز بروز بڑھتی جاتی تھی تو پردے کا بیچ ذرا اور کثیف یا گیا۔ اور وہ بڑی لمبی آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ اور پردے کے پچھلے میں یعنی وہ گھونگٹ والی آیت تو انہیوں کے مقابلے میں تھی ایسی حالت میں کہ عورتوں کو رفع حاجت کے لیے چاروں جاہر باہر جانا پڑتا تھا۔ اب یہ لمبی آیت اندرون خانہ کا پردہ ہے۔ پھر آخر میں جاگیر پردے کی تکمیل تو اس آیت سے ہوئی جس میں امات المؤمنین یعنی پیغمبر صاحب کی بیبیوں کو حکم ہے کہ **فَرَضَ لِي سَوِيكِي** اور اصحاب علیہم السلام کو اور شاہد ہوا ہے کہ **وَالَّذِي اسْتَكْفَى هُنَّ مَعَكَ كَاسْتَكْفَى هُنَّ مِنْ** وَاَلَا فَحَاطَ۔ اگرچہ یہ احکام امات المؤمنین کو ہیں اور امات المؤمنین کے بارے میں ہیں مگر تمام مسلمان عورتیں اور تمام مسلمان مردان کے مخاطب ہیں قرآن میں ایسے بہت احکام ہیں کہ مخاطب پیغمبر صاحب ہیں مگر سب مسلمان اُن احکام کے محکوم ہیں پیغمبر صاحب کی نسبت ایسا خیال کرنا کہ اُن کو اپنی بیبیوں کی عصمت کا زبواہ پاس تھا سخت لغو خیال ہو اور پردے کا پہلا حکم **حِكْمٌ كَلَامٌ وَفِيكَ وَمَا لَكَ وَفِيكَ** صاف اس کی ترمیم کر رہا ہے۔ پیغمبر صاحب کو ایک آدمی مسلمان کی جان اپنی جان سے اور ایک آدمی مسلمان کی آبرو اپنی آبرو سے بہت زیادہ عزیز تھی۔ اگرچہ پردے کا بیچ مسلمانوں کی حالت کے لحاظ سے رفتہ رفتہ کسا گیا مگر وہ سب احکام بجائے خود بحال و برقرار ہیں اب بھی ہمارے ملک چھوٹے چھوٹے دیہات میں بیت الخلاء نہیں ہوتے حلال خور نہیں چھوڑتی وہی گھونگٹ کی قدر پردہ کیا جاتا ہے اور ان کے حق میں وہی شرعی پردہ ہے۔ غرض ہر ایک کی حالت کے مناسب ہر ایک کا پردہ ہے۔ ایک پردہ جوان عورت کا ہے ایک بوڑھی کا۔ ایک دیہاتی کا۔ ایک شہری کا۔ ایک غریب کا ایک امیر کا۔ ایک حسین کا ایک بدصورتہ کا جس کو جس طرح عصمت کی حفاظت کا طمسناں ہو عصمت کی تحفظ کے ساتھ جو چاہے سو کرے۔ ہم کو تو یہ مزید پردے کے خوگر مگر پردے ہیں اور اسی کو عصمت کی حفاظت کا مستغیر ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور یہی ہمارا شرعی پردہ ہوسے **اَلَا يَخْلُ مِنْ سَلَاةٍ كَاسَلَاةِ امَّا + وَكَلَامِ الْفَتَا + وَبِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ كَلَامِهِ**

ہم نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے ایسیوں سالانہ جلسے میں آزادی اور مستورات کی بے پروائی
ریکچرڈ یا تھا اور اس میں پروے کے متعلق ہدایت اختصار کے ساتھ بحث کی تھی چونکہ وہ مضمون بھی ڈیپٹی
خالی نہیں اس لیے مضمون کا اس قدر حصہ جو پروے سے تعلق رکھتا ہے اس جگہ بعینہ نقل کرنے میں اگر
بعض مضامین میں تکرار بھی دیکھی جائے گی مگر حقیقتہ میں خاندان سے خالی نہ ہوگی ۴

دوبارہ

گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل ہر چند چاہتا ہوں کہ وعظ کی شان نہ آئے یا نہ ”ورنہ سنائی بہتم
میرسد“ اسی جانی ہے اور یہی حال ہو تو کچھ کا تمام ہونا بھی معلوم۔ انجمن ابازت دے یا نہ دے خود مجھ میں الٹی
سی توانائی نہیں رہی نہ نالہ جاتا تھا پر سے عرش سے میرا اور اب لب تک آتا ہے جو اسبابی رسا ہوتا ہے
افسوس تو اس بات کا ہے کہ حاشیوں کی وجہ سے اصل متن راجا تہا ہے۔ میں نے اس ارادے سے کہ شرمین
کیا تھا کہ ہر ایک قسم کی آزادی پر بحث کر کے آدھیں کو بتاؤں گا کہ آزادی کی خواہش جو ہر ایک بشر کی طبیعت میں ہے
چند و چند اضطرابی تیسود کے ساتھ حوالانہ فطرۃ انسانی ہیں کیونکہ اور کہاں تک مل میں لائی جاوے
تو بڑا وسیع مضمون ہے تاہم میں چلتے چلتے اتنا تو کہے دیتا ہوں کہ ہم لوگوں نے اس آزادی کے مصرف ہی کو سہر
سمجھا جو خدا نے تعالیٰ کی طرف سے ہم کو عطا ہوئی ہے۔ اس آزادی کا مصرف صحیح تو یہ تھا کہ ہم خواص الارشاد کی نو
لگاتے۔ اور کائنات عالم سے خدمت لیتے جیسا کہ اہل یورپ کر رہے ہیں۔ سو اس طرف تو ہم نے جیسی چاہیے
توجہ کی نہیں اور جیسے خالی بیٹھا ہوا دنیا بٹے ہاؤا کرتا یا اس کو ٹھکی کے دھان اس کو ٹھکی میں اور اس کو ٹھکی
دھان اس کو ٹھکی میں کیا کرتا ہے۔ فکر رایگان اور لائینی مشغلوں میں پڑ گئے یا کم سے کم فغلوں کے پیچھے وضو
کوناغہ کرنے لگے۔ ان ہی قسموں میں سے ایک قسم کی آزادی وہ ہے جس کے لیے مخالفین پردہ مسنورات
شور و غل مچا رہے ہیں۔ ان دنوں روس اور جاپان میں لڑائی ہو رہی ہے۔ جاپانی تو جنگی اور تیری و طرک
روس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ مخالفین پردہ ایک دم چار طرف سے پردہ پر حملہ کر رہے ہیں یعنی پردہ کے خلاف
میں چار چار ویلیں شش کرتے ہیں اول یہ کہ روایا پردہ شرعی پر جسے کی حد سے بڑھا ہوا ہے اور اسی وجہ
سے اٹھا دینا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ اتنا پردہ سختی کی وجہ سے عورتوں پر ظلم ہے۔ تیسرے یہ کہ پردہ نے قوم کے دھرم
دھرم کو بے کار کر رکھا ہے کیونکہ مردم شناسی کی روش سے مردوں اور عورتوں کا شمار قریب قریب برابر کے جو ان
دونوں چونکہ تعلیم پر بڑا زور دیا جا رہا ہے مخالفین پردہ تیسری دلیل کے تحت کہ طور پر یہ بات بھی پیش کرتے
ہیں کہ قوم کی ترقی موقوف ہے تعلیم پر۔ اور پردے کی وجہ سے عورتوں کی تعلیم کا انتظام نہیں ہو سکتا اگر ہم
عورتوں کی تعلیم پر نظر کریں اور اس تعلق پر جو خدا نے مرد اور عورت میں ٹھیرا دیا ہے تو مخالفین پردہ کی سب
دلیلیں مٹ رہی کے جائے کی طرح ایک پھونک سے ٹوٹتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں مَعْلَمُ الدِّينِ مُحَمَّدٌ
مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْ لِيَاكُم مِّنْكُمْ لِيُقَدِّمُ لَكُمُ الْكَيْدَ لِيُفْتِنَكُمْ فَانْزِلُوا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ لَكُمْ
لَهُمْ لُكُوفٌ فَاسْتَمِعُوا لَكُمْ لِيُفْتِنَكُمْ فَانْزِلُوا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ لَكُمْ لِيُفْتِنَكُمْ فَانْزِلُوا

سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے کہ شاعروں نے اس وحشت و گہر کو حسن کی ایک اداسی سمجھا ہے اور یہ تو ایسے آنکھوں
 دیکھی بات ہو کہ بڑے بڑے انگریز اپنی لہڈیوں کو ذرا دل میں ساتھ لے لے پھر نہیں۔ ریاستوں میں دعوں میں
 ہیں۔ تیلڈس دیے جاتے ہیں۔ تیلڈس کے مخاطب صحیح تو صاحب ہوتے ہیں۔ مگر ان کے خوش کرنے کو ایلڈس میں
 ہم صاحب کا بھی مذکور ضرور ہوتا ہے۔ صاحب اللہ ایک کے جواب میں میران کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اسی طرف سے فہر
 ہم صاحب کی طرف سے بھی اس لیے کہ جمع ہوں اور بات کرنے کو بھی جرأت دیا ہے۔ اور ہم صاحب میں نے جانی
 بھی ہے۔ تعلیم بھی ہے۔ شائے حکومت بھی ہے۔ ابک ہمیں تو جرأت ہمیں۔ کون ہمیں؟ وہی چھپک حواشر جی
 لازمہ فطرہ نوائی یعنی پرے کا عورتوں کے اس خاصہ طبعی کامیاں لکھ، مگر فرماں اس بھی ہے کہ اگر کتب
 کے عقائد فاسدہ میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مرثیہ حد کی سیٹھاں ہیں۔ قرآن میں ان کو اس طرح قائل کیا گیا ہے کہ
 تم تو میٹھوٹ عار کھتے ہو اس کو خدا کی طرف مذہب کرنے سے تم کو شرم نہیں آتی کئے احمق ہو۔ سرے سے اولاد
 اور اولاد میں سے بھی بیٹیاں۔ خدا کی شان کو کیا زیب دیتی ہیں۔ جن کا حال ہے کہ ساری عمر لکھی جوتی بسا
 سنگھار میں لگی رہیں۔ زبانیں تکرار سو پڑے تو مونہ سے بات نہ نکلے۔ اَدَمُ تَدَسُّوْا فِی الْحَدِیْدِ وَ هُوَ فِی الْیَمِّحَہِ
 مہنہ۔ مطلب یہ کہ مردوں اور عورتوں نے آپس کی صلاح سے مناسب حالت اپنے اپنے گھروں کا انتظام کرنا
 ہو۔ ہر کے مصلحت خویش کو مفید اندھ سوسائٹی ایک وضع یرس کوئی اطمیناں سے چل رہی ہے۔ بلا ضرورت پرے
 کی بحث پھیر کر گھروں میں فساد کو لانا بھی جو کہ دین لکھ کر ددو جہ نہیں تو اؤڑ کیا ہے۔ اچھی ریاضت کی سوجھی
 جن کا گھر صری نتیجہ یہ ہے کہ گھر وں کا فہر اٹھ جائے۔ ایسے ریاضت میرے نزدیک حفظ اس کے نکلے ایسے جائیں
 اور اگر قانون اجازت نہ دے تو لارڈ کران سے عرض معروض کر کے سرکاری اندازی کی طرح کابل پاس کر لیا جائے
 لارڈ صاحب کی طبیعتہ ماشاء اللہ ان دنوں بہت جولا تیوں پر ہے۔ رانا تعلیم کا ابابا فریب جیلہ تو اس کا مختصر جواب
 ہے کہ تو کارنریس رانکو ساختی کہ با آسمان پیر پڑختی۔ بندگان خدا اچھی مردوں کی تعلیم کا اور نہ تو
 ایک کر وٹ بیٹھا نہیں۔ ادھر یونیورسٹی بل انڈیا لجن لیسو کونسل میں پڑھتوں رہا ہے۔ ادھر علی گڑھ کالج
 اشافے اچھے عربی کا شگوفہ نکال کھڑا کیا ہے۔ عورتوں کے پردے کی بحث چھیڑ کر تعلیم کے مسئلے کو اؤڑ
 بھی گول مال کرنا چاہتے ہو کیا۔ کہتے انکو کی تعلیم پر زور دیا جا رہا ہے اور زور ہے انہی نہیں رہا۔ مگر نتیجہ یہی
 ناکہ لاہور کی توخیر نہیں ایک دلی مس بین بائیں بی اے۔ بے کار بیٹے ہیں۔ ان میں سے ایک کا حال مجھے
 معلوم ہے کہ خدا خدا کر کے بڑی سہارنوں سے نقل نویسیوں میں بھرتی ہوا۔ لوکیاں کچھ بھی کریں لوگوں
 کے برابر تعلیم پانے کی ان میں قابلیت ہی نہیں اور نہ مہلت۔ بہت کرو۔ ان کو اردو لکھنا پڑھنا سکھا دیا جائے
 ائم اتے کے دیے تک پڑھنا ہو تو حساب میں جمع تقریق۔ ضرب تقسیم۔ تو شرحیوں کے گھروں میں اتنی تعلیم
 سبقتاً سبقاً اور سینہ پر سینہ پردے کے ساتھ اب بھی ہو رہی ہے۔ اس کے لیے اتنا غل غما نہ کرنا یا ضرور ہے

رات دن پکڑ میں مسات آسمان پر چور ہے گا کچھ نہ کچھ گھبراہٹیں کیا۔ اب رہا پڑے کے متعلق شرع کا حکم تو میں مولویوں کی طرح ان چپ کیوں میں توڑنا چاہتا نہیں کہ لایسٹن من و سہن لاکھا طقس و ہما میں تیرے سے اور ما کھڑے ہما سے اور مذہب علیہ من حلا یسہ من جلا یسہ اور دانے جلا یسہ کیا مردے میں تو ایک سیدھی سادی طبیعت کا مسلمان ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رُو سے سب لمان بھائیوں کی صلاح دیتا ہوں کہ میری ہی طرح کی سیدھی سادی طبیعت رکھیں۔ میں نے تو بروے کی آیتوں سے جو قرآن میں ہیں یہ سمجھا ہے کہ پرے کا مقصود اصلی حقت کی حفاظت ہے تاکہ مسلمانوں کی سوسائٹی خوش کی گندی سے پاک صاف رہے۔ **اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَللّٰہَ اَنْ تَحِلَّ لَہِ الْکُفْرَ وَ دُخْرَہُ کَہْ طَہْرَہُ** اور خدا کا شکر ہے کہ مسلمانوں کی سوسائٹی بالکسبتہ الیٰ احوالہ ناصن اللہ لا یدون جین لکھی۔ بہت کچھ فاحش کی گندی سے پاک ہو چکی۔ اور اگر کسبب ظاہر ہی عورتوں کا پردہ ہے پس پردے کے مقصود اصلی یعنی خطی حقت کو فوت نہ ہونے دو اور اس کے پیچھے جو تمہارا بھی عمل لاو گے اس کو محکوم شرع سمجھو۔ احتیاط کے لیے کوئی عام سٹیٹمنٹ قرار نہیں دیا جاسکتا ایک احتیاط شہریوں کے لیے ہے۔ ایک دیہاتیوں کے لیے۔ ایک امیروں کے لیے ایک غریبوں کے لیے ایک جوانوں کے لیے۔ ایک بوڑھوں کے لیے۔ ایک کوانوں کے لیے ایک بیاہے ہوں کے لیے۔ ایک خوبصورتوں کے لیے۔ ایک بدصورتوں کے لیے۔ ایک خاص کے لیے۔ ایک عوام کے لیے۔ ایک ایک حالت کے لیے۔ ایک دوسری حالت کے لیے۔ لیکن نیک نیتی سے جو جیسی بھی احتیاط کرنا ہے اس کے لیے وہی محکوم شرع ہو۔ یعنی کے کافر نس میں جو معاملہ پیش آیا آپٹا جوں میں سے بعض نے تنیں سنا ہوگا۔ وہ معاملہ یہ تھا کہ مسلمانان نبی کے دوشے ایڈر مستورات کے پردے کے مخالف ہیں۔ ہر بانیس سر کافاں اور جسٹس سید بدالدین طیب بھی۔ یہ دونوں بچے بعد دیگرے محمدان کی پکچریشنل کے پریزیڈنٹ قرار دیئے گئے سال پہلے تیس میں سر کافاں اور سال گزشتہ جسٹس سید بدالدین۔ دونوں نے پردے کے مخالف اپنا خیال ظاہر کیا۔ نبی کے لوگ سید بدالدین کی تقریر پر برہم ہوئے۔ میں نے اپنی ڈیوٹی ادا کر کے نبی سے ہم چلا گیا۔ جیسی میں ایک بڑا مغز خاندان ناخدا محمد علی رو کے کا سے ناخدا صاحب نو علی ہیں مگر ان کے خاندان کی عظمت قائم ہے۔ قال قال پردے کی بحث ناخدا صاحب کے حرم مخرم میں پونجی۔ اور انھوں نے اپنے داماد نواب نصر الدین صاحب کو دوڑایا۔ وہ جھکومت سے واپس گئے اور میں ناخدا صاحب کی بی بی کے فرمانے سے بڑے لکچر دیا کوئی سویا زیادہ لیڈیاں پرکے کے اندر بیٹھی سن رہی تھیں اور میں پرکے کے پس فردوں میں لکچر سے رہتا لکچر میں ہی کچھ تھا جو بی بی بھی عرض کر چکا ہوں گزرتوضیل کے ساتھ کچر کے تمام بیٹے پر ناخدا صاحب کی بی بی نے ایک ہزار ناخدا صاحب کی بہن ایک ہزار ناخدا صاحب کی صاحبزادی پانسو کل ڈھائی ہزار روپے کے نوٹ اس وقت سیر حوالے کیے۔ دیئے تو جو کمر گروا بن الملک محلات میں ہوئے انھوں نے اچکے پچکے مینے میں ستر لکھ صاحب کے نصیحت کرنے علی گھ گینا دیکھا کہ اس بچے کے شاندار کرے تیار ہیں کمروں دروازوں پر کچر کچر حالہ رو کے کچر کندہ کر کر نصب کر دیئے ہیں مٹی سے ڈھائی ہزار روپے ملے تھے اب کچر لکھ کر کیا وصول ہوتا ہو میں اپنے لیے نہیں مانگتا تھا کچر

اور اگر کسبب ظاہر ہی عورتوں کا پردہ ہے پس پردے کے مقصود اصلی یعنی خطی حقت کو فوت نہ ہونے دو اور اس کے پیچھے جو تمہارا بھی عمل لاو گے اس کو محکوم شرع سمجھو۔ احتیاط کے لیے کوئی عام سٹیٹمنٹ قرار نہیں دیا جاسکتا ایک احتیاط شہریوں کے لیے ہے۔ ایک دیہاتیوں کے لیے۔ ایک امیروں کے لیے ایک غریبوں کے لیے ایک جوانوں کے لیے۔ ایک بوڑھوں کے لیے۔ ایک کوانوں کے لیے ایک بیاہے ہوں کے لیے۔ ایک خوبصورتوں کے لیے۔ ایک بدصورتوں کے لیے۔ ایک خاص کے لیے۔ ایک عوام کے لیے۔ ایک ایک حالت کے لیے۔ ایک دوسری حالت کے لیے۔ لیکن نیک نیتی سے جو جیسی بھی احتیاط کرنا ہے اس کے لیے وہی محکوم شرع ہو۔ یعنی کے کافر نس میں جو معاملہ پیش آیا آپٹا جوں میں سے بعض نے تنیں سنا ہوگا۔ وہ معاملہ یہ تھا کہ مسلمانان نبی کے دوشے ایڈر مستورات کے پردے کے مخالف ہیں۔ ہر بانیس سر کافاں اور جسٹس سید بدالدین طیب بھی۔ یہ دونوں بچے بعد دیگرے محمدان کی پکچریشنل کے پریزیڈنٹ قرار دیئے گئے سال پہلے تیس میں سر کافاں اور سال گزشتہ جسٹس سید بدالدین۔ دونوں نے پردے کے مخالف اپنا خیال ظاہر کیا۔ نبی کے لوگ سید بدالدین کی تقریر پر برہم ہوئے۔ میں نے اپنی ڈیوٹی ادا کر کے نبی سے ہم چلا گیا۔ جیسی میں ایک بڑا مغز خاندان ناخدا محمد علی رو کے کا سے ناخدا صاحب نو علی ہیں مگر ان کے خاندان کی عظمت قائم ہے۔ قال قال پردے کی بحث ناخدا صاحب کے حرم مخرم میں پونجی۔ اور انھوں نے اپنے داماد نواب نصر الدین صاحب کو دوڑایا۔ وہ جھکومت سے واپس گئے اور میں ناخدا صاحب کی بی بی کے فرمانے سے بڑے لکچر دیا کوئی سویا زیادہ لیڈیاں پرکے کے اندر بیٹھی سن رہی تھیں اور میں پرکے کے پس فردوں میں لکچر سے رہتا لکچر میں ہی کچھ تھا جو بی بی بھی عرض کر چکا ہوں گزرتوضیل کے ساتھ کچر کے تمام بیٹے پر ناخدا صاحب کی بی بی نے ایک ہزار ناخدا صاحب کی بہن ایک ہزار ناخدا صاحب کی صاحبزادی پانسو کل ڈھائی ہزار روپے کے نوٹ اس وقت سیر حوالے کیے۔ دیئے تو جو کمر گروا بن الملک محلات میں ہوئے انھوں نے اچکے پچکے مینے میں ستر لکھ صاحب کے نصیحت کرنے علی گھ گینا دیکھا کہ اس بچے کے شاندار کرے تیار ہیں کمروں دروازوں پر کچر کچر حالہ رو کے کچر کندہ کر کر نصب کر دیئے ہیں مٹی سے ڈھائی ہزار روپے ملے تھے اب کچر لکھ کر کیا وصول ہوتا ہو میں اپنے لیے نہیں مانگتا تھا کچر

۱۷۔ اسی ریزٹ (کے مقامات) کو تیار ہو چکے ہیں مگر وہاں پر کھلا رہتا ہے تو اس کا ظاہر ہے، یا مضامین کی بات نہیں ۱۲۔ ۱۸۔ اسی جگہ کے گھر میں کمال یارکین ۱۹۔ ۲۰۔ دن نام ہے جو خواہی ۱۲۔ ۲۱۔ اسی جگہ کے گھر والو اور کوس میں منظر ہے کہ تم سے درمیان کی آمد کی گئی کہ کو دور کر اور تم کو ایسا پاک صاف مانتے ہیں یا پاک صاف مانتے کا حق ہے ۱۲

عورتوں کے حقوق مردوں پر

مہر

اور لور! جو عورتیں تم پر بیعت کر لیں تم پر حرام کی گئی ہیں
 اُن کے سوا سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں
 بشرطیکہ شہوہ رانی کے لئے پس منکر (کحل) میں لگائی گئی ہو
 مال (یعنی مہر) کے بدلے (کحل کرنا) یا جو مہر جس عورت
 سے تم نے لطف (محبت) اٹھایا ہو تو اُن سے جو مہر پھر
 تمہا اُن کے حوالے کرو اور پھر اسے پیچھے (مہر کے کم و
 بیش کرے یہ) کہیں ہیں راضی ہو جاؤ تو تم پر اس میں کچھ
 گناہ نہیں (مگر سبکے حال سے) واقف ہو اور سکام
 حکمت و تدبیر سے کرتا ہے ۴

وَاِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مِنْ قَبْلِ الْاِحْصَاءِ فَارْتُدَّ لَهُنَّ اَمْوَالُهُنَّ وَلَا يَمْسَاكُمْ مِمَّا اَعْطَيْتُمْهُنَّ مِنْ شَيْءٍ وَلَا يَكُنَّ عَلَيْكُمْ مِنْهُنَّ عِلَقٌ شَيْءٌ مِمَّا اَعْطَيْتُمْهُنَّ مِنْ قَبْلِ الْاِحْصَاءِ
 اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مِنْ قَبْلِ الْاِحْصَاءِ فَارْتُدَّ لَهُنَّ اَمْوَالُهُنَّ وَلَا يَمْسَاكُمْ مِمَّا اَعْطَيْتُمْهُنَّ مِنْ شَيْءٍ وَلَا يَكُنَّ عَلَيْكُمْ مِنْهُنَّ عِلَقٌ شَيْءٌ مِمَّا اَعْطَيْتُمْهُنَّ مِنْ قَبْلِ الْاِحْصَاءِ
 اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مِنْ قَبْلِ الْاِحْصَاءِ فَارْتُدَّ لَهُنَّ اَمْوَالُهُنَّ وَلَا يَمْسَاكُمْ مِمَّا اَعْطَيْتُمْهُنَّ مِنْ شَيْءٍ وَلَا يَكُنَّ عَلَيْكُمْ مِنْهُنَّ عِلَقٌ شَيْءٌ مِمَّا اَعْطَيْتُمْهُنَّ مِنْ قَبْلِ الْاِحْصَاءِ

اور تم میں سے جس کو مسلمان بیعتوں نکاح کرنے کا مقصد
 نہ ہو تو غیر کو بیعتاں (یہی سہی) جو (کافروں کی) (رانی) ہیں
 تم مسلمانوں کے قبضے میں آجائیں و بشرطیکہ ایمان
 رکھتی ہوں اور اسد تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے
 (آدم زاد ہونے کے اعتبار سے) تم ایک دوسرے کے پس
 ہو میں رہے تامل (کوئی) والوں کے اذن سے اُن کے
 ساتھ نکاح کر لو اور دستور مطابق اُن کے مہر

وَمَنْ تَزَوَّجَ مِنْكُمْ فَتُزَوَّجْ مِنْكُمْ وَلَا يَنْكِحُ
 الْمُؤْمِنَةُ الْمُؤْمِنُ مِنْ مَّا مَلَكَتْ
 اَيْمَانُكُمْ مِنْ قَبْلِ تَحْرِيمِ الْمُؤْمِنَةِ وَاللَّهِ
 اَعْلَمُ بِاَيْمَانِكُمْ وَبَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ
 فَانكِحُوهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَانَّهُنَّ

فصل خطبی کی ہماری زبان میں دو طرح پر لا جانا ہی ایک بیاہتا عورت اور دوسرا عورتی جو کسی کی کوئی بیعتی بادی نہ ہو اس
 جگہ بیعتی کی اصطلاح کی معنی مراد ہیں ۱۱

۱۱ مہر کا شرط نکاح دو انسان کی تمہید ہے کھوڑے نکاح کے ساتھ آپ اپنے مال کی مالک ہوتی ہو اگر عورتوں کی طرح سہی کر کے ایک باں
 سکھو عورت کوئی پھر نہیں اس کی اپنی ذاتی کمائی بھی شہر کی ملک تھی حالی ہے تہہ کوئی چیز لے کر بیعتی اور ا دھارے نکحتی اور ایسی
 میں اس کے ساتھ خرید و فروخت اور لین دین کا معاملہ کرے بھی تو اس میں عورت عورت میں ملک ہوگی قابلیت ہی نہیں تسلیم کی جاتی کہ اس کا
 معررہ ہی ہاں ہر ایسی انگہ کا اثبات تو دیکھتے نہیں مسلمانوں کی انگہ کے پرنے کے، جانی نامتھے پر اعتراض کرنے ہیں کہ مسلمانوں میں عورتوں
 کی کچھ قدر نہیں اگر مرد میں جو عورتوں کی قدر ہو وہ صرف ظاہری اور مادی لگہ پڑو ہے۔ ۱۱ قدر ہم مسلمانوں میں یہ کہ عورتوں کو کوئی طرح بڑی

اَجُودَهُنَّ بِأَمْرٍ مَعْرُوفٍ مَحْصَنَةٍ غَيْرِ
مُسَافِحَةٍ وَلَا مُتَحَدِّثٍ أَخْلَافٍ ۚ فَإِذَا
أُحْصِنَ وَإِنْ أَتَيْنَ بِغُلَاحِشَةٍ فَعَلَيْكُمْ
بِضَعْفٍ مَّا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ
ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَبَ مِنْكُمْ ۚ وَأَنْ
تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ (النساع ۳ پارہ ۵)

اُس کے حوالے کرو و مگر شرط یہ ہے کہ قید رکاح (مسلانی
ہائیں) اور نہ (تو تم سے) بازار میں عورتوں کا ساقط
رکھنا چاہتی ہوں اور نہ خائلیوں کا سا ف بھر مگر قید
رکاح) میں آئے پیچھے کوئی بے حیائی کا کام کریں تو جو
سزا لی بی کی اس کی آدھی لوٹدی کی فٹ لوٹدی سے
نکل کر کے کی اجازت اسی کو جس کو تم میں گناہ کر دیتے
کا خوف ہو اور صبر کرو تو تمہارے حق میں زیادہ بہتر
اور اسد معاف کرنے والا مہرباں ہے ۛ

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الْطَيِّبُ وَطَعَامُ الْأَنفَرِ
أَوْ تَوَالَيْكُمْ تَجَلَّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ
حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ
الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أَوْ تَوَالَيْكُمْ
قَبْلَ كُنْتُمْ أَذَى لَّيْمُوهُنَّ أَجُودَهُنَّ مُحْصَنَاتٍ
غَيْرِ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَحَدِّثِي أَخْلَافٍ
مَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ
هُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَيْرِ بَيْنَ (الأنعام ۶)

مسلمانوں کے طعام) پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال
کر دی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا بشرطیکہ تمہارے
ہاں بھی نہ ہو تمہارے لیے حلال ہو اور تمہارا
کھانا ان کے لیے حلال ہو اور مسلمان بیاتنا بیاتنا
اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتابی بی جا چکی ہوں
میں کی دبی) بیاتنا بیاتنا (تمہارے لیے حلال
ہیں بشرطیکہ ان کے کھانے کو (اور) تمہارا
اور (ان کو) قید رکاح) میں لانے کا ہو نہ کھلا
بدکاری کرنے کا اور نہ چوری پیچھے آشنا بنانے کا
اور جو ایمان لے لی ان باتوں کو نہ مانے تو اُس کی کیا
سبب کا رت اور آخرت میں نہ بھی کو نقصان
اٹھائے والوں میں ہوگا ۛ

ف لو لٹنا شاہ و عباد القادوس صاحب سلفیت کا ترجمہ مستقیم کا لٹنا اور تحفہ امتداد کا یاد کر تیاں کہیے کہ اب تیار ہو اسی تریب قریب
مولنا شاہ ولی احمد مولنا شاہ رفیع الدین کے ترجمے میں سلفیت کے معنوں میں بدکاری ہے کھلے خورائے اور تحفہ امتداد میں
چوری پیچھے آشنا بن کرنا ہم نے اس کو جاری اور عالمی سے ظاہر کیا ہے گو لفظ سلفیت کسی قدر دور ہے ۛ عورتیں دوسری کی ہیں لڑکیاں
اور ان کے مخالف لڑکی بیاتنا بیاتنا سے جو شوہر وادہ اور وہ بدکاری کی مرتکب ہو اُس کی سزا سزا کرنا جو اور جسے شوہر والی
مرتکب بدکاری ہو تو اُس کی سزا سزا کرنا ہے اس لیے کہ شوہر وادہ بدکاری کرتے سے وہ اس کا شہر زندہ ہو یا مرقہ اپنی اور اپنے شوہر کی
امس کو تیار کر لے اور بے حد و حد اپنی ہی تری لوٹدی وہ پہلے ہی کیا عورت رکھتی تھی اس لیے اُس کی سزا دواؤں و صدقوں میں نصف یعنی

پچاس کوڑے کو کہ سزا بدکاری کا نصف تو ہم ہی نہیں سکتا ۛ بیاتنا بیاتنا سے مراد ہیں وہ عورتیں جو مکمل کے قیدی سے
لوگوں کے ساتھ یہاں بی بی کا ساقط پیدار نا چاہتی ہیں ۛ

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُجْرٍ مَأْوِيَّتِهِمْ
بِهِ مِنَ الشَّرِّ مَا اسْتَخْلَتُمْ بِهِ الْفَرْجَ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وَهَيْتُ لِنَفْسِي لَكَ
فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ زَوِّجْنِي مَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ
فِيهَا حَاجَةٌ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ
تَصِدُّقُهَا قَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي
هَذَا قَالَ فَالتَمَسَتْ لَوْحًا ثَمَّاءَ مِنْ حِدِيدٍ
فَاتْمَسَقَتْ بِمِجْدِ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَكَ مِنَ
الْفَرَارِيِّ فَقَالَ نَعَمْ سَوْءَةٌ كَذَا وَسَوْءَةٌ
كَذَا فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ
الْفَرَارِيِّ وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ طَلَّقْتُ فَذَرَوْهُمَا
فَعَلِمَ بَا مِّنَ الْقُرْآنِ (صحیح)

عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
وسلم نے فرمایا کہ جن شرطوں کو تم پورا کرتے ہو ان سب میں
زیادہ ضروری اُس شرط کا پورا کرنا ہے جس کی وجہ تم نے
عورتوں کی ناموس اپنے لیے حلال کر لی ہے (یعنی بہر)

شہل بن سعد سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت نے آکر
عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنے تئیں آپ
بہرہ کر دیا اھریہ کہ کہہ کر بڑبڑکھ رہی ہوں پیغمبر
صاحب نے قبولِ رتہ کے ساتھ کوئی جواب نہیں دیا
لئے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ
اگر آپ کو اس عورت کی حاجت ہے میں ہی تو اس کا بہرہ
ساتھ نکل کر دیکھ کر فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی
چیز ہے جسے تو اس کا ہر شے کے عوض کیا بہرہ
پاس تو بجز اس شے کے اور کچھ نہیں فرمایا کوئی
چیز تو نہ ہو تو بچھا اگرچہ لوہے کی انگلی ہی تھی بچھا
اُس کوئی ایسی چیز نہ ہو تو بچھا اس کی کوشش کی
مگر کچھ نہ پایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیا تجھے کچھ قرآن بھی یاد ہے عرض کیا جی ہاں فلاں
فلاں سورہ یاد ہے فرمایا تو اس سے اس عورت کا کلیجہ
بچھ سے کر دیا اُن قرآنی سورتوں کے عوض جو تجھے
یاد ہیں۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب
نے فرمایا کہ جا میں سے اسے تیرے نکاح میں دے
تو تو اس کو کچھ قرآن سکھا دے (صحیح)

۱۱ افادہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب پیغمبر صاحب نے تعلیم قرآن ہی کو اس عورت کا ہر شے فرمایا ہے وہ تو کہ اکثر ان کے نزدیک
مہر کے لیے قدرتی تھیں بشرطیکہ تعلیم اور حد و دیر ہو ہی نہ ہو کچھ ایسا کہ حضور شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کو ہر شے فرمایا کہ موسیٰ
علیہ السلام آٹھ سال تک اُن کی خدمت کریں اور مکران چرائیں مگر علماء احناف کہتے ہیں کہ اس صورت میں ہر شے واجب ہو گا جیسا کہ اُن صورت میں

مہر بخل واجب ہوتا ہے جب کہ نکاح کے وقت میں ہر کا نام نہ لیا گیا ہو ۱۲ اس فقرہ

نقطة

الرَّجُلَ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ
اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَمَّا اتَّفَقُوا مِنْ
أَمْرِ الِهُمَّ (النساء ۶ پارہ ۵)

عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقَشِيرِيِّ قَالَ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا
عَلَيْهِ قَالَ أَنْ تَصْطَهِّرَ إِذَا طَعَمْتَ وَ
تَكْسُوَهَا إِذَا كَسَيْتَ وَلَا تُضْرِبَ الْوَجْهَ
وَلَا تَقَحَّرَ وَلَا تَجْعَلَ لَكَ فِي الْبَيْتِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ مَرْضًى رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ يَسْتَأْذِنُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوسًا
يَبَايَهُ لَمْ يُؤْذَنَ لَهُ حِدَةً مِنْهُمْ فَأَذِنَ
لَهُ ابْنِي بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ أَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَأْذَنَ
فَأَذِنَ لَهُ فَوَجَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ جَالِسًا حَوْلَهُ نِسَاءٌ وَهُوَ جَالِسًا كُنَّا
فَقَالَ لَا قَوْلَ لَنْ شَيْئًا أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

مرد عورتوں کے سر و سر پر (ایک دو) سبب ہیں ایک یہ کہ
(آؤمیوں میں) اللہ بعض (یعنی مردوں) کو بعض (یعنی
عورتوں) پر (دل کی مضبوطی اور جانی توانائی میں) بڑی

دی جو اور (دوسرے) سبب یہ کہ مرد (عورتوں) پر سالانہ
تھیم بن سادہ قشیری کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر ص
کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر ایک شخص
کی بی بی کا اس پر کیا حق فرمایا جس وقت تو کھائے اسے بھی کھلا اور
جب تو پینے اسے بھی پینا اور تو اس کے منہ پر پی مارے
کہہ کر تیری شکل اپنی نہیں اور (باہم لڑائی جھگڑا ہو تو)
گہری میں اس کی خواجگاہ علیحدہ کر دے۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب ابوبکر رضی اللہ
سے بعد اصطلح اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے
کی عرض کی اجازت ملا کہ اپنے لوگوں کو بیٹھا
کے دروازے پر بیٹھا دیکھا جس میں کسی ایک
کو بھی اندازنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی اور
حضرت ابوبکر کو اندازنے کی اجازت ملی تو آپ
اندھ گئے اسٹیف میں حضرت عمر آئے اور انھوں
نے بھی اندازنے کی اجازت مانگی اجازت ملی
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے
اگر دروازے کی سیڑیاں چڑھی ہیں اور آپ
حاکم شل و سنگین میں عمر کہتے ہیں میں نے
اپنے دل میں کہا کہ ابی ایسی بات کہنی چاہیے
جس سے پیغمبر صاحب کو ہنسی آجائے چنانچہ

سے عرض کیا یا رسول اللہ

تَسْتَشِيرُنِي ابُوَيْكِ قَالَتْ وَمَا هُوَ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ عَلِمَهَا الْآيَةُ قَالَتْ
 اَيْتُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَشِيرُ ابُوَيْ
 بَلْ اُخْتَارَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَاللَّارِ الْاُخْرَى
 وَاسْمُ اَلْكَ اَنْ لَا تُخْبِرَ امْرَاةً مِّنْ نِّسَائِكَ
 بِالَّذِي قُلْتُ قَالَ لَا نَسْأَلُنِي امْرَاةً
 مِّنْهُمْ اِلَّا اخْبَرْنَاهَا اَنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ
 مَعْنِيَا وَلَا مَنَعْنِيَا وَلَكِنْ بَعْثَنِي مَعَهَا
 مُشِيرًا (مسلم)

اسنے والد ابی اس بن مشورہ کر لیں بی بی
 عائشہ نے کہا یا رسول اللہ وہ کیا بات
 ہے جو اس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ان کے سامنے یہ آیت پڑھی اس پر بی بی
 عائشہ بولیں کہ یا رسول اللہ کیا آپ کے
 بارے میں بس بسنے والدین مشورہ
 کروں گی (نہیں) بلکہ میں خدا اور اس کے
 رسول اور پچھلے کھربانی آخرت کو پسند
 کرتی اور آپ سے دہ است کرتی ہوں
 کہ یہی بیبیوں میں سے کسی عورت کو اس
 کی خبر نہ لکھیں نے خدا رسول کو تمنا
 کیا اور مایا مجھ سے تو جو عورت بھی پوچھے
 میں اس سے صاف صاف کہوں گا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا اَنَّ هَذَا
 بِنْتُ عُبَيْدَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنْ
 اَبَا سَفْيَانَ رَجُلٌ شَجَبٌ وَلَيْسَ يُعْطِنِي
 مَا يَكْفِيْنِي وَوَلَدِي اِلَّا مَا اخَذْتُ مِنْهُ
 وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِي مَا يَكْفِيْكَ
 وَوَلَدِي بِالْمَشْرُوفِ (صحیح)

ام ابو منین حضرت عائشہ سے روایت
 ہے کہ عتبہ کی بیٹی بند اگر لگی کہنے کہ
 یا رسول اللہ ابوسفیان (سیر اشوہر خیل
 آدمی ہے اور اتنا نہیں دیتا کہ مجھے اور میری
 اولاد کو کافی ہو جائے مگر جب کہ اس کی
 بے خبری کی حالت میں چڑا کر کچھ لے
 لیتی ہوں فرمایا جس قدر تجھے اور میری
 اولاد کو کافی ہو دستور کے مطابق لینی

سکنی

طلابی عورتوں کو جدت کے لیے اپنے مقدور مطابق
 وہیں رکھو جہاں تم خود رہو اور ان پر سختی کرنے کے
 لیے ان کو ایذا نہ دو

اَسْكُنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ دُجْرِكُمْ
 وَلَا نَضَارُوهُنَّ لَنَنْصِفَنَّ عَلَيْهِنَّ طَلَابِي

سے اس آیت اور اس کے مطابق عورتوں کو جہاں سے چاہے وہیں رہیں اور ان پر سختی نہ کرنا اور ان کے حقوق کو نہ مارنا

ان عورتوں کو جو مطلقہ ہیں جس جہ سے وہ رہیں وہاں رہیں اور اس جہ سے یہ دونوں آیتیں عنوان مذکور میں لی گئی ہیں ۱۲ -

لَا تَجْعَلُوا بَيْنَهُنَّ مَوْتًا وَلَا جَسَدًا
لَا أَنْ لَا تَلِينَ بِفَاحِشَةٍ فَبَيْنَكُمْ يَدُ طَلَبَةٍ

اور مسلمانو! عدت میں عورتوں کو ان کے گھروں سے
نہ نکالو اور وہ (غور بھی) نہ نکلیں مگر یہ کہ گھر کا کھانا کوئی
بے حیائی کا کام کرے جس سے تو ان کو نکال دینے کا مضائقہ نہیں

کئی عورتوں میں عدل اہم

وَلَنْ خِفْنَهُ إِلَّا أَنْفُسُ طَوَافِي إِلَيْكُمْ
فَإِنْ كُنْتُمْ أَمَّا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِنْكُمْ
وَكُلْتُمْ وَرُبِعَ فَإِنْ خِفْتُمْ إِلَّا تَعْدِلُوا
فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ
أَدْنَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَأُولَئِكَ الْمَسَاءِلُ صَدَقَ
لِحَقِّهَا فَإِنْ ظُنِنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ
نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا (پارہ ۴)

اور (لوگو!) اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم لوگوں
(کے پاس) میں انصاف قائم نہ رکھ سکو گے تو اپنی مرضی
کے مطابق دو دو اور تین تین اور چار چار عورتوں سے
نکل کر لوٹ لیکن اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ
دکھی بیسیوں میں (برابری کے ساتھ برتاؤ نہ کر سکو
گے تو اس صورت میں) ایک ہی بی بی کرنا (یا دو لونڈی
تمہارے قبضے میں ہو اسی پر قناعت کرنا) نہ منصفانہ
برتاؤ ہے جس کے لیے یہ تدبیر زیادہ ترقی میں مصلحتی اور
کو ان کے ہر خوشی کے ساتھ ساتھ ڈالو پھر اگر وہ خوشی کے
ساتھ اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیتی اس کی چٹا پچھا سمجھ کر

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ
وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمِيلِ
فَتَكُونُوا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِنْ تُصْلِحُوا
وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا

اور (لوگو!) تم اپنی طرف سے بہتر چاہو لیکن یہ تو تم سے
ہو میں سے گا کہ (کئی کئی بیسیوں میں) پوری پوری برابری
کر سکو تو بالکل ایک ہی کی طرف (مثلاً بھجپ پڑو کر دوسری
کو اس طرح) چھوڑ بیٹھو گویا (لوہے میں) لٹک ہی جاؤ اگر
(اپس میں) موافقت کر لو اور ایک دوسری پر زیادتی کرنے
سے بچے ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَلْتَدْرِكْ أَرَسَ مِنْ انصاف نہ کر کے کی صورت یہ تھی کہ تیرہ لڑکی کسی کی سرپرستی میں ہوتی اور وہ اس کے مال یا جمال کی وجہ سے اس کے
ساتھ مل کر رہتی لیکن نکاح کے بعد اس کے حقوق ہر دھرم کی چنداں پروا نہ کرتا کیونکہ اس سے چارہ کا کوئی مالی ورثہ نہ تھا کہ شہر کا ہر ایک اس کے
حقوق لیتا اس کے لیے کہ جب تم انصاف نہیں کر سکتے تو تم ان سے نکاح ہی مت کر سکو کی اور عورت سے کر تو عورتوں کا دیبا میں کال نہیں ۱۱
وَلْتَدْرِكْ اِذَا تَدْرِكُ وہ کافر لڑکی غلام ہیں وہ جادو سی مادی لڑکی میں پڑے آئیں پھر تم کو دیکھو جیسے مال منقولہ کی طرح اس کی آیت
و فوجت ہی عورت ہی ہے اس سے اس کے سر نہ ملے ہندو سار میں کہیں لونڈی غلام نہیں اور عورت کی طرف سے بھی اس کی طرفیت
مساجد اور یہ لوگ محض سچے پال سیتے یا دوسری خدمت پیشہ سہم سب کی طرح لڑاؤ میں لڑتے ساتھ تو لڑکی غلام کا سا برتاؤ کر لگاتار جو غلام کا

میں گنجائش ہو اور اس کی تہذیب و تربیت کا حکم دیکھ لیں

<p>وَلَا يَنْفَرُ قَائِلِينَ اللَّهُ كَلَامًا مِنْ سَعَتِهِ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝ (سابع ۱۹ بار ۵)</p> <p>عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ هَذَا قِسْمِي فِيمَا أَوْلَكَ فَلَا تَكُنْ لِي فِيهَا تَمْلِكٌ وَلَا أَوْلَكَ * (ترمذی - ابوداؤد - نسائی)</p>	<p>اور اگر زمین یا بی بی میں صلیح کی کوئی صورت نہ ہو تو اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو امید اپنے خزانہ و خیمہ سے دونوں کو بے نیاز کرنے کا ط اور اس کے مال (بڑی) آ</p> <p>أُمُّ الدُّنْيَسِ حَفْصَةُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَوَتْ عَنْ النَّبِيِّ بَنِي كَرِيمٍ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ بَنِيهِمْ فِي بَابِي كِي رِعَايَةِ كَرْتِے اور نوبت میں انصاف فرماتے اور کہا کرتے خاوند یا میری تقسیم اس میں جس کا میں اختیار کرتا ہوں یعنی ظاہری عایت و سبب کا و غیر تو مجھے اس چیز کے بار میں ملتا ہے نہ کیجیو جس کا تو اختیار کرتا ہوں اور میں اختیار نہیں کرتا یعنی اندنی چیز</p>
<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ أَمْرَاتَانِ فَلَمْ يُعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقَّةُ سَاقِطٍ * (ترمذی - ابوداؤد - نسائی)</p>	<p>ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شخص کے پاس دو عورتیں ہوں اور وہ ان میں برتری اور رضا کا برتاؤ نہیں کرتا تو قیامت کے دن اسے گناہ اور اس کے نصف بدن خمیدہ اور اہل ہوگا یعنی اس کے توبے دھڑ کو فالج یا قعدہ مارے ہوگا +</p>

مستعنی طلاق کے بعد مطلقہ کو کچھ فائدہ پہنچانا

<p>لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَالَهُمْ مَسْئُوهُنَّ وَأَتَقَرُّوا لَهُنَّ فِي نِكَاحٍ وَمَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرُهُ وَ عَلَى الْمُقْدِرِ قَدَرُهُ ۝ مَتَا كُنَّا بِمَا نَعْرِفُ</p>	<p>(لوگو!) اگر تم نے عورتوں کو مطلق نہ لگایا ہو اور نہ ان کا تم پر تھیر لیا ہو اور اس سے پہلے ان کو طلاق دے دو تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بل ایسی عورتوں کے ساتھ کچھ سلوک کرو کہ وہ مقدور والے پر اپنی حیثیت کے قدر (سلوک کرنا لازم ہے) اور بے مقدور پر اپنی حیثیت کے کے قدر (اور) سلوک (جو کچھ بھی ہو) دستور کے مطابق</p>
<p>۱۱ بی خرد اور عورت میں کوئی نہ سمجھے کہ اس کے بدن دوسرے کا کوئی کام اٹھا رہے گا ۱۱</p>	

<p>اور میں اپنے اہل کے لیے بہت بہتر ہوں اور جب تمہارا کوئی دوست مر جائے تو اُس کے عیب ظاہر نہ کرو۔</p>	<p>وَإِنَّا خَيْرٌ لَّكُمْ لَوْلَا هُنَّ وَإِذَا كُنَّ صَدَقَاتِكُمْ فَلَعَنَهُ + (ترمذی)</p>
<p>تقیط بن صرہ کہتے ہیں میں نے عرص کیا یا رسول اللہ میری عورت بذر بان یہودہ گو ہو فرمایا تو اُسے طلاق دے دے میں نے عرص کیا کہ اُس سے سب کے ہاں خندہ خندہ ہیں اور ایک عرصہ دوسرے میری بیعت میں بھیجے فرمایا تو اُسے وعظ و نصیحت کر اگر اُس میں کچھ بھی بھلائی ہے تو بہت جلد تیری نصیحت مان لے گی اور خیرانی گزار دینی کو لوٹ دینی کا سامنا نہ کرے۔</p>	<p>عَنْ تَقِيطِ بْنِ صُرَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِن لِي امْرَأَةً فِي لِسَانِهَا ثَقْبٌ لَقَعَنِي الْبَدَأُ قَالَ طَلِقْهَا قُلْتُ إِنَّ لِي فِيهَا وَلَدًا وَلَهَا صُغْبَةٌ قَالَ فَمَرُهَا يَقُولُ عِظْهَا فَإِنَّ يَدَكَ فِيهَا خَيْرٌ فَسَتَقْبِلُ وَلَا تَضْرِبَنَّ ظَعْمَيْنَكَ ضَرْبًا مَيِّتًا</p>
<p>حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخاطر ایمان سب ایمانداروں میں کامل تر ایمان رکھنے والا وہ شخص ہے جو خلق میں بہت اچھا اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ نہایت نرم ہو۔</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيْمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَأَطْفَحَهُمْ بَلَاءًا</p>
<p>ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایماندار مرد و ایماندار عورت کو دشمن نہ رکھے اگر وہ اُس کی ایک عادت سے ناخوش ہو تو دوسری عادت سے راضی اور خوش ہو گا۔</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرُقُ مَوْمِنٌ مَوْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخِرَةً (مسلم)</p>
<p>من المترجم۔ عورتوں کے ساتھ حسن معاملت کے یہ معنی ہیں کہ مرد اُن کے ساتھ نیک خور میں نہ لاس معنی کر کہ انھیں رنج نہ دے بلکہ اس معنی کر کہ اُن کا رنج سہیں اور اُن کی ناشکری اور ناحق شناسی کے حال پر صبر کریں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کی بدخلقی پر صبر کرے گا اُس کو اس قدر فلاح عارضی سے کوئی دین کے دارے کی اجازت نہیں بلکہ لوگوں کی عادت کے مطابق فرمادیا ہے کہ لوٹیوں کی طرح بیسیوں کو نہ مارو تو جس طرح بیسیوں کا زنا منہ سے اسی طرح لوٹیوں کا زنا منہ سے ہے۔</p>	

ثواب ملے گا جتنا حضرت ایوبؑ کو ان کی مصیبت پر ملے گا۔ لوگوں سے سنا کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ لوگو! نماز پڑھو۔ نوٹندہی غلاموں کے ساتھ بھلائی کرو اور عورتوں کے مقدسے میں ایسی بدی نہ ہے یہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں ان کے ساتھ اچھی طرح بیاہ کرو۔ پیغمبر صاحب عورتوں کے غصے پر تل گئے اور نہایت ہی بزدلی سے کام لیا کرتے تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ حضورؐ عمر بن الخطاب صلی اللہ عنہ کی بی بی نے ان کو غصے سے جواب دیا حضورؐ نے فرمایا ابو بکر بن عوفہ! تو مجھے جواب دیتی ہے۔ بی بی بولیں ماں جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پیغمبر صاحب کو جواب دیتی ہیں تو تم تو ان کے رستے سے کم ہی رہتے رہتے ہو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا اگر واقع میں یہ سچ ہے تو غصہ یہ افسوس ہے۔ زناں بد آپ ام المؤمنین بی بی غصہ دے کہ پاس تشریف لے گئے جواب کی صاحبزادی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں۔ اور فرمانے لگے جبردار جو تم نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا۔ تم حضور ابو بکر صدیق کی صاحبزادی (عائشہ) کی ریس کر کے دھوکا نہ کھانا کیونکہ پیغمبر صاحب انھیں دوست رکھتے اور ان کی نافرمانی کرتے ہیں +

شاق و ناگوار ضرب کی ممانعت

ایس بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) خدا کی نوٹندیوں یعنی اپنی بیویاں کو مارنا کرو اس کے بعد حضرت عمرؓ اگر کھٹے لگے کہ حضور اعوذ میں اپنے شوہروں پر کسی ہو گئی ہیں تو آپ نے انھیں مارنے کی اجازت دی پھر تو بہت عورتوں نے پیغمبر صاحب کے گھروں میں اپنے خاوندوں کی شکایت کے لیے آمد و رفت کی اس پر جناب پیغمبر صاحبؐ فرمایا کہ مجھے گھر میں بہت عورتوں نے اپنے شوہروں کی شکایت کرتے ہوئے آمد و رفت کی ہے یہ جاپانی عورتوں کو مارتے ہیں بھلے آدمی نہیں ہیں +

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُضْرِبُوا نِسَاءَ إِمَاءِ اللَّهِ فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَرْنِ النِّسَاءَ عَلَى أَرْوَاحِهِنَّ فَمَرَحَنَ فِي ضَرْبِهِنَّ قَطَا فَرَبَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءً كَثِيرًا يَشْكُونَ أَرْوَاحَهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ طَافَ بِأَلْحَمْدِ نِسَاءً كَثِيرًا يَشْكُونَ أَنْ فَا حَصْنٌ لَيْسَ أَوْلِيَهُنَّ خَيْرٌ لَكُنَّ

<p>عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنی عورت کو تازیانہ نہ مارے جس طرح غلام کو تازیانہ مارتا ہے۔ پھر اسی دن کے اخیر میں اسے ہمبستر کرے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کو غلام جیسے کوڑے مارنے کا قصد نہ کرے ورنہ شاید کہ اسی دن کے اخیر میں اسے اس سے ہمبستری کرنے کا اتفاق پیش آئے۔ (صحیحین)</p>	<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ أَمْرًا تَنَالَهُ الْعَبْدُ ثُمَّ يَجَامِعُهَا فِي الْيَوْمِ فِي رِوَايَةٍ يَحْمِلُ أَحَدُكُمْ فَجَلَدُ أَمْرًا تَنَالَهُ الْعَبْدُ فَلَعَلَّكَ يَضَاجِعُهَا فِي آخِرِ يَوْمِهِ * (صحیحین)</p>
--	---

معاشرت

<p>حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان دار مرد ایمان دار عورت کو دشمن نہ رکھے (کیونکہ اگر اس کی ایک عادت سے ناخوش ہوگا تو اس کی دوسری عادت سے ضرور خوش ہو جائے گا۔)</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفِرُّكَ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةٌ إِنْ كَرِهَتْ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ * (مسلم)</p>
<p>ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھٹیوں سے کھیلنا کرتی تھی اور میری کئی بھولیاں بھی تھیں میرا کھیلنا کرتی تھیں جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو میری سہیلیاں آپ کے پردے میں ہوجاتیں مجھ کو غیر صاحب انھیں سیر پاس بھیج دیتے اور وہ اگر سیر کرتی کھیلے لگتیں۔</p>	<p>عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِي صَوَابُ يَلْعَبْنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَنْقُضُ مِنْهُ فَيَسِرُّهُنَّ إِلَى يَلْعَبْنَ مَعِيَ * (صحیحین)</p>
<p>ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور ان کی عادت کے مطابق فریاد کیا کہ غلاموں کی طرح بیبیوں کو رملوں تو جس طرح بیبیوں</p>	<p>عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ</p>

فلما اس حدیث سے غلاموں کے لئے کی گزرتی تھیں یہی حالت تھی کہ ان کی عادت کے مطابق فریاد کیا کہ غلاموں کی طرح بیبیوں کو رملوں تو جس طرح بیبیوں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ عَلَى بَابِ
مَجْدِي وَالْحَمْدَةُ يَلْعَبُونَ بِالْحَرَابِ
فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ لَا تَضُرُّهُ
لَعِبُهُمْ بَنَ أُرْدِيهِ وَعَارِيقُهُ ثُمَّ يَقُومُ
مِنْ أَجَلِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّتِي أَنْصُرُ
فَأَقْدُرُوا فَدُ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثُ الْإِسْنِ
الْحَرَابَةُ عَلَى اللَّهِ وَهُوَ (صحیح)

صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دروازے
پر کھڑا دیکھا اور جیسی تھے کہ مسجد میں نیروز
بائیک پٹے کی طرح کا کھیل کھیل رہے تھے اور
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی
چادر میں چھپائے ہوئے تھے کہ میں حبشیوں کے
کھیل کو دیکھوں چنانچہ میں آپ کے کان اور کندھے
مبارک کی بجائے آپ کے کان اور کندھے
تک کہ میں خوب نہیں بھری پونہ میرا صاحب بے لطف
کھڑے رہے تو اب تم اندازہ کرو کہ کون کونسا کھیل
کو وہی حریف لڑائی کس قدر کھیل کی آرزو مند
ہوتی ہو پس یہی حال میرا تھا یعنی میں بہت پریشان

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ إِذَا
كُنْتُ عَيْتِي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتُ عَلَى غَضَبٍ
فَقُلْتُ مَنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ فَقَالَ إِذَا
كُنْتُ عَيْتِي رَاضِيَةً فَإِنَّكَ تَقُولُ لَا وَ
رَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتُ عَلَى غَضَبٍ قُلْتُ
لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ جَلَّ اللَّهُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا أَجْهَرُ لَا أَسْمَأُ (صحیح)

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ رضہ کتنی ہیں کہ
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
مجھ سے فرماتے تھے کہ عائشہ! میں جانتا
ہوں اُس وقت کہ کبھی جب تم مجھ سے خوش
ہوتی ہو اور اُس وقت کہ کبھی جب مجھ پر
ناراض ہوتی ہو میں نے عرض کیا یہ
آپ کیونکر سمجھتے ہیں فرمایا جب تم
راضی ہوتی ہو تو لا و رب محمد کہتی ہو
اور ناراض ہوتی ہو تو لا و رب ابراہیم کہتی ہو
کتنی میں نے عرض کیا جی ہاں
یا رسول اللہ خدا میں غصے کی حالت میں
اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ رضہ نے کہا کہ

ول اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ رضہ کا مطلب یہ تھا کہ آپ کا اصرار کہ ابراہیم علیہ السلام کا خدا ایک ہی تو میں خدا کے سوا

کسی غیر کی قسم نہیں کھاتی کہ وہ ایک طرح کا شرک ہو اس حدیث سے ایک بات یہ بھی ملتی کہ نبی کو شوہر کا نام لینا ناجائز ہے اور یہ جو

ہندوستان کی عورتیں شوہر کا نام نہیں لیتیں یہ ان کا اوستا نامدار شریعت ۱۳

مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي السَّحْرِ قَالَتْ فَمَا بَقَعَهُ فُسَبِّحَهُ
عَلَى رَجُلٍ فَلَمَّا حَلَّتِ الْحُكْمَ سَابِقَهُ
فَسَبَّغِي قَالَ هَذِهِ بَنَاتُ السَّبْعَةِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَرَقَةٍ
تَبَوَّكَ وَأَوْحَيْنَ قَرْنِي سَهْوَةً سَأَلْتُ
فَهَبْتُ رِيحٌ فَكَشَفْتُ نَاحِيَةَ السَّيْرِ
عَنْ بَنَاتِ الْعَارِشَةِ لَعِبٍ فَقَالَ مَا
هَذَا يَا عَائِشَةُ قَالَتْ بَنَاتِي وَرَأَى
بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ جَنَاحَانِ مِنْ قَبْلِ فَقَالَ
مَا هَذَا الَّذِي أَرَى سَطْرَهُنَّ قَالَتْ
فَرَسٌ قَالَ وَمَا هَذَا الَّذِي عَلَيْهِ
قَالَتْ جَنَاحَانِ قَالَ فَرَسٌ لَبَّاحٌ حَالٍ
قَالَتْ لَمَا سَمِعْتُ أَنْ لَسْلِمًا كَانَتْ جَلًّا
لَهَا أَجْنَحُهُ قَالَتْ فَضَحْتُ حَتَّى بَدَتْ
لَوَاحِدُهُ

(ابوداؤد)

ایک سفر میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تشریف رکھتی تھیں فرماتی ہیں کہ میں
یہ بیچ صاحب کے ساتھ اس قصد سے دوڑی کہ وہ
اُس کے نکل جائے چنانچہ دوڑیں میں آپ کے
اُس کے نکل گئی لیکن جب میں ٹی اور تن درمونی تو پھر
میں پیچ صاحب کے ساتھ دوڑی اور آپ مجھ سے لگے

ام المؤمنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا شاید غزوہ
حنین سے تشریف لائے اور گھر کے ایک چڑے
طاق میں پڑھ پڑھا تھا اتفاق سے ہوا چلی اور
اُس نے عائشہ کی (یعنی میری) اگر یوں کہنے
کی ایک طرف کھول دی پیچ صاحب کے طاق
کی گڑیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا عائشہ!
یہ کیا ہے عرض کیا میری گڑیاں ہیں پیچ صاحب
نے گڑیوں کے بیچ میں ایک گھوڑا بھی لکھا جس کے
کام کے دو پر تھے پیچ صاحب نے فرمایا اچھا وہ کیا ہے
جو میں گڑیوں کے بیچ میں رکھا دیکھتا ہوں چرا
دیا گھوڑا ہے فرمایا اور گھوڑے پر یہ کیا عرض
کیا اُس کے دو پر ہیں پیچ صاحب نے بطریق
تعجب فرمایا گھوڑا ہے اور اُس کے دو پر ہیں حضرت
عائشہ نے کہا کیا آپ نے سنا نہیں کہ سلیمان
گھوڑوں کے ساتھ عائشہ فرماتی ہیں کہ میں پیچ صاحب
لکھا تھا کہ میں نے پڑے یہاں تک کہ آپ کی گڑیاں
ظاہر ہو گئیں ۲

من المتزوجين - عذوان جن معاشرت کے ذیل میں جو آیتیں اور حدیثیں لکھی گئی ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے
کہ شوہر کو اپنی بیویوں کی عقل کے موافق رہنا چاہیے اور کبھی کبھی ان کے ساتھ مزاح اور کھیل بھی کریں

تو بہتر ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج سے جس قدر خوش طبعی کرتے تھے آخر الذکر کی دونوں حدیثوں سے بخوبی واضح ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوجود اس سختی اور تیزی کے جو آپ ہر کام میں رکھتے تھے اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ مرد کو اپنی بی بی کے ساتھ بالکل ایسا رہنا چاہیے جیسا بچوں کے ساتھ رہتا ہے کہ کبھی ہنساتا ہے کبھی دوڑاتا ہے کبھی کھلاتا ہے کبھی پاتا ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ مرد کو چاہئے کہ گھر میں آئے تو خنداں آئے اور باہر چلے تو خاموش اور چپ چاپ جو کچھ آگے رکھا جائے خوشی سے کھائے اور چونے پائے اسے دریافت نہ کرے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ٹھنڈل اور کھیل اس قدر نہ بڑھائے کہ عورت دیر سے سراسر کاڑ بالکل نکل جائے۔ اور جو کام خلاف شریعت ہوں ان میں عورتوں کی ہرگز موافقت نہ کرے بلکہ جب کوئی امر آدمیت اور شریعت کے خلاف دیکھے تنبیہ کرے۔ ڈانٹ بتائے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَيْنَهُمَا تَوَافُرُ دَرَجَاتٍ إِنَّ فِي عَوْرَتِ الْمَرْءِ لَكُنْهٌ كُنْهُ الرِّجَالِ وَلَٰكِنْ يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ

مطیع و منقاد ہو گیا نہ قیّم و سرپرست۔ حالانکہ مرد کو عورت پر ہمیشہ غالب ہونا چاہیے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نَفْسُ عَدُوِّ الرَّؤُفَةِ۔ جو رو کا غلام بد بخت ہو۔ بزرگوں کا بیان ہے کہ عورتوں سے مشورہ تو لو مگر ان کے کہنے کے خلاف عمل کرو۔ حقیقت میں عورتیں فطرتاً بے وقوف اور نفس سرکش کی مانند ہیں اگر مرد ذرا بھی انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیں گے تو ہاتھ سے جاتی رہیں گی اور حدود سے تجاوز ہو جائیں گی پھر تدارک شکل پڑ جائے گا۔ الغرض عورتوں میں چونکہ ایک طرح کا ضعف ہے۔ اس لیے اس کا علاج تحمل اور بڑباری ہی سے ہو سکتا ہے۔ اور کبھی بھی ہے تو اس کا علاج سیاست ہے۔ خلاصہ مقال یہ ہے کہ شعر ہی عجب داب کو محبت کے ساتھ لے چلنا چاہیے ۛ

طلاق عدت میں انصاف کا تہاؤ

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَإِمْسَاكَ يُنْفِرُ فِيهِ
تَسْرِيرٌ يَأْتِي حَسْرَتًا وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ
تَأْخُذُوا بِمَا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ
يَخُفَا فَإِلاَ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ
أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْمَا
فِيمَا أَفْتَدْتُم بِهِ بَلَائَ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا
تَعْدُوا فِيهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ
فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ فَإِنْ طَلَقَهَا
فَلَا يَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَيْثُ سَمِعَ رُجَا
غَيْرَهُ ۝ فَإِنْ طَلَقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا
أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ
اللَّهِ ۝ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ يَكُنْ
أَجَلُهُنَّ فَاكْسُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ
سَرَّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ
ضُرَارًا لِّلْبَعْدِ وَأُوَاهُ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ

طلاق رجس کے بعد رجوع بھی ہو سکتا ہے وہ تو وہی طلاق نہیں
جو دو دفعہ کر کے دی جائے پھر دو طلاقوں کے بعد
یا تو دستور کے مطابق (زوجیت میں) رکھنا یا احسن
سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا اور جو تم ان کو مے چکے
ہو اُس میں سے تم کو کچھ بھی پس لینا جائز نہیں مگر یہ
کہ یہاں بی بی کو (اس بات کا) خوف ہو کہ نہ ملے (میاں
بی بی کے سلوک کی) جو حدیں شیرادی میں ان پر قائم
نہیں رہ سکیں گے تو اس صورت میں کہ تم لوگوں میں
بات کا خوف ہو کہ یہاں بی بی علی (باندھی ہوئی) اعدا
پر قائم نہیں رہ سکیں گے اور عورت (انہیں چھٹانے کے
عوض) کچھ دے سکے تو اس میں دونوں کچھ گناہ نہیں بلکہ
کی باندھی ہوئی) حدیں میں تو اس سے (آگے) ہمت بڑھو
اور جو علی (باندھی ہوئی) حدوں سے آگے بڑھ جائیں تو یہی
لوگ برسرِ ماضی ہیں اب اگر عورت کو (دوسری بار) طلاق دے
دی تو اس کے بعد جب تک عورت دوسرے شوہر سے نکاح
کرے وہ اس کے لیے حلال نہیں ہو سکتی ہاں اگر دو مرتبہ
بیسرے شوہر اُس کو طلاق دے دے تو دونوں (میاں بی بی)
پر کچھ گناہ نہیں کہ (پھر) ایک دوسری طرف رجوع کر لیں بلکہ
دونوں کو موقع ہو کہ علی (باندھی ہوئی) اعدا پر قائم رہ
سکیں گے اور یہ علی (باندھی ہوئی) حدیں ہیں جن کو ان
لوگوں کے لیے بیان فرمایا جو (باصلاح خانہ داری کو) پہنچتے
ہیں اور جب تم نے عورتوں کو (دو بار) طلاق دے دی اور ان
کی عقد پوری ہو کہ آئی تو دوباروں میں سے ایک بات اختیار کر لو

فل حدیث کی روش سے دوسرے شوہر کے ساتھ ہمستری کا ہونا بھی ضرور ہے ۱۲

یہاں طلاق سے رجوع کا بیان ہے اور یہاں بی بی کو (اس بات کا) خوف ہو کہ نہ ملے (میاں بی بی کے سلوک کی) جو حدیں شیرادی میں ان پر قائم نہیں رہ سکیں گے تو اس صورت میں کہ تم لوگوں میں بات کا خوف ہو کہ یہاں بی بی علی (باندھی ہوئی) اعدا پر قائم نہیں رہ سکیں گے اور عورت (انہیں چھٹانے کے عوض) کچھ دے سکے تو اس میں دونوں کچھ گناہ نہیں بلکہ کی باندھی ہوئی) حدیں میں تو اس سے (آگے) ہمت بڑھو اور جو علی (باندھی ہوئی) حدوں سے آگے بڑھ جائیں تو یہی لوگ برسرِ ماضی ہیں اب اگر عورت کو (دوسری بار) طلاق دے دی تو اس کے بعد جب تک عورت دوسرے شوہر سے نکاح کرے وہ اس کے لیے حلال نہیں ہو سکتی ہاں اگر دو مرتبہ بیسرے شوہر اُس کو طلاق دے دے تو دونوں (میاں بی بی) پر کچھ گناہ نہیں کہ (پھر) ایک دوسری طرف رجوع کر لیں بلکہ دونوں کو موقع ہو کہ علی (باندھی ہوئی) اعدا پر قائم رہ سکیں گے اور یہ علی (باندھی ہوئی) حدیں ہیں جن کو ان لوگوں کے لیے بیان فرمایا جو (باصلاح خانہ داری کو) پہنچتے ہیں اور جب تم نے عورتوں کو (دو بار) طلاق دے دی اور ان کی عقد پوری ہو کہ آئی تو دوباروں میں سے ایک بات اختیار کر لو

تو وہ کچھ اپنا ہی کہنے لگا اور امرد کے احکام کو منسی
 (کھیل) نہ سمجھو اور امرد نے جو تم پر احسان کیے ہیں ان
 کو یاد کرو اور (اُس کا یہ) احسان بھی یاد کرو کہ اُس نے
 تم پر کتاب اور عقل کی باتیں (اور منظور یہ ہے) کہ تم
 کو اُن کے ذریعے سے نصیحت کرے اور امرد سے شے
 رہو اور جان رکھو کہ امرد کچھ جانتا ہی اور جب تم عور کو
 کو (تمہارے) طلاق دے دو اور وہ اپنی (عقدہ کی) مدت
 پوری کر لیں اور جائز طور پر آپس میں (کسی سے) اُن کی
 مرضی مل جائے تو اُن کو (دوسرے) شوہروں کے ساتھ
 نکل کر لینے سے روکو یہ نصیحت اُس کو کی جاتی ہے جو تم
 میں امرد اور روزِ آخرہ پر ایمان رکھتا ہو یہ تمہارے لیے
 بڑی پاکیزگی اور بڑی صفائی کی بات ہے
 اور (حاند داری کی مصلحتوں کو) الہدیٰ
 خوب جانتا ہی اور تمہو سائیں
 جانتے و

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۖ وَلَا تَخْذَنْ وَايْتِ
 اللّٰهَ هُنَّ وَاذْكُرْ وَاِنْعَمْتَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ
 وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ
 يَعْظُمُ عَلَيْكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا اَنَّ
 اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَكَذَا اَطْلَقَهُ
 النِّسَاءَ فَلَمَّا غَضَّ اَجَاهُنَّ فَلَا تَعْصُلُوهُنَّ
 اَنْ يَنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا اَتَرَاَهُنَّ اَيْتَهُنَّ
 بِالْمَعْرُوفِ ۚ ذٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ
 مِنْكُمْ يُوْثِرُ مِنَ اللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
 ذٰلِكُمْ اَنْزَلْنٰ لَكُمْ وَاظْهَرُ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
 وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ (نور ۲۹ بارہ ۲)

اوپر عورتوں کو طلاق دی گئی وہ اپنے آپ کو
 تین دفعہ کپڑوں کے آٹے تک روکے رکھیں اور اگر
 امرد اور روزِ آخرہ کا یقین رکھتی ہیں تو جو کچھ بھی
 (بچے کی قسم سے) خدا نے اُن کے پیٹ میں پیدا کر رکھا
 ہو اُس کا چھپانا اُن کو جائز نہیں اور اُن کے شوہر اُن
 کو ابھی طبع رکھنا چاہیں تو وہ اس اثنا میں اُن کو لپٹی
 (زوجیت) میں واپس لینے کے زیادہ حق دار ہیں

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ
 قُرُوْءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لِهِنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا
 خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ
 يُوْثِرْنَ مِنَ اللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَّبُعُوْا لَهُنَّ
 اَحْسَنُ مِمَّ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْا

و عورت کو گولے طلاق کا مکمل رہا رکھا تھا طلاق دے پڑتا رہو تو ایک دم سے سب کو طلاق تیتے تیتے ملے مانتے
 یا طلاق دی اور رجوع کر لیا۔ یہ طلاق دی پھر رجوع کر لیا پھر اُن میں حالِ طلاق تیتے کی کچھ انتہا نہ تھی اور مصالحِ عامہ داری پر نظر نہیں رکھتے
 تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کی بات میں طلاق کے معاملے کو ایسا سمجھا دیا کہ اُس سے ہنر سلجھا نہیں سکتے طلاق کے بارے میں ایسی
 بات نہ ہو کہ بھی نظر نہ پڑے اور محمدی دینی شریعے کو اُس کے قاعدے بنادے اور جائز داری کی مصلحتیں بھی سمجھا دیں ۱۷

مِنْ اَيُّورْتِهِنَّ وَلَا يَحْسِرُ جَنْ اِلَا اَنْ يَأْتِيَهُ
بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ
وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ
نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهُ يَجْزِلَ
بَعْدَ ذَلِكَ اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغَ الْاِمْلَءُ
فَاَمْسَكَوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَاَفَارَقُوهُنَّ
بِمَعْرُوفٍ وَاَنْتُمْ هُمْ وَاذْوَىٰ عَدْلٍ
مِّنْكُمْ وَاَقِمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَلِكُمْ
يُوعِظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۝ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ
لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَحْتَسِبُ ۝ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ
حَسْبُهُ ۝ اِنَّ اللَّهَ بَالِغُ اَمْرِهِ ۝ قَدْ جَعَلَ
اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ وَلَمَّا يَكُنْ
مِنَ الْخِيصْرِ مِنْ نِّسَاءِكُمْ اِنْ اُرْتَبِتُمْ
فَجِدْهُنَّ مِنْ كَلْثَةِ اَنْفُسِهِنَّ رِثَةً لِّمَنْ يَخْتَرُ ۝

اور وہ (خود بھی) نہ نکلیں مگر یہ کہ کھلم کھلا (کوئی اسے
جانی رکاکام کرے) نہیں (تو ان کو نکال دینے کا مصداق
نہیں) اور یہ امده کی (باندھی ہوئی) عدت میں اور جس
شخص نے امده کی (باندھی ہوئی) عدت سے قدم باہر
رکھا تو اس نے (آپ ہی اسے اور ظلم کیا) اسے
شخص جو بی بی کو طلاق دیتا ہے تو نہیں جانتا شاید امده
طلاق کے بن (رلاپ کی) کوئی صورت پیدا کر دے چہر
عورتیں اپنی عدت پوری کرنے پر آئیں تو (یا تو ریح کر کے)
سیدھی طرح ان کو (اپنی زوجیت میں اس کے رہو یا سیدھی
طرح ان کو رخصت کر دو اور جو کچھ بھی کرے) اپنے دلگوں
میں دو معتبر آدمیوں کو گواہ کر دو اور گواہوں کو ای
کی ضرورت پڑے تو امده کا پاس کر کے ٹھیک ٹھیک
گو ای دینا یہ نصیحت کی باتیں ان لوگوں کو سمجھانی جاتی
ہیں جن کو امده اور زنا خور کا یقین ہے اور جو شخص خدا
سے ڈرتا رہے گا خدا اس کے لیے (آپس کے لڑائی جھگڑ
سے انجما ت کی شکل نکال دے گا اور اس کو وہاں سے
رزق پونچائے گا جہر سے اس کو دو ہم دو گمان بھی
تھاں اور جو شخص امده پر پھر و سار کے گا تو خدا اس
کی مشکلات کے حل کرنے کو کافی ہے جسے شک جو خدا
کو منظور ہوتا ہے وہ اس کو پورا کر کے رہتا ہے اور امده
تو ہر چیز کا ایک اندازہ غیر ای رکھا ہے اور اسلامی
تھاری (طلاق) یہ بیویوں میں جن کو پیر نہ سالی کی وجہ
حیض کے آنے کی امید نہیں رہی اگر تم کو شبہ ہے تو

مدا کی تصدیق عرض ہے نہیں بلکہ دونوں کے ساتھ اتیں ہیں اور علیٰ ہذا القیاس اگرچہ عورتوں کو پیش آنے کی ذمت نہیں ان کی عورتوں

فل یعنی عدت سے جو قاعدہ ہے غیر اسے میں وہ مدوں کی مصلحت کے لیے پھر اسے میں اور کوئی خلاف قاعدہ کرتا ہے تو وہ مصلحت فوت
ہو جاتی ہے اور اور سو میراں کا نقصان اس شخص کی طرف عائد ہوتا ہے جو اس قاعدہ کو توڑتا ہے اور وہاں کے ہاں لنگر کھینچتا ہے
سوالگ اپنے اور نظر کرنے کے یہی ہیں ۱۲ فل اس میں کس بات کا اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد یہ سمجھے کہ میں کس عورت کو چھوڑ دوں
گا تو اس کو کہیں روٹی چھوڑے گا ۱۳ فل اگر اجماع عدت کا احادیث میں بہت سی مصلحتیں ہیں ۱۴ فل مشتبہ سے مراد ہے کہ عدت کا
حساب جس سے ہوتا ہے اور جس کو حیض ہی آتا ہے تو اس کو کیا کریں وہاں کہ ایسی عورتوں کا حساب دونوں سے کر لیا کر ۱۵

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ
أَمْرِهِ يُسْرًا ۚ ذَٰلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنْزَلَهُ لِيُكَلِّمَ
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكُفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ ۚ وَ
يُعْظِمَ لَهُ أَجْرًا ۚ أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ
حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا
تُضَارُّوهُنَّ لِيُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِنْ
كَانَ أَُولَاتُ حِمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ
حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ رَضِعْنَ لَكُمْ
فَأُولُوهُنَّ أَجُورُهُنَّ ۚ وَإِنَّ رَبَّكُمُ
بِمَعْرُوفٍ ۚ وَإِنْ تَعَاَسَرْتُم فَاِئْتُم بِقِسْطٍ مِمَّا
أَخْرَجَ لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ
وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا
آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَّا
أَتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا

اور (ہیں) عالمہ عورتیں (سو) اُن کی عدت اُن کے
بچہ جننے تک اور جو امدت سے ڈرتا رہے گا خدا اُس کے
کام آسان کرے گا (مسلمانو!) یہ (احکام جو ابو پر مذکور ہیں)
فرمودہ خدا ہیں جو اُس نے تمہاری طرف بھیجے ہیں اور جو
خدا سے ڈرتا رہے گا (آخر قریب) خدا اُس کے گناہوں کو
اُس سے دُور کرنے کا اور اُس کو بُرے اجر سے (گا) (سوالگ)
طلاق عورتوں کو (عدت کے لیے) اپنے مقدور مطابق
وہیں رکھو جہاں تم خود رہو اور اُن پر سختی کرنے کے لیے
اُن کو ایذا نہ دو اور اگر عالمہ ہوں تو بچہ جننے تک اُن کا
خرج اُٹھاتے رہو پھر دُور چلے جئے (اگر وہ بچے کو)
تمہارے لیے دودھ پلائیں تو اُن کو اُن کی دودھ پلائی
و اور آپس کی صلی سے و مستور کے مطابق راجعت
وغیرہ کا) پھر اُفرار کرو اور آپس میں کشمکش کرو گے تو دُور
کو کوئی (اور عورت دُور سے آجائے گی اور وہ) اُس کے لیے
بچے کو (دودھ پلا دے گی جس کو گنجائش ہو اُس کو
چاہیے کہ وہ اپنی گنجائش کے قدر خرج کرے اور جس
کی آمدنی نہ ہو وہ جتنا اُس کو خدا نے دیا ہو اسی
کے موافق خرج کرے خدا نے جس کو جتنا دے رکھا ہو
اُس سے بڑھ کر کسی کو تکلیف دینی نہیں چاہتا (گھر)
کی بات نہیں خدا تنگی کے بعد
جلد فراغت دے گا۔

عالمہ عورتوں کا عدت کا حکم

طلاق عورتوں سے طلاق طلاق عورتیں مرد ہیں پھر اگر یہ عالمہ ہی ہوں تو بچہ کے پیدا ہونے تک ان سے نفقہ دینے کا حکم ہے اور
۴ کہ ہیں کیونکہ عالمہ بہت قریب کی حدیث جو یہ مسلم و عرو میں ہے اُس کا حامل یہ ہے کہ جب عالمہ سے خاتمی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا
کہ میرے خاوند نے تین دفعہ طلاق دے دی ہے اور اُس کے اندر میرا صاحب سے عقد نکاح ہے کھانے اور رہنے کے مکان کا حادہ کے دُور
ہے کہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ طلاق طلاق ہی ہے اور اُن میں سے کوئی خاوند کے دُور سے نہ رہے کہ مکان میں نہ کھانا اُن اگر حمل نہ ہو
تو کے پیدا ہونے تک حادہ کے دُور سے نان نفقہ اور رہنے کا مکان واجب تھا۔

خلیع

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا بِأَمْوَالِ الْيَتَامَىٰ
 شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخْلُفَاكُمْ فِيهَا مَا حُدِّدَ لِلَّهِ
 فَإِنْ عَصَيْتُمْ أُولَئِكَ يَكُونْ مَا حُدِّدَ لِلَّهِ فَلَا
 يَحْسِبَنَّ اللَّهُ يَكْفُرْ بِمَا فَعِمْتُمْ أَتَيْتُمْ بِهِ تِلْكَ
 أُمُورٌ لِلَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ عَلِيمٌ
 حُدِّدَ اللَّهُ لِلَّذِينَ آمَنُوا حُدُودَ الْعِلْمِ وَالزَّكَاةِ

(نورع ۲۹ پارہ ۲)

اور مردوں! جو تم (مختورقوں کو) دے بیچے ہو اس میں
 تم کو کچھ بھی واپس لینا جائز نہیں مگر یہ کہ میاں بی بی
 کو درس بات کا خوف ہو کہ خدا سے دسیاں بی بی سے
 سلوک کی وجوہیں عیوادی ہیں ان پر قائم نہیں رہ
 سکیں گے تو اس صورت میں کہ تم لوگوں کو اس بات کا خوف
 ہو کہ میاں بی بی اس کی زبان سے جوئی (جو دوسروں پر قائم
 رہے کیونکہ اور عورتوں کا چھپا چھپا کر لے لے کے عرض کیجے
 نکلیں تو اس میں تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہو اس کی زبان سے
 جتیں میں تو ان کے است پر حوالہ جو اس کی زبان سے
 ہوئی اور اس کے پردہ چائیں نہیں ہوئی اگرچہ سب سے بڑی

جیبہ بنت سہیل سے روایت ہے (اور)
 یقیس بن شکاس کے بیٹے ثابت کے
 نکاح میں تھیں جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم نماز صبح کے لیے نکلے تو جیبہ
 کو اندھیرے میں اپنے جیسے کے دروازے
 پاس کھڑا پا کر ارشاد فرمایا کہ کون ہے؟
 جیبہ نے جواب میں عرض کیا یا رسول اللہ
 میں ہوں جیبہ بنت سہیل کی بیٹی فرمایا تیرا
 کیا حال ہے عرض کیا کہ میں ثابت بن
 قیس یعنی اپنے خاوند کے ساتھ جمع میں
 ہو سکتی اور ثابت بن قیس میرے
 ساتھ جمع ہو سکتا ہے جب ثابت
 بن قیس گئے تو پیغمبر صاحب نے ان سے
 فرمایا کہ یہ سہیل کی بیٹی جیبہ ہے اس سے
 جو کچھ بیان کرنا تھا۔

عَنْ جَيْبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ أُمِّ ابْنِ
 ثَابِتٍ لَبَّابِ بْنِ قَيْسٍ بِنْتِ ثَابِتٍ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ
 إِلَى الْمَدِينَةِ فَوَجَدَ جَيْبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ
 عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغُلَسِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَذِهِ قَالَتْ
 أَنَا جَيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 فَقَالَ مَا شَأْنُكِ قَالَتْ لَا أَنَا وَكَانَتْ
 ابْنُ قَيْسٍ لَزَوْهَا فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بْنُ
 قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ هَذِهِ جَيْبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ فَذَكَرَتْ

مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَذْكُرَ فَقَالَتَ حَبِيبَةُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ كُلَّ مَا عَطَانِي عِنْدِي
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِبَاكِتِ خُذْ مِنْهَا وَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ
فِي أَهْلِهَا * (نسائی)

بیان کیا جسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا رسول اللہ
جو چیز ثابت ہے مجھے دی ہے سب میرے
پاس ہو جو وہی۔ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
علیہ السلام نے ثابت سے فرمایا کہ اس
میں سے کھانے اور انہوں نے لے لیا اور
حبیبہ اپنے کپڑے میں
جاءتھی *

عَنْ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ امْرَأَةً ثَابِتِ بْنِ قَلْبَرٍ
أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ ثَابِتُ بْنُ قَلْبَرٍ أَمَّا الْيَوْمَ فَمَا
أُعْطِيْتُ عَلَيْكَ فِي حَقِّي وَلَا دِينَ وَلَا سَهْوِي
أَكْرَهَ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرَدِّينَ
عَلَيْهِ حَدِيثَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِلِ الْحَدِيثَ
وَكَلِّمِي أَتَطْلِقِينَ * (نسائی)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن
قلبہ کی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آکر کہنے لگی یا رسول اللہ میں ثابت
بن قلیس کے لیے طرح شیب نہیں لکھتی
نہ اس کی عادتیں اور نہ دین میں نہ
میں کفر کو اسلام میں ناپسند کرتی ہوں
میں نے اسلام کو اسلام کے لیے نہ پسند کیا
کیا تم ثابت کا دیا جو ابان نہیں دے
کر دو گی عرض کیا جی ہاں۔ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت
فرمایا کہ بارے کو اور
ایک طلاق

دوے دو *

۱۔ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ثابت بن قلیس کی بیوی کو اپنے شوہر سے کوئی طبعی منافرت ہو گئی ہوگی جس کی وجہ سے اس نے
ثابت سے منافرت چاہی لیکن اس وجہ کو ظاہر نہیں کیا اور کفر کو اسلام میں ناپسند رکھنے کا یہ مطلب ہے کہ میں شوہر کی نافرمانی
کو کفر سمجھتی ہوں اور اسلام میں اس کفر کو ناپسند کرتی ہوں۔ اور اسلام میں ایسی بیویاں بھی ہو گئیں ہیں جو شوہروں سے
نافرمانی سے کفر سمجھتی تھیں یا اب یہ حال ہے کہ نافرمانی رہنا اور کفر شوہروں کے نافرمانی رکھنے کو لازمہ زوجیت قرار دے
رکھتے ہیں * (نسائی)

اُن کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے اُن کو جنما ہو رکھا ہے
 ربی کی کو مان کہہ بیٹھنے سے، اُنھوں ایک یہودہ اور
 جھوٹی بات بھی اور بے شک اسد سحافت کرنے والا بیٹھے
 والا ہی اور جو لوگ اپنی بیسیوں سے ظلم کرتے ہیں پھر
 کوٹ کر وہی رکام کرنا چاہتے ہیں جس کو کہہ بیٹھے ہیں کہ
 نہیں کریں گے، تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے
 پھلے (مرو کی) ایک برودہ آزاد کرنا چاہیئے۔ (مسلمانو!) تم
 کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ اس پر کاربند رہو، اور جو
 کچھ بھی تم کرتے ہو اسد کو اُس کی (سب) خبر ہو چکی
 (برودہ) بیٹھ رہا ہو تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے
 (مرو) لگاتا روو بیٹھنے کے رونے (رکھتے) اور جس سے
 نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ
 (حکم) اِس لیے (دیا جاتا ہے) کہ تم لوگ اسد اور
 اُس کے رسول پر پلہ پڑا پڑا ایمان لے لو
 اور یہ اسد کی مانند ہی ہوئی حقین ہیں
 اور جو لوگ منکر ہیں اُن کو خدا
 در ذماک (ہونا) ہے

اِنْ اُمَلِّمْتُمْ اِلاَّ الْاِثْمَ وَلَدْتُمْ لَهُمْ وَاِثْمًا
 لِّیَقُولُوْنَ مَنكُمَا اَمِّنَ الْقَوْلُ وَدُرُورًا
 وَكَانَ اللّٰهُ لَعَفُوًّا غَفُوْرًا وَالَّذِیْنَ
 یُظْهِرُوْنَ مِنْ شَیْءٍ لِّمَنْ یُّشَکُّوْنَ ثُمَّ یَعُوْذُوْنَ
 بِمَا قَالُوْا فَحِیْرٌ یُّرْسِقُہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ
 یَّتِمَّ شَیْءًا ذٰلِکُمْ تُوعَظُوْنَ بِہٖ وَاللّٰهُ
 بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ فَمَنْ لَّمْ یُحْدِثْ
 فِصْمًا مِّنْ شَہْرَیْنِ مُتَنَافِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ
 اَنْ یَّتِمَّ شَیْءًا فَمَنْ لَّمْ یَسْطِمْ فَاُطْعَمْ
 سِتِّیْنِ مِسْکِیْنًا ذٰلِکَ لِتُؤْمَرُوْا بِاللّٰہِ
 وَرَسُوْلِہٖ وَتَلْکَ حَدُّ اللّٰہِ لِّلْکَیْفِیَّہِ
 عَذَابٌ لِّیُّہُمْ (مجادلہ ۶ پارہ ۲۸)

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص جس نے اپنی
 عورت سے ظلم کیا تھا اور پھر اُس سے ہم بستر ہو گیا تھا
 جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
 ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنی عورت
 سے ظلم کیا اور کفارہ دینے سے پہلے اُس سے ہم بستر
 ہو گیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تجھ پر رحم کرے اِس
 کام پر تجھے کس چیز نے ابھارا اسکا یا عرض کیا کہ میں نے
 چاند کی روشنی میں اُس کی پازیب دیکھ لی فرمایا دوبارہ
 اُس کے پاس مت جاسے کہ جس (کفارے) کا خدائی
 حکم فرمایا ہے اُسے بجالائے۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ
 اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ ظَاہَرْتُمْ مِنْ اَمْرٍ
 فَوَقَعَ عَلَیْہَا فَاَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ
 ظَاہَرْتُ مِنْ اَمْرٍ اِنِّیْ فَوَقَعْتُ قَبْلَ اَنْ
 اُکْفَرُ قَالَ وَمَا حَمَلَکَ عَلٰی ذٰلِکَ یَرْحَمُکَ
 اللّٰہُ قَالَ رَاَیْتُ حُلْمًا لِّہَا فِی صَوْرِ الْقَمَرِ
 فَقَالَ لَا تَقْرَبِہَا حَتّٰی یَفْعَلَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِکَ

اجرت استرضاع

(دوسرے پلے کی اجرت)

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ
حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنْعِمَ
الرَّضَاعَةَ، وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ
وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تَكَفُّ
نَفْسٌ إِلَّا وَسْعَمًا، لَا ضَرَّاءَ لِلدَّائِةِ
يُولَدُهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ يُولَدُهَا
عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ فَإِنْ أَرَادَا
فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرًا
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَلَا إِنْ أَرَدَا أَنْ
يَسْرِعُوا وَلَا دَكَمَ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَا إِذَا اسْلَمْتُمْ مَا تَكْتُمُ
بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ
اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (نور ۲۵)

اور جو شخص (بی بی کو طلاق دینے پہلے اپنی اولاد کو) پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے تو اس کی خاطر مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس و دو مہینے تک اور جس کا وہ بچہ ہو (یعنی باپ اس پر دستور کے مطابق ماؤں کو کھانا کپڑا دینا لازم ہو) نان نفقہ کے تھیر لیں کسی کو تکلیف نہ دی جائے مگر دین تک کہ اس کی گنجائش ہو ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ اس کو جس کا بچہ ہو (یعنی باپ کو) اس کے بچے کی وجہ سے (کسی طرح کا نقصان نہ پہنچایا جائے) اور دودھ پلانے کا نان و نفقہ جیسا اصل باپ پر دیا اس کے وارث پر پھر اگر وقت سے پہلے ماں باپ دونوں اپنی مرضی اور صلاح سے (دودھ) چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں اگر تم اپنی اولاد کو (کسی دایہ سے) دودھ پلوانا چاہو تو (اس میں بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں بلکہ جو تم نے دستور کے مطابق (ماؤں کو) دینا کیا تھا ان کے محلے کرو اور اس سے ڈرتے ہو اور جلنے رہو کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اس میں کسی دیکھ رہا ہو

ف عورتوں کو طلاق ہونے پہلے دودھ پیتے بچوں کی مشکل ٹھیکاتی ہے۔ یہاں بی بی میں تو طلاق سے پیدا ہو گئی عداوت ایک دوسرے کی صدمت سے اولاد کی شفقت میں بھی کمی آجاتی ہے۔ اس صورت میں ایسا انتظام کرنا کہ مفارقت ہو جائے یہاں بی بی ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچا سکیں اور نہ اولاد کی بھی خواہ وہ ان ہی حکموں کی تعمیل سے ہو سکتا ہو جو عدالتے ان آیتوں میں بیان کر رہی ہیں چنانچہ لایضا والدہ کو لہاؤ کا مصالحتہ مل لے گا کہ وہ دونوں معنی ہو سکتی ہیں کہ نہ اولاد کی وجہ ماں باپ کو نقصان پہنچنا مناسب ہے اور ماں باپ کی باہمی کشمکش سے اولاد کو نقصان پہنچنا زیادہ ہے پھر اولاد کا دودھ پلوانا ماں سے یا کسی دایہ سے بھی

۱۷ اس آیت کے مطابق عورتوں کو طلاق ہونے پہلے دودھ پلوانا چاہیے

ماں باپ کی مرضی اور صلاح پر رکھا ہے اور دودھ پلانے کے حق کی پوری حفاظت کر دی کہ جتنے دنوں ماں دودھ پلائے اس کو اس کا حق ہے

بہر رچہ جتنے پیچھے مگر وہ (بچے کو) تمہارے لیے دودھ پلائیں تو ان کو ان کی دودھ پلائی دو اور آپس کی صلاح و ستور کے مطابق راز برہ و غیرہ کا خمیر اوکرو اور آپس میں کشمکش کرو گے تو (مرد کو کوئی آؤ، عورت بیتر جائے گی اور وہ) اُس کے لیے (بچے کو) دودھ پلا دے گی جس کو گنجائش ہو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی گنجائش کے قدرتی کرے اور جس کی آمدنی پنی ملی ہو وہ جتنا اُس کو خرابے دیا ہو ایسی موافق خرچ کرے کہ اسے جو بے پناہ دے رکھا ہو اس سے بڑھ کر کسی کو تکلیف یعنی ہمیں چاہتا (گھبرنے کی بات نہیں) خدا انکی کے بعد جلد فرغت (بھی) دے گا۔

فَاِنْ رَضِیْتُمْ لَكُمْ فَاَنْتُمْ اَجْرُكُمْ
وَاَمَّا رَاٰیْنَكُمْ مَعْرُوفٍ وَاِنْ
تَعَاْسَرْتُمْ فَاَنْتُمْ رَضِیْتُمْ لَكُمْ اَخْرٰی
لِیَنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ وَاَمَّا
قُدْرَتُ عَلَیْهِ رِشْقُهُ فَلِیَنْفِقَ مِمَّا اَنْتُمْ
اَللّٰهُ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اَنْتُمْ
سَیِّئُ لِلّٰهِ بَعْدَ عَمْرِیْ سِرًّا (الطلاق) ۲۸

لیجان

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا عیب لگائیں اور بچہ اپنے ان کا کوئی گواہ نہ ہو ایسے بدیوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہی ہے کہ چار بار خدا کی قسم کھا کر بیان کرے کہ بلا شک شبہہ اپنے دعوے میں اسچاہی اور باپنجویں دفعہ ایوں رکھے کہ اگر وہ جھوٹ بولتا ہو تو اُس پر اللہ کی لعنت اور (مرد کے حلف کیے پیچھے) عورت کے سر پر اسے اس طرح پر زنا مل سکتی ہے کہ وہ چار بار خدا کی قسم کھا کر بیان کرے کہ شخص ستر ستر چھوٹا ہو

وَالَّذِیْنَ یُرْمَوْنَ اَرْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ
لَهُمْ شَهِدَآءٌ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ
اَحَدِهِمْ اَرْبَعٌ شَهِدَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ
الصَّدِیْقِیْنِ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنْ لَّمْ تَكُنْ
اَللّٰهُ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِیْنَ ۝
وَاِذَا عَمِلْنَا الْعَذَابَ اَنْ نَّشْهَدَ
اَرْبَعٌ شَهِدَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِیْنَ

۱۔ لیجان اور طاعت کتے میں باہم ایک دوسرے پر لعنت کرنے کو جب شہرہ برائی بی بی کو زنا کا عیب لگائے اور اُس کا شہوت چار گواہوں سے نہ دے سکے تو پہلے مرد کو چار دفعہ اس مضمون کی شہادت دینی چاہئے کہ میں اپنے دعوے میں بالکل سچا ہوں اور باپنجویں بار کہنے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت۔ اس بعد عورت چار دفعہ گواہی دے اور قسم کھائے کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ اور باپنجویں دفعہ کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب پڑے۔ اور جب دونوں میں بی بی اس طرح لیجان کر چکیں تو حاکم وقت، دونوں میں تقریق کر دے مگر یہ مدرب صرف غصہ کا ہے، جھگڑا اس طرف گئے ہیں کہ قاضی کے حکم کی کچھ ضرورت نہیں خود لیجان ہی دونوں میں موجب عسر و رقی ہے قاضی تقریق کا حکم دے یا نہ دے عورت ہمیشہ کے لیے اپنے شہرہ پر حسد ام جو دھائے گی جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے ۱۳

وَالْخَاسَّةُ أَنْ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا إِنْ
كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللَّهِ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ
حَكِيمٌ ۝ (نور ع۔ ۱۔ بارہ ۱۸)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ
فَدَّاهُ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِشَرِّ مَيْتِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْئَةُ أَوْ حَلًّا
فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِذَا رَأَى أَحَدٌ نَاعِلًا امْرَأَتَهُ رَجُلًا يَطْلُقُ
يَلْتَمِسُ الْبَيْئَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْئَةَ وَالْأَحَدَ فِي ظَهْرِكَ
فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي
لَصَادِقٌ فَلْيُزَلِّ لَنَ اللَّهُ مَا يَبْرِي ظَهْرِي
مِنَ الْحُدِّ فَتَزَلَّ جِدْرِيْلُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ
وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ فَقَرَأَ حَتَّى
بَلَغَ إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ نَجَاءً هِلَالٌ
فَشَهِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا كَاذِبٌ قَهْلًا

اور پانچویں (بار، یوں دیکھ کر اگر یہ شخص (اپنے دعوے میں)
سچا ہو تو مجھ پر خدا ہی کا غضب پڑے) اور اگر یہ بات نہ
ہوتی کہ تم لوگوں پر اس کا فضل اور اس کا کرم ہے اور وہ اپنے
مصلح و کرم سے تم کو یہ نافع تعلیم فرماتا ہے، اور نیز یہ کہ اللہ نے
تو قبول کرنے والا اور مصالح خانہ دار ہے، وہ قسم ہی تو خانہ داروں
میں کیسے کچھ قصائد پر پانہ ہو گئے ہوتے؟

ابن عباس سے روایت ہے کہ امیہ کے بیٹے
ہلال نے اپنی بی بی کو شریک بن سہما سے بیہودہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ناکا عیب کیا
پس نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ
گزارو یا اپنی بیٹھ پر صرف دھت کہ اسٹی کو
میں قبول کرو۔ ہلال نے عرض کیا یا رسول اللہ
کیا اب ہم میں سے کوئی شخص اپنی بی بی کو
مرد کو دیکھے گا وہوں کی تلاش میں چلا جائے۔

ابھی اس طرح ہو سکتا ہے اور اتنی فرصت کب
مل سکتی ہے اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہا
بار فرمایا شروع کیا کہ گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری
پشت پر حد لگائی جائے گی۔ ہلال بولے کہ مجھے
اُس مقدس بات کی قسم جس نے آپ کو حق اور
رہستی کے ساتھ بھیجا ہے جس میں سچا ہوں
والہ! ابھی نہ کوئی ایسا حکم نازل کرتا ہے جو سچے
میری پشت کو باک کرے گا اتنے میں جبریل آئے
اور پیچھا کے پاس یہ تین لاکے خالد سے
مہوں اور احکم اللہ پس ہلال نے ان باتوں کو
پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ ان کا من الصادق
تک پہنچے اب ہلال نے اگر کوئی بی بی نہیں
کھانی شروع کی حالانکہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہاں سے کہ خدا تبارک و تعالیٰ سے ایک نور ہو ہی چکا ہے۔ نور۔

وَمِنْكُمْ نَكِيبٌ فَاَمَّتْ فَنُفِثَتْ فَاَلَمَّا
كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَعُوا هَاوًا قَالُوا
اِنَّهُمْ مُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّاتُ
وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا اَنْهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَ
لَا اَفْضَحُ قَوْمِي سَاعَةَ الْيَوْمِ فَخَضَّتْ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْصُرْهَا
فَاِنْ جَاءَتْ بِهَ الْكُحْلُ الْعَيْنَيْنِ سَايَغُ
الْاَلَمَتَيْنِ خَدَجَ السَّافِرِينَ فَهَوَّ لَشَرِّهِ
ابْنُ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهَ كَذَلِكَ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَا مَا
مَضَى مِنْكِ تَابَ اللَّهُ لَكَ اِنْ لِيْ وَلَهَا
شَانٌ * (بخاری)

تم میں سے کوئی تو بہ کرتا ہی نہ اس کے بعد عورت
کھڑی ہو کر گواہی دینے یعنی قسم کھانے لگی
لیکن جب وہ پانچویں قسم کھانے کے قریب
ہوئی تو لوگوں نے اسے باز رکھا اور کہا اسے
پانچویں قسم تو تم دونوں میں سو میاں سو بدلی
ڈالنے کی وجہ ہی ابن عباس کہتے ہیں کہ
یہ سن کر عورت نے کچھ توقف کیا اور پچھلے توبہ
ہی یہاں تک کہ ہمیں خیال ہوا کہ وہ شہادہ
سے رجوع کرتی ہو مگر اس نے کہا کہ میں اپنی
قوم کو مدت العمر کے لیے رسوا نہ کروں گی یہ کہہ
کر پانچویں قسم کھا گئی اور بلاعتہ پورا کر دیا یہی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت کو کچھ
اگر یہ قسم گئیں آنحضرتؐ سرین موتی پٹیلی کا
بچہ بنے تو شریک بن سمار کا ہے چنانچہ اس نے
اسی صورتہ کا بچہ جاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کا یہ حکم نہ ہوتا کہ متلاعنین
پر حد اور تعزیر نہیں ہے تو میری اور اس عورت کی

۱۰۔ یہ ایک قانونِ فطرہ ہے کہ اولاد جہاں ساخت میں ماں باپ کے ساتھ تھڑی بہت مشابہت رکھتی رہتی ہے اور اس کے
مطابق ہندی میں ایک مثل ہے "باب پر پوت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا" یہ گویا ترجمہ ہے الولد سر لاس کا۔
حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے مشابہتِ پدری گویا نہیں ہے بلکہ قرآنِ مؤیدہ میں ہے ۱۲
فَلِأَسْ حَدِثَ هُوَ بَابٌ سَمِطٌ بُولِيٍّ هِيَ اَبِي يَكُ حَاكِمٌ كِيْ عَدَالِيَّتٍ مِّنْ مَّوَالِيٍّ اَوْدَاعِيَّةٍ حَاصِرُ هُوَ تَاكُمُ كُوَ چاہیے کہ قرآن
وعدالت کی طرف انصاف نہ کرے بلکہ ظاہر میں جس کی طرف دلائل وراہین ہوں ان کے مطابق فیصلہ دے۔ دوسرے یہ کہ شہادہ
قیادہ جہت نہیں ہے اور جہت نہیں ہے تو اس پر حکم بھی نہیں لگایا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ امامِ اربعہ رحمہ اللہ قیادہ شہادہ کے قول کا
اطلاقِ استہدائے نہیں کرتے مگر امام شافعی رحمہ اللہ بعض اہلِ ائمہ کے نزدیک قیادہ شہادہ کے قول سے تیسرے ہے جس کا کتب فقہ میں
سایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے ۱۲

سچے مکمل اصرہی ہیں (جن کو) پرہیزگار کہنا چاہیے۔)

راہِ پیغمبرِ تم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کجاخچ کریں تو ان کو (بسمداد کہ) خیر خیرات کے طور پر (جو مال بھی خرچ کرو تو وہ تمہارے پاس باکلی حق ہے) اور قریبے رشتہ داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا اور تم کوئی نیکوئی بھی (لوگوں کے ساتھ) کرو گے تو امداد اس کو جانا ہی ہو

صَدَقُوا ۖ وَلَئِنَّ لَكُمْ لَعَلَّافًا ۚ
الْبَقَرَةُ ۲۶

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَفْقَمٌ
مِّنْ خَيْرٍ فَلِلَّهِ الدِّينُ وَالْآفِرَاءِ بَيْنَ وَ
الْيَمِّ ۚ وَالْمَسْكِينِ وَالْبَنِي السَّبِيلِ ۚ وَمَا
تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ
(البقرة ۲۶ پارہ ۲)

اور جب تقسیم (کر کے) وقت (دور کے) رشتہ داروں
تیم بچے اور مساکین آمو جوہوں تو اس میں سے ان
کو بھی کچھ دے دیا کرو اور ان کی خواہش کے قریب
نہیں پڑے تو ان کو نرمی سے سمجھا دو اور وارثانِ حق
کو ڈرنا چاہیے کہ اگر (خود) اپنے (مصرے) پیچھے والا (محیف
چھوڑ جاتے تو ان (کے حال) پر ان کو (کچھ) آہیں
دے (نا) تو چاہیے کہ (خبر) کے ساتھ سختی کرنے میں (اسد) ہیں
اور ان سے (سیدی) طرح بات کریں +

وَرَدَّ أَحْضَرُ الْقِسْمَةِ ۚ أُولُو الْقَرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسْكِينِ ۚ فَارْزُقُوهُمْ مِّنْهُ وَقُولُوا
لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَيَخْشَى الَّذِينَ
لَوْ رَدُّوهُمُ إِلَىٰ خُلُوفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا ۚ فَوَلِّ
عَلَيْهِمْ قَوْلًا لِّتَقَى اللَّهَ وَلْيَقُولُوا تَقَىٰ سِرِّكَ
(الناسخ ۱ پارہ ۴)

اور (لوگو!) اصرہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی
چیز کو شریک مت ٹھیراؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں
اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے پر مہربانی
اجنبی پر مہربانی اور پیاس کے پیچھے والوں اور مسافروں
اور جو (لوگوں) غلام) تمہارے قبضے میں ہیں (ان سے)
کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔ (امدان) لوگوں کو دوست
نہیں رکھنا جو (ان) میں سے (اور) ہوائی مارے پتھر ہیں آپ
بخل کریں (سید) کریں (دوسرے) لوگوں کو بھی بخل کرنے
کی صلاح دیں۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۚ
وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ وَبِذِي الْقَرْبَىٰ وَ
الْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ ۚ وَبِالْحَرَامِ وَالْقَرْبَىٰ
وَالْحَرَامِ الْجَنَاحِ وَالْمَكْلَبِ بِالْجَنَاحِ ۚ وَبِالْبَنِي
السَّبِيلِ ۚ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ فَمَلَا
اللَّهُ كَيْفَ يُحِبُّ مَنْ كَانَ حَتَّىٰ لَا تَفْخَرُوا
بِالَّذِينَ يَنْبَغُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ

فصل صدقہ خیرات کی تصریح قرآنی اور فقہی نسبت لوگوں کی محبت پر چھوڑ دیا کہ جتنا اچھا ڈالو گے و ستا ہی بیٹھا ہوگا ۱۲

حدیث زیادہ تر میں اس شخص کو اللہ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے

وہی بہا العبادت

فرمایا اپنی ماں کے ساتھ میں سے عرصے کیا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ پھر ان کے ساتھ بیٹی کے جڑواں باپ کے بعد بھتیجے زیادہ قریب میں (مثلاً بھائی بہن) پھر ان کے ساتھ (جو ان کے بعد

حضرت اس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بات کو دوست رکھتا ہو کہ خدا اس کی رزق میں توسیع اور غم میں برکت دے تو وہ اپنے قریبوں کے ساتھ سلوک کرتا ہے وہ

جیسے بنی آدم کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں رحم کا قطع کرنے والا دھل نہ ہوگا (یعنی جو شخص پاس قریبہ نہیں کرتا وہ جنت میں داخل ہونے کی طاقت نہیں رکھتا) +

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص (اپنے مرتبہ داروں کے ساتھ ان کے احسان کی تلقین کرتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ احسان کرتے ہیں یہ ان کے ساتھ کرتا ہے) صلہ رحم کرنے والا نہیں ہے بلکہ کامل صلہ رحم کرنے والا وہ ہے کہ جس کے حق قریبہ کی رعایت نہ کی جائے وہ برابر صلہ رحمی کرتا ہے

بقیہ یہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تمہیں اپنے انساب کے متعلق اس قدر علم حاصل کرنا ضروری ہے جس کی وجہ تم اپنے رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکو (مثلاً آباؤ اجداد اور اہمات و جدات اور ان کی اولاد و کھود و اثاثہ انھیں پہچانا اور ان کا نام یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہی ذوی الارحام کہلاتے ہیں ان میں سے کسی صلہ رحمی کرنے کا حکم ہو) کیونکہ صلہ رحمی کرنے سے تواریق

قَالَ اَمَّا فُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبَ فَاَلَا قَرَبَ + (ترمذی ابوداؤد)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ + (بخاری مسلم)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ رَحِمٍ + (صحیح)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي وَلَٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحْمَةُ وَصَلَهَا + (بخاری)

عَنْ ابْنِ مَرْبُوتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْلَمُونَ مِنْ أَسْلَابِكُمْ قَاتِلُونَ بَنِي إِحْمَاكَ فَإِنَّ صَلَاتَكَ لَتَرْتَمِي حَبَّتُهُ فِي لَهْلِ مَثَرَةٍ فِي الْمَالِ مَنْسَأَةً فِي الْآثَرِ + (ترمذی)

فل حدیث میں دو سادہ الفاظ کا اطلاق ہے جس کا اطلاق ہر مرتبہ اس کا اصل میں تاہم یہی غور و تدبیر کی غلطی ہے "تم تمہارے نسل کے لیے جو عرصے رکت دے" ترجمہ کرنا چاہیے یہی ہو سکتا ہے کہ درجہ کی عمر سے پہلے

ہر شخص کو یہ علم حاصل کرنا ضروری ہے جس کی وجہ تم اپنے رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکو (مثلاً آباؤ اجداد اور اہمات و جدات اور ان کی اولاد و کھود و اثاثہ انھیں پہچانا اور ان کا نام یاد رکھنا ضروری ہے کہ یہی ذوی الارحام کہلاتے ہیں ان میں سے کسی صلہ رحمی کرنے کا حکم ہو) کیونکہ صلہ رحمی کرنے سے تواریق

بڑے کی حرمت چھوٹے پر شفقت

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرًا نَأْوَاهُ يَوْمَ قُرَيْشٍ نَأْوِيَانَا وَيَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ * (ترمذی)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں اور اسی عن المنکر نہ کرے وہ بھی ہمارے طریقے پر نہیں ہے *

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ كَبِيرٍ الْأُخْرَى عَلَى صَغِيرِهِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ * (بیہقی)

سعید بن العاص سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے بھائیوں کا حق چھوٹے بھائیوں پر ویسا ہی ہے جیسا باپ کا اولاد پر * *

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْرَمَ شَابَابٍ شَبَابٌ مَنَ أَجَلَ سِنِهِ إِلَّا قَبِضَ اللَّهُ لَهُ عِنْدَ كَبِيرٍ سِنَهُ مَنَ يُكْرِمُهُ * (ترمذی)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جوان نے بڑھنے کی اس کے سن کی وجہ سے غزوہ کی تو خدا اس کے بڑھاپے کے وقت ضرور ایسا شخص مقرر کرے گا جو اس کی عمر بڑھ کرے گا *

شفقت و مہربانی

عَنْ جَبْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ بِصَمِيمٍ

عبداللہ کے بیٹے جبر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں پر مہربانی نہیں کرتا خدا اس پر مہربانی نہیں کیا کرتا۔

عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحِمِهِمْ وَتَوَاضُعِهِمْ مِثْلَ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عَضْوًا تَدَاخَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالشَّهْرِ وَالْحَمَى (صمیمین)

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مسلمانوں کو دیکھتا ہو کہ باہم بہ تم کرنے اور ایک دوسرے سے محبت کرنے اور شفقت و مہربانی کرنے میں تن و واحد جیسے ہیں کہ جب ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو تمام اعضاء تکلیف میں اس کی مدد کر لیتے ہیں یہی سب بیداری اور تپ میں ہستلا ہو جاتا ہے؟

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسُ حَوْصٌ يَرْحَمُهُ الرَّحْمَنُ إِذَا حَمَوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمُهُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ (ابوداؤد - ترمذی)

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہربانی کرنے والا لوہا پر چند دے رحمن مہربانی کیا کرتا ہو تم زمین والوں پر مہربانی کرو آسمان والا (رحمہ) تم پر مہربانی کرے گا

و

و ان حدیثوں سے عام خلق اللہ پر شفقت و مہربانی کرنا ثابت ہوتا ہے اور ہم نے عنوان قائم کیا ہے قرابتوں پر شفقت و مہربانی کرنے کا۔ تو مطلب یہ ہے کہ جب عام لوگوں پر شفقت و مہربانی کرے گی یہ کچھ تا کب بدستے تو سزا شدہ لوگوں پر کیوں نہ ہوگی ۱۲ من الترمذی

تسلیم و تبلیغ

وَأَنْزِلْ رُوحَ شَيْدَتِكَ الْإِلَاقِرْبَيْنِ وَأَنْخِضْ
جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
فَأَنْصَبْكَ فَعْلُ لِرَبِّ بَرٍّ تَتَمَّاعْلُونَ
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي
بِرَبِّكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقْبَلُكَ فِي السَّجْدَةِ
إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (الشعراء پارہ ۴)

اور (ای پیغمبرِ فاس کر) اپنے قریب کے رستہ ۱۰ رکعتیں عذاب
حال سے) ڈرو اور جو مسلمان تمہارے پیچھے یہ میں اُن
سے بہ تواضع پیش آؤ اُن میں اگر لوگ تمہارا کھانا مانگے
تو (اُن سے صاف) کہہ دو کہ میں تمہارے افعال سے برتر
(اللہ) ہوں اور (ای پیغمبر) حال سے) نہ بدوست مہربان ہو
بھروسہ رکھو کہ جب تم (نمازیں) کھڑے ہو تو وہ تمہارے
کھڑے ہو کر ادھر نمازوں کی جماعت میں تمہاری حرکات
نکات کو دیکھتا ہے لہٰذا ہی (رسد کی) سنتا اور سب کچھ جانتا ہے

محبت و مودت

ذَلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قُلْ أَتَسْتَأْذِنُ
عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ
وَمَنْ يَغْفِرْ حَسَنَةٌ تَزِدْ لَهُ فِيهَا
حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ
(الشعراء ۳- پارہ ۲۵)

(اور) سچے (تو) وہ (نست) ہے جس کی خوش خبری خدا اپنے اُن
بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے (اور ایمان کے علاوہ)
اُنھوں نے نیک عمل بھی کئے (ای پیغمبر) اُن لوگوں کو کہو
کہ میں تم سے اس (تبلیغ رسالت) پر کوئی مزدوری مانگتا
نہیں مگر رشتہ ناطے کی محبت (تو قائم رکھو) اور جو شخص
میں سے گھرے گا اُس کے لیے ہم اُس کی نیکی میں اور زیادہ
خوبی پیدا کر دیں گے (کیونکہ) اللہ (گناہوں کو) بخشنے
والا قادر و ان سے +

وَأَنْخِضْ جَنَاحَكَ کے فعلی معنی میں اپنا بانہ یا پہلو ٹھکا دو ہم نے محاورے کے لحاظ سے ترجمے میں لازم سے لے لیے ہیں لہٰذا
تواضع کے لفظی معنی میں بھی چھپکنے کے ہیں ۱۲

لے تعلیم سے مراد ہے تعلیم دین اور اس کے مامور میں جہاں سیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں اُن کی ہمت اور ہر کہ
فعلیہ میں بھی ایک پہلو ہے کشفیت و ہرانی کا اس بلے ہم نے شفقت و ہرانی کے دل پر لکھنا کو دیا ۱۳ اس آیت کے مستحق ایک
مواضع بیان ہم اب ذرا وہ میں کھاتے ہیں اس کے ساتھ آتے بھی ہیں لکھا جاتا ہے ۱۴ یعنی اواسے ارکان نماز ۱۲ کے ذکا کا
مستار ہے ہمت کے سبب ذرا باغات اور خدا کے پاس کی وہ ہیں جنہیں لکھا جاتا ہے ۱۴

عَنْ عِيَاظِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَدَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُصَدِّقٌ مُؤَقِّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيمٌ ذَقِيَ الْقَلْبَ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٌ وَعَقِيفٌ مُتَعَوِّفٌ ذُو عِيَالٍ (مسلم)

عیاظ بن جعفر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جدتی تین قسم کے لوگ ہیں مقربوں اور سابقوں کے ساتھ بہت میں راجل جفے کے سزاوار ہیں، اول منصف اور سوا لوگوں کے ساتھ احسان کرے والا بھلائی اور نیکی کی توفیق دیا گیا۔ دوسرا مہربان اور نرم دل جو قربانوں اور غریب مسلمان کے ساتھ مہربانی پیش آتا ہو تیسرا عیال دار یا راجو حرام باز رہتا ہو

میراث

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ وَأُولَٰئِكَ الْأَرْحَامُ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الأنفال ع ۱۰ پارہ ۱۰)

اور جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور انھوں سے ہجرت کی اور تم مسلمانوں کے ساتھ جو کر جہاد بھی کیے تو وہ تم ہی میں داخل ہیں اور بعض اہل رحمہ کے مطابق (خبر آدمیوں کی نسبت) ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حق دار ہیں بے شک بعد ہر چیز سے واقف ہے لہذا غلط میراث کی مصلحتوں سے بھی بچنا

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ الْأَرْحَامُ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا تَفْعَلُوا

پیغمبر مسلمانوں پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں (اور یہ مسلمانوں سے باپ کی جگہ میں اور پیغمبر کی بیبیاں (اور تقسیم ہیں) ان کی امیں ہیں) ان کے رشتے دار کتاب امیر کی رؤسے تمام مسلمانوں اور مہاجرین سے بڑھ کر ایک کے حق دار ایک میں مگر یہ کہ تم۔

۱۱ شرع تشریح میں جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ میں آکر ہے تو پیغمبر صاحبے صاحبے انصاریں بھائی چارہ کر دیا تھا اور ایک کو ایک کا وراثت بھی ٹھہرا دیا تھا اس مصلحت سے کہ مہاجرین کو مالی ضرورتیں تھیں پھر جب اسلام کی فتوحات ہوئی اور مہاجرین کو خزانے مستفی کر دیا تو صرف رشتے داروں میں میراث کا قاعدہ جاری رہا اور مہاجرین انصار کا باہمی توارف مولوی ۱۲ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اپنی جان کا پاس کرنا ہے لیکن پیغمبر کے حکم کا پاس سے زیادہ کرنا چاہیے ۱۳ ہر لوگ پیغمبر

۱۴ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی انویج مطہرات کی تنظیم کا حق نہیں کرتے اس آیت سے اس پر غری ضروری عائد ہوتی ہے ۱۵

إِلَىٰ آبَائِهِ كَمَعَ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِك
فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ○ (الاحزاب ۱۶ پارہ ۳۱)

اپنے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا یا جو قول و فعل دوسری
یہی حکم کتاب (الاحزاب) میں لکھا ہوا ہے

اصحاب الفروض والدین

وَلَا يَوْرَثُهُ لِحُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الشُّدُّ مَنَّا
تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ
لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ آبَاؤُهُ فَلَا وَرَثَةُ الثَّلَاثِ

اور میت کے ماں باپ (یعنی دو دونوں میں ہر ایک)
ترکے کا چھٹا حصہ اس حورہ میں کہ میت کے اولاد
ہو۔ اولاد اگر اس کے اولاد نہ ہو اور اس کے وارث (رضی)
اس باپ ہوں تو اس کی مالک حصہ کیلئے باقی رکھے

من العشر جسم۔ اصحاب الفروض وہ جن کے حصے کتاب الہدیں میں ہیں۔ اور اس میں سے تقسیم جس کے
وقت ابتدا کی جاتی ہے۔ یعنی میت کے ترکے میں سے تقسیم کا آغاز ان ہی لوگوں سے ہونا ہے یہ نہ ہوں تو عیال تقسیم
ہوگا بصیبتا بھی مہوں تو ذوی الارحام پر۔ اصحاب الفروض بارہ ہیں۔ قرووں میں چار باپ و دادا اہل فی عیال۔ دو بہن اور
عمر نور میں آٹھ۔ بعد چھ بیٹی ہوتی اور پوتی میں پوتی اور اس کی نسل بھی داخل ہو۔ عیال میں علی بن ابی طالبؑ، عیال میں شہزادہ
عوان فکھہ بالاس کے ذیل میں جو آٹھ ہونے لے ہے اس میں دو اصحاب الفروض بصراحت مذکور ہیں یعنی ماں باپ
تو اصل میں باپ کی تین حالتیں ہیں۔ ایک حالت میں تو اسے فرض مطلق یعنی متبرکہ کہ میت کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور یہ
اس وقت ہے جب کہ میت کا بیٹا موجود ہو یا بیٹا موجود نہ ہو تو پوتا یا بیٹا ورنہ اس نسل کو نہ دے گا کیونکہ ولید کا شطب بیٹے اور پوتے اور
پڑوتے سب کو عام ہے۔ اسی طرح بیٹی اور پوتی اور پڑوتی کو بھی اور بیٹی نہیں آئے۔ ولید لکل واحد مہم الشدس کے
قصاصہ یہ کہ میت کے باپ کے ساتھ میت کا بیٹا یا پوتا ہوگا تو باپ کو متبرکہ کہ میت کا چھٹا حصہ ملے گا اور باقی کا مالک بیٹا یا
پوتا۔ دوسری حالت میں فرض مطلق اور عصبہ مہم یعنی عیالیت ذمی اس فرض چھٹے کے چھٹا حصہ لے گا اور عیالیت عصبہ
ہونے کے باقی مال کا مالک قرار پائے گا اور یہ اس وقت ہے جب کہ میت کے باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی یا پڑوتی
یا بیٹا پوتی ورنہ اس نسل کا موجود ہو۔ اسی صورت میں باپ کو چھٹا حصہ اور بیٹی یا پوتی کو نصف یا ثلثیں اور باقی جو بچے گا وہ بھی بیٹی کا
ہل اولاد سے مراد میں میت کی صلی اولاد بیٹے بیٹیاں اور پوتے پوتیاں اور پڑوتے پڑوتیاں ہیں دسے تو اسیاں اہل کی
نسل و اہل میں ۱۱

۱۱ عیالیت جمع عصبہ کی اور عصبہ اسے کہتے ہیں جو کالہ مرد ہوئے ہو یا با الفرض کے تو اس تمام مال کا مالک ہو جو اصحاب الفروض سے بچے اور اصحاب الفروض
مہوں تو میت کے ترکہ کے ہر ایک حصہ کو اور اس کی ذریعہ کو بھی عیالیت کے بیان میں آتی ہے ۱۲ عیالیت یہ وہ سوتیلے بن کی ایک بہن اور باپ
مختلف ۱۳ عیالیت وہ سوتیلے بن کا باپ ایک ہو اور اس میں مختلف ۱۴ عیالیت وہ سوتیلے بن کے اسے میت کی طرف نسبت کرنے میں اس لام
یعنی ناماد ظل اور عصبہ وادی و عیالیت اور ناماد پڑوتی ۱۵

ہوگا۔ تیسری حالت یہ ہے کہ محض عصیہ ہو اور یہ اُس وقت ہے جب کہ میت کا بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی کوئی بھی موجود نہ ہو۔
خلاصہ یہ کہ میت کے نہ تو اولاد فرنگویہی ہو اور نہ اولاد اناشہی تو ایسی صورت میں باپ کے لیے کچھ حصہ مقرر نہیں بلکہ
عصیہ ہوگا۔ پھر اگر تینا ہوگا تو سب مال اُسی کو ملے گا اور دوسری اہل زوجہ ہوں گے تو ان کو دسے کر دینا چاہیے کہ سب کا
مالک باپ ہوگا۔

دوا باب کی حکم ہے یعنی میت کا باپ نہ ہو تو دادا تمام احکام میراث میں باپ کے مانند ہے مگر چار صورتیں ہیں
ہیں جس میں دادا باپ کے حکم سے نہیں ہوا اور ان کی تفصیل علم الفرائض کی مطلق کتابوں میں موجود ہے۔
تہی میت کی ماں اُس کی بھی تین حالتیں ہیں (۱) میت کے اولاد ہو یعنی بیٹا بیٹی۔ اور بیٹا بیٹی ہیں
داخل ہیں پوتا پوتی ہی (۲) زنانِ نکل۔ تو اس صورت میں ماں کو چھٹا حصہ ملے گا پریل قولہ
تعالیٰ ولا یوہ لکل واحد منہا السدس (۲) میت کے دو یا دوسے زیادہ بھائی بہن
موجود ہوں عام ہے کہ سب ہوں یا سوتیلے اور سوتیلیاں ماں کی طرف سے ہو یا باپ
کی طرف سے ماں چھٹے حصے کی مالک ہوگی اور پریل اس پر یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ فرما
ہے فَاَنْ كَانَ لِدَخُوۡةٍ فَلَاۤ اَھۡد السَّدَسُ (۳) میت کے بیٹا بیٹی یا پوتا
پوتی نہ ہو یا دو یا دوسے زیادہ بھائی بہن نہ ہو تو ماں کو کل چھٹا
میت کی تمامی ملے گی پریل قولہ تعالیٰ مَاۤ اٰتٰی لِمٰی کُنْ لَّدَوۡہِ
وَرِثَہُ الْوَاوَۃُ فَلَاۤ اَھۡدُ الْاَھۡلُ لَکِنۡ یَّہِ رَاضِعٌ رَّہَہُ کَمَا
کُنَ یَّارِکُمۡنِ اِذَا کُنَ مَرۡکُومَہُ یُوۡرِثُ اُنَّ کَاۡجِرًا
اُسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ میت کے ماں باپ کے
ساتھ اہل زوجین نہ ہوں۔ اہل زوجین ہوں گے
تو بعد دینے فرض اہل زوجین کے ماں کو
باقی کا ٹکٹ ملے گا جیہ اگر اس کی
تفصیل علم الفرائض کی
مطلق کتابوں
میں ہے

زوجین

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ
يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ
فَلَكُمْ الرِّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ
وَصِيَّتِهِنَّ يُوصِيْنَ بِهِنَّ أَوْ دِينَ وَلَهُنَّ
الرِّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ
وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثَّمَنُ
مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِهِنَّ يُوصِيَنَّ
بِهِنَّ أَوْ دِينَ * (النساء ۲-۴) (پاہ ۴)

اور (لوگو!) جو (ترک) تمہاری بیبیاں چھوڑ
مریں اگر ان کے اولاد نہیں تو ان کے ترکے
میں تمہارا آدھا اور اگر ان کے اولاد ہو تو ان
ترکے میں تمہارا چوتھا مگر ان کی وصیت کی
تعمیل (اور (اواسے) فرص کے بعد اور تم
کچھ) ترکہ چھوڑو اور تمہارے کچھ اولاد نہ ہو
بیبیوں کا حصہ چوتھا اور اگر تمہارے اولاد
ہو تو تمہارے ترکے میں سے بیبیوں کا حصہ
(حصہ اور یہ حصہ بھی) تمہاری وصیت کی
تعمیل (اور (اواسے) قرض کے بعد) دیئے
جائیں *

من المتہرجم

نکاح صحیح ہے کہ شوہر کی دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت میں وہ نصف متہرکہ کا مالک ہوگا اگر زوجہ کے اولاد
یعنی بیٹا، بیٹی یا پوتا پوتی موجود نہ ہوں۔ دوسری حالت میں چوتھا حصہ کا مالک ہوگا اگر بیٹی کے بیٹا بیٹی
یا پوتا پوتی موجود ہوں۔ بی بی کی بھی دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت میں چوتھا حصہ مال کی مستحق ہوگی بشرطیکہ تنہا
ہو یعنی بیٹ کے دوسری بی بی نہ ہو اگر ہوگی تو یہ اور وہ سب اسی چوتھا حصہ میں برابر کی شریک ہوں گی
غرض کہ جب ہر اولاد یعنی بیٹا، بیٹی یا پوتا پوتی نہ ہو تو بی بی کو چوتھا حصہ ملے گا۔ دوسری حالت میں آٹھویں حصہ کی مالک ہوگی
جبکہ شوہر کے اولاد یعنی بیٹا، بیٹی یا پوتا پوتی موجود ہوں *

لہ خواہ اس شوہر سے یا دوسرے شوہر سے ۱۲ لہ خواہ اس بی بی سے یا دوسری بی بی سے ۱۳

اولاد الام

یعنی

انخیانی بھائی بہن

وَأَنَّ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَّةً أَوْ امْرَأَةً
وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
السُّدُسُ وَلَئِنْ كَانُوا أَكْثَرًا مِّنْ ذَلِكَ
فَهُمْ شَرُكَاءُ فِي الثَّلَاثِ مِمَّا بَعْدَ وَصِيَّتِهِ
يُؤْتَى بِهَا أَوَّذِينَ عِندَ مَضَىٰ وَصِيَّتِهِ
مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝

(النساء ۲ پارہ ۴)

اگر کسی مرد یا عورت کی میراث ہو اور اس کے
باپ (مبا) یعنی اصل فرخ (نہ ہو اور دوسرے
باپ سے) اس کے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان میں سے
ہر ایک کا چھٹا حصہ (اور اگر ایک سے زیادہ ہوں
تو ایک تہائی میں برابر کے) سب شریک مل
یہ حصہ (بھی) میراث کی حیثیت کی تعمیل (اور
اولاد) فرض کے بعد شیئے جائیں بشرطیکہ میراث
نے کسی کو نقصان نہ پہنچانا چاہا ہو (ف
یہ) فرماں الہی جو اور اصل سب کچھ جانتا ہے اور
(لوگوں کی نافرمانیوں پر) ہر وقت کرتا ہے +

میں المتعجب میراث کے انخیانی بھائی بہن کی تین حالتیں ہیں۔ ایک بھائی یا ایک بہن ہے تو چھٹا حصہ
دو یا زیادہ ہوں تو تہائی کے مساوات مالک یعنی تہائی میں سب مرد عورتیں برابر کے شریک ہوں گے تیسری صورت
یہ ہے کہ میراث کے بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی ہوں تو اس صورت میں انخیانی بھائی بہن خواہ ایک ہوں یا کئی سب ساقط
الراثت ہوں گے۔ (اسی طرح باپ اور باپ نہ ہو تو دادا کے ہوتے بھی ساقط ہو جائیں گے +

فصل کا بیان قرآن مجید میں دو جگہ ہے ایک یہاں اور دوسری سورۃ کے آخر میں۔ واثان کلامی کی تین صورتیں ہیں ایک یہ
کلامی بھائی بہن چھوڑے یعنی مالک باپ کے بیٹے بھائی سے۔ دوسری علاقائی یعنی سوتیلے ایک باپ کی اولاد جن کی مائیں مختلف ہوں۔
تیسری دنیا کی یعنی سوتیلے جن کی ماں ایک ہو اور باپ مختلف۔ قرآن میں اس مقام پر اس تیسری صورت کا حکم جو کران میں بھائی بہن برابر
برابر کے حصے حصے کا حق دار ہوں لکن مثل خطا کا قاعدہ ان میں نہیں چلتا۔ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تہائی کے مساوات
مالک ہیں۔ بہن پہلی اور دوسری دو صورتیں۔ ان کے احکام آخر سورۃ میں ہیں ۱۲۔ میراث کی وصیت سے وارثوں کا اس طرح پر
نقصان ہوتا ہے کہ میراث کو تہائی ترک کر کے نصف میراث کرنے کی اجازت ہے تو اگر کوئی وارثوں کا حق مارنے کے لیے تہائی ترک کرے تو میراث کی وصیت
کر کے تو زیادہ کی قدر وصیت واجب تعمیل نہیں۔ اسی طرح مرنے والا کسی کا قرضہ رعاۃ بھی ہے اور پسے سکتا ہے مگر وصیت ہو یا فرض

سنی سوسیلی سسٹم

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ
إِنْ أَمَرُوهُمُ هَلَكَ لَيْسَ لَهُمْ وَلَدٌ وَلَهُ الْأُخْتُ
فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهِيَ بِرِضَائِهِمْ أَوْ بِكَرْهٍ
لَهُمْ أَوْلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الشَّارِبُ
بِمَا تَرَكَهُ وَإِنْ كَانَتَا أُخْرَى رَجُلًا وَنِسَاءً
فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ لِمَا لِلْأُنثَى مِنَ الْمِيرَاثِ
لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

(النساع ۴۴ پارہ ۶)

(ای پی پیمر لوگ) تم سے کلالہ کے بارے میں فتویٰ طلب
کرتے ہیں (ان لوگوں) کو نہ وکلامہ کلالہ کے بکریں تم کو
حکم دیتا ہو گا اگر کوئی اور امر و ما جس کے اولاد نہ ہو اور نہ
باپ و دادا اسی کو کلالہ کہتے ہیں (اواس کے (صرف ایک)
بہن ہو تو بہن کو اس کے ترکہ کا آٹھواں اور بہن بھرتے
اور اس کے اولاد نہ ہو تو اس کے سسک مال کا وارث
یہ (بھائی) پھر اگر بہنیں (بھول لینا یاد) تو ان کو اس کے
ترکہ کے بیس دو تہائی اور اگر بھائی بہن (بھلے) ہوں
(کچھ) مرد اور کچھ عورتیں تو دو عورتوں حصے کی قدر
ایک مرد کا حصہ۔ تم لوگوں کے حصے کے خیال سے (اپنے حکم)
تم سے کھول کھول کر بیان فرمائیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

میں المرتحم ہم نے جو کلالہ کے احکام میں توجہ دے رکھی ہے تو سیاقی عبارت اور آثار سلف سے لی ہیں اور یہاں بھائی بہنوں کے وارثی
اور علاقائی ہیں نہ انھیں جیسا کہ اسی سورۃ کے دو شعر شروع میں مقتضی لکھ چکے ہیں اس میں اجمال کی تفصیل ہے جو کہیت کی تحقیق
بہنوں کی پانچ حالتیں ہیں۔ اگر نہ تہا اور ایک ہی ہے تو نصف کی مستحق ہوگی اور دو یا دو سے زیادہ ہیں تو دو ٹکٹ لیں گی جب بہنیں مستحق
بھائی کے ساتھ جمع ہوں گی تو لاکڑ مشل خطا الاثنین کی رُسے مال متروکہ میراث تقسیم ہوگا اور بہنیں بھائی کے سبب عصبہ ہو جائیں گی
میراث کی بنیاد یا پوتیاں بہنوں کے ساتھ جمع ہوں گی تو بیٹیوں یا پوتیوں کے لینے کے بعد حیراتی رہے گا وہ سب بہنوں کے حقوق ہوگا
میراث کی بہنیں اس کے پیش یا پوتے یا باپ اور بقول امام عظیم علیہ الرحمۃ واداکے ساتھ جمع ہوں تو تمام بہنیں بالاتفاق ساقط
الارث ہوں گی *

میراث کی سوسیلی بہنیں سنی بہنوں کے مانند ہیں اور ان کی سات حالتیں ہیں میراث کی سنی بہنیں نہ ہوں تو سوسیلی کو نصف جبکہ و تہا
اور ایک ہی ہو دو یا دو سے زیادہ ہوں تو دو تہائی میں بالمساوۃ شریک ہوں گی۔ سوسیلی بہنیں اگر ایک سنی بہن کے ساتھ جمع ہوں
تو سوسیلیوں کو صرف چھٹا حصہ جب میراث کی دو سنی بہنیں موجود ہوں تو سوسیلی بہنوں کا کچھ حق نہیں۔ مگر یہ ان کے ساتھ
سوسیلی بھائی ہو تو اس حصہ میں بھائی کی وجہ سے عصبہ ہو جائیں گی۔ اور اب باقی تک لاکڑ مشل خطا الاثنین کی رُسے سے ان میں تقسیم ہوگا
سوسیلی بہنیں میراث کی بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ جمع ہوں عصبہ ہو جائیں گی میراث کی سوسیلی بہنیں اس کے پیش یا پوتے یا پوتے یا باپ
اور ایک قول میں دادا کے ہوتے سب بالاتفاق ساقط الارث ہوں گی *

بیٹی پوتی

بُوصِيحَكُمْ اللَّهُ رُفِيْ اَوْلَادَكُمْ لِلَّذِيْ كَرِهْتُمْ
حِظًا اَلْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنْ نِسَاءً فَاُولَئِكَ
فَلَهُنَّ ثُلُثًا مَّا تَرَكَ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا

النِّصْفُ (المسارع ۳ پارہ ۲)

(مسلمانوں! تمہاری اولاد کے حصوں کے بارے میں امد تم سے کئے رکھنا ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا کرو) پھر اگر لڑکیاں دو یا دو سے بڑھ کر ہوں تو ہر ایک میں ان کا حصہ دو تہائی اور اگر ایک ہی ہو تو اُس کو آدھا

من المتزوجہ اصحاب الفروض عورتوں میں دوسرے درجے پریت کی بیٹی ہے اور اُس کی مین حالتیں ہیں ایک حالت میں نصف متروکہ میت لے گی۔ اگر صرف ایک ہو اور دو یا دو سے زیادہ ہیں تو سب دو تہائی کی بالساواہا کاکیں تیسری حالت میں عصبہ ہو جاتی ہیں جب کہ میت کی بیٹیاں اُس کے بیٹے کے ساتھ جمع ہوں اس صورت میں بیٹا بیٹیوں کے برابر حصے کر لگ ہو جائے گا اور باقی بیٹیوں میں تقسیم ہوگا۔ میت کی پوتیاں صلبی بیٹیوں کے مانند ہیں اور ان کا علیحدہ ذکر قرآن میں اس سے نہیں کیا کہ بیٹیوں میں پوتیاں بھی داخل ہیں تو پوتیوں کی پچھ حالتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ایک پوتہ نصف کی مستحق ہوگی۔ دوسرا دو سے زیادہ ہیں تو وہ تہائی بشرطیکہ میت کی صلبی بیٹیاں موجود نہ ہوں۔ تیسری حالت میں میت کی پوتی کو چھٹا حصہ ملتا ہے جبکہ میت کی ایک صلبی بیٹی موجود ہو چوتھے میت کی دو صلبی بیٹیاں موجود ہوں تو پوتیاں ساقل الارث ہوں گی۔ ماں اُن کے درجے میں یا اُن سے نیچے کے درجے میں کوئی فرد ہو تو اُس کی وجہ سے عصبہ ہو جائیں گی اور باقی ترکہ میت سب میں لادکر مثل حظ الا نسبیین کے قاعدے سے تقسیم ہوگا۔ یہ پوتیوں کی پانچویں حالت ہوئی چھٹی حالت یہ ہے کہ میت کے بیٹا موجود ہو تو پوتیوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

عصبات

عَنْ اَبِي عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحِظُوا
النِّصْفَ لِرَضٍّ بَاہِلَهَا فَمَا بَقِيَ
فَهُوَ لِاَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرَ (صحیحین)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میراث کے حصے جو خدائے قرآن مجید میں مقرر و معین فرمائے ہیں اہل فروض کو پانچواں اور اہل فروض سے باقی ہے وہ اُس مرد کا حق ہے جو میت سے قریب تر ہو (اسی کو عصبہ کہتے ہیں) +

من المتزوجہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ عصبہ اُسے کہتے ہیں جو اصحاب الفروض کے ہوتے تو باقی مین اصحاب الفروض کا مالک ہو اور جب اصحاب الفروض نہیں ہوں تو لکڑی متروکہ میت پر قابض ہو حدیث میں جل ذکر کی قید صرف اس واسطے ہے کہ مرد عصبوت میں اعلیٰ اور شرف سے نہ یہ کہ عورت عصبہ ہوتی ہی نہیں۔ اس ابہام کی توضیح یہ ہے کہ عصبہ کی دو تہیں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ النَّوْمِ

مِنْهُمْ +

مسئلہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کا بھانجا قوم ہی ہے
ہے (یعنی اُن کا وارث ہوتا ہے) +

من المترحم - ذریعہ کہ جس صاحب خرابہ کو اوراد وہ قرابت والا ہے جو ذی فرض نہ ہو یعنی اُن لوگوں میں سے نہ ہو جن کے ہوتے قرآن مجید یا حدیث شریف یا جماع اُستے مستون ہو چکے ہیں اور عصبہ بھی نہ ہو۔ ذوی الارحام کی باقرین ہیں پہلے قسم سے جو میت کی طرف منسوب ہو اور وہ میت کی بیٹیوں اور پوتیوں کی اولاد ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جن کی طرف میت منسوب ہو جیسے میت کا نانا اور نانا کا باپ یا نانا کی ماں یا نانا کی نانی تیسری قسم میں وہ لوگ داخل ہیں جو میت کے ماں باپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور وہ ہیں بہنوں کی اولاد بھائیوں کی بیٹیاں۔ اختیانی بھائیوں کی اولاد چوتھی قسم میں وہ لوگ ہیں جو میت کے دو جد یعنی دادا اور نانا یا دو جد یعنی دادی اور نانی کی طرف منسوب ہوں اور وہ چھو پیاں ہیں یعنی بہنوں یا علاتی یا اختیانی اور اختیانی چچا ہیں اور ماموں اور خالائیں۔ پس یہ چاروں قسمیں اور حوان کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہوں سب ذوی الارحام ہیں۔ ان میں اولیٰ بالمرتہ وہ ہے جو میت کی طرف سب سے زیادہ قریب ہو جسے نواسے نواسیاں کہ وہ کنواریاں اور کنواریوں کی نسبت میت سے زیادہ قریب ہیں اور اسی لحاظ سے اولیٰ بالمیراث بھی۔ باقی ہی اقسام اور بعض تفصیل وہ علم الفرائض کی مطلق کتابوں میں نہایت وضاحت کے ساتھ رقم ہے سامعین کے سمجھانے کے لیے اسی قدر بس کرتا ہوں۔

حجب

ہم ذوی الغرض اور عصباء کا مختصر ذکر کر چکے۔ اب کچھ حجب اور حوال کا بیان ہوتا ہے۔ بعض صورتوں میں بعض وارث مطلقاً ترکے سے محجوب ہو جاتے ہیں اور بعض صورتوں میں مطلقاً محجوب نہیں بھی ہوتے تو ان کے حصوں میں کچھ کی کمیاتی ہے اور اسی کو علم الفرائض کی اصطلاح میں حجب کہتے ہیں۔ مثل میں حجب کی دو قسمیں ہیں حجب نقصان حجب حوان۔ حجب نقصان کہتے ہیں وارث کے محجوب ہونے کو زیادہ حصے سے کم حصے کی طرف اور حجب حوان کے معنی ہیں وارث کے تمام حوال میراث سے محروم ہونے کے۔ پھر حجب نقصان حامل ہوتا ہے وارثوں میں سے صرف پانچ شخصوں کو۔ ایک شوہر کو کہ اولاد ہونے کی صورت میں نصف سے کم کی طرف محجوب ہوتا ہے۔ دوسرے زوجہ کو کہ وہ اولاد ہونے کی صورت میں محجوب ہوتی ہے جو پرنس سے شوہن کی طرف تیسرے ماں کو کہ جب میت کے مٹا بیٹی یا پوتا پوتی یا دو بیٹی یا بیٹن ہوں تو محجوب ہوتی ہے ٹٹ سے سس کی طرف چوتھے پوتی کو کہ وہ میت کی صلی بیٹی کے ہوتے محجوب ہوتی ہے نصف سے سس کی طرف۔ پانچویں سسلی بہن کو کہ وہ میت کی سسلی بہن کے ہوتے نصف سے سس کی طرف محجوب ہوتی ہے۔ راجح حوان۔ اس میں وارثوں کے دو فرق ہیں ایک فریق تو کسی حالت میں بھی باطل محسوس نہیں ہوتا یعنی یہ نہیں ہوتا کہ بالکلیہ محروم ہو جائے۔ گو بعض صورتوں میں اس کے حصے میں کمی واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ حجب نقصان میں۔ اس فریق میں چھ وارث ہیں۔ مردوں میں بیٹا باپ شوہر۔ اور عورتوں میں بیٹی ماں زوجہ۔ دوسرا فریق دو یا ایک حالت میں وارث ہوتا ہے دوسری حالت میں باطل محروم رہا کرتے ہیں اور فریق کے اشخاص ان چھ شخصوں کے علاوہ ہیں جو ایسی مذکورہ عام ہے کہ وہ عصباء ہوں یا ذوی الغرض +

عول کا بیان

جب خراج اولے فروض سے تنگی کرے تو خراج پر اُس کے بجز اُن میں سے کچھ زیادہ کر کے عام وارثوں میں حصہ برد تقسیم کرنا چاہیئے تاکہ سب وارثوں کے حصے میں عول قدر مراتب یکساں نقصان و اہل ہو اور ہر وارث کے حصے میں بقدر اُس کے حصے کے کمی واقع ہو مثلاً میت نے نوح اور دو لگی بہنیں چھوڑیں ۱۰

قاعدہ چاہتا تھا کہ مسئلہ چھ سے ہو کیونکہ نصف جو زوج کا حصہ ہے تو ثلثین کے ساتھ بلا واسطہ جو دو بہنوں کا حصہ ہے تو یکین چھ کے جب شوہر اور دو لگی بہنوں پر تقسیم کرتے ہیں تو ٹھیک تقسیم نہیں ہوتی کیونکہ اگر تین سہم شوہر کو دیتے ہیں تو نصف چھ کے کا تو تین باقی بچتے ہیں اور یہ چھ کے دو ثلث ہیں نہیں۔ اور اگر چار جو دو ثلث ہیں چھ کے ۱۰ وہ بہنوں کو دیتے ہیں تو دو باقی رہتے ہیں اور دو چھ کے نصف نہیں ہیں۔ لہذا ہم نے چھ پر ایک اؤن زیادہ کر دیا سات ہو گئے۔ اس ایک کو سات کے ساتھ سبب یعنی ساتوں حصے کی نسبت ہو تو اس ایک کے زیادہ کرنے کا یہی مطلب ہے کہ نینوں دو ثلث ہیں سے ہر ایک کے ہر سہم میں سے ایک ایک سبب لے کر سات حصوں کا ایک عدد بنا کر چھ پر بڑھا دیا۔ شوہر چھ کے نصف یعنی تین کا مستحق تھا اس کے نینوں سہوں میں سے تین سبب کم کر دیے تو وہ چھ میں سے دو سہم اور چار سبب کا مستحق ہو گا اور بہنیں چھ کے دو ثلث یعنی چار کی مستحق تھیں ان کے چار سہموں میں سے چار سبب کم کر دیئے تو وہ چھ میں سے تین سہم اور تین سبب باقی رہ گئے ہر ایک چھ کا نصف سمجھو ۲ سہم چار سبب اور چھ کے دو ثلث ۳ سہم اور سبب چھ

حصہ نوح ۲ ۱۰

بہنیں ۳ ۱۰

چونکہ عول کا جھنڈا موقوف ہے خراج الفروض کے سمجھے۔ اس لیے ہم بہت اختصار کے ساتھ خراج الفروض کا ذکر کرتے ہیں قرآن مجید میں چھ فروض مذکور ہوئے ہیں اور ان کی کو خراج الفروض کہتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم میں نصف اور نوح اور تین۔ دوسری قسم میں ثلث۔ سبب۔ اور تین کا تانہ اور تین کا تانہ اور سبب کا سبب۔ مگر نصف کا خراج اُس کا ہونا نہیں بلکہ اثنین ہے۔ اسی طرح اؤن و نیاں میں بھی اگرچہ کسر اور چھ ہونا متعلق ہے ہیں۔ مثلاً تانی کا خراج ہی تین اور جو تھانی کا چار چھ حصے کا چھ اٹھوں کا آٹھ۔ مگر آٹھ کے کا خراج اؤن و نیاں میں بھی اُس کا ہونا نہیں بلکہ دو ہے ۱۰

پس اگر مسئلے میں فقط نصف آئے مثلاً میت ایک لگی بیٹی اور سگا بھائی چھوڑے تو مسئلہ دو سے ہو گا اور یہی اُس کا خراج تھا کہ اگر جب مسئلے میں صرف نوح آئے گا مثلاً میت نے شوہر اور ایک بیٹا چھوڑا تو مسئلہ چار سے ہو گا اسی طرح اگر مسئلے میں فقط ثلث آئے گا مثلاً میت نے بیٹا اور زوجہ چھوڑی تو مسئلہ آٹھ سے ہو گا اور مسئلے میں فقط ثلث آئے گا مثلاً میت نے ماں اور سگا بھائی چھوڑا تو مسئلہ تین سے ہو گا۔ علیٰ ہذا القیاس مسئلے میں صرف دو ثلث آئیں جیسے میت دو بیٹیاں اور چچا چھوڑا تو اس صورت میں بھی مسئلہ تین سے ہو گا اور جب مسئلے میں صرف سبب آئے گا مثلاً میت نے باپ اور بیٹا چھوڑا تو یہ مسئلہ چھ سے ہو گا ۱۰

۱۰ مسئلہ دو سے ہو گا یا چار سے ہو گا اس کے یہ سبب ہیں کہ میت کے مال متروک کے حصے مختص سے ہو کر وہ شہرہ تقسیم ہوں گے ۱۰

لیکن جب فروض مذکورہ میں سے دو یا تین فرض جمع ہوں۔ اور ہوں بھی ایک ہی قسم کے تو جو عدد ایک جزو کا مخیر ہوگا وہی عدد اس کے دو چند اور تہ چند کا بھی مخیر ہوگا مثلاً چھ فرض جمع ہوں گے اس کا بھی (جو دو چند ہوگا) اور ٹکٹین کا بھی (جو تہ چند ہے) اس کے (اسے ایک مثال سے سمجھو مثلاً ایک مسئلے میں سس اور ٹکٹ جمع ہیں جیسی میت نے ماں اور دو اخیانی بہنیں چھوڑیں تو مسئلہ چھ سے ہوگا۔ اسی طرح دوسرے مسئلے میں سس اور ایک ٹکٹ اور دو ٹکٹ جمع ہوں مثلاً میت نے ماں اور دو سگی بہنیں اور دو اخیانی بہنیں چھوڑیں تو بھی مسئلہ چھ ہی سے ہوگا۔ ماں جس وقت ایک قسم کے فروض دوسری قسم کے فروض کے ساتھ ملے جملے ہوں تو ان کا حکم مختلف ہو اور تفصیل یہ ہے کہ نصف جو ہل قسم کا فرض ہے جب دوسری قسم کے سب فروض لکھ کر وہ ٹکٹ اور ٹکٹین اور سس ہیں یا بعض فروض کے ساتھ مختلط ہوگا تو دونوں صورتوں میں ان کا مخیر چھ ہوگا یعنی مسئلہ چھ سے کرنا پڑے گا مثلاً میت نے شوہر اور ماں اور دو سگی دو اخیانی بہنیں چھوڑیں تو مسئلہ چھ سے ہوگا کیونکہ نصف جو شوہر کا حصہ ہے اور پہلی قسم کا فرض ہے مختلط ہے ٹکٹین اور ٹکٹ اور سس کے ساتھ جو قسم ثانی کے کل فروض ہیں +

اب ایک مثال وہ لو کہ جب نصف دوسری قسم کے بعض فروض کے ساتھ مختلط ہو مثلاً ٹکٹ کے ساتھ تو بھی مسئلہ چھ سے ہوگا جیسے میت نے شوہر اور دو اخیانی بہنیں چھوڑیں۔ اس صورت میں مسئلہ چھ سے ہو کر نصف شوہر کو اور ٹکٹ دونوں اخیانی بہنوں کو ملے گا۔ یا نصف مختلط ہو ٹکٹین کے ساتھ مثلاً میت نے شوہر اور دو سگی بہنیں چھوڑیں غرض کہ جب نصف دوسری قسم کے سب یا بعض فروض کے ساتھ لکھ کر خواہ بعض کوئی سا بھی فرض ہو تو سب رتوں میں مسئلہ چھ ہی ہوگا اب لیجئے ربع جو قسم اول کا ایک فرض ہے اگر یہ قسم ثانی کے کل یا بعض فروض کے ساتھ لکھ کر تو خرچ ۱۲ قرار دیا جائے گا مثلاً میت نے شوہر اور ماں اور دو سگی دو اخیانی بہنیں چھوڑیں تو مسئلہ بارہ سے ہوگا۔ کیونکہ ربع دوسری قسم کے کل فروض کے ساتھ مختلط ہے۔ اسی طرح اگر ربع قسم ثانی کے بعض فروض کے ساتھ مختلط ہوگا مثلاً ٹکٹین کے ساتھ تو بھی مسئلہ بارہ ہی ہوگا جیسے میت نے شوہر اور دو بیٹیاں چھوڑیں تو بارہ سے مسئلہ کر کے ربع شوہر کو اور ٹکٹین بیٹیوں کو دیا جائے گا +

نہن اگر قسم ثانی کے کل یا بعض فروض کے ساتھ ملے گا تو مسئلہ جو ہیں اس سے ہوگا +

مناسخہ

علم الفرائض میں مناسخہ کا باب نہایت مشکل اور دقیق باب ہے۔ فرم عوام سے بالآخر بعنوان میراث کے قائم کرتے وقت تک ہم نے سوچ لیا تھا کہ اس باب کو بالکل چھوڑ دینا ہوگا مگر ہمیں خیال آیا کہ اگر انہیں تو مناسخہ کی مختصر تعریف ہو اور ایک اس سہی مثال تاکہ بعنوان میراث اس سے غالی نہ رہے مناسخہ کیا کمال ہے نسخ سے اور نسخ لغت میں کہتے ہیں فصل کو۔ اور اسی سے ہی نسخ کتاب اور نسخہ طلب ہے چونکہ اس مسئلے میں بھی ایک ارث سے اس کے حصے پیچھے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے ورثہ کی طرف تقسیم سے پہلے ترکہ منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس سے اس مناسخہ کہتے ہیں +

مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ ایک شخص مر گیا اس کے پیچھے دو یا دوسے زیادہ وارث باقی ہے۔ ان وارثوں میں مدۃ الامر سازگار ہی رہی اور تقسیم ترکہ کی نوبت نہ ہو چکی۔ یہ مر گئے تو ان کے بن جو وارث تھے انھوں نے بھی ترکہ تقسیم نہیں کیا غرض کہ

کئی نسلیوں تک ادا ہو رہے تھے، اُوہ ران کی نسل پیدا ہوتی اور تلخ درشاخ چھلتی تھی۔ کئی پشتوں کے بعد جاگر موجود ہر شے میں جھگڑا پڑا اور ہر ایک مورث اعلیٰ کی میراث کا طالب ہوا اور اس طرح کا ایک ہفتا آیا کیا۔

استفتاء

ایک عورت ہندہ شوہر زیدہ اور ایک بیٹی کریمہ ایک ماں عظیمہ چھوڑے مر گئی۔ پھر زیدہ اور اس نے ایک بیٹی حلیہ ایک ماں کریمہ ایک باپ عمرو چھوڑا۔ کریمہ نے بھی قبل تقسیم ترکہ انتقال کیا اور ایک بیٹی رقیہ دو بیٹے خالدہ اور عبد اللہ اور ایک چہرہ عظیمہ زانیہ وارث چھوڑے۔ عظیمہ بھی قبل تقسیم مر گئی۔ اس نے شوہر عبد الرحمن اور دو بھائی عبد اللہ اور عبد الرحیم چھوڑے۔ سوال یہ کہ جو لوگ زندہ ہیں۔ ان میں کس طرح میراث تقسیم کریں۔ مورث اعلیٰ یعنی ہندہ نے اٹھ سو روپے نقد چھوڑے تھے یا سو روپے تنخواہ روپے کی قیمت کی جائداد۔

جواب

ہندہ المسئلۃ ۱۲ بالرقہ من ۴ من ۱۶

صیہ اول

زوج	بنت	ماں
زید (۴)	کریمہ (۹)	عظیمہ (۳)
۲۰۰ روپے	۹۰۰ روپے	۳۰۰ روپے

چونکہ ہندہ کے تین وارث ہیں۔ شوہر یعنی زید جسے اولاد ہونے کی صورت میں متروکہ نیست میں سے جو تھائی ملتا ہی بیٹی جسے نصف متروکہ نیست ملتا ہی جبکہ اُس کے ساتھ اُوہ بھائی بن نہ ہیں۔ اس لیے جسے متروکہ نیست میں سے چھٹا حصہ ملتا ہی۔ اس لیے زید کو سو روپے کا چوتھائی حصہ چار سو روپے اور ماں کو تقریباً پانچواں حصہ تین سو روپے۔ بنت کو روپے کا نصف حصہ کچھ زیادہ نو سو روپے۔ ہر شے کے نام کے نیچے جو قوس کی صورت میں خط لکھینچا گیا ہے اس اشارہ پر ان کے انتقال کی طرف۔

زید المسئلۃ من (۱۲) ثانی

زوجہ (۳)	ماں (۳)	باپ (۶)
حلیہ	رحیمہ	عمرو
۱۰۰ روپے	۱۰۰ روپے	۲۰۰ روپے

زید کا مافی الیہ یعنی جو اس کے حصے میں اُسے ملا تھا چار سو روپے تھے اور اُس نے مرے پیچھے تین وارث چھوڑے۔ ایک بیوی۔ ایک ماں ایک باپ۔

بیوی کا جو تھائی حصہ ہے۔ جب اولاد نہ ہو اور چار سو کا چوتھائی تنخواہ ہے۔ اس لیے اُسے تنخواہ روپے دیے گئے۔ ماں کا (زوجہ کے فیض کے بعد) تیسرا حصہ ہے جب میت کے اولاد نہ ہو اور باقی من الرزق کا تیسرا حصہ سو روپے بنتے

میں لہذا یہ ماں کو دیا گیا۔ ماتی یعنی دو سو روپے باپ کو۔ کیونکہ ماں کا ٹکٹ نکالے چھوٹے جو باقی رہتا ہے باپ کو دیا جاتا ہے۔

کرمیہ المسئلۃ من ۶ مافی الید ۹۰۰ روپے ثالث

بنت (۱)	ابن (۲)	ابن (۳)	جدہ (۱)
رقیہ	خالد	عبداللہ	عظیمہ
۱۵۰ روپے	۳۰۰ روپے	۳۰۰ روپے	۱۵۰ روپے

اس بطن میں کرمیہ کا مافی الید پورے نو سو روپے تھے اور اس کے وارث تھے چار ایک بیٹی دو بیٹے ایک جدہ یعنی مافی جڑ کا چھٹا حصہ یعنی ایک سو پچاس روپے نکال کر باقی حصے کیے۔ ایک حصہ یعنی ایک سو پچاس روپے بیٹی کو اور اس کا دو گنا یعنی تین سو روپے ہر بیٹے کو دیئے۔

عظیمہ المسئلۃ من ۴ مافی الید ۴۵۰ روپے رابع

زوج (۲)	لیغ (۱)	لیغ (۱)
عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالاکرم
۲۲۵ روپے	۱۱۲-۸ روپے	۱۱۲-۸ روپے

اس جو تھے بطن کی مورث عظیمہ جو جس کے پاس چار سو پچاس روپے تھے اس کے مرنے کے بعد تین وارث رہے ایک شوہر دو بیٹا، شوہر کو دو سہام یعنی دو سو پچاس روپے دیئے باقی ایک سہام بھائیوں کو دے دیا یعنی ہر ایک کو ایک سہارہ روپے آئے۔ ان چاروں بطنوں میں جو لوگ اب زندہ ہیں ان کے نام اور حصے ذیل کی فہرست میں دیکھ لو۔

حلیہ	رحیمہ	عمرو	رقیہ	خالد
۱۰۰ روپے	۱۰۰ روپے	۲۰۰ روپے	۱۵۰ روپے	۳۰۰ روپے
عبداللہ	عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالاکرم	
۳۰۰ روپے	۲۲۵ روپے	۱۱۲-۸ روپے	۱۱۲-۸ روپے	

ان سب رقموں کو جمع کرو گے تو وہی سولہ سو روپے بن جائیں گے جو مورث اعلیٰ ہندہ چھوڑی تھی۔

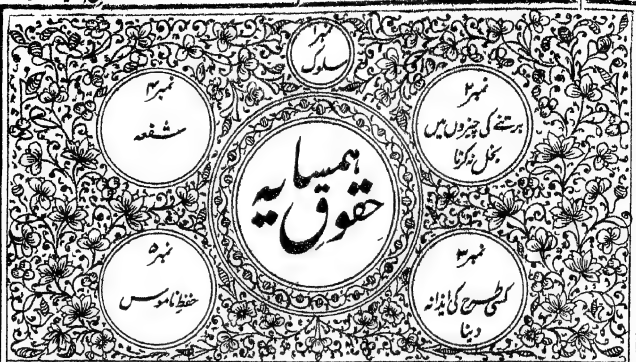
مولع الارث

ہم میراث کے آغاز میں اسباب ارث کی طرف مجملہ اشارہ کر کے ہیں۔ یہاں تک پہنچ کر ہمیں خیال ہوا کہ لگے ہاتھ مولع ارث کی طرف بھی اشارہ کرتے چلیں کیونکہ ہر چیز کے تحقق کے لیے نہ صرف سبب کا ہونا کافی ہے بلکہ اس کے ساتھ ارتفاع مولع بھی ضروری ہے۔ اس ہم کہتے ہیں کہ مولع ارث چار میں ایک رقی یعنی وارث کا کوئی بھی یا غلام ہونا عام ہے کہ رقییت کامل ہو یعنی کسی طرح سے آزادگی کی حالت نہ نکلتا ہو جیسے خالص غلام یا ناقص جیسے مکاتب اور مذکر اور ائمہ اولاد رسم نے رقی کو ملع ارث کہا اس لیے کہ غلام ویسے بھی معاملات بیع و منہار اور لین دین کا مالک نہیں ہوتا۔ تو ارث کا مالک کیونکہ ہو سکتا۔ علاوہ ازیں تمام وہ مال جو غلام کے پاس ہوتا ہے سب کا مالک اس کا آقا ہوتا ہے تو اگر غلام کو ہم اس کے اقربا کا وارث قرار دیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ تو میراث کو اجنبی کے لیے بلا سبب جائز کر دیں اور یہ بالافتقار باطل ہے۔
دوسرا ملع ارث قتل ہے گروہ قتل جو موجب قصاص یا کفارہ ہو یعنی قتل عمد یا چھوٹی قتل عروضا قاتل کے میراث سے محروم ہونے کا سبب نہیں ہے بلکہ اس کے لیے عین شہر طوں کا ہونا ضروری ہے لیکہ یہ قتل ناحق ہو وارث اپنے مورث کو حق قتل کرے گا تو میراث سے محروم نہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ قاتل مکلف یعنی عاقل بالغ ہو۔ دیوانہ یا لوانہ نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ قتل اس کے ہاتھ سے واقع ہو ہو۔ اس کے ہاتھ سے قتل کا وقوع نہ ہوگا تو میراث سے محروم نہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے غیر کے ہاتھ میں کٹو اٹھو اور اس کو مورث اس میں گر کر مر گیا تو کٹو اٹھو نے والا اس کی میراث سے محروم نہ ہوگا۔
تیسرا ملع ارث اختلاف دینین ہے یعنی وارث اور مورث کے دین میں اختلاف ہے۔ مثلاً ایک کافر ہے دوسرا مسلمان۔ تو اس صورت میں بھی ایک دوسرے کا وارث نہ ہو سکے گا اس پر تو مجبور علماء کا اجماع ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا لیکن یہ مسلمان بھی کافر کا وارث نہیں ہوتا اس میں قدس اختلاف ہے۔ عائد صحابہ تو اسی طرف گئے ہیں کہ مسلمان بھی کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور یہی علماء احناف اور فضلائے شافعیہ کا مذہب ہے۔ مگر بعض صحابہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے اور یہی پختہ سیر ہو مرتد کا حکم کہ مسلمان تو مرتد کا وارث ہو سکتا ہے اور مرتد مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول ہے کہ مسلمان مرتد کے اس مال سے وارثت لے گا جو اس نے حالت اسلام میں جمع کیا ہے اور جو حالت ارتداد میں حاصل کیا ہے وہ مسلمانوں کے لیے غنیمت ہے۔

چوتھا ملع ارث اختلاف دینین ہے یعنی اگر وارث اور مورث کے دین میں اختلاف ہوگا کہ ایک دارالحرب میں رہتا ہے اور دوسرا دارالاسلام میں (اور دونوں نامسلم ہوں) تو باہم تو ارث جاری نہ ہوگا اگرچہ دونوں کا دین ایک ہی کیوں نہ ہو۔ پھر یہ اختلاف خواہ تصدیق ہو جیسے حربی اور ذمی کا اختلاف یا حکما جیسے مستامن اور ذمی یا بان و حریہ کی اختلاف جو دو مختلف ملکوں کے ہوں۔ مستامن اور ذمی کی مثال تو ظاہر ہے کیونکہ جب حربی امان کے ساتھ دارالاسلام میں داخل ہو تو وہ اور ذمی درحقیقت ایک ہی دار میں ہوتے لیکن حکماً دونوں کے دار مختلف ہیں وجہ یہ کہ مستامن بھانجا حکم دار الذمہ کے باشندوں میں سے ہے اور ذمی دارالاسلام کے رہنے والوں میں سے۔ اور یہ فرق یوں ظاہر ہو سکتا ہے کہ مستامن دارالارباب

میراث

درا سوچنے اور غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ اسلامی شریعت کے جتنے بھی احکام ہیں سب کی غرض غایت یہ ہے کہ آدمی اُن پر عمل کر کے دنیا میں امن و آسائش اور اِنسانے جنس کے ساتھ سادگاری اور صلح کاری زندگی بسر کرے۔ اور ہم نے چاہا اس کتاب میں اس بات کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ اب بھی میراث کا قانون جو اس کی غرض و غایت پر مبنی ہے کہ ہر شخص جو مرے اور غالباً کچھ نہ کچھ مال منسلع ضرور چھوڑے مرتا ہے تاکہ کسی طرح کا جھگڑا فساد نہ ہو۔ مال میں تہمت کے حق دار ٹھہرے۔ ہر ایک کا حق و حصہ تقسیم کر دیا اور ایک حد تک مرنے والے کا بھی اختیار باقی رکھا کہ خیر خواہی سے اسی نے کیا تھا دل میں کسی طرح کا ارمان نہ کر نہ مرے۔ قانون میراث اس وجہ سے بھی خاندان کے لوگوں میں سادگاری قائم رکھنے کا ذریعہ ہے کہ ہر ایک کو دوسرے کے مال میں حصہ ملنے کی توقع رہتی ہے۔ ایک شخص ارذل العمر کو بچ کو بیچ کر بہت سی عابز و در ماندہ ہو گیا تھا۔ چلتے ہاتھ پاؤں جو کچھ کھایا تھا احمق نے سارے کا سارا اولاد کے چوچلوں میں اٹھا دیا۔ خدا کی دہی ہوئی اولاد تو بہتیری تھی مگر اُس کی در ماندگی میں کوئی کس کا روادار نہ تھا۔ ایک بیٹا بادل ناخدا مستہ اتنی ہی خدمت کرتا تھا کہ بڑے میاں مان نہ مان میں تیرا حمان اُس کی ڈیوڑھی میں پڑے رہتے۔ ہُو دو لون وقت بچی کچی روٹی کھیڑو کھی کھی چوٹی کے ساتھ مسیح دیار تھی۔ آخر بدتر سے نے کیا تدبیر کی کہ پُرانے جیتھوؤں کی ایک پوٹلی بنائی۔ اور اس قدر اُس کی احتیاط کرنے لگا کہ سوتا ہے تو پوٹلی سے بھانے ہو اور جاگتا ہے تو ہمہ وقت بغل میں۔ اور کسی کسی طرح لوگوں پر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اُس کی عمر کا اندوختہ اس پوٹلی میں ہے جس وقت سے لوگوں کو یہ بات معلوم ہو گئی سب میراث کے لالچ سے اُس کی خاطر وارات کرنے لگے۔ فقیر تر کہ کے قاعدے اس قدر پیچیدہ ہیں کہ بے حساب جلنے تر کہ ٹھیک ٹھیک تقسیم نہیں ہو سکتا۔ مولویوں میں بھی ٹپ ہیں بعض اتنا حساب جانتے ہوتے ہیں۔ یہی سمجھ کر ہم نے بڑی ضروری اور کشیدہ الوقیع صورتیں لکھ دی ہیں اور سب یہ نہیں کہ لوگ ان کو بھی سمجھ سکیں بہر کیف چارونچار مولویوں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ پاعدالت میں جاؤ گے تو انجام یہ ہوگا کہ تر کہ خرچ اور رشوت میں مذہب عدالت اور وراثتوں کے ہاتھ میں ڈگری کا کاغذ ہو۔



سلوک

وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ
وَالْجَارِ الْجُنُبِ الصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ
السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ
لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَفِيًّا لَا اخْوَارًا ۚ وَالَّذِينَ
يَخْتَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْخُلْ وَيَكْتُمُونَ
مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَأَعْدَدَ اللَّهُ لَهُمْ
عَذَابًا مُهِينًا ۝ (النساع ٦ باره ٥)

اُپر لوگوں، امدہی کی عبادۃ کرو اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہرو اور ایاں باپ اور قرابۃ والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابۃ والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور اہل اس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو نوذنی غلام تمہارے قبضے میں ہیں ان (سب) کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔ امدان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جزائر ایں (اور) بڑائی مارتے پھر میں اپنے نخل کریں (سو کریں دوسرے) لوگوں کو بھی نخل کرنے کی صلاح دیں اور امدے اپنے فضل سے جو کچھ ان کو دے رکھا ہو اُس کو چھپائیں اور تم ان لوگوں کے لیے چھلاری نعمتوں کی، نامفکری کریں ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۝

۱۱ شرح کی روشے صرف کا فائدہ تو ہی غلام میں ہوا مادی نہیں بلکہ ان میں کپڑے آئیں یہ گونا گونا گونے کے پچھلے اہل مسمولہ کی طرح ان کی حریت و عزت بھی ہوتی رہتی ہے اس سحر سے اس سحر تک ساگر ہندوستان میں کہیں کوئی غلام کو ملک گرفت کی طرح سے بھی دس کی جڑی سنائی جائے یا دوسرے
 غلاموں کو مال بیکار ہونے سے بے حدت مینہ بہ بہرہ کی طرح انہوں میں ایک ساتھ کوئی غلام کا سامنا یا زیادہ گناہگار ہوندا کا اہرام ہے حاکم ۱۲

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْضِئُوا يَوْمَ مَا جَعَلَ أَصْحَابُ بَيْتِهِمْ يَوْمَ تَوْضِئُوا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى هَذَا قَالُوا نَحْبُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ أَوْ يَحِبَّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَلْيُصِدِّقْ حَدِيثَهُ إِذَا حَدَّثَ وَلْيُؤَدِّ أَمَانَتَهُ إِذَا آتَى نَفْسًا وَلْيُحْسِنْ جَوَارًا مِنْ بَيْتِهِ

ابو رافہ کے بیٹے عبد الرحمن سے روایت ہو کہ ایک روز جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو آپ کے اصحاب آپ کے وضو کے پانی کو بڑبڑا گئے اور پانی سے بیڑھا کر اپنے ان کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا عرض کیا خدا اور رسول خدا کی محبت کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے یہ بات پہلی معلوم ہو کہ وہ خدا اور رسول خدا کو دوست رکھنے یا خدا اور رسول خدا کے دوست رکھیں تو اسے چاہئے کہ جب بوسہ کرے اور جب بوسے لوگ اس سے چاہئے اعتبار کر کے اس کے پاس امانتیں رکھیں تو ان کی امانتیں جب بھی اس کو اسے اور اپنے پرہیزگاروں

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَتَّبِعُ وَجَارَهُ جَارِعًا (شعب الايمان)

ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص خود تو سیر ہو کر کھا لکھا ہے اور اس کا پرہیز کسی چھوٹے سے وہ کامل مومن نہیں ہے

عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِئِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورَثُهُ (رمحيم)

ام المؤمنین حضرت عائشہ اور ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل مجھے ہمیشہ تاکید کرتے رہے کہ میں ائمہ کو حق ہمسایہ کی رعایت کا حکم دوں یہاں تک کہ مجھے گمان ہو کہ وہ ہمسایہ کو وارث

من المرحوم سے مراد امیر ہیں یا ہو کہ ایک انصاری کہتے ہیں میں اپنے گھر سے نکلا اور ارادہ یہ تھا کہ کل کے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کروں ایک موقع پر پہنچا کہ پیغمبر صاحب گھر سے میں لو ایک شخص آپ کی طرف متوجہ ہو میں اس خیال سے کہ اسے پیغمبر صاحب کی کچھ باتیں کرنی ہیں لیکن ایک گھر ہو گیا اور اتنی دیر تک ٹھہرا کہ مجھے پیغمبر صاحب کے بلوں قیام پر ملاں ہوا۔ آخر یہ کاروہ شخص چلا گیا تو میں گئے بڑھ کر پیغمبر صاحب سے ملا۔ مسئلہ یہ کہ اس شخص کو دیکھا جو مجھ سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا تم نے معلوم کیا ہے کہ میں نے جو کچھ میں نے تم سے کہنا تھا وہی تم سے کہنا تھا۔ صرف تراجم پر لکھا گیا تھا ۱۷

کیا کہ وہ کون تھا۔ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا وہ جبریل تھے اور اس وقت ہمسایے کے بارے میں مجھے تائید کر رہے تھے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ غنقریب ہمسایے کو وارث تغیر دیں گے۔ پھر فرمایا کہ اگر تم ان کو سلام کرتے تو وہ سلام کا جواب دیتے۔ حقیر جاہل شے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایے تین طرح کے ہیں۔ ایک، وہ جن کا ایک ہی حق ہو۔ دوسرے، وہ جن کے دو دو حق ہیں تیسرے وہ جن کے تین تین حق ہیں۔ تو جس ہمسایے کا ایک ہی حق ہے اور وہ سب مسایوں میں اپنے حق وارث ہے۔ ہمسایہ مشترک جس سے کسی طرح کی قرابت نہیں اور جس کے دو دو حق ہیں ہمسایہ مسلمان ہے کہ اس کیلئے ایک حق اسلام ہے اور ایک حق ہمسایگی اور جس کے تین تین حق ہیں اور یہی سب ہمسایوں میں برابر حق وارث ہے مسلمان قرابت وار ہے کہ اس کیلئے ایک حق اسلام کا ہے دوسرا ہمسایگی کا تیسرا قرابت کا۔

حقیر عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نزدیک بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوست کے حق میں بہتر ثابت ہو اور خدا کے نزدیک بہترین ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایہ حق میں بہتر ثابت ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِمَا بَيْنَهُمْ وَخَيْرُ الْخِيَارِ رِيعُهُ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُ الْبَيْعِ (ترمذی - دارمی)

حقیر ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنے اچھے برے عمل کا علم کیونکر ہو سکتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے ہمسایوں کو ہتھانٹنے کہ تو نے اچھائی کی ہے تو معلوم کر لے کہ تیرے اچھا عمل کیا ہے اور جب انھیں ہتھانٹنے کہ تو نے بدی کی ہے تو سمجھ لے کہ بے شک میں برے عمل کیا۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ بَلَغَ أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ وَإِذَا أَسَأْتُ فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتَ جِمْرًا أَنْتَ يَقُولُونَ قَدْ احْسَنْتَ فَقَدْ احْسَنْتَ وَإِذَا سَمِعْتَ جِمْرًا يَقُولُونَ قَدْ أَسَأْتَ فَقَدْ أَسَأْتَ (ابن ماجہ)

حقیر ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابیوں کی طرف سے حق کر کے) فرمایا کہ کون شخص ان کو (جو میں نے) ہتھانٹا ہے اس سے سیکھتا پھر ان پر خود کارستہ کرتا یا اس شخص کو سکھاتا جو انھیں عمل میں لائے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں میں نے بول دیا تھا یا رسول اللہ میں سیکھتا ہوں تو اپنے پیغمبر اللہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْخُذْ بِنَفْسِي هُوَ كَأَنَّ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ أَوْ يَعْلَمُ مَنْ يَعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ أَنَا فَأَخَذَ بِبِسْمِ

فَعَدَّ خَسْفًا فَعَالَ النَّاسُ الْحَسْرَةَ لَئِنْ لَمْ يَنْجِ عِبَادَ
النَّاسِ فِي اَرْضٍ بِمَا قَسَمَ اللَّهُ لَئِنْ لَمْ يَنْجِ
النَّاسِ فِي اَحْسَنِ اِلَى جَارِكَ لَئِنْ لَمْ يَنْجِ
اَحَدًا لَلنَّاسِ لَكُنْ لِنَفْسِكَ لَئِنْ لَمْ يَنْجِ
وَلَا تَكُنْ لَكَ الصَّلَاحُ قَارَنَ لَكَ رَكَّةُ الصَّلَاحِ
قِيَمَةُ الْعَلَبِ * (احمد - ترمذی)

پانچ باتیں گنوائیں اور فرمایا جن چیزوں کو خدا نے حرام
کیا ہے ان سے بچ۔ اگر ایسا کرے گا تو توبہ لوگوں سے
زیادہ عبادت گزار ٹھہرے گا اور جو چیز خدا نے میرے لیے
قیمت کی ہے اس سے خوش رہ۔ اگر قسمت اس پر رضی
رہے گا تو توبہ لوگوں سے غنی تر ہوگا۔ اور اپنے پرہیزگار
کے ساتھ نیکی کر کہ تو کامل مومن ہو جائے گا۔ اور جہانے
دوست رکھتا ہے وہی لوگوں کے لیے بھی دوست رکھ کر اپنے
پورے مسلمان ہوگا اور زیادہ مدت ہنسے کیونکہ زیادہ ہنسنے سے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ
اللَّهِ إِنَّ ابْنِي جَارِدَ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ لِي أَفَرُبُّهُمَا مِنْكَ يَا أَبَا * (بخاری)
عَنْ ابْنِ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جُفِيتَ مَرْقَةً فَانْكُرْ
مَاءَهَا وَتَعَاهَدَ جَمِيعًا نَكَ * (بخاری)

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی
ہیں۔ ان میں سے کس کو بدینہ بھیجوں فرمایا
جب تک دروازہ تمھارے گھر سے زیادہ قریب ہو۔
ابو ذر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم
شور یا پکاؤ تو اس میں پانی بڑھا دو اور
اپنے پڑوسی کی خبر راہ

عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ
قَالَ خُفِيتْ شَاةٌ لَا بُرْعَةَ فَقَالَ لَا هَوْلَ
هَلْ هَدَيْتُمْ مَتَابِعَ لَرَا الْيَهُودِيَّ قَالَ نَوَا
قَالَ بَعَثُوا لَهُ مَتَابِعًا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا زِلْتُ أَعْرِضُ
يُؤْتِيهِ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُؤْتِيهِ
عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

عمر بن شعیب اپنے باپ سے (اور وہ اپنے دادا سے) روایت
کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب کے بیٹے عبد اللہ کی بکری
فج کی گئی، انھوں نے اپنے لوگوں سے فرمایا کیا تم نے اس بکری
میں سے ہمارے پڑوسی یہودی کو بھی کچھ بھیجا ہے؟ جواب آیا
ہیں فرمایا اس بکری میں سے کچھ بھیج دو، کیونکہ میں
نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے
کہ جبیر بن عبد اللہ کے ساتھ سلوک کرنے کا ہمیشہ
تاکیدی حکم کرتے تھے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ
ہمسایہ کو وارث ٹھہراؤں گے۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَخْفَرُ تَجَارِدَهُ بِجَارَتِهِ وَلَوْ
فَرَسُنْ شَاةً * (صحیحین)

برتنے کی چیزوں میں غفلت کرنا

راوی غیر بھلا تم نے اس شخص (کے حال) پر رہی نظر
کی؟ جو (روز) جزا کو جھوٹ سمجھتا ہے اور (اسی سبب) یہ شخص
ایسا سنگدل ہو گیا ہے کہ تقسیم کو دیکھتے دے دیتا ہے اور
مسکین کو آپ کھانا کھانا تو دور کنار لوگوں کو بھی اس
کے کھانے کی ترغیب نہیں دیتا تو ان منافق (نمازیوں
کی ڈہری) تباہی و بربادی کی طرف سے غفلت کرتے ہیں
(اور) وہ جو کوئی نیک عمل کرتے بھی ہیں تو بیکار کرتے ہیں
اور (دل) کے لیے تنگ ہیں کہ روزِ مہر کے برتنے کی (چھوٹی
چھوٹی) چیزوں کا بھی دریغ کرتے ہیں۔

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالْإِيمَانِ قَدْ لَكَ
الَّذِي يَدْعُ الْإِيمَانَ وَلَا يَخْضَعُ عَلَى
طَعَامِ الْمُسْكِينِ قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ
الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ
الَّذِينَ هُمْ يَرَاءُونَ وَيَمْنَعُونَ الْمَالَ
(الماعون ۶ پارہ)

من المترجم

آیہ و مَنَعُونَ الْمَالَ عَنِ الْفَقِيرِ میں امام رازی لکھتے ہیں کہ اکثر منہ میں اسی طرف گزرتے ہیں کہ ماعون اسے کہتے ہیں جس
دینے میں عاونا مضافتہ نہیں کیا جاتا اور جس کے مانگنے میں فقیر اور دو ہمتند و فوف عار نہیں خیال کرتے اور جس کے
نہ دینے میں آدمی سو غفل اور غفل طبیعت کی طرف منسوب ہوتا ہے جیسے کھانا ڈی۔ بے سولا۔ ہنگامہ۔ ڈول۔ چھوٹی
چھلج چٹنی وغیرہ اور اسی میں نمک پانی آگ بھی داخل ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَلَا مَنَعُوا الْمَالَ وَالنَّارَ الْمُسْلِمَ۔ یعنی تین چیزیں ایسی ہیں جن کا نہ دینا
روا نہیں ہے۔ پانی۔ آگ۔ نمک۔ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے إِنَّ الْفَقِيرَ جَارُكَ أَنْ يَخْفَى
فِي تَشْوِيكَ أَوْ يَصْمَ مَتَلَعَةً عِنْدَكَ يَنْ مَا أَنْ يَصْفَ يَنْ فَلَ تَمْنَعُهُ لِيَعْنِي
اگر تیرا پڑوسی تیرے متوہم ہوئی پکنا چاہے یا اپنا اسباب
ایک روز یا نصف روز کے لیے تیرے پاس کھنا
چاہے تو اسے منع نہ کر۔

کسی طرح کی ایذا نہ دینا

حضور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں عورت کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ وہ نماز بہت پڑھتی اور کچھ بکثرت رکعتی اور خیر خیرات بہت کچھ کرتی ہے مگر ساتھ ہی اپنے ہمسائے کو زبان سے تکلیف بھی پونچھاتی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ وہ دوزخ میں جائے گی کیونکہ نماز روزہ اور خیر خیرات اگرچہ اہل العبادات میں گروہ اس گناہ یعنی ایذا سے ہمسایہ کی تلافی میں کر سکتے ہیں عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ فلاں عورت کی نسبت کہتے ہیں کہ نماز کچھ پڑھتی روزے کچھ پڑھتی اور خیر خیرات بھی کچھ پڑھتی ہیں ہی سی کرتی ہے ہاں ہمسایہ کو زبان سے تکلیف نہیں دیتی فرمایا وہ بہت میں جائے گی کیونکہ ہمسایہ کو تکلیف نہ دینا دوسری باتوں کی تلافی کو روکے گا۔*

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ فُلَانَةً تَذْكُرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلَوَاتِهَا وَصِيَامِهَا وَصَدَقَاتِهَا غَيْرَ أَنَّهُا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِيَ فِي النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فُلَانَةً تَذْكُرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا وَصَدَقَاتِهَا وَصَلَوَاتِهَا وَلَا تُؤْذِي بِلِسَانِهَا جِيرَانَهَا قَالَ هِيَ فِي الْجَنَّةِ +

(احمد بیہقی)

ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے جس طرح تم میں تمہاری رضا کی تقسیم کی ہے اس طرح تم میں تمہارے اخلاق اور سیر میں بھی تقسیم کی ہے میں نے شک خدا نے تمہاری دنیا اس کو بھی دیتا ہے جس کو دوست رکھتا ہے اور اس کو بھی جس کو دوست نہیں رکھتا مگر میں اسی کو دیتا ہے جس کو دوست رکھتا ہو مجھے اس مقدس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ مسلمان نہیں آتا جو تمہارے اس کامل اور اس کی زبان مطہر و متغافل و متوجہ اور ایمان دار میں ہوتا تو تمہارے اس کے پیروی اس کی ایذا دہی سے محفوظ نہ ہوں۔*

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ فَمَنْ أَعْطَاهُ اللَّهُ الدُّنْيَا فَقَدْ أَحْبَبَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُسَلِّمُ عَبْدٌ حَتَّى يَسْلِمَ قَلْبُهُ وَلِسَانُهُ وَلَا يُؤْمِنُ حَتَّى يَأْمَنَ جَارُهُ بَوَاقِهِ رَسُوْلُهُ

اللہ کے پیغمبر متغافل نہ ہوئے ہیں کہ وہ کسی کی دل سے بدگمانی میں چاہتا ہے اس کی تکلیف دہی سے کہ وہ کسی سے بدگمانی میں کرتا ہے۔

<p>عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارَهُ بَوَائِقِهِ وَهُوَ يُؤْمِنُ</p>	<p>حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم وہ شخص کامل الایمان نہیں ہے خدا کی قسم وہ شخص کامل الایمان نہیں ہے خدا کی قسم وہ شخص کامل الایمان نہیں ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے</p>
<p>عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ الْخَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَارَانِ * (مسند امام احمد)</p>	<p>عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب پہلے دو متعلق جو باہم خصم کریں گے اور ایک دوسرے سے اپنا حق طلب کریں گے</p>
<p>عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغِيرَ دُخَانَهُ فِي جِلْدِهِ وَصُغِيرَ</p>	<p>حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے۔</p>

من المتزحّم بثوبی کا اتنا پاس خاطر کہ وہ ہماری دیوار میں کھونٹی گاڑے ہمارے نزدیک از قبیل الماعون ہے جس کے مارے میں لبس و مینھن الماعون نازل ہے۔ اور یہ بات ہم سے امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ رحمہم اللہ کے قول سے مستنبط کی جیسا کہ ہمارے میں لکھا ہے کہ لا یمنع جار حادہ ان یغیر دختہ فی جلدہ میں اور ایسا کہ لے نہیں ہے بلکہ سخما کے واسطے جو یہی مرقہ تھا لکھی ہے کہ منع نہ کرے ورنہ شرح سے منع کرے لاحق اسے ہرقت حاصل ہو اور یہی مذہب امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ رحمہم اللہ کے ہے کہ اس میں خود قول میں اور صحیح تر سمجھا ہے کہ امام احمد اور چہرہ اہل حدیث کا مذہب ہے کہ اگر ہمسایہ کے کھونٹی گاڑنے سے دو کو تک فالنگ ہو تو نقصان ہو کر جو اتنا اور ایسا کہ لے سکے جو یہی دیوار لے لے کھونٹی گاڑنے سے منع کرنا جائز نہیں مابعد نقصان یا جو بچتا ہے تو ہوا ہے اور یہی حکم ہے دیوار اٹھانے کا یعنی اپنے مکان کی دیوار اس قدر اونچی نہ لے جائے کہ اس سے ہمسایہ کی دیوار کے مٹا جانے سے نقصان ہو علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے عرض کیا خدا اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا اگر تم سے کسی اور غیبت کرے تو مدد دو۔ غرض مانگے تو قرض دو۔ محتاج ہو تو کچھ سلوک کرو و یا یہ تو عیادت کرو۔ تم کو جنازے کے ساتھ جاؤ۔ غرض جس کے موقع پر شہادت غرض کی حالت میں غیبت نہ بجالاؤ۔ آئیے گھر کی دیوار بلند نہ اٹھاؤ کہ اس سے دیوار کے نئے پھل خریدو تو اسے یہی بھیجو اور جو زمین بھیج سکتے تو ہر شہیدہ رکھو اور اپنے بچوں کو پھل داتھیں دیے ہوئے باہر نہ جانے دو۔ کیونکہ اس کے بچے گھس

شفعہ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَجَارٍ أَحْوَرٍ يُشْفَعُ بِهِ يَنْتَظِرُ هَوْنًا إِنْ كَانَ غَائِبًا إِذَا كَانَ طَرِيقُهُمَا وَاحِدًا
(احمد - ابو داؤد - ترمذی - ابن ماجہ - واری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پڑوسی اپنے شفعہ کا نیاز استحقاق رکھتا ہے اگر وہ غائب ہو تو شفعہ کے لیے اُس کا انتظار کیا جائے مگر پڑھنے اسی وقت ہوگا جبکہ دونوں ہمسایوں کا رستہ ایک ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشَّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسِّمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصَرَفَتْ الظُّرُقُ فَلَا شَفْعَةَ * (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا ہر اُس چیز میں حکم کیا جو ہنوز تقسیم نہیں کی گئی اور شرکت باقی ہے لیکن جب رستے جدا جدا ہو جائیں اور حدود واقع ہو جائیں تو اب شفعہ نہیں ناف

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشَّفْعَةِ فِي كُلِّ شَرْكَةٍ لَمْ تُقَسِّمْ رُبْعَةً أَوْ حَالِطَةً يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُبَيِّعَ حَتَّى يُؤْذَنَ شَرِيكُهُ فَإِنْ شَاءَ اخْتَلَا وَلَنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِذَا أَبَا وَمَ يُؤْذَنُ لَهُ فَيُؤْخَرُ بِهِ * (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شریک چیز میں شفعہ کا حکم دیا جب تک اُس کی تقسیم نہ ہوئی ہو خواہ وہ شریک چیز مکان ہو یا باغ۔ مالک کو جائز نہیں کہ اپنے شریک کو طلاع دے بغیر اُسے بیچ دے بلکہ اُسے طلاع دینی ضروری ہے ہر شریک کو اختیار ہے کہ چاہے اُس کو لے یا چھوڑ دے لیکن جب مالک زمین زمین کو بیچ دے گا اور شریک کو طلاع دے گا تو شریک اُس کو بیچنا نہ سکتا ہوگا۔

ف اس حدیث سے دو باتیں مستنبط ہوتی ہیں ایک یہ کہ جابریہ نہیں کہ شریک کے لیے جی شفعہ ہے اور یہی حدیث استنباط امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ اتی انہما لای شریک دے کہ مضاف بات یہ کہ جابریہ شفعہ شریک میں حدیثیں آئی ہیں۔ اسی طرح شفعہ جابریہ میں بھی آئی ہیں اور صحت کے لیے کوئی بھی چیز جو اس کے مالک کے ذیل میں پہلی حدیث حضرت جابر سے منقول ہوئی اور لگے بھی بخاری کی ایک حدیث نقل کی جائے گی تو جو لوگ جابریہ کے لیے جی شفعہ ثابت کرنے میں مصروف ہو کر آئے ہیں شفعہ کو شریک میں منحصر خیال کرتے ہیں اُن کے پاس اس کی کوئی دلیل تو ہے نہیں رجاء الیقین اس کے کہ شفعہ اولیٰ ہے میں حدیثیں بات یہ کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز میں جی شفعہ ثابت ہو گا لاکہ اگر اہل اہل اتفاق اس بات کا کمال

ہر چیز میں کے علاوہ کسی کچھ چیز میں شفعہ نہیں ہے تو اس کی توضیح و تفسیر دوسری حدیث میں آگئی ہے کہ زمین کے علاوہ کسی کچھ چیز میں شفعہ نہیں ہے اس کی بنا

ابورافع سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمسایہ شفعہ کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔ آپ قرب اور اتصال کی وجہ سے۔

حضرۃ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ستم میں اختلاف و نزاع کرو تو سات ٹھہرو گی زمین چھوڑ دی جائے

عَنْ ابْنِ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَارُ أَحْرَبُ سَقْبَةٍ
عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خْتَلَفْتُمْ فِي الظَّرِيقِ جُعِلَ أَرْضُهُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ

من المتجرّب - زیب و زینت اور تکلف نہ بھی سہی تاہم سیدھی سادی معمولی زندگی کی ضرورتیں اتنی بہت ہیں کہ آدمی کیسے اپنی ذاتی ضرورتوں کی بھی سربراہی نہیں کر سکتا۔ اسی لیے آدمی جہاں رہتا ہے وہاں تنہا رہتا ہے بہت بہت مل کر رہتے ہیں۔ لوگوں نے انسانی زندگی کی ضرورتوں کو چاہے وہ ضرورتیں واقعی ہوں یا اذعاناً آپس میں بانٹ رکھا ہو۔ کوئی سٹنارے کوئی لہار کوئی بزاز کوئی دھڑی کوئی موچی کوئی باورچی کوئی حلوائی۔ کوئی کچا کوئی کچا جاتوں کا دبستہ یکے کے مونا تو چاہتا ہے کہ لوگوں میں کبھی لڑائی جھگڑا نہ ہو مگر اختلاف طبلانہ اور اغراض کی کشمکش کی وجہ سے لوگ ہیں کہ ایک سے ایک صاف نہیں کوئی دل میں رکھتا ہے کوئی گلہ شکوہ مٹونے پر ہے آتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر کار عدالت تک نوبت پہنچتی ہے **قطعہ** ہو خلق حسد قماش لڑنے کے لیے جو شکوہ تلاش لڑنے کے لیے یعنی مانند کاغذ باد ہو۔ ملتے ہیں یہ بدعاش لڑنے کے لیے جو اور خدا چاہتا ہے کہ سب لوگ آمن و امان سے زندگی بسر کریں۔ اور اسی غرض سے اُس نے قرآن نازل کیا ہے کہ لوگ اُس کی ہدایتوں پر چلیں تو دنیا میں فساد کا نام بھی تو سنتے ہیں نہ آئے۔ خدانے امن کے قائم کرنے کے لیے جو احکام نازل فرمائے اُن میں سے ایک حق ہمسایہ بھی ہے۔ ہمارے ہاں ایک کہاوت کہی جاتی ہے ہمسایا ماں کا جالیا۔ بس یہ خلاصہ ہی پڑوسی کے حقوق کا۔ اور اُس کی تفصیل اُن آیتوں اور حدیثوں میں ہے جو عنوان ہمسایہ کی ذیل میں نقل کی گئی ہیں۔ ہمسایہ کے حقوق میں ایک حق شفعہ ہے جو اسلامی شریعت کے خصوصیات میں سے ہے۔ اب اس کی ضرورت کو دوسرے مذہب والوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے اور اب اُس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جہاں اسلامی قانون کے مکمل ہونے کو اور بہتے دلائل ہیں اُن میں سے ایک حق شفعہ بھی ہے۔ سکھوں کے ساتھ اس حق کے متعلق جو دعویٰ ہوتے ہیں انگریزی عدالتوں کی طرف منتقل ہو گئے ہیں اور ججوں نے جیسی اُن کی عادت ہو موٹا گھیاں کر کے ”فیکریر کس بقدر ہمت اوست“ اس حق کے ساتھ بہت سی قیود اور شرطیں لگا دی ہیں جن کو ٹکرا کر غلبہ سمجھتے ہیں اور اسی لیے ہم نے حق شفعہ کے متعلق احکام فقہی کو نظر انداز کر دیا۔

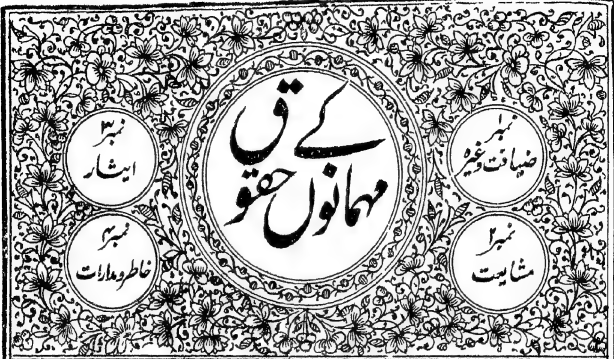
ف یعنی جب چند آدمیوں کی زمین میں رستہ چلتا ہو اور وہاں کے لوگ عمارت بنا نا چاہیں تو اگر کسی مقدار پر اتفاق کر لیں یہ بھی ہوتا ہے تو خبر راہ اگر مقدار میں اختلاف کو تو رستہ چلنے کے لیے سات ٹھہڑی نہیں چھوڑ دی جائے ۱۴

خط ناموس

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي الذَّنْبُ كَبُرَ عِنْدَ اللَّهِ
قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ دِكْلاً وَهُوَ خَلَقَكَ
قَالَ شَعْرَتِي قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ
خَشْيَةً أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ إِنِّي قَالَ
نَزَلَتْ حِيلَةُ جَارِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصَدَّقْ بِهَا
وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا
يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ
وَلَا يَزْنُونَ الْآيَةَ +

حضرت عبدالعزیز بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر میں اپنے گناہوں کو سب سے بڑا گناہ کہوں گا تو فرمایا تیرا خدا کے لیے شریک ٹھہرانا۔ حالانکہ اُس نے تنجید پیدا کیا ہے عرض کیا پھر کوئی گناہ ۹۰ فرمایا تیرا اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالنا کہ بڑے ہو کر تیرے ساتھ کھائیں نہیں گے اُس نے عرض کیا پھر کوئی فرمایا تیرا اپنے پڑوس کی جوڑ سے زنا کرنا چنانچہ خدا نے تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے لیے پاکت نازل فرمائی والدین اللہ یعنی اور جو خدا کے ساتھ کسی اور کو جو مسعود نے پکاریں اور ضائقہ (زاروا) کسی شخص کو جان نہ مایل کہ اُس کو خدا نے حرام کر رکھا ہو

[illegible]



ضیافت وغیرہ

فَاطْلُقْ لِحَتِّي إِذَا آتَىٰ أَهْلَ قَرْيَةٍ وَاسْتَطْعِمَا أَهْلَهَا فَإِن بَوَّأْنَا نَصَبْنَاهُمْ أَفْوَاجًا فَيُهَا جَدَارُ إِنِّي دُونَكَ بَيْنَقَصٍّ فَأَقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتُ لَخَنَزْتُ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝۴

پھر حضرت موسیٰ اور خضر دونوں مل کر اُڑ بنگ بڑے یہاں کے جب لینگ دن لوں پاس پونچے تو وہاں کے لوگوں نے کھانے کو کہا اور انھوں نے ان کو ضیافت کا دینا منظور کیا لیتے ہیں اس وقت گاؤں میں ایک یار دیکھی جا رہی تھی تو حضرت نے اس کو (پھر از سر نو) کھڑا کر دیا اس پر پڑنے لگا اگر آپ چاہتے تو ان کو

فل حدیث میں یوں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ و خضر فرما رہے تھے سنو والوں میں سے کوئی پوچھ بیٹھا کہ کوئی آپ سے زیادہ بھی علم رکھتا ہے حضرت موسیٰ نے فرمایا میں نہیں جانتا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہی مجھے بڑے عالم ہیں موسیٰ بے شک بڑے اولوالعزم و بغیر دل میں سے تھے لیکن شان بندگی چاہتی تھی کہ وہ کسی حال میں تواضع اور کسر نفس سے غافل نہ ہوں پھر نبی سے یہی چھوٹی چھوٹی فرود گزشتوں پر بھی خدا کے ہاں سے مواخذہ ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا کے مقبول بندے ہوتے ہیں اور جیسے وہ مقبول ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کے اخلاق بھی اعلیٰ درجے کے ہوں موسیٰ سے ایک انانیت کی بات سنو جو گئی تو خدا نے ان کو ان کی غلطی پر اس طرح مستنہ کیا کہ ان کو خضر کے پاس جانے کا حکم دیا۔ خدا نے وحی کے ذریعے سے موسیٰ کو پتہ بتا دیا تھا کہ خضر سے اس جگہ ملاقات ہوگی جہاں دوریا ملے ہیں یہ دوریا شاید سمندر کی دو شاخیں ہوں جن کے سنگی جگہ سے موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر دیا جا رہی ہوئے تھے۔ موسیٰ کو ایک پتہ یہ بھی دیا گیا تھا کہ خضر اور تم سے جس سمت ملاقات ہوگی وہاں تمہارے ناشتے کی ٹی ہوگی پھر خدا کی قدرت سے زندہ ہو کر دیا میں جسی جائے گی تمنا ہے یہ کہ کہ خضر سے خضر کے پاس پونچھے اور کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ رہوں بیشک یہ حکم (کہ ٹی میں نہ چاہا) وہم کہہ کر دینا

سے تواضع کا اکر دینے کی زندگی میں

(خضر نے موسیٰ کو بتایا)

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۸۱) گیا ہے اُس میں سے کچھ آپ مجھ کو بھی سکھا دیں (خضر نے) کہا تم سے میرا ساتھ ہرگز نہ رہے گا۔
 ان شاعر آپ مجھ کو بلا ملاوی پائیں گے اور میں آپ کے حکم کے خلاف نہ کروں گا (خضر نے) کہا اگر آپ کو میرا ساتھ رہنا ہی منظور ہو تو یہ تک میں (راخو) تم سے کسی بات کا تذکرہ نہ کروں تم مجھے اُس کی بابت کچھ پوچھنا ہی نہیں (موسیٰ اور خضر) دونوں ملک آگے چلے یہاں تک کہ (راہ میں ایک ریاچار) حب و نون کشتی میں سوار ہو لیے تو خضر نے (ایک تخت توڑ کر) کشتی کو بھاڑ دیا (موسیٰ نے) کہا کیا آپ نے کشتی کو اس غرض سے پھاڑا ہے کہ کشتی کے لوگوں کو (دریا میں) ڈبو دویں (تو) آپ نے بڑی ہی (ظفرانگ) بات کی (خضر نے) کہا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم سے میرا ساتھ ہرگز نہ رہے گا (موسیٰ نے) کہا کہ آپ مجھ سے میری بھول چوک پر گرفت نہ کیجئے اور میرے اس معاملے میں میرا ساتھ (اتنی) سخت گیری (بھی) نہ کیجئے (بات رفت و گشت ہوئی) پھر دونوں (دور) آگے بڑھے یہاں تک کہ (درستے میں) ایک لڑکے سے ملے تو (خضر نے) اُس کو (دیکھ کر) مار ڈالا (موسیٰ نے) کہا کہ کیا آپ نے ایک معصوم شخص کو مار ڈالا (اور وہ بھی) کسی کے (خون کے) بدلے میں نہیں آیا تو آپ نے بڑی ہی بے جا حرکت کی (خضر نے) کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میرے ساتھ تم سے ہرگز نہ رہیں گے گا (موسیٰ نے) کہا کہ اُس کے بعد اگر میں آپ سے کچھ بھی پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ نہ لے گئے گا کہ آپ میری طرف سے (حق) عذر کو پوچھ چکے۔ یہ وہ کہ اگر (دور) آگے بڑھے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے تو وہاں کے لوگوں سے کھانے کو مانگا اور انھوں نے ان کو ضیافت کا دینا منظور نہ کیا اس لئے انھوں نے گاؤں میں ایک دیوار دیگی جو گرا ہی چاہتی تھی تو (خضر نے) اُس کو پھیرا (نسرین) گھر لڑکے دیا۔ (اِس پر) موسیٰ نے) کہا اگر آپ چاہتے تو (ان لوگوں سے) دیوار کے ٹکڑے کر دینے کی مزدوری لیتے (خضر نے) کہا میں اب مجھ میں اور تم میں چھٹم چھٹا جن باتوں پر تم سے صبر نہ ہو سکتا میں ابھی تم کو ان کی اصل حقیقت بتائے دیتا ہوں کہ کشتی تو ملائی پیشہ غریبوں کی تھی (اُس کو) دریا میں (مزدوری پر) چلائے تھے تو میں نے چاہا کہ اِس کو عیب دار کروں کیونکہ ان کے سامنے کی طرف (دیا پار) ایک بادشاہ تھا (ظلام) جو ہر ایک (دیکھا آمد) کشتی کو نہروستی ضبط کر لیا کرتا تھا۔ اور وہ جو لڑکا تھا تو اُس کے مال باپ و دونوں ایمان والے (لوگ) تھے تو ہم کو یہ اندیشہ ہوا کہ (ایسا نہ ہو بڑا ہو کر) اس کشتی کو کھڑے اُن کو انڈا دے لہذا ہم نے یہ ارادہ کیا کہ اُس کو مار دیں اور اُن کا پروردگار اُس کے بدلے میں اُن کو (ایسا فرزند) عطا فرمائے (جو) پاک نفسی اور پارس قزاق میں اُس سے بہتر (ہو) اور یہی دیوار سو شہر کے دوتیرم لوگوں کی تھی اور دیوار کے نیچے اُن ہی (لوگوں) کا خزانہ (گڑا ہوا) تھا اور ان (لوگوں) کا باپ (ایک) ایک (آدمی) تھا پس تمھارے پروردگار نے چاہا کہ دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پوچھیں اور دیوار کے تنے سے) اپنا خزانہ نکال لیں (اور اُن کے حال پر) تمھارے

پروردگار کی یہ ایک مہربانی تھی اور ان واقعات میں اُس نے جو کچھ کیا اسے اختیار ہے
 میں کیا بلکہ خدا کے حکم سے) یہ ہے اصل حقیقت اُن (واقعات) کی
 جن پر تم سے صبر نہ ہو سکا۔
 ۱۲

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ أَلَمْ أَخْبِرْكَ أَنْ تَقُومَ اللَّيْلَ وَ
تَصُومَ النَّهَارَ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَلَا تَعْمَلْ
فِعْلاً وَنَهْ وَصَبْرًا وَاقْصُرْ فَإِنَّ الْجَسَدَ
عَلَيْكَ حَقٌّ وَإِنْ لِحَيْتِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ
وَأَنْ لِرِزْوَانِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ وَأَنْ لِرِزْوَانِكَ
عَلَيْكَ حَقٌّ (بخاری)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں
کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
میرے پاس تشریف لاکر گئے فرمانے کہ
مجھے جہیز نہ پہنچی ہے کہ تم ساری رات
نماز پڑھتے اور دن روزے میں گزارتے
ہو کیا یہ سچ ہے؟ میں عرض کیا جی ہاں
سچ ہو فرمایا ایسا کر نہ کرو رات کو نماز بھی
پڑھو سو بھی رہو دن کو روزہ بھی کھو ظہار
بھی کرو کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے
تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہو تمہارا مہاویں
کا تم پر حق ہو تمہاری بی بی کا تم پر حق ہو

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي سَحِيفَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَخِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ قَرَأَ
أَمَّا الدَّرْدَاءُ مُبْتَدِنٌ لَهُ فَقَالَ لَهَا مَا
شَأْنُكَ قَالَتْ أَخَوْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ لَيْسَ
لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا جَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ
فَصَنَعَهُ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَكَرِهَتْ
صَبْرًا فَقَالَ مَا أَنَا بِأَجِلٍ حَتَّى تَأْكُلِ
فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو
الدَّرْدَاءِ يَقُومُ فَقَالَ نَمٌ فَنَامَتْ
ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ نَمٌ فَلَمَّا كَانَ مِنَ

ابو حنیفہ کے فرزند عون اپنے باپ سے روایت کرتے
ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان ابو
الدرداء میں بھائی چارہ کرادیا تو سلمان نے ابو الدرداء
کی بیوی ام الدرداء کو یہی کچھلی حالت میں دیکھ کر کہا
تمہارا کیا حال ہے۔ انھوں نے کہا سلمان! تمہارے
بھائی ابو الدرداء کو دنیا سے تو کچھ غرض و مطلب نہیں
استے میں ابو الدرداء آگئے اور انھوں نے سلمان کے
سے کہا تیار کیا رکھا تیار ہو چکا، تو سلمان سے کہا
بھائی تم کھانا کھا لو میں تو روزے سے ہوں سلمان نے پوچھا
جب تک تم نہ کھاؤ گے میں تو کھانے والا ہوں نہیں چھوٹے
ابو الدرداء نے روزہ توڑ دیا اور سلمان کے ساتھ کھانا
کھا یا۔ رات ہوئی تو ابو الدرداء لگے نماز کے لیے کھڑے ہوئے
سلمان نے کہا بھائی ابھی سو رہا وہ سو گئے (اور پھر
تھوڑی دیر کے بعد اٹھ گئے سلمان نے کہا ابھی اٹھ

سو رہا جب

پچھلی رات یعنی تو سلمان نے کجا اب اٹھ کر نماز پڑھو چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی نماز سے فارغ ہونے کے بعد (سلمان نے ابو الدرداء سے کہا کہ بھائی تمہارے پڑ روگا کا تم پر حق ہے تمہارے نفس کا تم پر حق ہے تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے تو ہر حق دار اس کو حق دینا چاہیے صبح کو ابو الدرداء جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آپ کو کہہ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان بالکل درست کہتا ہے

اٰخِرَ الْبَيْتِ قَالَ سَلَمَانٌ ثُمَّ اَلَا فَصَلِّمَا
فَعَالَ لَهُ سَلَمَانٌ اِنْ لَرَوَيْتَ عَلَيْكَ
حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلاَ هَلَكَ
عَلَيْكَ حَقًّا فَاعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ
فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ
ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَدَقَ سَلَمَانٌ + (بخاری)

مشایع

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنت میں ایک یہ بات بھی ہے کہ کوئی ایسے مومن کے ساتھ چہنچہ نہ کرے کہ اس کی تعظیم و تکریم کے لیے جو کچھ اس کے دروازہ تک پہنچ جائے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شِئْتَ اَنْ
يُخْرِجَ التَّجَلَ مَعَكَ ضَعِيفًا لِّىْ بَابِ الدَّارِ
(ابن ماجہ - بیہقی)

من الترجمہ یہ مہمان کے اظہار ادب اور اپنی تواضع کے ثبوت کا محوہ پیرایہ ہے خود جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مہمان کو بیت نبوت کے دروازے تک نہ گئے تھے۔ مہمان داری بڑی عمدہ صفت ہے اور اس کی فضیلت حدیثوں میں بہت کچھ آئی ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مہمان دار نہیں اُس میں خیر نہیں۔ پیغمبر صاحب مہمانوں کے لیے بہت اہتمام کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اگر مہمانوں کے آنے پر آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ قرض لے کر ان کی مدارات میں صرف کرتے جنانچہ آپ کے غلام اور راج کہتے ہیں کہ پیغمبر صاحب مجھے ارشاد فرمایا کہ فلاں یہودی سے ملو کہ وہ آتا تھا قرض دے دے کہ جب مجھے میں ادا کر دیا جائے گا کیونکہ ایک مہمان میرے پاس آگیا ہے یہودی نے کہا جب تک کوئی حیرت نہ کرے گا انہیں ملے گا۔ ابو رزح کہتے ہیں میں نے داپس لکر پیغمبر صاحب سے یہودی کا بیان عرض کیا تو فرمایا میری تدبیر نہ رکھو اور آگائے آؤ ۱۲

ایثار

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ
يُجْزَوْنَ مِنْهَا حَقًّا أَوْ يُزَوَّدُونَ
عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
وَمَنْ يُؤْنَسْ نَفْسُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ۝ (سورہ ۱۰۶ - پارہ ۲۸)

اور ان میں وہ مال جو پہلے لے لیا تھا (یا جو ان کا رہی حق) کہ
مہاجرین نے ابھی ہجرت نہیں کی تھی اور وہ ان سے پہلے
میں رہتے اور اسلام میں داخل ہو چکے ہیں جو ان کی طرف ہجرت
کر کے آتا جو اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور مال غنیمت میں
سے مہاجرین کو جو کچھ بھی ملے، دیا جائے گا اُس کی وجہ سے اپنے دل میں
اُس کی کوئی طلب نہیں پائے گا اور اپنے اوپر تنگی ہی کیونگی
(مہاجرین بھائیوں) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اور داخل تو رہیں گی
طبیعتوں میں ہوتا ہو مگر جو شخص اپنی طبیعت کے نفع سے غفلت نہ کرے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ كَانَ لِي خَصَاصَةٌ
أَنْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ بَاتَ بِهِ ضَيْفٌ
وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا قُوْتُهُ وَقُوْتُ
صَبِيحَتِهِ فَقَالَ قَرَأْتُ فِي النَّبِيِّ
وَأُخْفِيَ السَّرَاجَ وَقَرَأْتُ لِلصَّبِيِّ
فَكَذَبْتُ الْأَيَّةُ ۖ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہہ دوں
علیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصہ کے بارے
میں روایت ہے کہ ایک انصاری کے ہاں ایک
مہاجر شب بپاش ہوا اور انصاری کے پاس
اُس کی اور اُس کے بچوں کی خوراک کے
سوا اور کچھ نہ تھا تو اُس نے اپنی بی بی سے
کہا کہ بچوں کو شلادو اور چرخ لگ کر دو دو
جو تمہارے پاس حاضر ہے مہاجر کے
سانے رکھ دو۔ اس پر یہ آیت نازل
ہوئی:

وہابی مہاجرین کو دیتا ہوا دیکھ کر ان کے دل میں یہ جو ہمیش پیدا نہیں ہوتی کہ یہ جان کو ملا ہے ہم کو ملے۔ بات
یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے ایسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایدادوں سے عاجز و اگر
مدینہ تشریف لے گئے اور اسی کو ہجرت کہتے ہیں تو جو مسلمان جہاں کہیں کافروں کے زعم میں تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا رہنے
تشریف لے آنا سن کر آگے پیچھے مدینہ نہ آئے اور مہاجر کہلائے۔ دوسرے خود مدینے کے لوگ جنہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کو اور مہاجر مسلمانوں کو پناہ دی اور ان کی مدد کی وہ انصار کہلائے۔ جب ہجرت کا قاعدہ فتح نہ کیا گیا۔ مگر فتح ہوا تو خدا نے
اسلام کو غلبہ دیا اور ہجرت کی ضرورت باقی نہ رہی۔ جو مسلمان جہاں تھا اپنی جگہ مطمئن تھا۔ کوئی اُنہیں کو مستانہ نہیں
سکتا تھا ۱۲

خاطر و مدارات

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكًا وَأَنْتَ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سَاكِنَةٌ ۖ وَبَقِيَّتُهَا فِي الْمَكْرِ ۚ فَالَّتِي أَخْرَجَ عَزْلَهُنَّ ۚ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝ (یوسف ع ۴ پلہ ۱۲)

توجیب (عزیز مصر کی) عورتوں نے ان (عورتوں) کے (بجائے) عشق یوسف کے بس میں پس پڑنے کا ازم لگایا، طعنے سے ان (اپنے) ہاں بول رہی تھیں اور ان کے لیے ایک ٹھکانے کی تیاری کی اور ایک تراش تراش کر کھانے کے لیے ایک ایک چھری ان میں سے ایک ایک حوالے کی اور اسی وقت پر یوسف (جگا کر) ان کے سامنے باہر اور اندر کی اپنی شکل تو دکھاؤ، پھر عورتوں یوسف دیکھا تو ان پر یوسف کے حسن و جمال کی اپنی حال بھی لگائیں، خیرے خود مو کر چلیں، گو کاشے کا شے اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور لگیں کہنے حاش بیوقوف البشر

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ صَيْفٍ زَاهِيهِمْ
لَتَكْرَهُنَّ ۖ رَدَّوْهُنَّ إِلَى اللَّهِ ۖ فَاذْكُرُوا لِلَّهِ
قَالَ سَلِمْتُ ۖ فَمَنْ مِّنْكُمْ رَوْنٌ ۖ فَلِإِلَهِ
أَهْلِهِمْ ۖ فَخَرَّ رَجُلٌ مِّنْهُمْ ۖ فَفَقَّرَ بِهِنَّ إِلَهُهُمْ
قَالَ لَا تَأْكُلُون ۖ فَاجْعَلْ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ

راہو نصیر! ابراہیم کے معزز مہمانوں (یعنی فرشتوں) کی حکایت بھی تم تک پہنچی ہے کہ جب یہ لوگ ان پاس آئے تو ان سے ہی سلام علیک کی بڑھیم نے جواب دیا اور ان میں سے ایک ایک کو لے کر (یعنی اسے معلوم ہوا) میں پھر جلد ہی لے کر جا رہا ہوں، مگر انہوں نے بھی اس کا گوشت نہ کھا، بلکہ اسے اپنے لائے اور ان کے سامنے رکھا تو انہوں نے ہائل کیا، ابراہیم نے پوچھا آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں آتے، بھی اُٹھ کر کھانے سے انکا کچا کباب تو ابراہیم ان سے ہی جی بڑھتی ہے

سے خطوط و حدانی میں جو ہم نے پہلے تراشنے کی تیب بڑھانی ہے تو اپنے عملی رواج کے مطابق بڑھانی ہے ورنہ قرآن مجید کے لفظوں سے تلاوت قریب ہو تاکہ عمل تراش تراش کر کھانے کے لیے عزیز مصر کی عورت نے مہمان عورتوں کو کھجوریں دیں، لیکن ہے کہ مصر میں چھری کا شے سے کھانے کا تعلاج ہو، اور اسی لیے عزیز مصر کی عورت نے مہمانوں کے سامنے دسترخوان پر چھریاں رکھی ہوں کہ وہ ان سے کھانا کھائیں ۱۲ من الترمیم

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكًا وَأَنْتَ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سَاكِنَةٌ ۚ وَبَقِيَّتُهَا فِي الْمَكْرِ ۚ فَالَّتِي أَخْرَجَ عَزْلَهُنَّ ۚ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝ (یوسف ع ۴ پلہ ۱۲)

ان کا ٹھکانے کی تیاری کی اور ان کے لیے ایک ایک چھری ان میں سے ایک ایک حوالے کی اور اسی وقت پر یوسف (جگا کر) ان کے سامنے باہر اور اندر کی اپنی شکل تو دکھاؤ، پھر عورتوں یوسف دیکھا تو ان پر یوسف کے حسن و جمال کی اپنی حال بھی لگائیں، خیرے خود مو کر چلیں، گو کاشے کا شے اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور لگیں کہنے حاش بیوقوف البشر

قَالُوا لَكُ خُفٍّ وَبُشْرٍ وَهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝
فَاقْبَلَتْ أَمْرًا تَهْنِ فِي صَرْفٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا
وَقَالَتْ عَجُوْ عَقِيمٍ ۝ قَالُوا كَذَلِكَ قَالَ
رَبُّكَ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ (النساء ۲۷-۲۸)

انھوں نے ان کی یہ حالت دیکھ کر کہا کہ آپ (کسی طرح کا) اندیشہ نہ کریں اور ان کو ایک لائق فرزند یعنی اسمعیل کے پیدا ہونے کی خوش خبری دے دی، وہی یہ سن کر ابراہیم کی بی بی (سارہ) بولتی ہوئی گئی کہ کھڑی ہوؤں اور اپنا منہ پیٹ لیا اور بگین کھنے (اول تو) بڑھا (دوسرے) بانچہ (مجھ سے) بیٹا ہو گا فرمائیے) بولے تمہارے دروکار نے ایسا ہی فرمایا (اور) کچھ شک نہیں کہ وہ حجت والا (اور بہتر سے) وقت ہے

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُؤْثِرْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُفْلِحْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمِتْ (صحيحين)

صحیحہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اگر اُمر کرے اور جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ اپنے پڑوس کو تکلیف نہ دے اور جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ کھلائی کی بات مٹو نہ نکالے ورنہ خاموشی بہتر تیار کرے *

عَنْ ابْنِ شَرِيحٍ قَالَ كَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَجَارَ مَرْئِيَّةٍ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَالضَّيْفَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَرْفَةٌ (صحيحين)

ابو شریح کہی سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اُمر کئے اور مہمان کے ساتھ لطف و احسان اور غلط مداخلات کرنے کی مدت ایک رات دن ہے اور مہمان داری تین دن۔ اس کے بعد جو احسان کیا جائے وہ خیرات ہے *

۱۔ اگر اُمر کرنے میں اس کے حقوق کی رعایت کرنا مرتبا کہنا۔ یعنی کرنا۔ اظہارِ ریشائش کرنا۔ حقِ خدمت بجا لانا۔ حسبِ طاقت کھانا دینا۔ تیار کرنا۔ سب کچھ دہاں ہے ۱۳۔ مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن رات مہمانی میں تکلف کیا جائے۔ مثلاً یہ کہ مہمان کے لیے خاص کھانا تیار کیا جائے اور عام طرح کی ضیافت کہ جو معمولی کھانا گھر میں پختا ہے مہمان کو کھلا دیا جائے اُس کی معاہدہ تین رات۔ غرض مہمانی تین دن تکلف کہ تین ۱۳

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ تَبْعُنَا
فَنَزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَفِرُّونَا فَمَا تَزُوْقُلَا
لَنَلْنَا نَزْلَ لِقَوْمٍ فَاَمَرَهُ الْكَهْمُ فَلْيَبْغِ
لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا اِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا
مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يُنْبِئُ لَكُمْ

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں بھیجتے
ہیں اور ہمارا ایسی قوم میں اترنے کا اتفاق ہوتا ہے
جو ہماری مہمانی نہیں کرتے تو اس بارے میں آپ کیا
فرماتے ہیں پیغمبر صاحبؐ نے ہمارے اس سوال کے جواب
میں ارشاد فرمایا کہ جب تم ایسی قوم میں اترو اور وہ تمہارے
پلے اُس چیز کے دینے کا حکم کریں جو مہمان کے مناسب
ہو تو اسے قبول کر لو اور اگر ایسا نہ کریں تو ان سے اتنا
لے لو جو ان کے مناسب حال ہو۔

من المستنجم نہیں معلوم کہ عقبہ بن عامر جو حدیث کے راوی ہیں کس حیثیت سے دیہات میں بھیجے جاتے
تھے عجب نہیں کہ تحصیل صدقات یا شاید تسلیم دین کے لیے۔ ہمارے ملک میں بھی بڑے چھوٹے حاکم دورہ کرتے رہتے
ہیں یا کسی خاص تحقیقات کے لیے ان کو دیہات میں جانا پڑتا ہے تو زمینداروں سے خاطر خواہ رسد کی فرمائشیں
کی جاتی ہیں۔ اور اسی طرح مولوی اور شیخ سالانہ گشت لگاتے اور معتقدوں اور مریدوں سے طالب خیرانہ
ہوتے ہیں اگر ایسی طلب رشوت اور خیر کی حد تک نہ پونچھے تو چنانچہ مضامین کی بات نہیں مگر ایسی صورت میں بھی
مہمانوں کو چاہیے کہ کسی طرح صاحب خانہ کی بار خاطر نہ ہو اور صاحب خانہ کو بھی مناسب نہیں کہ مہمانوں کے ساتھ
پیشکش اور بے مروتی کا برتاؤ کرے۔

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اُولَئِكَ
فَاِذَا هُوَ لِي بِكُنْ وَعَمْرٌ فَقَالَ مَا خَرَجَكُمَا
مِنْ بُيُوتِكُمَا هَذِهِ السَّاعَةَ قَالََا السَّجُورُ
قَالَ وَاَنَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اَلْخَرَجْنِي
الَّذِي اَخْرَجَكُمَا قَوْمًا فَقَامُوا مَعَهُ
فَاَنَّى رَجَلًا مِّنْ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ
فِي بَيْتِهِ فَلَمَّا لَا تَهُ الْمَرْأَةُ قَالَتْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم دن کو یا شاید رات کو بیت نبوت سے باہر نکلے
اتفاقاً ابو بکرؓ اور عمرؓ دونوں سے آپ کی ملاقات ہوئی کہ
یہ بھی اُسی وقت اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے۔
پیغمبر صاحبؐ فرمایا اے تم دو! تمہارے گھر واپس چلنے کا کیا عشاء؟
عرض کیا بھوک! فرمایا مجھے اُس مقدس ذات کی قسم جس کے
قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے بھی گھر سے اُسی
چیز نے نکالا ہے جس نے تم کو نکالا۔ اچھا چلو چنا چنے
دونوں صاحب آپ کے ساتھ چل نکلے پیغمبر صاحبؐ
ایک انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے مگر اتفاقاً
سے وہ گھر میں تھا اُس کی بیوی نے پیغمبر صاحبؐ کو دیکھ کر کہا

مَنْ حَبَّاقٍ أَهْلًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فُلَانًا قَالَتْ
ذَهَبَ يَسْتَعِزُّ لَنَا مِنَ الْمَاءِ لَوْ جَاءَ
الْأَصْدَارُ فَقَضَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبِيهِ ثُمَّ قَالَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا لِرَجُلٍ يَوْمَ أَكْمَرَ أَضْيَاءَ
قَوْمِي قَالَ فَاذْطَلِقْ نَجَاءَهُمْ بِعَذْرِ فِيهِ
بِسْرٍ وَهَمٍّ وَدُطْبُ فَقَالَ كَلِمَةً مِنْ هَذِهِ
وَإِخْلُ الْمَدِيَّةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا لَكَ وَالْحُلُوبِ فَذَلِكُمْ
لَهُمْ فَأَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذَلِكَ الْجَذْفِ
وَشَرُّ بُولًا فَلَمَّا كَانَ سَبْعُونَ وَدُونَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُنْكَرَ
وَعَمْرٌو الَّذِي نَفْسِي بِهِ لَنْ تَسْأَلَ لَنْ تَسْأَلَ
هَذَا النَّعِيمُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَخْرَجَكُمْ مِنْ
بُيُوتِكُمْ أَجْمَعٍ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوا حَتَّى أَصَابَكُمْ
هَذَا النَّعِيمُ (مسلم)

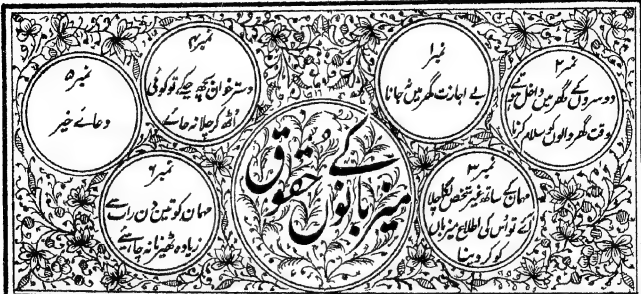
آئیے آئیے یہ مکان کسی غیر کا نہیں ہے آپ ہی
کا ہے پیغمبر صاحب عورت سے پوچھا کہ فلاں
لینے تیرا شوہر کہاں ہے عورت نے عرض کیا وہ
ہمارے لیے بیٹھا پانی لینے گیا ہے اتنے میں نصا
بھی آگیا اور اُس نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
و سلم اور آپ کے دونوں رفیقوں کو دیکھ کر کہا خدا کا
شکر جو کہ میرے مہمانوں سے بزرگ زیادہ مہمان
تو ان کسی کے ہاں نہ ہوگا راوی کا بیان ہے
کہ یہ کہہ کر انصاری چلا گیا اور اپنے مہمانوں کے
لیے کچھ رکاوٹ کا ایک خوشے لے آیا جس میں آدھ کچری
اور خشک اور تازہ پکی ہوئی ہر قسم کی کھجوریں تھیں
پھر مہمانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ کھائے
اور کچری بیچ کر کھانے کے لیے کچری ہاتھ میں لی
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ
دو دوہ والی بکری بیچ نہ کھجورو۔ پس انصاری نے
مہمانوں کے لیے ایک بکری بیچ کر ان کی اور اپنے بل
بکری کا گوشت کھایا اور اس نے بیس تھک گیا۔
اور بیٹھا پانی پیاجب لوگ سیر ہو کر کھانا
کہا اور پانی پیچے تو جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے بوبکر اور عمر کی طرف رخ کر کے
فرمایا مجھے اُس ذات مقدس کی قسم جس کے قبضہ
قدرت میں میری جان ہو کہ قیامت کے روز تم سے ان
نعمتوں کی ضرور پریشانی ہوگی۔ بھوک نے انھیں
تھکا کر گھر واپس لا پھر تم اپنے گھروں کو واپس آؤ

من المترجم نری ضیافت مہمان داری نہیں کھلائی۔ مہمانداری میں ضیافت کے علاوہ مہمان کو اپنے گھر بل کر کھانا
بھی ہے لوگ قادی غمی کی تقریبات میں کئی کئی دن اپنے غرضوں اور دوستوں کو مہمان رکھتے ہیں تو کھانے کے علاوہ
مہمانوں کی سب ہی طرح کی آسائش کا خیال رکھنا ہوتا ہے مہمانوں کی خاطر و مدارات (اصل اخلاق) (بقیہ بر صفحہ ۲۹۰)

مسلمہ و مہمانداری ایسے لفظ ہیں جو مہمان کی فکر اور اظہارِ رفاقت و انس کے لیے بولے جاتے ہیں یعنی تم کو وہ مکان میں آئے اور اپنے ہی لوگوں میں آئے

مرقت ہے اور اکثر لینے کا دینا ہوتا ہے۔ لوگوں کو اپنے ہاں بلا کر کھانا کھلایا اور رخصت کر دیا یا ان کے گھر کھانا بھیج دیا۔ تو یہ زنی ضیافت ہے مہمان داری نہیں ضیافت میں تو عسے 'قدیم' رتب برابر والوں کی خاطر و فروع کی ہی جاتی ہے لوگ مسالین کی بھی ضیافتیں کرتے رہتے ہیں تو یہ کارِ ثواب ہے مگر یہ بات ضرور ملحوظ رہے کہ غریب کی کسی طرح کی تدبیر اور دل شکنی نہ ہو۔ ورنہ نیکی برباد گناہ لازم۔ ایک خاص طرح کے مہمان مان نہ مان میں تیرا مہمان مسافر نہیں جو شہر کی مسجدوں اور گاؤں گنوں کی چوپالوں میں اگر شب باس ہوتے ہیں۔ یہ بھی ایک طرح کے مسکین ہیں۔ اور ان کی خبر گیری و ذیل حسانت۔ اسی کا سہارا پڑ کر بعض گداہی پیشہ فقیہ روئے پر شیوہ اختیار کر لیا ہے کہ تمام ہوئی مسافروں کی شکل بنا گئی گلی دوکان دوکان بھیک مانگے پھرتے ہیں اور لوگ ان کو مسافر سمجھ کر کچھ دے بھی دیتے ہیں مگر ایسے دینے سے کابھی اور بے خبری اور گمراہی کی ترغیب ہوتی ہے *

جو دو سخ کالیک پریرایہ مہمان نوازی اور مسافر پروری بھی ہے جو لوگوں میں میل جول اور محبت پیدا کرنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ اقوام روزگار میں سے اہل عرب مہمان نوازی میں مشہور ہیں۔ اس لیے کہ نسل ہیں ابراہیم علیہ السلام کی اور ان کی نسبت مشہور ہے کہ وہ مہمان کے ہر دن کھانا کھاتے ہی نہ تھے تو مہمان نوازی کی صفت اہل عرب میں متواتر ہو چکا ملک میں بھی مسافر پروری کی بڑی وقعت ہو اور جن کو خدا نے استطاعت اور استطاعت کے ساتھ توفیق خیر بھی دی ہے ان کے لشکر جاری ہیں اور ان کے فیض سے ہمت سے غریبوں کا کھانا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ مسلمانوں کے تنگ ہیں اور ان میں خیر خیرات کی کمی ہے ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ خیر خیرات کا انتظام ٹھیک نہیں انتظام ٹھیک ہو تو حاجت مندوں کی حاجتیں زیادتی ہیں اور جو لوگ کام کرنے کے قابل ہیں بھیک کو معاش کا ذریعہ نہ بناتے ہائیں مگر مسلمانوں سے انتظام کا سلیقہ سلب ہو گیا ہو دیتے ہیں تو بے عمل اکثر ان کو جو مل نہیں *



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بے اجازت گھر میں جانا

کھانا! اپنے گھروں کے سوا (دوسرے)
گھروں میں گھر والوں سے پوچھ کر اور ان کے حکام
کیے بغیر نہ جا کر اور یہ تمہارے حق میں
بہتر ہے (جس کم تم کو اس غرض سے دیا
گیا ہے کہ اگر جب ایسا موقع ہو تو تم
اس کا خیال
رکھو)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا
غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا
عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ وَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتَكُمْ فَعَلِّمُوا
تِلْكَ كَلِمَاتٌ

(نور ع ۳ ج ۱ ص ۱۸)

کھانا! اپنے گھر کے گھروں میں جا کر اور اگر یہ کم تم کو کھانے کے لیے
(انہ کے لیے) اجازت دی جاوے اس کے (تو اس صبر میں ایسا وقت ملے گا)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ
النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ

مِنْ أَمْتِ رَجْم سب کو اتنا تو مسدود رہتا نہیں کہ زنا خانے اور مردانے مکان الگ الگ ہوں تو جن کے
پاس صرف ایک زنان خانہ ہوتا ہے اور وہ کسی کی دعوت کرتے ہیں تو مہمان کو گھر میں بلا کر کھانا کھلا دیتے ہیں یہ سب
اتنی دیر کے لیے پردے میں ہو جاتی ہیں۔ یہی ہی صورت کے لیے حکم ہے کہ مہمان بے پوچھے دروازہ گھر میں نہ چلائے
اور لوگ صاحب خانہ کے اس حق کا لحاظ رکھتے بھی ہیں۔ اور استورات کے پردے کی بھی اس میں رعایت ہے اور
یہی اس حکم کی غرض نایت ہے +

نَاظِرِينَ اِنَّهٗ وَلٰكِنْ لِّذٰلِكَ عَذَابٌۭمْ فَاِذَا خُلُوْا
فَاِذَا طَحَمْتُمْ فَاَنْتُمْ رَوٰكُمۡ مُّسْتَأْذِنِيْنَ
يُحَدِّثُ اَنْ ذٰلِكُمْ كَانَ يُوْذٰى النِّسِيْۃَ
فَيَسْتَعِجُّ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَعِجُّ مِنْ
الْحَقِّ ؕ (احزاب ۶۷ پارہ ۲۲)

کہ تم کو کھانے کے تیار ہونے کا انتظار نہ کرنا پڑے
مگر جب تم کو بلایا جائے تو دعین وقت پر آ جاؤ اور جب
کھا چکو تو آپ کو چل دو اور باتوں میں نہ لگ جاؤ
اس سے پیغمبر کو ایذا پہنچتی تھی اور وہ
تمھارا لحاظ کرتے تھے اور اسد تو
حق (بات کے کہنے)
میں لحاظ کرتا نہیں۔

عَنْ اَبِيْنَ اَنَسٍ اَنَّ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اسْتَاذَنَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ
فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَ
سَعْدٌ وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَلَمْ
يَسْمَعْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى
سَلَّمَ ثَلَاثًا وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلَاثًا لَمْ
يَسْمَعْهُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايَ
اَنْتَ وَارْبِىْ مَا سَلَّمْتَ وَسَلَّمْتُ اِلَا هٗ
يَا ذٰى وَلَمْ اَسْمَعْكَ لِحَبِّتِ اَنْ اَسْتَلِمَكَ
مِنْ سَلَامِكَ

حضرت انس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے السلام علیکم ورحمۃ
اللہ فرما کر سعد بن عبادہ کے گھر میں داخل
ہونے کی اجازت چاہی سعد نے آپ کے
سلام کے جواب میں بحما علیکم السلام ورحمۃ
اللہ (لیکن آہستہ سے کہا) اور پیغمبر صاحب کو
اپنی آواز نہیں سنائی یہاں تک کہ پیغمبر صلی
اللہ علیہ وسلم تین دفعہ سلام کیا اور تینوں ہی دفعہ
سعد نے آپ کے سلام کا جواب بھی دیا لیکن
اپنی آواز پیغمبر صاحب کو نہیں سنائی تو پیغمبر
صاحب وہاں سے لوٹے اور سعد آپ کے پیچھے
پیچھے یہ کہتے ہوئے آئے کہ یا رسول اللہ میرے
ماں باپ آپ سے قربان ہوں آپ نے جس دفعہ
بھی سلام کیا اس کی آواز میرے دو نوکل گوشوں
پونجی یعنی میں آپ کے ہر فرد کے سلام کی آواز
سنی مگر میں نے اپنی آواز آپ کو اس صلیت سے
نہیں سنائی کہ میں آپ کے سلام و دعا کی

میں استعجلیں کہ تم تو خاص جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خانہ داری کے ادب کے بارے میں
ہے مگر مسلمانوں کو آپس کے برتاؤ میں بھی اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے اس واسطے کہ گواہ قاضی خاص ہر گز سب کا
ہے اور لوگوں کا قاتل بھی اسی طرز پر ہے ۱۱

برکت زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا چاہتا تھا پھر غیر صاحب اور سعد وغیرہ گھر میں آئے تو سعد نے انکو شیک آٹکے سامنے رکھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ انگور کھائے اور کھانے سے فارغ ہو کر (سعد بن عباد اور ان کے اہل عیال کے حق میں) دعا کی کہ تمہارا کھانا ہمیشہ نیک آدمی کھائیں اور خوشی تمہارے لیے مستغفار کریں اور روزے دار تمہارے پاس نہ آئے افسار کی

مِنَ الْبَرَكَةِ ثُمَّ دَخَلُوا الْبَيْتَ فَقَرَّبَ لَهُ لَبِيبًا فَأَكَلَ رَيْبُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ أَكَلْتُ طَعَامَكُمْ أَكْثَرُ وَأَوْصَلْتُ عَلَيْكُمْ الْمَلَأْتُكُمْ وَأَقْطَرْتُ عَنْكُمْ الصَّائِمُونَ (شرح احمد)

میں المتعجبم - اس حدیث سے ہم دو باتیں مستنبط کرتے ہیں اول جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل علم کوئی شک مزاج آدمی ہوتا تو پہلی مرتبہ سلام کا جواب نہ دینے پر لوٹ گھر آہوتا۔ دوسرے اور اس کے پرورے کا ادب +

ف دہلے خیر میں ایک پیرائے متکرر آدمی کا ہے اور یہی ہے میرے ہاں کا اور جس سے ہمارا کام ۱۱ ص الترمذی

دوسرے کے گھر میں داخل ہتھوقت گھر والوں کے سلام کرنا

نہ تو (آدمی) کے لیے کچھ مضامین تھے اور نہ لنگڑے (آدمی) کے لیے کچھ مضامین تھے اور نہ بیکارے کچھ مضامین تھے اور نہ (عموماً) تم مسلمانوں کے لیے (اس میں کچھ مضامین تھے) کہ اپنے گھروں سے (کھانا) کھاؤ یا اپنے ہاتھ گھسے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھی کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالوں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی گنجائش تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (پھر اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ توبہ

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرْيُومِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ مَفَارِحِكُمْ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا فَإِذَا

گھروں میں جانے لگو تو اپنے (لوگوں) کو سلام کر لیا کرو (سلام ایک) وعاء خیر ہے جو تم مسلمانوں کو خدا کی طرف سے (تسلیم کی گئی ہے) برکت والی عمرہ یوں امداد اپنے احکام تم سے کھول چکو کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو

دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ
لِحَيْثُ مَرَرْتُمْ بِهَا اللَّهُ مُبَارَكٌ ذِي فَضْلَةٍ
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُونَ ○ (نور ۱۸ پارہ ۲۶)

لوگوں میں ارتباط و اتحاد پیدا ہونے کا بڑا عمدہ ذریعہ کھانا ہے اور اس آیت کا مقصود اصلی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس درجے سے باہمی اتحاد کو بڑھائیں اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ جہاں تک ہو سکتا ہے ایک دوسرے کے ہاں کھانے میں مصافحہ کرتے ہیں کہ کس کا لالچی اور بدنیت نہ سمجھے جائیں اور بعض لوگ مثلاً لنگیٹے وغیرہ معذوری کی وجہ سے کھانا کس جتنے ہیں مقبض نہ سمجھے جائیں لیکن اگر یہ دستور کثرت سے جاری ہو گا تو میں تمہارے ہاں کھانا کھالیا تم سے میرے ہاں کھانا تو کچھ شک نہیں کہ کھانا لو میں کیسا اور اتفاق پیدا کرنے کی عمدہ تدبیر اور ملکتم معاہدہ کا ایک عمل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اکثر رشتے داروں میں کوئی شخص ہمیں چلا جاتا ہے تو قریبی رشتے دار کو جس پر اس کا اعتماد ہے گھر کی کھانا دے جاتا ہے اور سخی یہ ایک طرح کی اجازت ہے کہ ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو گھر میں سے لے لینا لیکن یہ کچھ رکھنے والے خود اپنی طبیعت سے حبسیتہ کرتے ہیں ورنہ اگر صاحب خانہ کی طبیعت میں ضرورت کی کوئی چیز ہے میں تو وہ اگر خوش ہو کر دنیا نفسا نفسی پھیل گئی ہے نہ کوئی کسی کے ساتھ ایسی سخاوت کرتی جہاں سے وہ اندہ معاوضے کے ڈر سے کوئی ایسی سخاوت سے فائدہ اٹھاتا۔ مگر سلامی حقہ کو ترقی دینے کی ایک تدبیر نہ لے بتا دی ہے اور ملکتم معاہدہ سے مسفروں نے تہیم کا دل کی سہرست یا وصی ہستم بھی مراد لیا ہے ۱۲

مہمان کے ساتھ غیر شخص لگا چلائے تو اس کی اطلاع میراں کو کر دینا

ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں ایک شخص تھا جو ابو شیبہ کے نام سے پکارا جاتا تھا اور اس کا ایک غلام تھا قصاب۔ انصار نے اپنے غلام سے کہا کہ میرے لیے تھوڑا سا کھا ناتیا کر دو کہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں گا اگر وہ آئے گا تو ساتھ آؤ ورنہ آؤ گے اور وہ آئے گا پانچویں ہوں گے چنانچہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بلائے گئے

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
كَانَ مِنْ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ
أَبُو شَيْبَةَ كَانَ لَهُ غُلَامٌ يُقَالُ لَهُ
رَبِي طَعَامًا أَدَّى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَامْسَ مَسَكَةٍ فَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ
فَبِعَمِّهِمْ رَجُلٌ فَقَالَ اللَّهُ تَبَّكَ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ
وَهَذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَارْتَبَتْ أَدْنَتْ
لَهُ وَارْتَبَتْ تَرَكْتَهُ قَالَ بَلْ أَدْنَتْ لَكَ
(بخاری)

اور آپ کے ہمارا چار آدمی اور گویا آپ پانچ
میں کے پانچویں تھے۔ رستے میں ایک اور شخص
بھی ان کے پیچھے لگ گیا۔ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے انصاری سے فرمایا کہ تو نے ہم پانچ
آدمیوں کو بلا یا تھا یہ شخص رستے میں سے ہمارا ساتھ
ہو لیا ہو اگر تیری خوشی ہو تو اسے اندر کرتے اور کھانا
کھانے کی اجازت دے دے خوشی نہ ہو تو الگ کمرے
انصاری عرض کیا کہ میں اسے بھی اندر لے کر اور کھانا کھا سکے

من المترجم صاحب خانہ کو طفیلی کی طبعاً کر دینے میں مصلحت یہ ہے کہ اگر وہ طفیلی کو بھی کھانا کھانا پانچ
تو اس کے لیے تیاری کرے +

دسترخوان بھیجے چکے تو کوئی اٹھ کر چلا نہ جائے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوْضَعَبَ الْمَائِدَةَ
فَلَا يَقُومُ رَجُلٌ حَتَّى تَرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا
يَرْفَعُ يَدًا وَلَا نَ شَيْءَ حَتَّى يَرْفَعَ الْقَوْمُ
وَلْيَعْدِرْ فَإِنَّ ذَلِكَ يَحِلُّ حُلَيْسًا فَيَقْبُضُ
يَدَهُ وَعَسَى أَنْ يَكُونَنَّ لَهُ فِي الظَّاهِرِ
حَاجَةٌ + (ابن ماجہ)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب کھانے کے لیے دسترخوان بچھا دیا جائے
تو کوئی شخص نہ اٹھے نہ کچھ کرے نہ دسترخوان کھانے سے
فراغت ہونے کے بعد اٹھایا جائے اور وقتیکہ لوگوں
طہینان سے کھانا نہ کھا چکیں یہ اپنا ہاتھ کھانے سے
اٹھائے اور اگر آدمیوں کے خارج ہونے سے پہلے کھانے
دست کشی کرنا چاہتا ہے تو اپنے عذر کو ظاہر کرے کیونکہ
بہ رب عذر کیے کھانے سے دست کشی کرنا اس کے نہیں چاہیے
کو شرمندہ کرتا ہو یہی وہ بھی اپنا ہاتھ کھانے سے ہٹا دے کہ ہنوز کھانے

امام جعفر ابنیہ والد امام محمد باقر سے روایت
کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے
تو سب کے پیچھے کھانے سے فراغ ہوتے +

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا أَكَلَ مَعَ قَوْمٍ كَانَ آخِرَهُمْ أَكْلًا

من لم تنعم

اگر میزبان خود بھی کھانے میں خربک ہو تو سب سے زیادہ اُس کو لحاظ رکھنا چاہیے کہ سب سے پہلے اُٹھ کھڑے ہونے لوگ اُس کو تنگ نہ لکھیں۔ اور دوسرے شرکار ضیافت کو دوسروں کے ساتھ دینا اس لیے ضرور ہے کہ دوسرے بسیار خوار نہ سمجھے جائیں کہ بسید غاری چونکہ دلیل حرص وطن ہے دلیل عیوب ہے۔ **مصرع**
کہ بسیار خوار است بسیار خوار

دعا کے خیر

اُس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک غلام سے ملنے کے لیے تشریف لے گئے اور وہیں کھانا تناول فرمایا جب باہر تشریف لائے تو گھر کے ایک گھو کی طرف اشارہ کیا اور وہاں آپ کے بے ایک چٹائی پر اُسے نرم کرنے کے لیے کھائی چھڑکا گیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر نماز پڑھی اور اُن کے لیے دعا کی۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَزَّ أَهْلَ بَيْتِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَعِمَهُمْ طَعَامًا فَكَانَ أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَهْرَ مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَنَضَحَ لَهُ عَلَى يَسَاطِفِ صُلْبِهِ عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُ هـ (بخاری)

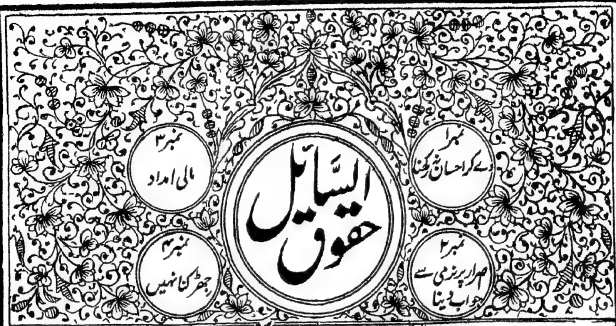
مہمان کو تین ایسے زیادہ نہ ٹھیرنا چاہیے

ابو شیحہ کسبجی روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا اور رسد آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے اپنے مہمان کی توقیر کرنی چاہیے اُس کے ساتھ لطف احسان اور تکلف کرنے کا زمانہ صرف ایک دن رات اور معمولی سماں کا یہ دن راستہ اور اس کے بعد جو مہمان کے ساتھ سلوک کیا جائے وہ صدقہ مہمان کو میزبان کے پاس اتنا ہی ٹھیرنا چاہئے جتنے کہ وہ تنگ ہو سکا۔ **اول** اور شرف

عَنْ أَبِي شَرِيحَةَ الْكَلْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يَوْمُهُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَكِرْ مُضِيفَةً وَجَائِزَةً يَوْمٌ وَلَيْلَةً وَالضُّيَافَةَ كُلَّهَا أَيَّامًا مِمَّا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَيْلَةً لَهُ أَنْ يَقْبَلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَخْرُجَ هـ (صمیم)

و علانے کھانے کو اگر مہمان کسی عذیم مرض غیہ کی وجہ سے میزبان کے ہاں ٹھیر جائے تو تین روز کے بعد اُسے اپنے

س پاس سے کھانا بٹھانا چاہیے میزبان کو کسی طرح کی تکلیف نہ دینے اور اُسے تقویٰ میں ڈالنے و مقلوب یہ کہ مہمان کو کھانے کی طرح جو صاحب خانہ کا بار غلط نہ ہو اسی سے ہم سب کو ملے ہیں کہ مہمان فراموش نہ کرے کھانے کی مقدار اور کیفیت میں ہمت نہ دے کہ صاحب خانہ پر اپنی بے رشتی کو اگر جو بھی غائب نہ ہوئے ہیں اسی سے



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دسے کرا احسان رکھنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا
صَدَقَاتِكُمْ يَأْتِينَ وَالْأَذَى
كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِذَّةً مُّذْمُومَةً
وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ
ثَرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ
فَتَرَكَهٗ صَدِيدًا لَا يَقْدِرُونَ
عَلَى شَيْءٍ وَمَسَّا كُسْبُوا وَاللَّهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

(البقرہ ۲۶۶ پارہ ۳۵)

مسلمانو! اپنی خیرات کو احسان بنانے اور
رسائل کو ایذا دینے سے اس شخص کی طرح
اکارت مت کرو جو اپنا مال لوگوں کو دیکھا
کے لیے خرچ کرتا اور امداد روز آخرہ کا تئیں
نہیں رکھتا تو اس کی خیرات کی مثال
چٹان کی سی ہے کہ اس پر کچھ (تھوڑی سی)
مٹی پڑی ہے پھر اس پر بوساڑو کا مینہ
اور اس کو مٹا ہٹا کر کے بہنا لگیا اسی
طرح قیامت میں آیا کا روں کو اس (خیرات)
میں سے جو انھوں نے کی تھی کچھ بھی نہ
نہیں گئے گا اور امداد ان لوگوں کو رحمت
کی ناسخ کری کرتے ہیں ہدایت نہیں
دیا کرتا

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي
ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا
الْمَالُ خَصِيْرٌ رَحِمُوْهُ فَمَنْ أَخَذَهُ
بِخَنٍّ أَوْ قِيْرٍ نَعِمَ بِرُكْلٍ لَهُ فِيهِ وَ
مَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافٍ لَفِيسٌ لَّهُ
يُبَادِلُكَ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي
يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدِ الْاَعْلَى
خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ الَّذِي بَعَثَكَ
بِالْحَقِّ لَا أَرْضَى أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا
حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا (صحیح)

حزام کے بیٹے حکیم سے روایت ہے کہ میں نے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ
مال مانگا آپ نے دے دیا پھر مانگا پھر دے دیا
اس کے بعد مجھ سے فرمایا حکیم! دنیا کا مال
سبز و شیریں ہے کہ نظر میں خوشنما اور اچھا معلوم
ہوتا ہے، مگر جو شخص اسے سخاوت و نفس رستی بغیر
حرص و طمع کے لیتا ہے اس کے لیے مال میں
برکت دی جاتی ہے اور جو نفس کی حرص کے ساتھ
لیتا ہے اس کے لیے مال میں برکت نہیں دی
جاتی۔ اور وہ شخص اس جیسا ہوتا ہے کہ کھاتا
تو ہے مگر پیٹ نہیں بھرتا اور (دینے والا)
اوجھا ہوا تھ (دینے والے) بچے ہاتھ سے ہتر
ہے۔ حکیم کہتے ہیں میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ! مجھے اس خدائے (مقدس)
کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا
ہے جیتے جی تو میں اسے لے کر
کبھی کسی کو مانگا نہ کھیتا

دینے کا
نہیں

مالی امداد

مسلمانوں! انکی یہی نہیں کہ نمازیں اپنا منونہ
مشرق کی طرف کرو یا مغرب کی طرف کرو بلکہ
اصل نیکی تو ان کی ہے جو امداد اور روز آخرت کو
فرشتوں اور رازسانی مکتا بوں اور پیغمبروں
پر ایمان لائے اور مال (عزیزہ) امداد کی۔

لَيْسَ لِمَنْ أَنْ تُولُوْا أَوْ حُوْهُكُمْ فَبَلِ
الْمَشْرِفِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الدِّينَ مَنْ
أَمَّنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ الْمَلِكِ
وَالْكَتَبِ النَّبِيِّينَ، وَالنَّيِّمِ الْمَالِ عَلَى

<p>حُب پر دل رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں میں مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا اور (علمی وغیرہ کی تہذیب سے لوگوں کی اگر گزروں کے چھڑانے میں دیا) وَلَا</p>	<p>جُبَّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّبَاقِ (البقرة ۲۲ پارہ ۲)</p>
<p>بے شک پر ہر گز رشتہ کے، ہاغوں میں ہونگے اور چشموں میں خدائے اور بندہ کے وَلَا یہ لوگ اس پہلے نیکو کار تھے رعبادہ میں شغل رہنے کے سبب، رات کو بہت ہی کم سوتے اور صبح سویرے اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرتے تھے اور ان کے مالوں میں حصہ تھا اس کا (عزمنہ پھوڑ کر) مانگے اور جو صورتہ سوال ہو +</p>	<p>لَا تَنْفَعِينَ فِي حَبِثٍ وَاعْيُونِ أَحَدٍ مِّنْ مَا أَتَاهُمْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ قَبْلَ ذَلِكَ خَيْرٌ مِّنْ ذَلِكَ خَيْرٌ مِّنْ ذَلِكَ مِنَ الْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ ۖ وَبِالْأَسْوَاقِ يَسْتَعْفِفُونَ ۖ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلْسَّائِلِ وَالْمَرْغُومِ (الزاديات ۱۶ پارہ ۲۶)</p>
<p>امام مجید و حمایتی نصاریٰ کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانگنے والوں کو مالی مائدہ نہ پھیرو گوا ایک سوختہ ٹھہری کیوں نہ ہو +</p>	<p>عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدُّ السَّائِلِ وَلَوْ بِظُلْفٍ عَشْرِينَ + (ابوداؤد - نسائی)</p>
<p>امام حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگنے والے کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے وَلَا</p>	<p>عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عِزِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِّلْسَّائِلِ حَقٌّ وَلَوْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ (الوادود)</p>
<p>ف نامہ اسی آیت کے ساتھ حقوقی قرابت کے عنوان زیر میں دیکھو ۱۲ یہ نامہ بھی حقوقی قرابت میں اسی آیت کے متعلق دیکھو ۱۲ وَلَا ترجمہ فقہوں سے کسی قدر الگ ہو گیا ہے گر اردو کا شبہ محاورہ اختیار کر لیا گیا ہے اور لفظی ترجمہ یہ ہے کہ ”جو کچھ ان کو ان کے پروردگار نے دیا ہو اس کے ایک ٹپک کر کے“ وَلَا مطلب یہ ہے کہ سائل کی ظاہری خوش حالی سے سائل پر دیکھ کر فیہم کرنی چاہیے کہ بعض اللہ تعالیٰ نے کسی کو کسی حال کیا معلوم ہے نہیں کوئی ایسی ہی مجبوری پیش آئی ہو کہ باوجود ظاہری خوش حالی کے سائل بے غیرتی کو گوارا کر لیا ہو ۱۲</p>	

عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَسْتَعِذْ مِنْكُمْ
فَاعِذْهُ وَمَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ
وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِبُوهُ + (ابوداؤد)

ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تمہاری باتیں
آنا چاہے اسے نہادہ اور جو خدا کا یہ کلمہ دکر مانگے
تسے دوا اور جو تمہاری عوفہ کرے اس کی دعوفہ
قبول کرو :

عَنْ مَوْلَى الْعُتْمَانِ قَالَ أَهْدَيْتُ لِرَبِّهِ سَلْمَةً
بِضْعَةِ ثَمَنٍ لَحْمٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْعَلُ لَللَّحْمِ فَهَالِكُ الْخُدَامِ
صَوْبُهُ فِي الْبَيْتِ لَعَلَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ فَوَصَعَهُ فِي كُوَّةِ
الْبَيْتِ وَجَاءَ سَائِلٌ فَهَامَ عَلَى الْبَابِ
فَقَالَ نَصَدُّ عَنْ بَارِكَ اللَّهُ فِيكُمْ فَقَالُوا
بَارِكَ اللَّهُ فِيكَ فَذَهَبَ السَّائِلُ فَدَحَلَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أُمَّ
سَلْمَةُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ أَطْعَمُهُ
قَالَتْ لَلْخُدَامِ أَذْهَبِي فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ اللَّحْمِ
فَذَهَبَتْ فَلَمْ تَجِدْ فِي الْكُوَّةِ إِلَّا فَطْعَةً
مَرْوَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
سَلْمَةُ فَإِنَّ ذَلِكَ اللَّحْمَ عَادَ مَرْوَةً رَمَا

عثمان کے غلام آزاد سے روایت ہے کہ ام المومنین
آم سلمہؓ کو کسی نے گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا اور
بی صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت بہت بھاتا تھا
تو حصہ آم سلمہؓ نے خادمہ سے فرمایا کہ اسے گھر
میں لٹھا کر رکھ دے شاید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کھائیں چنانچہ خادمہ نے اسے اٹھا کر گھر کے
طاپو میں رکھ دیا اس میں ایک انگٹے والا تیا
اور دروازے پر کھڑے ہو کر کہا گھر والو! کچھ
حیرت کردہ خدا تمہیں برکت دے گھر والوں نے
سائل کے جواب میں کہا کہ خدا تجھے بھی برکت
دے دیکھ یہ سائل کے لیے بولا جاتا ہی جیسے
ہمارے ہاں کہتے ہیں برکت ہی، میں کر سائل
تو چلا گیا اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم گھر
میں تشریف لائے اور ام المومنین آم سلمہؓ سے
فرمایا کہ ام سلمہ! اسے کھانے کے لیے کوئی چیز
تمہارے پاس ہے؟ ام سلمہؓ نے خادمہ سے
فرمایا کہ جاؤ اور دو گوشت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کو سنے حاضر کو خادمہ گئی تو طاپو
میں ایک سفید پتھر کے سوا کچھ نہ پایا۔
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سائل
کو نہ دینے کی وجہ سے

وہ گوشت سفید پھرن گیا ول

لَمْ تَعْطُوا الشَّارِبَ (دلائل السبوة)

فل حدیث میں اس کی کچھ صراحت نہیں ہے کہ واقع میں گوشت کا کھڑا پھرن گیا تھا یا حققت گوشت رکھا گیا بیٹے اس طاق میں پھرنی تھا گوشت کوئی چا اور چڑا وغیرہ کھا گیا پھر بڑا رہ گیا حدیث مختصر ہے اس کا بھی ذکر نہیں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا تو آتم سلمہ جی المدعما نے سال کا رو کر دیا بیان کیا حدیث حاصل مطلب اسی قدر ہے کہ سائل کو محروم نہ رکھا جائے اور واقعہ جو حدیث میں مذکور ہے وہ اتنا علی النفس کی اکتافی کہ سائل کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھا جائے ۱۷ من الترمذ

جھر کنا نہیں

(۱) پیغمبر کو چاشت (کے وقت) کی قسم اور رات کی (قسم) جب (سب چھروں کو) ڈھانکے کہ تمہارا بڑا بھگوار نہ تو تم سے دست بردار ہوا اور نہ کسی طرح (ناخوش ہوا) اور البتہ آخرۃ تمہارے (اس) دن باسے ہمیں ہتر چا اور تمہارا بڑا بھگوار لگے جل کر تم کو اتنا چھ دسے گا کہ تم بھی (خوش ہوا) کیا تم کو اس نے تیر منس پایا (یعنی پایا) پھر بگڑی (۲) اور تم کو دیکھا کہ (راہ حق کی تلاش میں) بیٹھے بیٹھے (پھر ہے) ہو تو (تم کو دین اسلام کا) سیدھا راستہ دکھا دیا اور تم کو منس پایا تو اس نے غمی کر دیا (۳) تو (ان نعمتوں کے شکر میں) پیغمبر کسی طرح کا اظہار نہ کرنا اور نہ سائل کو جھر کنا اور لوگوں سے اپنے بھروسہ دار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا کہ یہ بھی شکر گزاری کا ایک طریقہ ہے (۴)

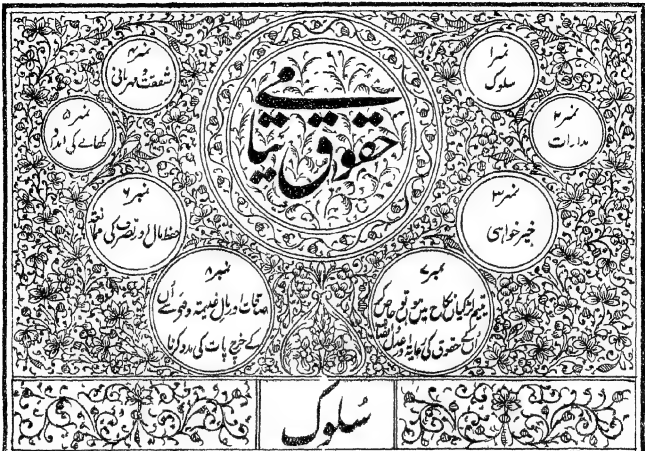
وَالصَّحِي وَالْبَيْلَ ذَا بَعِي مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى وَلَا آخِرُ خَيْلِكَ رَبِّكَ الْوَثِقَى وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَى وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ وَأَقْرَبَ وَاقِعًا رَبِّكَ فَخَرِّتْ (الص ۳۰)

فل وحی کے آئے میں چہرہ رو کی دیر ہو گئی تھی کا دونوں نے پھر مباشرت کیا جو کو اس کے حوالے سے یہو ٹھوٹا۔ یہ سونہ آس چھٹانی کا حواس ۱۲ (۱) بی بی بیٹے داود علیہ السلام اور پھر چا اوطال کے حکام عاقلہ میں اور یہ اس طرح پر کہ پیغمبر صاحب بھی بیٹھ اور ہی میں تھے کراپکے والد عبدالہ کا انتقال ہو گیا تو آپ کو آپ کے دادا نے یہ کہش کیا پھر دادا کے مرنے سے پیچھے چھٹ جائے ۱۳

فل ولادۃ سے پہلے والد کے انتقال کر جانے سے پیغمبر صاحب تہی دست رہ گئے دادا اور چھٹے برور ش کیا تو وہی اُن کا احسان تھا پیغمبر صاحب کی تو لگتی جس کی رستہ حلال پر کہتے تھے اس طرح برور ش ہوئی کہ خیر الکفر کی شری لان رنی بی

۱۴ میں یہ وہ ایک نام ہیں اس کی تائید جو اقرنی بھی انھوں نے پیغمبر صاحب کی رستی احسانات داری کا شہرہ سنا اور ان کو مر فاطمہ زہرا سلام علیہا تائید میں خدائے رکت لایا اور پھر پھر بھی سے پیغمبر صاحب صلح کرنا پیغمبر صاحب کی پہلی ہی بے شرم سالی ہو گئی یہی اس کی ذکر بھی ۱۵

من المستخرج من قرآن کا استخراج کرنے سے بعد کمال سیئہ محصلین صدقات اور لوٹنی غلام اور مجاہدین اور مولفہ قلوب کے کہ ان کے انکال دینے کی وجہ ہم بالتفصیل اور بیان کر چکے ہیں۔ اشخاص مفصلہ ذیل مالی امداد کے مستحق باقی رہتے ہیں۔ والدین۔ قربتمند۔ یتیم۔ مسافر۔ سائلین۔ مساکین۔ قرض دار۔ لیکن قرآن میں امداد کو تین لفظوں سے بیان فرمایا ہے۔ صدقات۔ اتفاق خیر و ایثار مالی۔ ایثار اور اعطا۔ دونوں قرینے ہیں۔ مراد ایک دگر ہیں۔ اتفاق کے معنی خیر کرنا۔ ایثار کے معنی دینا۔ ان مستحقین میں سے مساکین اور ابن السبیل یعنی مسافر، اقسام ستہ۔ گانہ صدقات اور اتفاق اور ایثار میں بصراحت مذکور ہیں۔ سائلین صرف ایثار کے ذیل میں ہیں اور غنائین صرف صدقات کے ذیل میں۔ سائلین اصل میں ہی فقرا اور مساکین ہیں مگر چونکہ یہ لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو مرنے پھوڑ کر مانگتے دوسرے وہ جو صورت سوال ہیں اس فرق کے ظاہر کرنے کے لیے سائلین کو فقرا اور مساکین سے الگ کر کے بیان کیا گیا۔ زکوٰۃ کا لفظ یوں تو قرآن میں میسوں جگہ ہے مگر جن آیتوں میں امداد مالی کے مستحقوں کو لکھوایا ہے۔ ان میں سے کسی آیت میں زکوٰۃ کا لفظ نہیں۔ پس مستحقین زکوٰۃ کا پتہ لگانے کے لیے رجوع کرنا پڑا آیۃ ائمتنا العتد قات الی احوھا کی طرف کا راستہ میں والدین مذکور ہیں اور وہ مصروف زکوٰۃ میں بھی نہیں۔ اور ان کا مصرف زکوٰۃ نہ ہو یا ایک خاص صنف سے اور حدیث کے علاوہ تعامل سے ثابت ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین کو مستحق زکوٰۃ قرار دینے سے والدین کی تذلیل باقی جاتی ہے۔ ہر ایک مستحق کی نسبت ہم بقدر ضرورت اوپر لکھ چکے ہیں۔ بری متعل ہمارے ملک میں اس سے واقع ہو گئی ہے کہ نہ مستحق اپنے تئیں مستحق ظاہر کر کے لوگوں سے مالی امداد حاصل کرتے ہیں یہ تو ہم نہیں کہتے کہ اگر کوئی شخص دھوکے میں اگر نہ مستحق کو دے تو اس کو ثواب نہیں ہوتا۔ دینے والے کی نیت بخیر ہے اور امداد کا اعمال بالذات کی رُو سے اُسے ثواب کی بھی امید رکھنی چاہیے مگر اتنا تو ہم ضرور کہیں کہ دینے والے کو دیتے وقت احتیاط کرنی تو لازم ہے۔ کوئی شخص مناظرہ ہی کے لیے فقیر مسکین۔ ابن السبیل بن سکتا ہے اور اس کا مجرد بیان لوگ تسلیم کر لیتے ہیں تو اگر دیتے وقت احتیاط کر لی جائے۔ اس میں مستحق کا حق تلف نہیں ہوگا۔ آخر ایسے بھی تو مصارف ہیں جن کے استحقاق میں کسی طرح کا مناظرہ نہیں ہو سکتا مثلاً مدارس میں مالی مدد دینا یا یتیم خانوں میں۔ ایک بات داد و دہش کے متعلق یہ بھی کہنے کی ہے کہ مستحقین میں سے کسی ایک فریق کی تخصیص کرنا مناسب نہیں ضرورتی حیثیات عمل میں لانے کے بعد ہمارے نزدیک تمام مصارف خیر میں حصہ لینا چاہیے۔ کیا معلوم کو کن ما مصرف خد کے ہاں مقبول ہو جائے۔ ہر کیف زکوٰۃ ہوا صدقات ہوں یا کسی طرح کی مالی امداد ہو حیثیات طلب کام ہے۔ اور تو فی فلاح میں اس کو بذل عظیم ہے جس طرح مثلاً صیغہ نماز کے لیے طہارت۔ استقبال قبلہ وغیرہ شرطیں ہیں اسی طرح صیغہ زکوٰۃ و صدقات کے لیے شرط ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو تو یہی مستحق کو پہنچے ۛ



اور زوہ وقت یاد کرو جب ہم نے (لنگے) نبی سہراہل ربی
تمہارے بڑوں سے کہا توں لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت
نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہنا اور شے داروں
اور شیعوں اور مختاجوں کے ساتھ دہی اور لوگوں سے بھی
طرح (زنی) کے ساتھ بات کرنا اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ
دیتے رہنا پھر تم جس تصور کو میسر ہو سو اپنی صبا پھر بیٹھے
اور تم لوگ کچھ ہولہ ہی بے پروا کہ نصیرتہ کی طرف متوجہ
نہیں ہوتے

وَذُخِّنَاكَ مَيْتَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ
إِلَّا اللَّهَ ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ وَذُي
الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَقُولُوا
لِلنَّاسِ حُسْنًا ۚ وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا
الزَّكَاةَ ۚ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ ۚ لَا قَلِيلًا مِّمَّنْ
كَانَ مُعْرِضًا عَنْهَا ۚ (البقرہ ۱۰ پارہ ۱۰م)

اور لوگو! اے عہدہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی
پیر کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ و قرہ راہ و الوں

وَأَعْبُدُوا اللَّهَ ۖ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۚ
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ وَبِذِي الْقُرْبَىٰ

وَالدُّعَاةِ إِلَى اللَّهِ ۚ وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا بِاللَّهِ ۚ

۱۱ خطاب پیر صاحب کے وقت کے ہنریوں کی طرف ہی اور اس میں صبر و استقامت ہے کہ والدین اور رشتہ داروں اور قریبوں اور مسکینوں
کے ساتھ سلوک کرے کاموسوی تہذیب میں حکم تھا اور حکم ہو کہ عطا وہ ہر ایک تکمیل پر ملا مت کرنا اس فعل کے مامور ہے کی دلیل جو
۱۲ یہ لوری آیت مع ترجمہ کے حق قرآن کے عنوان "میں سلوک" کے ذیل میں پہلے مسز گزری ہے مگر یہ کے حواس سے ہم نے یہاں

۱۱ خطاب پیر صاحب کے وقت کے ہنریوں کی طرف ہی اور اس میں صبر و استقامت ہے کہ والدین اور رشتہ داروں اور قریبوں اور مسکینوں
کے ساتھ سلوک کرے کاموسوی تہذیب میں حکم تھا اور حکم ہو کہ عطا وہ ہر ایک تکمیل پر ملا مت کرنا اس فعل کے مامور ہے کی دلیل جو
۱۲ یہ لوری آیت مع ترجمہ کے حق قرآن کے عنوان "میں سلوک" کے ذیل میں پہلے مسز گزری ہے مگر یہ کے حواس سے ہم نے یہاں

اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ سلوک کرو۔	وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ (النساء ۶ پارہ ۵)
<p>حقیر ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ جاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے بہتر وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو اور گھر والے اُس کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہوں اور مسلمانوں میں سے بُرا اور بدتر وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو اور گھر والے اُس کے ساتھ زانی سے پیش آتے ہوں +</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يَحْسَنُ إِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ (اس ماجہ)</p>
<p>آؤا نامہ کہتے ہیں کہ حاکم سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اُس یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ سلوک کرے جو اُس کے پاس (اُس کی نگرانی میں) ہو تو اُس کو دوہ دوہو حنت میں این دانگیوں جیسے پاس پاس ہو کر اور اپنے (وسطے اور سیاہ) دونوں انگلیوں کو ملا کر لوگوں کو دکھایا +</p>	<p>عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمَةٍ أَوْ يَتِيمٍ عِنْدَهُ لَبَّيْ أَفَا وَهُوَ فِي الْحَيَاةِ لَكَانَ بَيْنَ يَدَيَّ أَصْبَعَيْهِ (احمد ترمذی)</p>
<p>من المتبرحم آیات اور حدیث مذکورہ میں جو احسان کا لفظ آیا ہے اُس سے مراد بظاہر امداد مالی معلوم ہوتی ہے کیونکہ لفظ احسان میں والذین وغیرہ جمع ہیں اور امداد مالی کے سوا والذین وغیرہ کے ساتھ احسان کا اور کوئی یہ لایہ نہیں +</p>	
<h2>مدارات</h2>	
<p>لیکن انسان کا حال یہ کبھی جب تک کہ پروردگار (اس طرح پر) اُس کے ایمان کو آزمائے کہ اُس کو کفر اور فتنہ دینا چاہے تو وہ رجوش ہو کر کہتا ہے کہ یہ پروردگار میری (تعلیم) کو کبیر کرتا ہو جنہ اُس کے ایمان کو (اس طرح پر) آزمائے کہ اُس کی روک اُس پر تنگ کرے تاہم تو وہ تنگ نہ ہو کر بڑبڑاتا دھرتا کہ کہ میرا پروردگار مجھے دہل بھٹاتا ہے مگر تم لوگوں کا یہ خیال غلط ہے بلکہ (تم خود ایسے بخیل ہو کہ) یتیم کی</p>	<p>فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ كَلَّا بَلْ لَا تَكْفُرُونَ</p>

[illegible]

شفقت و مہربانی

عَنْ ابْنِ مَآمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَّحَ رَأْسَ يَتِيمٍ لَمْ يَمْسَسْهُ إِلَّا اللَّهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنْ عِلْمِهَا يَدٌ حَسَنَاتُ (ترمذی)

ابو امامہ رحمہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (انسان) شفقت مظہر یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے (اور) بخیر خدا کی فرمانبرداری کے اور کسی غرض سے ہاتھ نہیں پھیرتا تو اسے سر پر ان کے عوض میں ہر ایک ہاتھ گزرتا ہے نیکیاں ملتی ہیں۔

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا شَكَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهِ قَالَ امْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ وَاطْعِمِ الْفَسَادِينَ

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی فرمایا شفقت مہربانی سے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر لو محتاج کو کھانا

کھانے کی امداد

قَالَ ابْنُ أَبِي حَتْمٍ الطَّعَامُ عَلَى حَيْبٍ وَسُرْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسْبَرًا إِنَّهَا طُغْمُكُمْ رَوْحُ اللَّهِ لَا تَزِيدُ مِنْكُمْ خَزَائِنًا لَا شُكُورًا (الدرر ۱ بارہ ۱۹)

اور (نیکو کار وہ ہیں جو) خدا کا حُب کر کے محتاج اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں اور ان کو جتنا بھی دیتے ہیں کہ ہم تو تم کو صرف خدا کا مومنہ کر کے کھلا دیں۔ ہم کو تم سے نہ (کچھ) بدلہ دے گا رہے اور نہ شکر گزاری۔

ایسا سلوک ہوتا ہے کہ جس شخص نے اپنی سنگلی کی شکایت کی تھی اس کو اظہارِ رحم کے مواقع پیش آتے ہوں گے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسے مواقع بتا دیے کہ ان کے قیوں آئے سے تنقاص سے مخلوق انسانی رحم کی تحریک ہوتی ہے یہی ہے علاج باصداغ و طبیعوں کا معمول۔ ہے ۱۲ من الغنیم

موتی میر کا مرجع ہے خدا کو پھیرا ہے اور اس طعام کو پھیرا ہے تو ان کے رویہ ترتمہ یوں ہو گا کہ "اور جو کہ حرد ان کو کھانے کی ضرورت تھی یتیم اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔"

کیا ہم نے انسان کو ایک چھوڑ دو (دو آنکھیں اور زبان اور دو
ہوٹ ہیں نے بے شک ہے) **وَلَا** اور اُس کو زندگی اور پانی
کے، دونوں سے بھی دکھائیے پھر بھی وہ ان نعمتوں کے
شکر میں اگھائی میں سے ہو کر نہ نکلا **فَاُولٰٓئِكَ** اور اُسے پیغمبر تم کیا
سمجھے کہ گھائی رستے ہماری کیا (مرا دہی) دکھائی سے مراد ہے
کسی کی گردن (غلامی یا قرض کے پھس سے) پھر اُوٹنا
یا بھوک کے دن قیام کو حاصل کر جب کہ وہ ایسا رشتہ دار
(بھی ہو) یا محتاج حاکم تینوں کو (کھانا، کھلانا) (توہ خیر حق
کی سچی مارتا ہے چاہیے تھا کہ اس گھائی میں ہو کر
گزرتا)

اَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ ۚ وَلِسًا نَّأُوْ
شَفَتَيْنِ ۚ وَهَدٰىهُ الْجَدَيْنِ ۚ
فَلَا يَفْخَمُ الْعُقْبَةَ ۚ وَمَا اَدْرَاكَ مَا
الْعُقْبَةُ ۚ فَكَرِهَ ۚ اَوْ لَطَحَ
فِي بَوْمٍ رَوٰى مَسْغَبَةً ۚ يَنْبَغُ اِذَا
مَقْسَبِيْ ۚ اَوْ مَسْكِيْنَا اَمْرِيْ
(سورہ مدہ یارہ ۳)

اِس عباس سے روایت ہے کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص پیغمبر کو اپنے کھانے پینے میں شریک نہ کرے
وہ اُس کے لیے جہنم واجب کرنے کا بشرطیکہ کسی ایسے شخص
کا شریک نہ ہو جو جس کی خدا کے ان سے بخشش نہیں ہوتی
(یہی شریک کفر وغیرہ) اور جو شخص تین بیٹیوں یا تین بہنوں
کی کفالت دوسرے سستی کرتا اور ساتھ ہی انھیں یہاں تک
ادب دیتا اور ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہے کہ خدا
انھیں (بلوچ یا تروج یا تمول کی وجہ سے) بے پروا کرے تو
ایسے کے لیے بھی جہنم واجب کرتا ہے۔ ایک شخص نے عرض
کیا یا رسول اللہ کیا وہ بیٹیوں یا دو بہنوں کی عیال داری
میں بھی یہی ثواب ملتا ہے فرمایا یا دو کی عیال داری کرے۔
راوی کہتا ہے کہ میرے صاحب کو اُس کی مراد یہاں تک مسطور ہے کہ اگر
لوگ ایک کی نسبت سوال کرتے تو آپ ایک ہی فرمائیے (پھر
فرمایا) اور جس کی حبرا

عَنْ اَبِي عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَوَى يَتِيْمًا اِلٰى
طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ اَوْ جَبَّ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةُ الْكَبْرٰى
اِلَّا اَنْ يَغْلُ ذَنْبًا لَا يَغْفِرُ وَمَنْ عَالَ ثَلَاثَ
بَنٰتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنْ اَلْحَارِبِ فَاَذْهَبَتْ
وَرَحْمَتُ اللّٰهِ حَتّٰى يَغْفِرَ لِهِنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى اَجَبَ
اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَوِ اسْتَبَيْنِ قَالَ اَوِ اسْتَبَيْنِ حَتّٰى اَوْ
قَالُوْا اَوْ وَاَحَدَهُ فَقَالَ اَوْ وَاَحَدَهُ
وَمَنْ اَذْهَبَ اللّٰهُ

وَل اس کے ساتھ جو بیٹوں کا ذکر خاص کر اس حصے ہی کہ اگر جو بیٹے ہوں تو زبان اہل کلام سے دے سکے ۱۲

وَل محلی راہ و تہوار اگر کوئی شخص میں اور جو کوئی شخص کے محتسب سے کسی کی گردن کا پھرا دینا یا قیام یا محتاج کو کھانا کھلا یا مشکل مرہطے میں۔
اس لیے ان اعمال کو گھائی مرہطے ۱۳

كِرْهُمْتُمْ يَوْمَئِذٍ وَجَبَ لَهُ الْجَنَّةُ قِيلَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ مَا كَرِهْتَاهُ قَالَ عَمِنَاهُ ۝

(شرح اسناد)

دونوں عزیز چیزیں بھیج لیتا ہوا کسی لیے جنت واجب ہوتی
ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ دونوں عزیز چیزیں
کیا؟ فرمایا دونوں
آمنہیں ہاں

۱۔ یہ سب صحابہ جو امدھوں کو جنت کی خوش خبری دی ہے تو اس سے وہی امدہ مراد ہیں جو انھوں کے
جاتے رہے یہ سب رو شکر کرتے تنگ مزاجی کو جو لازمہ نامیائی ہے مطلق دخل میں نہ کسی کی طرف سے دگانی میں
کرتے ورنہ ہمارے ہاں تو یہاں مشہور ہے کہ امدھابے ایمان ہوتا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کو دلوں میں ہر شخص کی طرف سے بدظنی پیدا
ہو جاتی اور تنگ مزاجی بات اس سے ظاہر ہوتی ہے وہ اس نصیبت پر صبر نہیں کرتے بلکہ موق دے موق سکندہ سکاتہ کرتے
رہتے ہیں۔ ایسے امدہ ہم سب صحابہ علی امدہ علیہ وسلم کی اس بشارت میں داخل ہیں اور ایمانی کو فوجہ گداگری مابا جو کتر
انھوں میں دیکھا جاتا ہے ہم تو اس کو بھی ایک طرح کی سببری و مانت کبری ہی سمجھتے ہیں ۱۲ من استمر

خط مال اور تصرف کی ممانعت

وَأَنْتُمْ أَلَيْسَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا
الْحَيْثُ بِأَلْيَتِهِ لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ
إِلَى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حَوْثًا بَاطِلًا

۱۔ اور یہیوں کے مال ان کے حوالے کرو اور مال طیب
کے بدلے مال حرام نہ لو ۱ اور ان کے مال اپنے
مالوں میں ملا کر خورد برد نہ کرو کیونکہ یہ (بہت ہی بڑا
گناہ ہے) ۲

وَلَا تَتَوَلَّوْا السُّفَهَاءَ أَمْوَالُكُمُ الْبَتَىٰ جَعَلَ
اللَّهُ لَكُمْ فِيهَا ذُرًىٰ وَقُوهُمْ فِيهَا وَأَكْسَوْكُمْ
وَقُوهُوا أَلَيْسَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَابْتَلُوا
أَلَيْسَ حَقًّا إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَإِنْ
أَنْتُمْ مِنْهُمْ رُسُلًا فَادْعُوا إِلَيْهِمْ

۱۔ اور مال جس کو فدا کرنا چاہو اسے اپنے ایک
طرح کا سہارا بنایا ہے ان (یتیموں) کے حوالے
نہ کرو جو کم عقل ہوں۔ ہاں اس میں ان کے کھانے
پینے میں صرف کرو اور ان کو نرمی سے سمجھا دو
اور یتیموں کو دودنیا کے کاروبار میں لگائے نہ
یہاں تک کہ نکاح کی عمر کو پہنچیں اس وقت تک
ان میں صلاحیت دیکھو تو ان کے مال ان کے

۱۔ اور اگر آپ خاص مال سے یتیموں کا اچھا مال بدل دیتے تھے نہ لے اس سے منع فرمایا کہ تمہارا مال اگر کم ناقص ہے لیکن پھر
طیبہ اور یتیموں کا مال اگر اچھا ہے مگر کم چرلرم ہو تو گونا گویاں اس کے عوض میں اچھا لینے ہو مگر حقیقت میں معاملہ بالکس ۱۱
۲۔ سمجھا دینے سے یہ کہہنا مراد ہے کہ یہ تمہاری چیز ہے اور ہم تمہاری فائزہ لے لیں اس کی حفاظت کرتے ہیں ۱۲

<p>حوالے کرو اور ایسا نہ کرنا کہ ان کے بڑے ہونے کے اندیشے سے فضل خرچی کر کے جلدی جلدی ان کا مال کھاپی اڑا لو اور جو ولی سرپرست یا مستقر ہو اسے مال یتیم کے پسندیدہ خرچ کرنے سے بچا رہنا چاہیے اور جو جائز ہونے والا دستور مطابق (بقدر ضرورت) کھا لے (تو مضائقہ نہیں) اور جب ان مال ان کے حوالے کرنے لگو تو لوگوں کو ان کے مال کے لینے آگاہ کر لو</p>	<p>أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُهَا أَسْرَافًا وَبِدَالًا أَنْ يَكْبَرُوا وَهِيَ مَرْكَانٌ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعِظُوا مِنْكَانٍ فَقَبِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا (۱۶۴ سارہ ۱۶۵ بکرہ ۲۳)</p>
<p>جو لوگ ناسق (زاروا) یتیموں کے مال خورد و فرو کرنے میں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرے ہیں اور عقرب (دوسرے بچے) دوزخ میں پڑیں گے</p>	<p>إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتِمِ ظُلْمًا إِنَّهُمْ يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا (۱۶۵ سارہ ۱۶۶ بکرہ ۲۴)</p>
<p>اور (لوگو!) یتیم کے مال کے پاس (بھی) نہ جانا مگر ایسے طور پر کہ اس حق میں ہرگز جہاں تک کہ وہ اپنی بچائی ہوئی عمر کو پونہچے اور انصاف کے ساتھ پوری پوری ماپ کرو اور پوری پوری قبول ہم کسی شخص پر اس کی سہائی سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتے اور (کو ایسی دینی ہو یا فیصلہ کرنا چاہے) جب بات کہو تو گو (فریق متعلقات) قرابت ہی (کیوں) ہوا انصاف کا پاس کرو اور اس کے ساتھ جو احمد (کر چکے) ہو اس کو پورے یہ ہیں یہ باتیں حق کا تم کو</p>	<p>وَلَا تَقْرَبُوا أَمْوَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا بِالْكِفَاةِ وَالْيَزَانَ بِالْقِسْطِ لَا تَكْلَفُ نَفْسًا إِلَّا وَسْعَهَا وَلَا ذُلًّا لَّهُمْ فَاَعْدُوا لَهُ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَيَرْحِمُهُ اللَّهُ أَفُولًا لَّهُمْ وَضَعُوكُمْ بِهِ لَعْنَةً تَنْكُرُونَ (۱۶۶ سارہ ۱۶۷ بکرہ ۲۵)</p>
<p>یتیم لڑکیاں نکاح میں ہوں تو خاص کر ان کے حقوق کی رعایت اور اہتمام</p>	
<p>اور اگر تم (مسلمانوں) کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں (کے بارے) میں انصاف قائم نہ رکھ سکو گے تو بچی مرضی کے مطابق دودو</p>	<p>وَمَنْ خَفَعَهُمْ إِلَّا تَقْصُصُوا فِي الْيَتَمِ فَأَنكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ الْيَتَامَىٰ مَتْنُهُ</p>

جو لوگ یتیموں کے مال کو کھاتے ہیں

صدقات اور مال غنیمتہ و فتنے سے ان کی خج پات کی دکرنا

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أُنْفِقُ
مِنْ خَيْرٍ فَلْيَسْأَلُوا الَّذِينَ
يَلِيكُمُ وَالْمَسْكِينُ وَابْنُ السَّبِيلِ وَمَا
تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

(بقرہ ۲۶ پارہ ۲)

(اگر تم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں کیا خرچ کریں تو ان کو ابھادو کہ خیر خیرات کے طور پر جو مال بھی خرچ کرو تو وہ تمہارے مال باپ کا حق ہو اور قریبے رشتے داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسکینوں کا اور تم کوئی سی بھلائی بھی (لوگوں کے ساتھ) کرو گے تو اللہ اس کو جانتا ہے)۔

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ
خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ﴿۶﴾ (الفال ۶ پارہ ۵)

اور مسلمانوں) جان رکھو کہ جو چیز تم (لڑائی میں) لوٹ کر لاؤ اس کا پانچواں حصہ خدا کا اور رسول کا اور رسول کے قریب و داوروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسکینوں کا ہے۔

مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ
فَإِنَّ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَمَا لَا يَكُونُ
دَوْلَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ وَمَا لَكُمْ
بِالرَّسُولِ فَخْذًا وَهُوَ وَمَا نَهَضَكُمْ عَنْهُمْ
وَإِنَّمَا اللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ

(شرح ۱ پارہ ۲۸)

جو مال، اللہ اپنے رسول کو لڑائی سے لوٹ کر اس کی شرف میں لواء سے (تو وہ) اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور رسول کے قریب و داوروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور رہے تو شہ مسکینوں کا یہ (حکم) اس لیے (دی گیا) کہ جو لوگ تم میں مالدار ہیں یہ (مال) ان ہی میں چلتا پھرتا رہے گا اور مسلمانوں) جو چیز بغیر تم کو (ٹھاکر) دے دیا کریں وہ تو اسے لیا کرو اور جس چیز کے لینے سے تم کو منع کریں (اس سے) دست کش رہو اور خدا کے غضب سے ڈر رہو (کیونکہ) خدا کی مار بڑی سخت ہے)۔

فالدراہم میں مال کے چلنے پھرتے رہنے کے ہر طریقے میں ازراہدہ نام تھے مختلف دیے یہ یا شادی بیاہ میں بطریق زینت و سیٹھ میں کراں صوۃ میں حق داروں کی حق میں پونجھا صیا کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا ۱۳

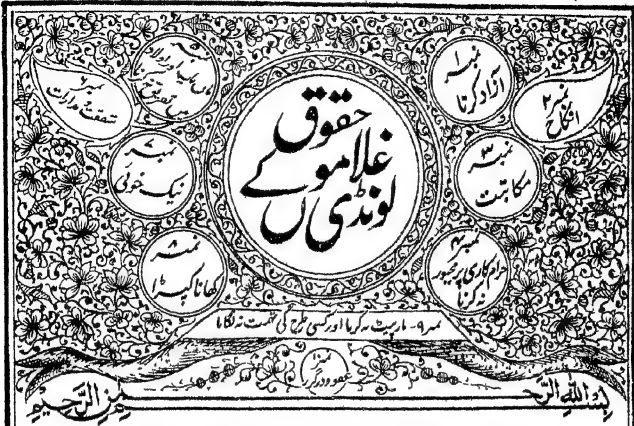
اس کا نامہ عنوان "حقوق قرآن" میں ایسی آیت کی تحت میں ملاحظہ ہو ۱۴

من المتبرج

بے پردی البی سحت مصیبت ہے کہ بعض صورتوں میں مہر چاہا اُس سے بہتر ثابت ہوا ہے اور خیر ایسی صورتوں
 کثیر الوقوع نہ بھی ہوں تاہم کم عمری میں باپ کے سایہ کا سر پرست اٹھ جانا کہ وہ گھر بھر کا سر پرست ہو ایسا نقصان
 ہی جس کی تلافی ہمیشہ نہیں مل سکتی جس بلوغ کا مالی جس حکمت کا کاشت و کار جس بچے کا باپ نہ ہو اُس کے پھوٹنے
 پھٹنے پٹنے کی کیا امید۔ اس نظر سے دیکھا جائے تو یتیم سے بڑھ کر کسی مصیبت زدہ کو بھی امداد و اعانتہ رعایت
 و شفقت کا استحقاق نہیں۔ دنیا میں سیکڑوں طرح کی تکلیفیں ہیں اور بادشاہ سے لے کر فقیر تک کوئی
 ان تکلیفوں سے بچا نہیں قطعہ در عالم بے دفا کے خرم نیست و شادی و نشاط در بنی آدم نیست
 آن کس کہ دریں زمانہ اور اغم نیست و یاد م نیست یا دریں عالم نیست و اور یہ تکلیفیں کثرت آدمی کی اپنی
 بے تدبیری اپنی بدکرداری کی وجہ سے پہنچتی ہیں مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ لَدُنْ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ
 سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ مگر کچھ تکلیفیں اضطراب راری بھی ہیں اور ازاجملہ بے پردی اور ایسی بے وسے زیادہ
 قابلِ رحم ہے۔ کیونکہ یتیم کا اُس میں کچھ تصور نہیں۔ یتیم کا حق کچھ اس طرح کا تو ہے نہیں کہ ہم پر اُس کا کچھ اُدھا
 آتا ہے مگر چونکہ خدا نے انسان کو ایسا مخلوق پیدا کیا کہ وہ چاروں طرف چارپائے بنا جس کے ساتھ چل کر رہے
 اور ایک ساتھ چل کر رہنا اُس و محبت کے بدون ہو نہیں سکتا۔ اس لیے خدا نے انسان کی طبیعت میں ہمدردی
 کا خاصہ رکھا جیسے اجسام میں کشش کا۔ پانی میں نشیب کی طرف بہنے کا۔ پس جس میں جسم نہیں وہ حقیقتہ
 میں انسان نہیں **شعر** تو کہ محنت دیگر اس بے غمی و نشاید کہ ناست نند آدمی وہ اور چونکہ تمیز
 کی مختلف حالتیں پہنچتی ہیں۔ خدا نے اور خدا کے رسول نے اختلاف حالت پر نظر کر کے ہر ایک طرح کے یتیم کے
 لیے اُس کی ہمدردی کا طریقہ بتا دیا ہے جو آیات اور احادیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔ ہمارے وقتوں
 میں سب سے زیادہ مہیولوک جو یتیموں کے ساتھ کیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ اُن کو مناسب حال اس قابل کر دیا جائے
 کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں مسلمانوں کو بقدر واجب نہیں تو کسی قدر تہم خانوں کا اور یتیموں
 کی تعلیم و تربیت کا خیال ہر بھی چلا ہے۔ والحمد لله علی ذلک +

لے (ای سب سے حقیر حال تو یہ ہے کہ) تم کو کوئی فائدہ ہو سچے تو (سمجھ کر) اللہ کی طرف سے ہو اور تم کو کوئی نقصان نہ پہنچے تو (سمجھ کر)

تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲



آزاد کرنا

لَا يَأْخُذُكُمُ اللَّهُ بِالْغُرُفِ أَنْ يَمَّا نَكُمْ
وَلَكِنْ يُقِضُ عَنْكُمْ بِمِثْلِ عَقْدٍ ثُمَّ أَلَمَّا نَكُمْ
فَكَفَّارَتُهُ رِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ
أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْفٌ مِنْ
أَوْحُرٍ يَرَسُّ قَبْلَهُ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فِصْيَامَ
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ إِيْمَانِكُمْ إِذَا
حَلَقْتُمْ وَأَحْطَفْتُمْ إِيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ
لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○

(المائدہ ع ۱۳ پارہ ۷)

اسلام اور تصاریف میں جو لائی ہیں ان پر تو خدا تعالیٰ
کچھ ہوا خدہ کرتا نہیں فل ماں کئی قسم کھالو اور پھر ان
کے خلاف کرو تو خدا تعالیٰ سے (اگر کچھ ہوا خدہ کرے گا تو
اس کی قسم کے توڑنے کا کفارہ دس سکینوں کی متوسط
دبے کا کھانا کھلا دینا ہے جیسا تم لینا اہل عیال کو کھلایا
کرتے ہو یا ان ہی دس سکینوں کو کچھ بڑے بنا دینا یا ایک
آزاد کرنا پھر جس کو (بڑھ) بیشتر نہ ہو تو تین دن کے رونے یہ
تصاریف میں کفارہ واجب کہ تم قسم روق کھالو اور اس میں
پورے نہ آترو اور اپنی قسموں کے پورہ کرنے کی جتنی طاقت
رکھو اس طرح امداد اپنے احکام تم سے کھول کھول کر لینا
فرماتا ہے تاکہ تم اس کی استغناء نہ کری کرو کہ تم کو اب
کھانا ہے

فل لا یبسنی سے مراد وہ قسم ہے جو سے قصہ و ارادہ زبان سے نکل جائے۔ اور وہ کسی یا سے کے با حصوں رکوع میں بھی لائی ہے
قسموں کا مذکور ہے وہاں دیکھو ۱۳

<p>اور جو لوگ اپنی بیبیوں سے نکاح کرتے ہیں پھر لڑکے کر دیں رکام کرنا چاہتے ہیں جس کو کہہ چکے ہیں کہ نہیں کریں گے، تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے (مرد کو) ایک بروہ آزاد کرنا چاہیے۔ (مسلمانو!) تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے (تاکہ اس پر کاربند رہو) اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اس کو اس کی رتبہ اور ہے۔</p>	<p>وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ بَنَاتِهِمْ يَعُوذُونَ بِمَا قَالُوا فَفَحْبُوسُوا رُسُلَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَتِمَّ إِسَاءَ ذَلِكُمْ تَوْعُظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (المجادلہ ۱۶ تا ۱۸)</p>
<p>(گھانی سے مراد ہے کسی کی گردن کا زلزامی یا قرض چھندے سے چھڑا دینا یا بھوک کے دن تھیم (کو) خاص کر جب کہ وہ اپنا ارشتہ دار (بھی) ہو یا محتاج خاک نشین کو (کھانا) کھلانا۔</p>	<p>فَكَرَبَةٌ ۖ أَوْ طَعْمٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْعَبَةٍ ۖ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۖ أَوْ مَسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۖ (السدہ - پارہ ۳)</p>
<p>بزرگین عازب کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جا دے اور میں اسے فرمایا اگر تم کلام میں بہت اختصار کیا ہے مگر تیرا سوال بڑا لمبا چڑا ہے اچھا تو تو بروہ آزاد کر اور گردن خلاص کر</p>	<p>عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ جَاءَ أَغْرِبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَيْنِي عَمَلًا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ لَيْتَ كُنْتُ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَفَدَا عَرَضَتْ الْمَسْئَلَةُ أَعْيَتْكَ النَّسَمَةُ وَفَاتَكَ الرَّقَبَةُ</p>
<p>والسلام سے پہلے عرب میں عورتوں کی بڑی مٹی حواشی اور قرآن میں کئی جگہ عورتوں کی حفاظت کے احکام موجود ہیں اگرچہ یہ ظاہر کا سہد ہے کہ یہ بھی ایک قسم کی طلاق تھی۔ مروجہ میں لکھنی بی سے کہہ دیتا تھا کہ تو میری ماں کی جگہ ہے یا میری بی بی میری ماں کی بی بی کی جگہ ہے تاکہ بی بی سے مساوی میں مدائی ہو جاتی تھی۔ اسی کو اصطلاح شرع میں ظنا کہتے ہیں اور ظن ظنا کہتا ہے طہر سے جس کے معنی بی بی کے ہیں اسلام سے ظنا کا طلاق ہونا تسلیم نہیں کیا گیا بلکہ ایسی لغویات کے استدلال کے لیے کفارہ نہیں دیا ہے۔ اس آیت کی توضیح کے لیے حقوق بنیادوں کے لئے امداد کے ذیل میں دستخط کر دینا اور ہدیہ کی توجہ نہ کرنا فصل کی گئی ہے۔ اس کے بعد کہنے والے نے ظنا کو آزاد کر کے کو ایک حرم کا کفارہ دیا جسے جہانہ قرار دیا ایک اداش ماسن سمجھتا ہے کہ لوٹنی ظلامت کے باعث ظنا کو کیا منظور ہے اور اس کے معنی ہیں کہ ظنا کو ایک حرم کا کفارہ دینا جسے جہانہ قرار دیا ایک اداش ماسن سمجھتا ہے کہ لوٹنی ظلامت کے باعث</p>	

قَالَ أَوْلَيْسَ وَاحِدًا قَالَ لَا حَقَّ لَكَ عَلَيْهِمْ
 أَنْ تَقْرُدَ بِعَتَقِهِمْ وَأَوَّلَتْ الرِّقَّةُ أَنْ تَكُونَ
 فِي نَمِيهَا وَأَعْطَى النَّمِيحَةَ الْوَكُوفَ وَ
 الرَّفْعَ عَلَى ذِي الرَّجْمِ الظَّالِمِ فَإِنْ لَمْ
 تَنْقُ ذَلِكْ فَأَطْعِمِ الْجَائِعَ وَاسْقِ الظَّمْآنَ
 وَأَمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَإِنْ
 لَمْ يَنْطِقْ ذَلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ لَا تَكُنْ
 خَيْرٌ + (بہیقی)

کہ باوہی نہیں بولا کہ حق ہے کیا یہ دونوں باتیں یعنی
 اسحاق اسمہ اور فکب قید ایک چیز نہیں میں فرمایا
 نہیں بڑھ ازاوہ کرنے کے معنی ہیں کہ تو اس کے
 آزاد کرنے میں تنہا ہو رہی ہو کوئی اور شریک نہ ہو
 اگر ان غلاموں کو غلامی کے یہ مطالبہ کہ تو اس کی قیمت
 میں مدد کرے (یعنی مالک اس کے آزاد ہو کر ایک
 مفتر قیمت پر ملے تو کیا ہو اور تو قیمت کا کچھ حصہ
 اس سے ڈالے اور وہ دھالا جا کر کسی محتاج کو دے
 اس کے لیے مستعار دے دے اور رشتے دار پر چھ
 وجہ کے ساتھ رجوع کر اگرچہ وہ ظالم اور قاطع
 ہونے کی وجہ سے ہو پھر اگر تو ان باتوں کے کرنے کی

انکاح

وَأَنْكِحُوا الْأَيَّامِي مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ
 عِبَادِكُمْ وَلِمَا بَيْنَكُمْ أَنْ يَكُونَ تَوَافُقًا
 يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ
 عَلِيمٌ (نورع ۴ پارہ ۱۸)

اور مسلمانوں! اپنی رانڈوں کے نکاح کرو اور اپنے
 غلاموں اور لونڈیوں میں سے ان کے جو بخت ہوں
 اگر یہ لوگ محتاج ہو تو انہیں اپنے فضل سے ان کو
 غنی کر دے گا اور اللہ بخوبی مال والا (اور سب کے حال سے)
 واقف ہے

مکاتبت

وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ
 أَيْمَانُهُمْ فَكَرِهُوا أَنْ يَتْلُوهُمُ خَيْرٌ
 وَأَتَوْهُمْ بِمَنْزِلِ اللَّهِ الَّذِي أَنْزَلْنَاهُ (نورع ۴ پارہ ۱۸)

اور مسلمانو! تمہارے ہاتھ کے مال (یعنی غلاموں)
 میں سے جو مکاتبت کے خواہاں ہوں تو تم ان کے ساتھ
 مکاتبت کر لیا کر پڑھنا کہ تم ان میں بہتری (کے نکاح)
 پاؤ اور مال خدا میں جو اس نے تم کو دے رکھا ہو ان کو بھی دے

فلان سے بڑھ کر وہی غلاموں کی پڑھنا بھی ہوگی کہ مالکوں کو ان کے پیادہ دینے تک کی تاکید ہے ۱۱۔ اس طرح شیخ میں مکاتبت
 کے یہ بھی ہیں کہ علام ہے مالک سے کہ تم کو بخت ضروری غنیمت سے تمہارے یہ کیا دوں گے کہ تم مجھ کو دے دو اور مالک میں پرصاف نہ ہو
 اس کے غلام ایک بڑا عدا ہے اگر کوئی غلام اسے نہا تو اسے تو مسلمانوں کو مکہ دیا گیا ہے کہ اس کی انکاد میں من اور رضائے مذکور ہیں
 م مکاتبت غنیمت سے بھی جو وہی سلوک کرنے میں اپنا روپیہ سے کوئی سے لائی کر الیں پڑھنا مکہ ہو کہ کاسے کا سلیقہ رکھتا ہے چوڑا اور کھانا
 اور آوارہ اور مدین ہیں ۱۲

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْاَيْسَ قَالَ سَأَلَ سَيِّدِيْنُ
اَسْأَلُكَ كَاتِبَةً وَكَانَ كَثْرَ الْمَالِ فَاَلَى
سَيِّدُهُ فَانْطَلَقَ سَيِّدِيْنُ اِلَى عُمَرَ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ فَرَدَّاهُ عُمَرُ فَقَالَ لَهُ كَاتِبَةُ
فَاَلَى فَصَرَبَهُ بِالْاِدْرَةِ وَتَلَا فَكَاتَبُوْهُمْ
اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا فَكَاتَبَهُ بِبَحَارَى

عمر بن الاس کھتے ہیں کہ سیرین (اپنے مالک)
اس سے مکاتبہ کی درخواست کی اور سیرین
بڑا مستول آدمی تھا اس کے آقا (اس نے اپنے
مکاتبہ کرنے سے انکار کر دیا تو سیرین نے حضرت
عمر کے پاس جا کر اپنے آقا کی شکایت کی تو
عمر نے اسے بلا کر فرمایا کہ سیرین مکاتبہ کرنے کے
اس کے آگے سامنے بھی انکار کیا تو حضرت
عمر نے اسے درے سے لے لیا اور آیت حکاشم

حرام کاری پر مجبور نہ کرنا

وَلَا تُكْرَهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبَغَاءِ اِنْ اَرَدْتُمْ
تَحْصِيْنَ لَهَا فَبَنُّوْهُنَّ عَرْضَ الْحَيُوْثِ الَّذِيْ لَهَا
وَمَنْ يُّكْرِهُهُنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ اَبْعَدِ
اَكْرَاهُ مِنْ غُوْدٍ رَّجِيْوٍ (فردہ ۳۴ پارہ ۱)
عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ
عَبْدُ اللّٰهِ بَنُ اَيُّمٍ يُّنْ سَلُوْلٌ يَقُوْلُ
لِحَارِيْهِ لَهٗ اَرَاْهُ بِفَاغِيْنَا شَيْئًا
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تُكْرَهُوا فَتَيَاتِكُمْ
عَلَى الْبَغَاءِ اِنْ اَرَدْتُمْ تَحْصِيْنَ (رسم)

اور (لوگو!) تمہاری لونڈیاں جو پاک و امن رہنا چاہتی
ہیں ان کو دنیا کی زندگی کے عارضی فائدے کی غرض
سے حرام کاری پر مجبور نہ کرو۔ اور جو ان کو مجبور کرے
تو امدان کے مجبور کیے گئے پیچھے بخشنے والا مہربان
ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن
انہی بن سلول بنی لونڈی کو کہا کرتا تھا
کہ جا اور اسے بے خرچہ کی کمائی سے
کچھ لے اس پر خدا تعالیٰ نے آیہ
نُكِرَ هُوَ اَشْيَاكُمْ عَلَى فِتْيَاتِكُمْ
اِنْ اَرَدْتُمْ تَحْصِيْنَ
نازل فرمائی۔

ف اس جگہ در اساد صو کا یہ ہے کہ لوٹھی (غزو پاک و امن ہو کر نہ رہا چاہے تو اسے بدکاری پر مجبور کیا جاسکتا ہے لیکن
صورتہ وقوع میں کیونکہ اب لوٹھی (غزو پاک و امن ہو کر نہ رہنا چاہے کی تو اس کو بدکاری پر مجبور کرنے کی ضرورت ہی کیوں ہوگی اصل
مطلب لوٹھوں کی حسرتوں کی کمائی سے تھوڑا لانا اور منہ کرنا ہے ۱۴

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِهِ وَبَيْنَ الْأَخِ وَبَيْنَ اِخْوَتِهِ (ابن ماجہ)

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں پر لعنت کی جو باپ بیٹے اور بھائی بھائی میں جدائی ڈالیں ۴

شفقت و مدارات

عَنْ مُرْسَلَةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (مسند امام احمد ابو داؤد)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ اپنے مرضِ فات میں فرماتے تھے کہ لوگو! نماز کی پوری پوری محافظہ کرنا اور لوڈی غلاموں کے حقوق کی رعایت کرنا ۵

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضَعَعْتَ لِحَدِيكَ خَادَ مِمَّا طَعَامُهُ ثُمَّ جَاءَ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَقَّهُ وَدَخَانَهُ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَأْكُلْ فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْغُورًا فَلْيَأْكُلْ فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (لوگو! جب تم میں سے کسی کا غلام اس کے لیے کھانا تیار کر کے لائے حالانکہ اُس نے آگ کے سامنے بیٹھ کر آگ کی گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہے تو اسے اپنے ساتھ بٹھا کر اُس کے ساتھ کھانا کھا اگر کھانا بہت ہی کم اور تھوڑا ہو تو اُس میں سے غلام کے ہاتھ پر ایک لقمہ یاد دلاؤ ۶

سلا غلام کے کوئی حصہ نہیں دینا چاہئے کہ وہ لوڈی غلام ہو یا آئیر نوکر ملازم۔ گر یہاں مراد ہے لوڈی غلام کیونکہ اُن قوتوں میں اس قسم کے کام فی اغلب الاحوال لوڈی غلاموں ہی سپرد ہوتے اور جب لوڈی غلاموں کے ساتھ یہ رعایت ہی تو اخیر اور نوکر کے ساتھ ہر جہاں ملے ۱۲

نیک خونی

عَنْ جَابِرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ نَلِكُ مَنْ كَرَفَيْهِ يَسَّرَ اللَّهُ حَقَّهُ
وَأَدْخَلَهُ جَنَّةَ رَفَقٍ بِالْصَّغْفِ وَالشَّفَقِ
عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَالْأَحْسَانِ إِلَى الْمَمْلُوكِ

عَنْ زَاهِرِ بْنِ مَكِينٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسَنُ الْمَلِكَةِ يَمْنُ وَ
سَوِيءُ الْخَالِ شَوْمٌ * (ابوداؤد)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَنْتُكُمْ لِنَبِيٍّ أَرْكَمُ
الَّذِي يَأْكُلُ وَحْدَهُ وَيَجْلِدُ عَبْدَهُ وَ
يَمْنَعُ رَفْدَهُ * (مشکوٰۃ)

عَنْ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ
أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غَارِفٍ
حُلَّةٌ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنِّي
سَأَلْتُ رَجُلًا فَهَسَّ كَأَنِّي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْمَرْتَهُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ قَالَ لَمْ

حضرت جابر بن جابر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صاحب
فرمایا جس میں تین فصلتیں ہوتی ہیں
خدا اُس کی موت آسان کر دیتا ہے اور کفر
میں اسے اپنی جنت میں داخل کرے گا تا تو افر
اور مینوں کے ساتھ نرمی کرنا لیک ان کے

کیست کے بیٹھے لطف سے روایت ہے کہ جناب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوہنی غلاموں
کے ساتھ نیک خونی سے بڑا اور کرنا مہربان
ہے اور بدظنی سے پیش آنا باعث بے برکتی

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا لوگو! میں تمہیں بتا دوں
کہ تم میں بدترین لوگ کون ہیں جو تنہا کھاتا
اور اپنے غلام کو تازیانہ مارتا اور اپنی بخشش
اُسے روک لیتا یعنی کچھ نہیں دیتا جو

معرور بن سدید کہتے ہیں میں نے ابو ذر غفاری
کو دیکھا کہ وہ ایک حلو (چوڑا) پہنے ہوئے تھے
اور ان کا غلام بھی ویسا ہی حلو پہنے ہوئے
تھا جب ہم نے اس کی جو دریافت کی
تو کہا جس میں ایک شخص میں گالی لگوں
ہو گئی تھی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
میری شکایت جا لگائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مجھ سے فرمایا ابو ذر! کیا تو نے اسے اس

<p>کہ (تمہارے لونڈی غلام جو باعتبار آدم اور ہونے کے تمہارے) بھائی ہیں) تمہارا اعوان والفصا میں خدائے ان کو تمہارے قبضے میں کر دیا ہو تو جس کا بھائی اُس کے قبضے میں ہے اُسے چاہیے کہ عیسا خود کھاتا ہو اُسے کھلا جیسا خود پہنتا ہے اُسے پہنائے۔</p>	<p>اِنْخَا نَكُمْ خَلْفَكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ اَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ اخُوهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ (بخاری)</p>
<h2>کھانا کپڑا</h2>	
<p>حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لونڈی غلام کا کھانا کپڑا اُس کا حق ہے اور وہ (یعنی لونڈی غلام) اُسی چیز کی تکلیف دیئے جائیں جو ان کے بسن کی ہو۔</p>	<p>عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَاؤُكَ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ وَلَا يَكْلَفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطْبِقُ (مسلم)</p>
<p>ابو ذر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لونڈی غلام تمہارے بھائی ہیں جن میں نے انھیں تمہارا زبردست کر دیا ہو تو جس کا بھائی (ہیں) کو خدا اُس کا زبردست کرتے تو اُسے اُسی قسم کا کھانا کھلا جس قسم کا خود کھاتا ہو اور اُسی طرح کا لباس پہنائے جیسا آپ پہنتا ہو اور کسی کام کی لالہ نہ تکلیف دیئے کہ جو اُس پر غالب آجائے اور کرتے ہیں نہ بڑے اور اگر اچھا نالیئے کام کی تکلیف دے دہی ہو اُس کی طاقت سے باہر ہو تو خود اُس کی مدد کرے اور اُس کام میں اُس کا شریک ہو جائے۔</p>	<p>عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْخَا نَكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ اَيْدِيكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللَّهُ اخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يَكْلَفُ مِنَ الْعَمَلِ اِيْغْلِبُهُ اِنْ كَانَ كَلْفُهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ (صحیح)</p>
<p>روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو کے پاس ان کا داروہ آیا تو انھوں نے فرمایا کیا تو غلاموں کو ان کی قوت دے کیا ہے داروہ نے عرض کیا میں</p>	<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو جَاءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ اَعْطَيْتَ الرِّقُونَ قَوْلَهُمْ قَالَ لَا</p>

فرمایا تو جلد جا اور انھیں ان کی قوت سے
کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ تو میری کو ایک ہی گناہ
بس کرتا ہو کہ وہ اپنے مملوک سے اس
کی قوت کو روک دے ۴

قَالَ فَانْطَلِقْ فَأَعْطِمَ قُوَّتَهُمْ فَإِنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَفَى
بِالرَّجُلِ إِثْمًا أَنْ يَحْبِسَ عَمَلُ يَمْلِكُ
قُوَّتَهُ ۖ (مسلم)

مارپیٹ نہ کرنا اور کسی طرح کی تہمت نہ لگانا

ابو سعید انصاری کہتے ہیں کہ میں ایک
دن اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ پیچھے سے
آواز آئی کہ ابو سعید! معلوم کر کہ خدا تجھے
بہتر راہ دے رہتا ہے میں نے جو مذبح
موجود رکھا تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم تھے میں نے جلدی عرض کیا
یا رسول اللہ! اس غلام کو میں نے خدا کی
خوشنودی حاصل کرنے کے لیے آزاد
کر دیا فرمایا اگر تو ایسا نہ کرتا تو دنیا کی آگ
تجھے جھلس جیتی ۴

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ
أُضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي
صَوْتًا عَلِمْتُ أَنَّ مَسْعُودَ اللَّهِ أَقْبَدُ
عَلَيْكَ فَالتَفْتُ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ هُوَ حُرٌّ لَوْ جَاءَهُ اللَّهُ فَقَالَ أَمَا لَكَ
نَفْعٌ لِّلْفَحْشَاتِ النَّارِ ۖ (مسلم)

ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص
اپنے غلام کو خدا کا مالانکہ غلام اس گناہ
کا مرتکب نہیں ہوگا جو موجب حدی یا مانتا
اس کو طایفہ مال کو اس کا کھارہ بس یہی ہے کہ
غلام کو آزاد کر دے ۴

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ ضَرَبَ
غُلَامًا حُرًّا سَمِ يَأْتِيَهُ أَوْ ظَمَأٌ فَكَفَّارَتُهُ
أَنْ يُعْرِفَهُ ۖ (مسلم)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اپنے

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَدْرِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ

قَدْ نَزَلَ مَرْمُوكُهُ وَهُوَ بَرٌّ قَدْ قَالَ
جَلْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَنَّهُ يَكُونُ كَمَا
قَالَ * (صحیحین)

لوڈی غلام کو عیب لگانے کا حالانکہ وہ اس عیب سے بری ہے تو عیب لگانے والا قیامت کے روز تہمت لگانے کی حاکم اور جانے گا۔ یاں اگر لوڈی غلام یہاں جو جیسا اس نے کہا ہے تو اس صورت میں اس پر کچھ الزام نہیں۔

عفو و درگزر

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ كَذَّبُوا عَنِّي الْخَدَمَ
فَسَكَتَ ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَدَّ
فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَ لِعَفْوٍ عَنْهُ
كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً * (ابوداؤد۔ ترمذی)

حضرت عمر کے فرزند عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ہم خدمت گزار کے قصور کی کتنی دفعہ درگزر کیا کریں۔ پیغمبر صاحبِ موش ہوئے اس نے پھر اسی بات کو دوہرایا پیغمبر صاحب اب بھی خاموش ہوئے تیسری مرتبہ جب اس نے دریافت کیا تو فرمایا ہر روز شریفہ درگزر کیا کروں

من المترجم۔ ہمارا ارادہ تو سرے سے لوڈی غلام کے باب ہی کے چھوڑ دینے کا تھا۔ اس لیے کہ خدا تجھ سے اس کی وجہ سے اسلام میں پانی مڑتا ہے اور نہ اس لیے کہ مخالفوں نے بے نیکی اعتراض کر کے سنوئی کے ناکے کو بند نہ پھرتی کو کھڑکی اور کھڑکی کو پھاٹک بنا دیا ہے اور ہم رخصتہ بندی سے عاجز ہیں بلکہ اس لیے صرف اسی لیے کہ اگر بی بی عمار کی کے ہوتے لوڈی غلاموں کی بحث ہم مسلمانوں سے متعلق نہیں اور اسلامی شریعت کے تمام احکام جو لوڈی غلاموں کے بارے میں ہیں مستعمل ہیں۔ خود قرآن سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ جزیرہ عرب میں اسلام سے پہلے لوڈی غلاموں کا عام رواج تھا۔ اَوْ لَوْ يَرَوْنَ اَنَّا جَعَلْنَا

فَلَمْ يَسْمَعُوا مَرَّةً مِّنْ عَفْوٍ اَللّٰهُمَّ مِّنْ اَوْ رِيَةِ اَيَّةٍ مِّنْ تَرْجِيْهِ دَعَاؤُكَ سَيِّدِ مَّرَاكِبِ حَقُّوْنَ مِّنْ كُنْهِيْ يٰ اَبُو بَكْرٍ

حَرَمًا اِمَّا لَا يَخْطُفُ النَّاسُ مِنْ حَرَمِهِمْ اَمَّا لِمَا طَلَبُوا مِنْهُ وَنَزَعُوا مِنْهُ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَكْرَهُ وَنَزَعُوا مِنْهُ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَكْرَهُ وَنَزَعُوا مِنْهُ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَكْرَهُ

غلام بنانے کا دستور یہ تھا کہ ظالم اور سفاک اور خود سر تو تھے ہی جب جی میں آیا نا حق مارا کسی گاؤں یا قافلہ پر چڑھ دوڑے۔ آرا کوٹا کوٹا کھانا اور کھورے بچے جو ہاتھ لگے پکڑ لائے۔ پھر ان کو خدمت کے لیے پاس رکھ لیا یا جس ہاتھ چاہا ڈھونڈ کر کی طرح فروخت کر دیا۔ تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان وقتوں میں قریب قریب اسی طرح کی غلامی یورپ اور امریکہ میں بھی تھی۔ انسان کی طبیعت ہی کچھ اس طرح کی سخت گیر واقع ہوئی ہے کہ کوئی زبردست کسی زبردست کی کوئی قوی کسی ضعیف کی محنت اور مصیبت کی جیسی چاہئے بیروا نہیں کرتا خدائے دنیا کا انتظام اسی قاعدہ پر مبنی کیا ہے جہلما لعضکم لعضیہ سحر ہا۔ دنیا کے سمندر میں جتنی موٹی مچھلیاں دبکتے ہو یہ سب چھوٹی مچھلیوں کو کھا کھا کر سوٹی ہوئی ہیں وہ تو خدا کی قدرت ہے کہ ایک ایک مچھلی لاکھ لاکھ انڈے بچے دیتی ہے ورنہ گر چھوٹے مچھلیوں نے مچھلیوں کا بیج مار دیا ہوتا۔ بے چارے جانوروں سے جیسی جیسی سخت محنتیں لی جاتی ہیں بار بار داری کے جانوروں کی حالت دیکھ کر معلوم کر سکتے ہو کہ کسی کے ہاتھ مجروح ہیں تو کسی کی پیٹھ کسی کی ناک چھدی ہوئی ہے تو کسی کی گردن میں طوق ہے محنت تو محنت آدمی ایسا موذی جانور ہے کہ ضرورت کے لیے بھی نہیں صرف مرے اور زبان کے پٹھاروں کے لیے ہر روز لگائے جھیر بکری جھینس اور کتے بے گزند پرندوں کا خون کرتا رہتا ہے۔ انسان کی سنگ دلی اور بے رحمی پوری پوری دیکھنی ہو تو ان شکاریوں میں دیکھو جو صرف تفریح طبع یا شوق خوریزی کے لیے شکار کرتے پڑے پھر بے ہیں یا گھر بیٹھے سینڈے بیڑ میں مرغ لڑاتے ہیں۔ یہ تو جب تک تہذیب اور شایستگی کا چرچا چھلکا ہے یعنی مذہب تک ہے لوگ جانوروں کا اتنا بھی خیال کرنے لگے ہیں کہ کہیں کہیں زخمی بیتلوں گھوڑے سگڑوں کو گاڑی میں جوتے اور طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے کی کچھ یوں ہی سی روک ٹوک ہونے لگی ہے۔ اپنے ابنائے جنس کے ساتھ آدمی کا برتاؤ بھی قریب قریب ویسا ہی ہے جیسا جانوروں کا ساتھ۔ ہم تو رعیت ہونے کو بھی ایک طرح کی غلامی ہی سمجھتے ہیں۔ فرق اگر ہے تو صرف لفظوں کا ہے۔ بہتر ہے بادشاہ ایسے ہو گئے ہیں اور اب بھی ہیں جو رعیت کو ایسا ایسا استاتے ہیں کہ کوئی وحشی مالک بھی لونڈی غلاموں کو ایسا نہ ستاتا ہوگا۔ ان باتوں کے معلوم کرنے کے بعد کوئی ہے جو اسلامی غلامی پر ٹھنڈے دل سے اعتراض کرے غلامی کے تمام اقسام کو موقوف کر کے اسلام نے صرف ایک ہی قسم کی غلامی کو جائز رکھا ہے کہ نبی لڑائی میں جو دشمن بچے آئیں وہ لونڈی غلام ہیں۔ اور مذہبی لڑائی یہ ہے کہ دشمن ظالم مسلمانوں کو ترک اسلام پر مجبور کریں اور مسلمانوں کو دفع دشمن کی قوت رکھ کر لڑنا پڑے۔ سو ایسی لڑائیاں اب تو کہیں ششے میں آتی نہیں بادشاہ ملک گیری کے لیے ایک دوسرے سے لڑتے اور مذہبی لڑائی بیستی جہاد کا نام کر دیتے۔ نہ صرف مسلمان بادشاہ بلکہ کوئی بھی ہو اور کسی مذہب کا بھی ہو اس لیے کہ شمول مذہب کے فوج قومی دل ہوتی ہے تو مسلمانوں کی جہاد کی ہی گہر و دار خود عیسائی بھی کرتے جو اسلامی جہاد پر بڑی سختی کے ساتھ مترقی ہیں

مات یہ ہے کہ مرجان ہمدردی نے لفظ جہاد کی ایک چڑ بنا رکھی ہے اور کچھ بھی نہیں۔ جہاد ایک قسم کا قانون حربہ ہے انگریزی میں مارشل لاکتے ہیں اور مواقع جنگ جہاد پر ایسا کرنا ہی پڑتا ہے مسلمان اگر نؤنڈی غلاموں کے بارے میں حدود و مشریت سے باہر ہو جاتے ہوں یعنی مثلاً ملکی لڑائی کا نام جہاد رکھ دیں۔ اور لڑائی کے قیدیوں کے ساتھ نؤنڈی غلاموں کا سا برتاؤ کریں تو یہ ان کا فعل ہے اور وہی اس کے لازم ہیں۔ پھر شرعی نؤنڈی غلاموں کے ساتھ بھی جس طرح کے برتاؤ کا حکم ہوگا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس سے بڑھ کر رحم دلی اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور اگر بعض مسلمانوں نے نؤنڈی غلاموں کے ساتھ سختی کی ہے اور آخرت میں اس کا خمیازہ اُن کو بھگتنا ہوگا تو بعض نہیں اکثر نے اُن کے ساتھ اس قدر نرمی بھی کی ہے کہ نؤنڈیوں کو بی بی اور غلاموں کو داماد تک بنا لیا ہے۔ مسلمانوں کے غلاموں نے ساہا سال تک ملک گیر لیا اور ملک اریاں کی ہیں کوئی اور قوم ایسی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ غرض اس باب کے باندھنے کی کوئی ضرورت تو نہ تھی اس لیے کہ اس کے حکم ہم سے متعلق نہیں سکرے نؤنڈی غلام نہیں تو اُن کے بارے میں جتنے احکام ہیں سبے قوف یا مطلق۔ یہ باب صرف اس بات کے دکھانے کے لیے باندھا گیا کہ اسلام کہاں تک نرمی اور ضعفاء کے ساتھ رحم دلی کی تعلیم کرتا ہے اسلام کی صداقت کو اُس کی تعلیم بتاتی ہے جانچنا چاہیے نہ مسلمانوں کے طرز عمل سے

قطعہ

بندہ ہماں یہ کہ رقصیر خویش عذریہ و گلاؤ خیرہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خدایندیش کس نتواند کہ بجسا آورد





خدمت گزاری

عَنْ ابْنِ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلَيْتُهُ لَهُمْ أَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْكَيْفَايَةِ أَمَرَ بِنِسْبَتِهِ وَأَمِنَ بِعُتْمِهِ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلِيهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ يُطَاهَرُهَا فَادَّبَهَا فَأَحْسَنَ لَدَيْهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ اعْتَقَهَا فَتَرَوْهُمَا فَلَا أَجْرَانَ لِمَنْ هُنَّ

ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ان دونوں کو دوسرے ثواب میں ایک اہل کتاب میں لے وہ آدمی جو اپنے نبی پر بھی ایمان لایا (مثلاً یہودی ہی تو موسیٰ پر اور عیسائی ہے تو مسیح پر) اور محمد ہی ایمان لایا۔ وہ شخص پرانی ملک ملک خدا کا بھی حق طاعت ادا کرتا ہے اور اپنے آقاؤں کا بھی حق خدمت ادا کرتا ہے تیسرے وہ جس کے پاس نو بندی ہو (راوی بخاطر ملکات ہ اس ہم بستر ہوتا ہے اسے غلام داری کی تعلیم دیتا اور عمدہ تعلیم دیتا ہے اور اس کا نام اور عمدہ طرح سکھاتا ہے پھر آزاد کر کے اس سے محل کر لیتا ہے تو اسے شخص کو دوسرے ثواب میں لے گا۔

عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ابْتِئَ الْعَبْدُ لَمْ يَقْبَلْ لَهُ صَلَوةٌ وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ إِيْمَا الْعَبْدِ ابْنِي فَقَدْ بَرَأْتُ مِنْهُ الذِّقَّةُ وَكَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ إِيْمَا عَبْدِي ابْنِي مَوْلِيَهُ فَقَدْ نَفَرَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ يَسْلَمُ

جریر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ اور جریر سے ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا جو غلام بھاگ جاتا ہے وہ اسلام کے ذمے اور عمدے خارج ہو جاتا ہے اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ غلام اپنے آقاؤں کی خدمت سے مودہ پھیر کر بھاگ جاتا ہو تو فقیدان کے پاس سے

حق شناسی و خیرخواهی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا
نَصَرَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ فَلَهُ
أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ (صحيح)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلام جب اپنے
آقا کی خیر خواہی کرتا اور اچھی طرح خدا کی عبادت
کرتا ہے تو اسے انوروں کی نسبت دو ہزار توابع
ملتا ہے (ایک آقا کی خدمت کا ایک خدا کی
عبادت کا)۔

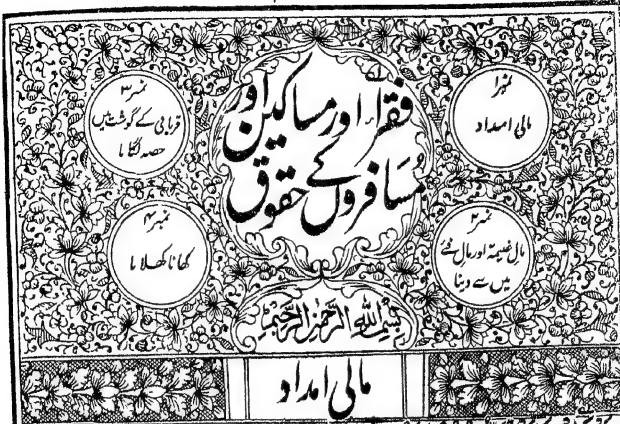
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَكَلُ كَلَامُ
رَايَ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ
فَالْإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ إِيْمٌ وَهُوَ
مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَايَ
عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ
رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَايَةُ عَلَى بَيْتِ
زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ
وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَايَ عَلَى قَالِ سَيِّدِهِ
وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ الْأَفْكَالُ كَلَامُ
رَايَ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

حیدر امد بن عمر سے روایت ہے کہ خلیفہ عبید بن
 خداصلہ امد علیہ السلام نے فرمایا لوگو! سنو!
 تم سب ایک رعیت کے نگہبان ہو اور تم سب
 ہی سے تو اس کی رعیت کے بارے میں
 پرسش کی جائے گی حاکم وقت جو لوگوں
 کے معاملات کی اصلاح کے لیے کھڑا
 جاتا ہے وہ لوگوں کا نگہبان ہے اور اس
 اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جا
 ے کہ تم اپنے خاندان کا نگہبان ہے اور
 اس اس کی رعیت کے متعلق سوال
 متورقہ اپنے شوہر اور شوہر کی اولاد
 کی نگہبان ہے اور اس ان کے بہن
 بوجھ گچھ ہوگی اگر کسی کا غلام ہے آقا کے
 مال متاع کا نگہبان ہو تو اس سے اس

میں المترجم ہم نے جس غرض سے نوڈی غلام کے حقوق کا باب بامعاوہ ہم اسی باب کے دل میں بیان کر چکے ہیں۔ اب اگر

ہم بالکل کس حقوق چھوڑ دیتے تو ہمارے سامنے اس طرح کے حقوق نہ ہوتے۔ ہم سب مل کر اس غلام کا حق ملک پر تو مالک کا حق غلام پر ہے۔

۴۱۔ ہاں نہ تو بڑی غلامی، مالک، ان غلام و معزوم ہونے کی حیثیت سے ان ۵۰ بابوں کے بعض احکام نوکریوں اور اقدوں سے متعلق سمجھے جاسکتے ہیں جس کا



مالی امداد

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قَبْلَ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، الْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ
النَّبِيِّينَ وَآلَى الْمَالِ عَلَى حُجَّتِهِ ذُو
الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ فِي سَبِيلِ
وَالسَّارِقِينَ وَفِي الرِّقَابِ (بقرہ ۱۷۷ بارہ)

رسمداق، نیکی یہی نہیں کہ نمازیں اپنی سمتوں
مشرق کی طرف کرو، یا مغرب کی طرف کرو بلکہ اصل نیکی
تو ان کی جو جو امداد اور فرائض اور شہادتوں اور آسمانی
کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے امداد اور عزت
کی سبب پر شہادتوں اور اوروں اور محتاجوں اور مسکینوں
اور مانگنے والوں کو دینا اور غلامی وغیرہ کی قید
لوگوں کی اگر دونوں کے
(پھر اسنے میں دیا)

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ يَتَحَرَّوْنَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا لِلْأَرْضِ
بِحَسَبِهِمْ الْجَاهِلِ سَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ

غیرات تو ان عاجز مردوں کا حق ہے جو امداد کی راہ
میں گھرے، پیٹھے میں ملک میں کسی طرف کو جانا چاہیں
تو جانتے ہیں کہ جو شخص ان کے حال سے بے خبر
(ہو وہ) ان کی خودداری کی وجہ سے ان کو غنی سمجھتا

۱۷ فقہ اور مساکین میں عرق ہے اسے ہم عرواں رکوع کے نیل مصادف رکوع کے ذیل میں قدرے توضیح کے ساتھ بیان کر گئے ہیں
اس کے ساتھ اس مقام کو بھی پڑھو ۱۷۷ ہدی ایت سے ترجمہ فقہ و حقوق قرابت میں دیکھو مصادف رکوع امداد فقہ و حقوق قرابت امداد فقہ و حقوق
اور حقوق بتائے ہیں جو انہیں حسن سلوک کے عوض ان کے ذیل میں لی گئی ہیں وہی یہاں بھی استثنیٰ ہیں مگر ہم نے تکرار کی وجہ انہیں چھوڑ دیا ہے
والہذا انہیں نہیں کوئی سے دلا کر پڑھے تو مطلب ہے ہر شخص ہو جائے گا اور یہ وضاحت حاصل ہوگی ۱۷

تَحْرَاهُمْ يَسْتَلُونِ النَّاسَ
الْخَافَاءَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ
بِهِ عَلِيمٌ (بقرہ ۲۷۴ یا ۲۷۵)

لیکن (ای مخافہ) تو ان کو دیکھتے تو ان کی صورت سے
ان کو صاف پہچان جاتے کہ محتاج میں مگر ان کی حالت
کو لوگوں سے چھپائے ہوئے اور کچھ بھی تم لوگ (پسے) مال یہ
سے (خیرات) طور پر خرچ کر کے تو (غیب میں) کھوکھ (مساکین)
کو جانتا ہوں

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَادٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ
إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلُ كِبَارٍ قَادِعُهُمْ إِلَى
شَهَادَةٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَذَلِكَ
فَاعْلَمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ
خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَإِذَا
هُمْ أَطَاعُوا لَذَلِكَ فَاعْلَمْهُمْ أَنَّ اللَّهَ
قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ
أَعْيُنِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن بھیجے
ہوئے تھا کہ تم اہل کتاب کی ایک قوم کے
پاس جاتے ہو تو پہلے ان کو اس بات کی
طرف بلاؤ کہ وہ گواہی دیں (یعنی اس عقیدہ
کا اہل گرد کریں) کہ خدا کے سوا کوئی معبود
نہیں اور محمد خدا کے رسول میں پھر اگر وہ
اس میں تمہاری اطاعت کریں تو اب بغیر
معلوم کر دو کہ خدا نے ان پر دین میں
پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ ایسے بھی
تسلیم کریں تو پھر انھیں یہ بات معلوم کرانی
چاہیے کہ خدا نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے
جو ان کے مال انوں سے لے کر

ان ہی کے فقراء کو
دی جائیگا

(صحیحین)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ اَبَدَلْ بَرَجَرَةً فِي جَبْ بَرَجَرَةٍ صَبَحَتْ مِنْ مَدِينَةِ نَسْرَبِ لَاسَ تَمَعَدُ دُوسَ جَدِ سَمَلَانِ مَعِي دِينِ كِي تَعْلِمُ بَانِي
كِي يَهِ اَكْرَ كُفْرَ اَلْعَدَا كِي دُرْسَ مَعِي بَرَجَرِ صَاحِبِ كِي خَدَتِ مِي مَعِ هُوَ كُفْرَ تَقِي يَهِ لُوكِ مَحْصِ بِلَهِ مَرَسَانِ مَعِي مَعِي مِي مِي رَسَبَ اَوْرَ اَلْعَدَا
مَدِينِ كِي حِلَّتِ بَرَجَرَانِ كَرَسَ اَكْرَسَ عَوْرَ عَوْرَ نَقَرُ دَاوِي وَدَسَ صَوْرَ سَوَالِ تَقِي مَوْنَهْ جَوْرَ كَرَسَبِ اَلْعَدَا تَقِي مِي لُوكِ صَحَابِ
مَعِي كَمَلَتِ مِي مَعَرُ كِي مَعِي جَوْرَ تَقِي مِي مَعِي مَعِي مِي مِي لُوكِ طَرَفِ كِي كِي جَوْرَ سَابِنَا كِي كِي مَعَرُ كِي مِي لُوكِ سَابِنَا كِي رَوَا
مَعَا اَسِي مِي لُوكِ سَبِي مِي مِي مِي مِي مِي مِي مِي مِي مِي M

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُسْكِينُ
الَّذِي يُطَوَّفُ عَلَى النَّاسِ زُكُوةً لِّلْفَقْرِ
وَاللَّقَمَتَانِ وَالزَّمَّةُ وَالزَّمَرَتَانِ وَلَكِنَّ
الْمُسْكِينَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ
لَا يُعْطَنُ بِهِ فَيَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا
بِقَوْمٍ فَيَسْأَلُ النَّاسَ (صحیحین)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ
نہیں جو لوگوں میں گھومتا پڑا پھرے
اور ایک ایک دو دو لمبوں یا ایک ایک
دو گھجوروں کے بلے درباردار مارا پھرے
بلکہ اصل مسکین وہ ہے جو اس قدر تو محرومی
نہایت ہوئے کہ بے نیاز کر دے اور کسی کو
اُس کی اس حالت کی جرحی نہ ہو خصوصاً تو لوگ
اُسے خیرات بھی دیں اور نہ وہ لوگوں
سے مانگے کھڑے ہوں

من الترمیم خاندانی امداد کے پانچ مستحق ایک آیت میں جمع کر دیے ہیں وَالَّذِينَ قُرُوبَتُهُمْ يَسْأَلُونَ
مسافر ہم اقسامِ خمس میں سے چار کی نسبت موقع مناسب میں جو کچھ لکھنا تھا لکھ چکے۔ ایک ابنِ اسماعیل (مسافر)
رہ گیا ہے۔ پانچوں قسموں میں محتاجی مفہوم مشترک ہے یعنی محتاجی اُن کو مستحق امداد بناتی ہے۔ محتاجی نہ ہوتو
اُن میں سے کسی کا بھی مستحق نہیں۔ اور بلا استحقاق دینا دانا تھا کدوا تھا کدوا میں اہل ہے نہ ادا نہ فرمائی
زکوٰۃ میں۔ خدا کے مصارفِ خیرات اس بے مقرر فرمائے تھے کہ قوم میں خوش حالی بڑھے۔ کسی اتنی ضرورت
کی حاجت اُٹھتی نہ ہے۔ لوگوں سے اُس صلحہ کو تو سمجھنا نہیں خیر خیرات کے طریقے کو ایسا پیٹ بھر کر گزارا کہ
کتنے بے غیرت مکار کمال بیبیک کو فریادِ معاش بنائیے اور مردم شماری کے نقشوں سے ثابت ہوتا ہو کہ یہ گروہ
بے شکوہ بولنا فیوٹا خاص کر مسلمانوں میں حیرت انگیز ترقی کر رہا ہے یہ لوگ طرح طرح کے جیلوس اپنے متین
مستحقین کے گروہ میں داخل کرنے کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں۔ سب سے آسان اور کثیر الاستعمال طریقہ مسکین و
مسافر بننے کا ہی دینے والوں کو چاہیے کہ مانگنے والوں کو دھوکے میں آئیں قوم کی حالت بے جا داد و دہش کی وجہ
سے بہت کچھ خستہ ہو گئی ہے اور ہر ہی خستہ ہوتی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ اس نصیحت پر عمل کرنے سے کوئی دشمنی
مستحقِ واجبی امداد سے محروم ہے۔ مگر ناسحق کے پاس سے واقعی مستحق کے محروم رہنے کا نتیجہ قوم کے حق
میں آخر کار ضرور اچھا ہونے والا ہے۔ اس کے سولے اُٹھ کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی :

فلاحیت کا مطلب یہ ہے کہ مساکین میں سب سے زیادہ مستحق امداد مسکین ہے جو متعصب چندیں صفاتِ مذکورہ ہند ۱۲
۱۵ کہیں میں تھے مختلف کا طریقہ جاری رکھو کہ اس سے اُس الفت بڑھتی ہے ۱۲

مالِ غنیمت اور مالِ فتنے میں سے دینا

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ
لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ فَإِنَّ السَّبِيلَ ۖ

(انفال ع ۵ بارہ ۱۰)

اور (مسلمانو!) جان رکھو کہ جو جبینہ تم (لڑائی میں) گھومتے ہو، ان کو مار ڈالو اور ان کے پیچھے نہ چلو۔ اور رسول کا اور رسول کے اقرباء و اولاد کا اور نبیوں کے اولاد کا اور مسافروں کا۔

مَا آتَى اللَّهَ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ
فُلِلَّهُ وَاللَّيْلُ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَى لَا يَكُونَ دُولَةً
بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ وَمَا أَنْكُرُ
الرَّسُولَ فَعْدْوَةً ۖ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ
فَاتَّقُوا ۖ وَأَتَقَى اللَّهَ طَرِيقَ اللَّهِ شَرِيبُ
الْحَقَّارِ (احقرع اباره ۲۸)

حرمِ مال (۱) العدا ہے رسول کو (ان) بستیوں کو گلوں
 سے مُفّت میں دلو اسے تو (وہ) العدا کا (حق) ہے اور
 رسول کا اور (رسول کے) قربت داروں اور اڈیوں کو
 اور محتاجوں اور (بے توشہ) مسافروں کا (یہ حکم) اسے
 (دیا گیا کہ) جو لوگ تم میں مال لائیں یہ مال اُن ہی
 میں چلنا پڑتا ہے (۱) اور مسلمانو! جو چیزِ منیہ تم کو
 اٹھ اٹھا کر دے دیا کریں وہ تو سے لیا کرو اور جس چیز
 (کے لینے) سے تم کو منع کریں (اُس سے) دست کش
 رہو اور خدا کے (غضب) سے ڈرتے رہو (کیونکہ خدا
 کا بار بڑی سخت ہے) •

ول حقوق تباہ میں بھی یہ آیت لی گئی ہے اور وہ ہیں اس کا فائدہ نقل کیا گیا ہے مزید توضیح کے لیے اس مقام پر اس سے بھی پڑھ لو ۱۲ سورہ بھی آیت سے ترجمہ حقوق تباہ میں ملاحظہ ہو ۱۲

قربانی کے گوشت میں حصہ لگانا

وَإِذْ نَفَخْنَا فِي السَّافِرِينَ الْمَاءَ الْيَسَّادَ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ
فِي آيَاتِهِ مَعْلُومَاتٍ ۚ عَلَىٰ مَا نَزَّلْنَا مِنْ هَذِهِ

اور ہم نے ابراہیم کو یہ بھی حکم دیا کہ لوگوں میں حج کے لیے پکاراؤ کہ لوگ تمہاری طرف (وڑے پلے) آئیں گے ان میں سے کچھ تو سچاؤ اور کچھ بے طرح کی (ذہنی) سواریوں پر چڑھ کر دور و دراز سے آئی ہوں گی سو انہیں گے زور و زور سے کہ ان کا مقصد یہ ہوگا کہ اپنے فائدوں (یعنی تجارت کے لیے بھی) وقت پر آمد و رفتوں اور (غیر) فائدوں کے جوش و خروش

<p>الْأَعَامِرُ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا أَلْبَانِ الْفَقِيرِ ○ (ح ع ۵ پارہ ۱۷)</p> <p>وَالْبَدَنُ جَعَلْنَا لَكُمْ مِنْ سَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَبَرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ بِأَصَوَاتٍ فَاذْأَوْحَسَتْ جُفُوهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا الْقَائِمَ وَالْمَعْتَرِظَ كَذَلِكَ يَتَبَيَّنُ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ (ح ع ۵ پارہ ۱۷)</p>	<p>چارپائے اُن کو دینے میں (اُن) خاص نوس میں اُن کی قربانی کرتے وقت اُن پر حد کا نام لیں ف تو (لوگو! قربانی کے سوتے میں) سے (کپ بھی) کھاؤ اور صیدیتہ نہ متحمل کو بھی) کھلاؤ۔</p> <p>اور (مسلمانو!) ہم نے تمہارے لیے قربانی کے اونٹوں (کو بھی) اُن (قابل دست) چروں میں قرار دیا ہے جو حد کا ساتھ مانو اُن کی جاتی میں اُن میں تمہارے (چند درجہ) فائدہ ہیں ف تو (اُن فائدہ) کو سکرے میں حد کے نام قربانی کرتے وقت اُن کو کھڑا کر ف (بج کر دو بیچ کرتے وقت اُن پر حد کا نام لویہ جیبہ کسی پہلو پر گر پڑیں) اور (ٹھنڈے ہدیہ میں) تو اُن میں (آپ بھی) کھاؤ اور قناعت پیشہ اور گداؤنی پیشہ (ہر طرح کے محتاج) کو کھلاؤ۔ ہم نے (اُن) (انجانوروں) کو تمہارے میں کر دیا ہے تاکہ تم (ہمارا) شکریہ کرو۔</p>
<p>ف حاصل ہوں سے قربانی کے تین دن مرد ہیں حج کی رسم اسلام سے پہلے بھی تھی مگر اُس میں بہت سی خرابیاں ہیں نیز کجا و اہل ہوگی تھیں۔ اسلام سے کچھ روز قبل اور یہودیوں سے پاک کر کے اُس کو عبادت کا خاص سنگ یا اور قربانی بھی ایک طرح کی عبادت تھی تو مطلب یہ کہ لوگ عبادت کی طرح پر غارتہ کلمہ کلج بھی کریں اور چونکہ موسیٰ حج میں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے لیکن یہ سے فائدہ بھی اٹھائیں ۱۲ ف قربانی کے ادب سے مراد یہ ہے کہ کرب کوئی حاضر قربانی کے لیے نافرمان کر دیا گیا تو بدعت اسبج کر اُس کی خدمت کرے اس کے ہاتھ سے ادب پانی کی جسم برکتے اور اُس سے سوا سی اور لادنے کا کام نہ لے ۱۳</p> <p>ف حادروں کے اور انا بنجملہ اُونٹوں کے فائدے سب کو معلوم ہیں اُن کا دودھ پیا جانا اور دودھ گھی اور مکھن اور انواع و اقسام کی مزے دار چیزیں بنائی جائیں وہ لادنے اور سوا سی اور زمین جو ستے کے کام آتے ہیں اُن کی اُونٹ اور کھال اور ہڈی کوئی چیز نہ لادیں ۱۴ ف اونٹ کو کھڑا کر کے بیچ کیا جاتا ہے۔ اس میں بیچ کرنے والوں کے لیے آسانی ہے اور خود اونٹ کے لیے بھی ۱۵</p>	
<h2 style="text-align: center;">کھانا کھانا</h2>	
<p>وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مُسْكِينٍ ○ (فقہ ۲۳۴ پارہ ۲۰)</p>	<p>اُنٹوں (لوگوں) پر روزہ فرض ہے اور مرض یا سفر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے مگر اُن کو کھانا شینے کا مقدر دینا اُن (لڑکے) روزے کا ہر ایک محتاج کو کھانا کھلا دینا ہے۔</p>
<p>یہ روزہ کسی مسکین کو دینا ہے جسے حقوق امین (روزے کے عموال) کے دل میں گر چکی اس کے ساتھ اسے بھی دینا ہے۔</p>	

<p>لَا يُوَاحِدُكُمْ اللَّهُ بِالْعُورِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُوَاحِدُكُمْ بِمَا عَقَلْتُمْ لَا يَمَانُ فَكَفَّارَةٌ أَطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تَطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ ۝ (المائدہ ۱۲۶ پارہ ۱۶)</p>	<p>تھوڑی قسموں میں جولاہی ہیں اُن پر تو حد اقصیٰ سے کچھ مواخذہ کرنا پیش ہاں کئی قسم کھانا اور پھر اُس کے خلاف کرو تو خدا تم سے اُس کا مواخذہ کرے گا تو اس کئی قسم کے تورنے کا کھانا دس مسکینوں کو متوسط درجے کا کھانا کھلا دینا ہے ۝</p>
<p>فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرٍ مِمَّا بَعَدَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمَاسَ فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِي طَعَامِ سِتِّينَ مَسْكِينًا ۝ (المجادلہ ۱ پارہ ۲۸)</p>	<p>پھر (اگر) کفارے میں (جس کے بعد) ایسی نہ ہو تو ایک دوسرے کو ہفتہ لگانے سے پہلے (دو لگاتار دو مہینے کے روزے لگئے) اور جس نہ ہو سکے قسماً ستر مسکینوں کو کھانا کھلا دے ۝</p>
<p>وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حَجَّتِهِ مَسْكِينًا وَبَيْنَمَا قَائِلٌ ۝ (الدرع ۱ پارہ ۲۹)</p>	<p>اور خدا کا حق کے محتاج اور تیرم اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں ۝</p>
<p>وَلَا تَخْضَوْنَ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ فِرَارًا وَلَا بَحْضَ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ ۝ (اعون ۱۰)</p>	<p>اور تم (لوگ) ایک دوسرے کو محتاج کے کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دینا اور مسکین کو آپ کھانا کھلانا تو دور کیا لوگوں کو پھٹاؤں کے کھانا کی ترغیب نہیں دینا ۝</p>
<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ أَلْوَنُهُ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُزَكُّ الْفُقَرَاءُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَبُغِمَ</p>	<p>حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا میں نے کھانا اُس دیکھنے کا کھانا جو جس کے کھانے کے لیے دیا گیا بلایا جائے اور محتاج و مسکین چھوڑ دیئے جائیں اور جس نے دعوت کے قبول کرنے سے انکار کیا اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی ۝</p>
<p>وَلَا يَدْعُوهُ كَاطَرَةٍ ۝ ابھی اتحاد و محبت پیدا کرنے کا ذریعہ ہو اور جب کوئی شخص کسی کی دعوت قبول نہیں کرتا تو اس کے یہ سنی ہیں کہ یہاں جہل سے گریز کرتا ہے ۝ (نافرمانی نافرمانی ۱۲)</p>	<p>۝</p>
<p>لَا يَدْعُوهُ اس کا ترجمہ فائدہ اور فہم کے کھانے کا خلاصہ بیان پہلے حصے کے ضمیمہ میں آداب قسماً کے عنوان کے نیچے ملاحظہ ہو ۱۲ ۝ ہمارا کلام اور بیان اور آیت کا تاویل یا بعد اسی حصے میں حقوق رعایوں کے عنوان میں ہمارے پڑھو ۱۲ ۝ برآئے میں استیعاب سے حقوق تیسارے اور قیدیوں کے حقوق میں بھی گزرجو پھر یہ آیت کا مطلب سمجھنے کے لیے اس کے ساتھ متذکرہ والا عنوان کو ضرور پڑھو ۱۲ ۝ اس آیت کا قبل و بعد دیکھا اور مطلب سمجھنا تو حقوق تیسارے کا عنوان ملاحظہ ہو ۱۲ ۝ پھر سورہ بقرہ میں نوافل حقوق تیسارے میں ۱۲</p>	<p>۝</p>

نَحْيَةً مِّنْ عَنِ اللَّهِ مُبْرَكَةً طَيِّبَةً
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُونَ ○ (النور ۸ پارہ ۱۸)

(سلام ایک) دعائے خیر ہے جو تم مسلمانوں کی خدا کی
طرف سے تعلیم کی گئی ہے (برکت والی عمدہ باتوں اور
اپنے احکام تم کے کھول کھول کر بیان کرتا ہے
تاکہ تم سمجھو)

اشار

یعنی اپنے سے دوست کو مقدم رکھنا

وَالَّذِينَ بَوَّءُوا الدَّارَ وَالْآثَانَ هُمْ فِيهَا
يُجْتَنُونَ مِنْهَا جَمْعًا لِّهَمَّ وَلَا يَجِدُونَ فِي
صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ

اور دہان ہاں جو ہے لڑے ہاتھ آیا ہے، ان کا بھی حق ہے کہ
(مہاجرین ابھی ہجرت نہیں کی تھی اور وہ) ان کے پہلے سے نہیں
اور سلام میں داخل ہو چکے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے ہیں
اُس محبت کرنے لگے ہیں اور دہان غصہ میں آج مہاجرین
(کچھ بھی دے دیا جائے اس کی وجہ یا اپنے دل میں اس کی کوئی
طلب نہیں)

فل لوگوں میں رہنا ڈاؤ تھا و پیدا ہونے کا شاعرہ فریاد کیا ہے اور اس آیت کا مقصود اصل یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس لیے
ماہی اتحاد کو بڑھائیں۔ ابھی لوگوں کی یہ حال ہے کہ جہاں تک سہولت کے بارے میں بات کی جائے تو وہ سب سے پہلے دیکھتے ہیں
اور مص لوگ مثلاً لکھنؤ وغیرہ مسعودی کی دیکھ کر کہش رہتے ہیں کہ حضور سچے عاقل ہیں لیکن اگر یہ مقدور زیادہ کثرت سے جاری ہوا کہ جس
کھا لکھا یا تم نے یہ پیمانہ کھا لیا تو کہہ دو کہ جس مسلمانوں میں کہنے کی اور اتفاق پیدا کرنے کی عمدہ تدبیر ہے۔ اور مالکتم مفتوح کا ایک عمل یہ بھی ہو کہ
اگر رستے داروں میں کوئی شخص کہیں مہمان چلا جائے تو قریب کے رشتے دار کو جس پر اس کا اعتبار ہے گھر کی کھیاں دے گا تاہم اوڑھنی یہ ایک طرح کی اجازت
ہو کہ تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو گھر میں سے لینا لیکن یہ کتنی رکھنے والے خود اپنی طبیعت سے اجنبیت رہتے ہیں وہ اگر صاحب خانہ کی اجنبیت
میں ضرورت کی کوئی چیز نہ ملے تو وہ اگر غرض ہو مگر دبا میں نصاف نہیں پھیل گئی ہے نہ کوئی کسی کے ساتھ اپنی سخاوت کرنی چاہتا ہے
نہ سخاوت سے ڈرتے کوئی ایسی سخاوت سے فائدہ اٹھاتا مگر اسلامی اُلوہ کو ترقی دینے کی ایک تدبیر چلنے لگتی ہے اور مالکتم مفتوح

سے مفسر نے تیسرا دلی سرپرست یا دھمی مہتمم بھی مراد لیا ہے ۱۲

فل یعنی مہاجرین کو ملنا ہوا اور بچ کر ان کے دل میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی کہ یہ حراں کو ملا ہے ہم کو ملے بات۔ یہ کہ سیدنا
کے وقت مسلمان دو طرح کے تھے ایک وہ کہ ہمیں صلوات کفار کلمہ کی ایسی باتوں سے عاجز کر کے یہ تشریف لے گئے اندر ہی کو جبکہ کہتے ہیں
تو ہر مسلمان جہاں کہیں کافروں کے نزع میں تھے پتہ صلوات دینے تشریف لے آتا سن کر گئے جیسے وہ نزع میں آئے اور مہاجر
کلمائے دوہرے خود دینے کے لوگ جنہوں نے پیسہ صلوات کو اور مہاجر مسلمانوں کو پناہ دی اور ان کی مدد کی وہ انصار کلمائے ہجرت
کا قاعدہ مسیح کلمہ تک بنا کر نفع ہوا تو وہ نے سلام کو غلط یا اور ہجرت کی ضرورت باقی رہی ہر مسلمان جہاں تھا وہی جگہ مطمئن تھا کوئی
اُس کو سنا نہیں سکتا تھا ۱۳

عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جَحْفَةَ عَنْ أَبِيهِ
 قَالَ أَخِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بَيْنَ سَلْمَانَ وَابْنِ الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ
 الدَّرْدَاءِ مُبْتَدِلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكَ
 قَالَ أَحْوَاكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ
 فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ
 طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَ
 مَا أَنَا بِأَكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ فَأَكَلَ فَلَمَّا
 كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ بِقَوْمٍ
 فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا شَرُّ ذَهَبَ بِقَوْمٍ فَقَالَ
 نَعَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ
 فَمَ لَأَن فَصَلِّمَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ إِنَّ
 رَبَّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ
 حَقًّا وَلَا هَرَبَكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَاعْطِ كُلَّ
 ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَدٌ
 سَلْمَانُ +

(دعوتِ جاری)

ابو جحیفہ کے بیٹے عون اپنے باپ ابو جحیفہ سے
 روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلمان
 اور ابو الدرداء دونوں میں بھائی یا راد کر دیا تھا
 تو سلمان نے ابو الدرداء کی بی بی اُم الدرداء کو بڑی
 حالت میں دیکھ کر پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہو؟ اس نے
 جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابو الدرداء کو دنیا دار کی
 سے کچھ مطلب نہیں آتا میں ابو الدرداء ہی لگے
 اور اُنھوں نے دہلیزے مانتے سے سلمان کے لئے
 کھانا تیار کیا اور کھانا تیار ہو گیا تو کھانا بھائی سلمان
 تم کھانا کھا لو بیعت روزے سے ہو سلمان بولا
 تاؤ عید تم نہ کھاؤ گے میں کھاؤں گا نہیں اس پر
 ابو الدرداء سلمان کے ساتھ کھانے بیٹھ گئے رات
 ہوئی تو ابو الدرداء نماز تہجد کے بعد کھڑے ہوئے
 لئے سلمان نے کہا ابھی سورج پھر وہ اُٹھ گئے
 تو سلمان نے کہا ابھی اُتر سورج ہو جب پچھلی رات
 ہوئی تو سلمان نے کہا اب اُٹھو چنانچہ وہ بولے
 نے اُٹھ کر نماز تہجد پڑھی پھر سلمان نے
 ابو الدرداء کی طرف بوسہ سخن کر کے کہا کہ بھائی
 ابو الدرداء! تم پر تمہارے پروردگار کا بھی حق
 ہے تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے تم پر
 تمہاری بی بی کا بھی حق ہے تو تم ہر حق دار
 کو اُس کا حق دو اس کے بعد ابو الدرداء نے
 جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حاضر ہو کر ان باتوں کا ذکر کیا پیغمبر
 صاحب نے فرمایا سلمان نے بالکل
 سچ کہا +

احسان و سلوک

الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ
وَأَزْوَاجَهُ أَتَقْتُلُهُمْ مَوْلَاوَلَا ذَرْعًا
بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُخْرَجِينَ لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ
أَوْلِيَّكُمْ مَعْرِفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ
مَسْطُورًا ۝ (الاحزاب ع ۱ - پارہ ۲۱)

پیشتر مسلمانوں پر خود ان کی جانوں سے بھی
زیادہ حق رکھتے ہیں اور وہ مسلمانوں کے باپ کی
جگہ میں اور پیغمبر کی بیبیاں (ادب تعظیم میں)
ان کی مائیں میں **ف** اور رشتے دار تقابا سے
کی رشتہ دار تمام مسلمانوں اور مہاجر و مدینہ کے
ایک کے حق دار ایک میں **ف** مگر یہ کہ تم اپنے
دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا چاہو اور وہ بات دوستی
ہے یہی حکم کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ ابْنِ الزَّيْزِلِ صَلَۃُ
الرَّجُلِ أَهْلًا وَذُرِّيَّتَهُ بَعْدَ أَنْ يُؤْتَىٰ بِمُحَمَّدٍ

ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے بڑھ کر نیکی آدمی کا اپنے
باپ کے دوستوں کے ساتھ احسان کرنا ہو باپ کے کہیں
پہلے جائے یا آخر جانے کے بعد۔

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ بَيْنَا كُنْزُ عِنْدَ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ
مِنْ بَنِي سُلَيْمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ
بَقِيَ مِنْ بَنِي أُبَيٍّ شَيْءٌ ابْنُ هُمَارٍ بِهِ
بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ

ابو اسید کہتے ہیں کہ ہم بہت آدمی جناب پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ قبیلہ
بنی سلیمہ کا ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ
میں اپنے والدین کی زندگی میں جہاں تک ان کے
ساتھ نیکی کر سکتا تھا کر چکا تو کیا اب ان کے ساتھ
نیکی کرنے کا کوئی اور ایسا طریقہ باقی ہے جو ان سے
ان کے گھر پیچھے ان کے ساتھ نیکی کر سکو فی الحال

۱۲ جو لوگ پیغمبر کے گھر میں رہتے ہیں ان کے گھر کے

ف جو لوگ پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات کی نظیر رکھنا چاہتے ہیں ان پر بڑی ذمہ داری عائد
ہوتی ہے ۱۲ **ف** شروع شروع میں جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ میں آکر رہے تو پیغمبر صاحب نے مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ
کرا دیا تھا امداد ایک کو ایک کا وارث بھی ٹھہرایا تھا اس مصلحت سے کہ مہاجرین کو مالی ضرورتیں تھیں۔ پھر جب اسلام کی فتوحات ہوئیں
اور مہاجرین کو خزانے مستفی کر دیا تو صرف رشتہ داروں میں ہی میراث کا قاعدہ جاری رہا۔ اور مہاجرین و انصار کا باہمی
تواضع و موقوف ۱۲

الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالْأَسْتِغْفَارُ لَهُمَا
لِنَفَادِ عَهْدِهِمَا مِنْ كَيْدِ الْوَصَلَةِ الرَّحِمِ
الَّتِي لَا تَوْحِيلُ إِلَّا بَيْنَهُمَا وَإِكْرَامُ
صَدِيقِهِمَا * (ابوداؤد - ابن ماجہ)

اُن کے حق میں دعا کرنا اُن کے لیے خدا
سے بخشش مانگنا اُن کے عہد پیمان
پورا کرنا اور صرف اُن کی محبت اور اُن
کی خوشنودی کے لیے صلہ رحمی کرنا
اور اُن کے دوستوں کی تعظیم و توقیر
کرنا *

تعارف

عَنْ زَيْدِ بْنِ كَعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ
فَلَيْسَ آلَ عَيْنِ أَبِيهِ وَاسْمُ ابْنِهِ وَمَنْ
هُوَ فَإِنَّهُ أَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ * (ترمذی)

زید بن کعبہ روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک شخص دوسرے شخص سے
دوستی اور بھائی چارہ کرے تو اُسے اُس کا اور اُس کے
باپ کا نام پوچھ لینا چاہیے اور یہ بھی کہ اُس کا قسم
اور قبیلہ میں کا ہے کیونکہ اس سے دوستی میں
زیادہ قوت اور استحکام ہوتا ہے و

من المسترجم - نتیجہ ادا استقراء سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوست کے حقوق دوسرے دوست پر گنجائش
طرح کے ہوتے ہیں ایک مال میں کسی ایک دوست کو دوسرے دوست سے مال خزانہ ہو بلکہ اپنے دوست کے حق کو
اپنے سے مقدم سمجھے اور اپنا حقد سے لطیف خاطر سے دے اور یہ بات آئہ واللہ فی تبیح الدار والاہل من اللہ سے
مشتمل ہوتی ہے جسے ہم عنوان اشار کے ذیل میں مع ترجمہ و فوائد نقل کرتے ہیں *

دوسرا حق یہ ہے کہ ایک دوست دوسرے دوست کو اپنی جگہ سمجھے اور جو چیز اپنی حاجت سے زیادہ ہو اُسے
بے مانگے دے ڈالے سمجھے کہ اگر دوست کو مانگنے کی حاجت پیشے اور بے مانگے دوست کی مدد نہ کرے تو وہ دوستی
کے درجے سے گر گیا کیونکہ اُس کے دل میں دوست کی غمخواری نہیں رہی *

ایک بزرگ کی حکایت بیان کی جاتی ہے کہ انھوں نے اپنے ایک دوست سے کہا مجھے چار ہزار شریفیوں
کی ضرورت ہے دوست نے کہا دو ہزار تو اتنے کو اور دو ہزار پھر دے دوں گا۔ اس بزرگ نے اُس کی طرف سے نمونہ
پھیر لیا اور کہا مجھے شرم نہیں آتی کہ دوستی کا دعوے کرتا ہے اور پھر مال کے دینے میں دریغ کرتا ہے۔ اسی کے
قریب قریب ایک اور حکایت بیان کی جاتی ہے کہ کسی نے ایک بادشاہ کے پاس متصوفوں کے

وَل مطلب یہ ہے کہ جب بیتہ دہر ہوئی اور اُن سے بڑھتا ہے اور دوست کو دوست کے ہر ذریعہ حالات معلوم ہونے سے
موانع ادا کا خیال رہتا ہے * من المسترجم

ایک گروہ کی چٹلی کھائی۔ بادشاہ نے سب کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔ ان میں ایک بزرگ تھے ابو الحسن نورانی اور یہی اس گروہ کے مقتدا اور سب میں پیش پیش تھے۔ بادشاہ کے پیادے جب ان لوگوں کو متصل میں لے گئے تو ابو الحسن سب سے پہلے قتل ہونے کے لیے آگے بڑھے اور کہا کہ پہلے مجھے قتل کر ڈالو۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کیوں؟ کہا یہ سب صوفی میرے دوست ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک ساتھ پہلے اپنی جان ان قربان کروں۔ اور ان کے قتل ہونے کی تکلیف اپنی آنکھ سے نہ دیکھوں۔ یہ سن کر بادشاہ تعجب سے بے چین ہوا کہ جو لوگ ایسے مروت ہوں۔ انھیں کس طرح قتل کیا جائے چنانچہ سب لوگ چھوڑ دیے گئے۔ ایک اُوزر بزرگ تھے فتح موصلی نام۔ وہ اپنے ایک دوست کے گھر گئے۔ دوست تو مکان پر بلا نہیں اس کی لونڈی سے کہا اپنے مالک کا صندوقہ اُٹھالا وہ گئی اور صندوقہ اُٹھا لائی۔ انھیں حنا رو پیہ در کا تھا صندوقہ میں سے لے لیا۔ دوست گھر میں آیا اور یہ واقعہ سنا تو اس نے مارے خوشی کے لونڈی کو آواز کر دیا۔ حنفیہ ابو ہریرہ کے پاس ایک شخص اگر کھنے لگا کہ میں تم سے دوستی کرنی چاہتا ہوں۔ فرمایا تجھے دوستی کا حق بھی معلوم ہے۔ کہا نہیں۔ فرمایا دوستی کا حق یہ ہے کہ تُو اپنے روپے پیسے میں اپنے تئیں مجھے زیادہ حقدار نہ سمجھے۔ اس نے کہا میں تو ابھی اس رتبے کو پونچھا نہیں فرمایا تو تُو دوستی کے قابل نہیں۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا یہ حال تھا کہ کھانے میں بکترے میں۔ روپے پیسے میں ہر شخص دوسرے کو اپنے سے مقدم سمجھتا تھا۔ حنفیہ ابن عمر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک صحابی کے پاس میں گئی بھنی ہوئی سری آئی۔ انھوں نے کہا میرا فدا دوست بہت محتاج ہے اور اس کا وہی زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔ چنانچہ سری ان کے پاس بھیج دی گئی۔ انھوں نے بھی یہی خیال کر کے کہ میرا فدا دوست زیادہ محتاج ہے۔ سری اپنے پاس نہیں رکھی دوست کے پاس بھیج دی غرض کہ وہ سری کوئی جگہ پھر پھر پہلے ہی شخص کے پاس آگئی۔ حنفیہ علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ مجھے دوست پر میں دم خرچ کرنے کسی فقیر کو سودم دینے سے زیادہ پسند ہیں۔

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگل میں تشریف لے جاتے تھے۔ ایک صحابی بھی آیکے ساتھ اپنے ایک جگہ کھود کر دو سو اکس نکالیں۔ ایک سیدی۔ ایک ٹیڑھی۔ ٹیڑھی آپ لی اور سیدی صحابی کو دی انھوں نے کہا بھی کہ حنفیہ یہ سوکا پتی ہے آپ اسے لے لیں۔ لیکن آپ نے نہیں لی اور فرمایا کہ جو شخص کسی کی صحبت میں رہتا ہے خواہ گھڑی بھری کیوں نہ رہے قیامت کے روز اس سے پوچھا جائے گا کہ تُو جو صحبت بجالایا یا اسے ضائع کر دیا۔ اس حدیث کے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ شخص باہم صحبت رکھیں تو ایک دوسرے کو کام کی چیز کے دینے میں مضائقہ نہ کرے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب آدمی باہم صحبت رکھتے ہیں تو ان میں خدا کا بڑا دوست وہ ہے جو دوسرے کا دل سے رفیق و شفیق رہے۔ تیسرا حق یہ ہے کہ دوست کے اظہار خواہش اور استعانت سے پہلے اس کی مدد کے لیے کھڑا ہو جائے

خندہ مبانی اور سہل کھچے چہرے کے ساتھ دوست کی خدمت گزاری میں مصروف ہو۔ سلف کی عادت تھی کہ وہ دوستوں کے دروازوں پر جا کر گھر والوں سے پوچھتے تھے کہ اگر تمہیں لکڑی آئے یا پل نمک وغیرہ کی ضرورت ہو تو کنوہ دوستوں کے کام کو اپنے کام کی طرح ضروری اور اہم جانتے اور کام کر کے خود ممنون ہوں۔ لنگہ بزرگوں میں ایک بزرگ تھے جنہوں نے اپنے دوست کی وفات کے بعد چالیس برس تک غریبیت کی رعایت سے اس کو مٹی بنی بیچوں کی خدمت کی ۱۰

چوتھی قسم زبان سے تعلق رکھتی ہے۔ یعنی اپنے دوستوں کے حق میں اچھی بات کہے ان کے عیبوں کو چھپائے کوئی ان کے پیچھے ان کا عیب ظاہر کرے تو جواب دے اور یہ سمجھے کہ وہ ہیں یا وہ کھڑے سُن ہے ہنس ان کا لاز فاش نہ کرے دوست کے مٹی بنی بیچوں اور اس کے اجاب کی غیبت نہ کرے۔ کوئی ان کی شکایت کرے تو خود ان کے مٹونہ پر بیان نہ کرے کیونکہ دشمنی کے تو بوجہ ہوں گے۔ اگر دوست سے کوئی قصور سرزد ہو جائے تو اُس کی شکایت تو دوست کرے مگر فوراً معاف بھی کر دے۔ اور دل میں سمجھے کہ پہنچ لہو شہ خالی از خطا ہو پانچواں حق یہ ہے کہ دوست کی محبت و شفقت جو دل میں ہو اسے دوست ظاہر بھی کر دے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَبِّ اَحَدٌ كَهَذَا كَهَذَا یعنی جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو دوست رکھے تو اسے یہ بتا بھی دے کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں تاکہ اُس کے دل میں بھی محبت پیدا ہو۔ اس صورت میں دوسرے کی طرف سے دو گنی محبت ہوگی۔ دوست کا حق ہے کہ دوست کی احوال پرسی کرے رنج و رست میں اُس کا شریک رہے۔ اس کے رنج کو اپنا رنج۔ اُس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھے پکارے تو اپنے نام سے پکارے حقیر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دوستی کو تین چیزوں سے استحکام ہوتا ہے۔ ایک ایسے نام کے ساتھ پکارے۔ دوسرے سلام میں سبقت کرنے سے تیسرے کہیں بیٹھا ہو تو پہلے اُسے بٹھانے سے۔ حقیر ابو الدرداء نے دو بیلوں کو دیکھا کہ کھوٹے سے بندے بیٹھے ہیں۔ دفعہ ایک بیل اٹھا اور اُس کے اٹھنے کے ساتھ دوسرا بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ دیکھ کر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! یہ ایسے ہی ہوتے ہیں ۱۱

چوتھی قسم کا حق یہ ہے کہ دوست کو علم دینی ضروری کی تعلیم دے کیونکہ اپنے بھائی کو عذاب و دوزخ سے بچانا دنیا کے رنج و غم سے پھڑدینے کی نسبت اولیٰ ہے اگر علم حاصل کرنے کے بعد دوست عمل نہ کرے تو تنہائی میں نصیحت کرے اور نرمی کے ساتھ کہے اور یہ بھی اس وقت جب کہ وہ اپنا عیب سمجھے ہی نہیں سمجھے تو اشارةً و حکایت نصیحت کرنی چاہیے مہرۃً اور علانیۃً نہیں ۱۲

ساتواں حق یہ ہے کہ اگر دوست سے کسی طرح کا قصور سرزد ہو جائے تو اُس پر موعظہ نہ کرے بلکہ معاف کرے۔ پھر اگر وہ قصور گناہ کی قسم سے ہے تو نرمی سے نصیحت کرنی چاہیے۔ اور گناہ پر اصرار نہ کرے تو خود نادان اور انجان بن جانا چاہیے اصرار کرے تو نصیحت کرنی ضرور ہے نصیحت سودمند نہ ہو تو بقول بعض صحابہ دوستی قطع کر دینی یا بقول اکثر روایتی قائم رکھنی چاہیے۔ کیونکہ امید ہے کہ گناہ سے جلد باز آجائے ۱۳

آٹھواں حق یہ ہے کہ دوست کو اُس کی زندگی میں اور مرے کے بعد دعاے خیر سے یاد رکھے اور جس طرح اپنے مال بچوں کے لیے دعا کرتا ہے، اُس کے مال بچوں کے لیے بھی اُسی طرح دعا کرے اور حقیقت میں دیکھو تو وہ دعا اپنے ہی حق میں ہے۔ جناب پیغمبرِ مصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کے واسطے اُس کی بیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے فرشتہ کہتا ہے کہ تجھے بھی یہ بات حاصل ہو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں پہلے تیرا مدعا براؤں گا۔ پیغمبرِ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ دوستوں کو بیٹھ پیچھے جو دعائیں کیے گئی ہوتی ہیں خدا اُسے رتھ میں کرتا ہے۔

نواں حق یہ ہے کہ دوستی اور وفاداری کو نہ بھولے۔ اور وفاداری کی ایک معنی یہ بھی ہیں کہ دوست کی دفاع کے بعد اُس کے زین و فرزند اور دوستوں سے غافل نہ رہے۔ جناب پیغمبرِ مصلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئی۔ آپ نے اُس کو تعظیم دی۔ لوگ اس بات سے متعجب ہوئے۔ فرمایا یہ بڑھیا نبی کی صدیگر رضی اللہ عنہا کے وقت میں ہمارے یہاں آیا کرتی تھی۔ وفاداری کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ جو شخص کسی دوست سے عداوت رکھتا ہو اُس کے فرزند اُس کے غلام اُس کے شاگرد سب پر مہربانی کی نظر رکھے اور دوستی کے نہانے کی ہمیشہ کو مستتر کرتا ہے کیونکہ دوستی کا نہا نہا ایمان کی ایک شاخ ہے۔ وفاداری کے مفہوم میں ایک یہ بات بھی داخل ہے کہ اگر صاحبِ حکومت و منصب یا دولت مند ہو گیا ہو تو اگلی تواضع اور مدارات کو ہمیشہ نظر رکھے۔ دوستوں سے غرور نہ کرے۔ اُن کے آگے بڑائی کی نہ لے ہمیشہ دوستی قائم رکھے اور کسی جہ سے قطعِ محبت نہ کرے وفاداری کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ دوست کے حق میں کسی کا بھڑکانا نہ مانے اور سب کو بھڑکانے وفاداری میں یہ بات بھی داخل ہے کہ دوست کے دشمن کے ساتھ دوستی نہ کرے بلکہ اُس کے دشمن کو اپنا دشمن جانے۔

دوستی کا دسواں حق یہ ہے کہ بیچ میں سے تکلف اٹھا دے اور دوست کے ساتھ باطل و سیاهی رہے جیسا اکیلا رہتا ہے۔ دوست دوست سے تکلف کرے تو یہ دوستی ناقص ہوگی۔ حقیر علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ وہ دوست سب قسم کے دوستوں سے بدتر ہے جس سے تم کو محذرت اور تکلف کرنے کی ضرورت پڑے۔

دوستی کا گیارھواں حق یہ ہے کہ اپنے تئیں سب دوستوں سے کمتر سمجھے اور اُن سے کسی بات کی امید و آرزو نہ رکھے۔ حقیر جنید قدس سرہ کے سامنے کسی شخص نے کہا کہ اس زمانے میں دوست کیا ہیں حقیرِ حذیفہ نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا شخص چاہتا ہے جو تیری خدمت گزاری اور غنچہ داری کرے تو البتہ کیا ہے اور اگر ایسا شخص چاہتا ہے کہ تو اُس کی خدمت گزاری اور غنچہ داری کرے تو تیرے ہیں۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے تئیں دوستوں سے بہتر جانے کا خود گھٹنگا رہو گا۔ اور اگر اپنے تئیں اُن کے برابر سمجھے گا تو خود بھی غلٹین ہوگا اور وہ بھی رنجیدہ رہیں گے۔ اور اگر اپنے تئیں اُن سے کمتر جانے گا تو دونوں راحت و آرام میں رہیں گے۔

یہ ساری باتیں ہم نے امامِ غزالی رحمہ اللہ کی کتاب کی میائے سعادت سے اخذ کیا ہے۔ ہمارے اپنے خیالات دوستی و محبت کے بارے میں یہ ہیں کہ غور سے دیکھا جاتا ہے تو دنیا میں کوئی چیز محبت سے خالی نہیں

یہاں تک کہ جمادات جن میں نہ جان ہے نہ عقل ہے نہ ارادہ ہے نہ احساس ہی کچھ بھی نہیں۔ ایک پتھر کا ٹکڑا جو اتفاق سے کسی جگہ پڑا ہے از خود اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا بلکہ اس کے کہ کوئی اُس کو توڑے اپنے اجزا کو منتشر نہیں ہونے دیتا۔ پتھر اور پوکھیسٹھ کو تو اوپر سے بڑی زمین پر گرتا ہے۔ اسی قاعدے کے مطابق پانی نشیب کی طرف کو بہتا۔ چاند سورج بہت سارے۔ تمام اجرام فلکی ایک معمول سے پڑے گھوم رہے ہیں یہ سب محبت ہی کے آثار ہیں۔ جانداروں میں محبت کا ظہور اس طرح ہوتا ہے کہ ہر ایک جاندار اپنی جان کی حفاظت پر مجبور ہے۔ اہل میں یہ ہے محبت کا بیج اور اسی پر تنفس ہوتی ہیں تمام محبتیں جو ہم اپنی ذات کے علاوہ دوسرے اشخاص اور دوسری چیزوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اگر اپنے تئیں عزیز رکھنا خود غرضی ہو تو دنیا کی کسی محبت کو بے غرض نہیں کہا جاسکتا۔ کوئی سی بھی محبت ہو اور کسی کے ساتھ بھی ہو وہ تحلیل کرنے سے خود غرضی پر جا کر منتہی ہوتی ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ بعض صورتوں میں خود غرضی کا پہنہ ذرا سوچنے سے ملتا ہے مگر ملتا ضرور ہے۔ مثلاً ماں باپ کی محبت صغیر سن اولاد کے ساتھ چونکہ اس طرح کی محبت اولاد کی پرورش اور بزرگداشت کے لیے اس کے میں جانوروں میں بھی دیکھی جاتی ہے۔ جانوروں پر قیاس کر کے نئی آدم کی محبت کو بھی یہ غرضانہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ شاید کوئی کوئی ماں باپ کسی کسی وقت یہ بھی خیال کرتے ہوں کہ میری میں اولاد ان کے کام آئے گی۔ اُن کی خدمت اور مدد کرے گی۔ مگر عموماً ایسا خیال حاضر فی الذہن نہیں ہوتا اور آدمی صرف تقاضائے فطرۃ اولاد کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ کھنے میں تو یہ بات بے شک آتی ہے کہ بقائے نام کے لیے اولاد کی نمٹا کی جاتی ہے مگر موت سے کھنے اور دل سے سمجھنے میں فرق ہے۔ غرض اولاد ساتھ آدمی کی محبت کو بھی ہم نے غرضانہ محبت ہی سمجھتے ہیں۔ ہاں تقاضائے فطرۃ کے پورا کرنے کو غرض مان لیا جائے تو اولاد کی محبت بھی غرضمندانہ قرار پاتی ہے مگر جانوروں کی محبت کو کیا کہا جائے گا۔ غرض پر چند سطریں ہم نے اس غرض سے لکھیں کہ دنیا میں کوئی محبت بے غرض کے نہیں ہوتی اور لوگ ہیں کہ غرضمندانہ محبت کو محبت ہی نہیں سمجھتے۔ آدمی دوسرے کو سہمہ پستی غرضمندانہ محبت کا الزام دیتا اور اپنے نفس کی اعتبار نہیں کرتا کہ اگر دوسرے کی آنکھ میں ناخن ہے تو اس کی آنکھ میں ٹینٹ دنیا میں محبت کی بڑی ضرورت ہے۔ دنیا کا انتظام ہی محبت پر مبنی ہے چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے محبت کو بڑھا یا جائے مگر عام غلط فہمی جو محبت کے مفہوم میں ہے محبت میں ترقی نہیں ہوتی۔ پیشل ہر ایک زبان زور ہے کہ خدا نے تو ملے ہمنا نہیں ملتا۔ شاید قیاب وہ سالہا عالمگیری میں یہ حکایت نظر سے گزری ہے کہ عالمگیر ایک دن نماز صبح کے بعد تسبیح غسانے میں بیٹھا ہوا بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ خدا کے آگے گرا گوارا تھا مگر الماس عالمگیر نے کھڑا ہوا عالمگیر کی اس حرکت کو دیکھ کر دھماکا کیا۔ عالمگیر دعا سے فارغ ہوا تو الماس کسی قدر گستاخ تو تھا ہی بے اختیار کہ اٹھا کہ سلطنت تو باپ بھائیوں کی زندگی میں مل گئی اب ایسی کون سی حاجت باقی ہے۔ عالمگیر نے جواب دیا۔ خیر خواہ نہیں ملتا۔ یعنی دوست۔ میں نے بھی ایک سال شاہ جہاں پورے

لکچر میں ہی خیال ظاہر کیا تھا اور کما تھا قطعہ

جیسے عقلا و ہما و کیمیا کہنے کو ہیں
اتحاد و اُلفت و مہر و وفا کہنے کو ہیں

مگر مجھ سے متعلق اس پر اخیال ہل سا گیا ہے اور اب میں یوں سمجھتا ہوں کہ محبت کے لیے غرض کہ ہونا ضرور ہے
دو آدمی غرض کے بدون ایک دوسرے سے غفلت پیدا کر ہی نہیں سکتے نہ کہ محبت و عداوت میں چوڑے کے ذریعے سے
ایٹھیں ہم پیوستگی پیدا کرتی ہیں۔ اغراض کے ذریعے سے آدمی آپس میں محبت و دوستی، اُنس و رغبت، میلان
و ملاقا، شوق و مذاق، سب محبت کے مظاہر ہیں۔ یعنی محبت ضرور نہیں کہ اپنے ہم جنس ہی کے ساتھ ہو دین
لِئَلَّا تَسْخَبَ الشَّهَوَاتُ مِنَ الدِّينِ وَالْفَنَاءُ طَائِفَةٌ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفُضَّةِ وَالْحِلِّ وَالْحُلِيِّ وَالْأَنْثَى
وَالْأَمَلُ وَالْخَرَجُ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَ حَسَنِ الثَّنَاتِ گزیرا یہ ترجمت کا اطلاق غیبت
پر کیا جاتا ہے جو ہم جنسوں میں ہو۔ اور ہم جنسوں میں سے بھی خاص کر مروتادہ اور ذکور و اناث میں۔ غرض کہ نسل کے
جاری رکھنے کی غرض سے اس محبت کا تقاضا مرد و عورت دونوں میں یکساں خلق کیا ہے۔ آدمی سے افراط و
تقریط تو سہی باتوں میں ہوتی رہتی ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم خاص رغبت کا ضبط کرنا اور صبر اعتدال
اُس کو متجاہز نہ ہونے دینا ہر زمانے میں مشکل رہا ہے۔ شکایت جو کچھ ہے افراط کی ہے۔ شخصی بریادیوں اور تباہیوں
کی کوئلہ سنے اس بلائے بے درماں نے سلطانوں کے تختے الٹ دیئے ہیں افراط محبت کا نام ہے عین اوشق
کو طبیعت بالاتفاق نوع من المصوب ہے تبصر کیا ہے۔ بے اعتدالیاں جو کس قسم کی محبت میں لوگوں کو سرزد
ہوتی ہیں انواع و اقسام کی ہیں اِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ اِس غیبت کے عمل میں لانے کا محفوظ اور مستحکم
طریقہ تو وہی ایک ہی کہ مقصود اصلی بقائے نسل ہو جو کس رغبت کی غرض غایہ ہے۔ مگر لوگوں نے ایک خاص
وضع کی جسمانی ساخت ایک خاص طرح کے خط و خال کو حسن قرار دے کر اُس پر قابض ہوا کہ مقصود اصلی بقا کا
ہے۔ حالانکہ جو واقعی مقصود اصلی ہے۔ اُس میں حسن اوعافی کو کچھ بھی تو دخل نہیں۔ سچ کہا ہے حَتَّى تَخْلُقَ
يُجْمَعُ لَوْ كُنَّا نَعْرِفُ مَا كُنَّا نَمُوتُ ہرے ہر کوئے سوچے ہرے غیر محبت میں گرتے ہیں۔ خیال کرنے کی بات یہ کہ یہ رغبت جو
فطری اور خلقی ہے کوئی آدم مراد اس سے بچا نہیں۔ بالائیمہ ہر رنگ و ہر سے معیار حسن مختلف۔ ہم میں کاکوئی
سانو لا آدمی بھی حبش میں جا نکلے تو وہاں کے لوگ کوٹھی اور بستر حص سمجھ کر باسن آنے دیں۔ ہمارے یہاں
کالی پتلی و دخل جن ہے۔ انگریز گزیر چشم کو پسند کرتے ہیں۔ ہم زلف سیاہ کی قدر کرتے ہیں۔ انگریز بھوڑے بالوں
کی چینیوں سے پائے کو دبا کر آفرناک کو بٹھا چھوڑا چینی عورتوں کی تصویریں دیکھی ہیں سارا جسم ڈل ہلکا

۱۷ گویوں کی بناوٹ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ ان کو دنیا کی محبوب چیزوں یعنی دشتِ لعل، بیسویں اور بیسویں اور سوئے چاندی کے شجرے، بیڑے، ڈھیروں اور عرصہ گھومٹوں اور بیسویں کی کھیتی کے ساتھ دلچسپی بھی معلوم ہوئی جو (علاوہ یہ کہ) (تو) دنیا کی زندگی کے (چند رخصت) خانے میں اور (دشتِ لعل) اچھا ٹھکانا تو ایسا کس کے پاس ہے ۱۷

کشمیدہ قامت، متناسب الاعضاء، پاؤں بے جڑ گڑبڑوں سے، دوسرے بڑی بات یہ ہے کہ کئی کئی عضو کی ساخت کو اچھا سمجھنے کے معنی کیا، اگر وہ عضو صاحب عضو کو اچھی طرح کام دیتا ہے تو وہ اچھا ہے، اور اچھا بھی ہے تو صاحب عضو کے لیے نہ اوشا کسی اور کے لیے۔

یہ ہی بنیادِ دُشُن کی جس کے پیچھے ہزاروں لاکھوں بندگانِ خدا دنیا اور دین کھوتے چلے آئے ہیں ابھی تک کھورہے ہیں اور غالباً تا ابد اسے دنیا کھویا کریں گے۔ آدمی کی دانشمندی کو دیکھنا ہے کہ کیسی بے اصل باتوں کا مستفیضہ و گرویدہ ہو جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مضمون زیادہ تر اخلاق سے متعلق تھا مگر اخلاق اور حقوق و فرائض میں کچھ یوں ہی سافق ہے۔ اخلاق کی ایسی نوبہ نہیں آئی، سارے جلدی محبت کے متعلق چند ضروری باتیں تو ہم نے یہاں لکھ دی ہیں باقی جو کچھ لکھنا ہے اخلاق میں لکھیں گے۔ رغبت کے بار میں ہم اتنا افسوسناک چاہتے ہیں کہ آدمی کو چاہیے کہ ردی مذاق طبیعت میں نہ پیدا ہونے دے جیسا کہ ان قوتوں میں پختگی اور مرغِ نصیب نہ ملے اور بیٹریں اور بھٹنڈے اور لٹے اور گھڑیاں اور گولیاں کھیلنے کا عام رواج ہو گیا ہے کوئی سماجی مشغلہ ہو وضع داری اور بھٹنڈا ہست کا پہلو لیے ہوئے ہو وقت کو بے فائدہ ضائع نہ کیا جائے محبت خود غرضی ہی پر کیوں نہ بنی ہو مگر یہ محبت سے سو مند اور سو دمنہ ہونے کے علاوہ اس پر سماوی محبت ہے قرابتِ قریمہ سے لے کر کتبہ قبیلہ قوم مذہب وطن ملک حیوانات نباتات سب پر احاطہ کر سکتی ہے۔ قرآن اور احادیث سے جو کچھ اس بارے میں لیا گیا اُس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ محبت



اِنَّ اَنْ تَسْأَلَ لِيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرَادَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ
لِلظَّالِمِيْنَ خَصِيْمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ السَّاعِدَةُ

اور پیغمبر یا ہم سے پہلے کتاب برحق تم پر نازل کی جو تو
اس لیے کہ تجیسا تم کو فہلے بتا دیا جو اس کے مطابق
لوگوں کے باہمی جھگڑے چکا دیا کرو اور غائبانوں کے طرف
نہ بنو اور احد سے (بجول چوک کی) معافی چاہو کہ وہ
بخشنے والا مہربان ہے ۱

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْلُوبُوا شُعَبَكُمْ
اللّٰهُ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا
الْأَفْكَادَ وَلَا آمِنِينَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ
يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا
وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا وَلَا يَجْرِمُكُمْ
شَتَانُ قَوْمٍ أَن صَدُّوا عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ أَلَّا تَعْبُدُوا مَوْعَاوَا عَلَى الْبَيْتِ
وَالْتَقُوا وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
وَالْعَوَالِلُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

مسلمانو! خدا کے لیے اسے ہوتے دینی آداب رکاز کی
بے توقیری نہ کرو اور نہ کسی حرمت والے منہ کی آؤ نہ
رج کی تو قیام کی آؤ نہ ان اجانوں کی جن کو خدا کی نیا
کے لیے خاص کو کے شناخت کے طور پر ان کے (دنگوں
میں) اپنے باندھ دیے ہوں اور نہ ان (لوگوں کی جو عورتی
والے گھر یعنی خانہ کعبہ کی زیارت کو جا رہے ہوں اور
ضمناً اپنے پروردگار کی برکت (یعنی منفعت تجارت کے) اور
(اصالت اس کی) رضامندی کے طلب گاہوں اور حجاب
سے باہر جاؤ تو (افانہ) جو کہ چاہو توبہ دستور فضا کرو اور
مسلمانو! بعض لوگوں نے جو تم کو حرمت (دعوت) والی
مسجد یعنی خانہ کعبہ میں جانا سے روکا تھا یہ عداوت تم
کو ان کی کسی طرح کی زیادتی کرنے کی باعث نہ ہو اور کسی
پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کے روکا نہ چلا

۱ اس آیت کی شان نزول ایک قصہ جو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
وقت میں ایک اصحابی کی ترقی میں رکھی ہوئی چوری تھی اور اسے کا کھوج پٹے ایک مسلمان غلام بن ابیہر کے اور ایک یہودی
کے مرکب کا اور نہ یہودی کے گھر سے برآمد ہوئی یہودی نے کہا طہر رکھو گیا ہے غلام نے کہا اے کافر طہر کی قوم کے لوگ اس کی مدد
کرنے کو تیار ہوئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سے یہودی کی ہر امت اور غلام کے خطا طہر ہو گئی اور وہی یہ اور اس کے بعد کی چندا نہیں
ہیں اس درجے دوست دشمن میں انصاف اس درجے حق کی طرف داری نہیں کہ سوا اس سے ہو کہ ۱ اس میں اشارہ جو سفر
میں یہودی کی طرف کو مقرر ہیں کہ نہ یہودی کے صاحب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو فائدہ کبھی میں جانتے سے روکا تھا۔ سید سید یہودی کا غلام
نصہ اس میں حصہ دوم کے صفحہ ۸ و ۹ میں لکھتے ہیں اس حکم سے پریمو کے تو اس آیت کے پیچھے میں زیادہ بصیرت حاصل ہوگی ۱
۲ طہر سے سوتلے کے کمال تک جتنے حکام میں سکا حال یہ جو کہ علیہوں کو آمد و شہر میں کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے یہ غلط ہیں
اور چنانچہ لیکن سخت انصاف کی بات یہ کہ یہی ان احکام کا پاس نہیں کرتے اور یہی نہ فائدہ لگاتے رہتے ہیں اور عادیوں کو چڑھان
کی ممانعت کی گئی ہے تو اس کی مصدقہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ ملک میں سرسبز اور آبادی ہو اور ملک عرب کو اس کی سخت ضرورت تھی اور جو لوگو

۱ اس آیت کی شان نزول ایک قصہ جو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
وقت میں ایک اصحابی کی ترقی میں رکھی ہوئی چوری تھی اور اسے کا کھوج پٹے ایک مسلمان غلام بن ابیہر کے اور ایک یہودی
کے مرکب کا اور نہ یہودی کے گھر سے برآمد ہوئی یہودی نے کہا طہر رکھو گیا ہے غلام نے کہا اے کافر طہر کی قوم کے لوگ اس کی مدد
کرنے کو تیار ہوئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سے یہودی کی ہر امت اور غلام کے خطا طہر ہو گئی اور وہی یہ اور اس کے بعد کی چندا نہیں
ہیں اس درجے دوست دشمن میں انصاف اس درجے حق کی طرف داری نہیں کہ سوا اس سے ہو کہ ۱ اس میں اشارہ جو سفر
میں یہودی کی طرف کو مقرر ہیں کہ نہ یہودی کے صاحب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو فائدہ کبھی میں جانتے سے روکا تھا۔ سید سید یہودی کا غلام
نصہ اس میں حصہ دوم کے صفحہ ۸ و ۹ میں لکھتے ہیں اس حکم سے پریمو کے تو اس آیت کے پیچھے میں زیادہ بصیرت حاصل ہوگی ۱
۲ طہر سے سوتلے کے کمال تک جتنے حکام میں سکا حال یہ جو کہ علیہوں کو آمد و شہر میں کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچے یہ غلط ہیں
اور چنانچہ لیکن سخت انصاف کی بات یہ کہ یہی ان احکام کا پاس نہیں کرتے اور یہی نہ فائدہ لگاتے رہتے ہیں اور عادیوں کو چڑھان
کی ممانعت کی گئی ہے تو اس کی مصدقہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ ملک میں سرسبز اور آبادی ہو اور ملک عرب کو اس کی سخت ضرورت تھی اور جو لوگو

۱ یعنی یہودی
۲ ربنا کہ ان کے غلام بن ابیہر کے تھے اور ان کی قوم سے بھی ان کے تھے ۱۲

بھی حج تو لیکھ لے رہے کی عبادت ہے عین عبادت کی حالت میں جائزہ کو ماننا فی عبادت ہے ۱۲

ظلم و زیادتی کی ممانعت

اور (مسلمانوں) جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اندک سے رستہ یعنی دین کی حمایت میں اُن سے لڑو اور زیادتی و کرنا اندک سی طرح، زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقْتُلُونَكُمْ وَلَا تَعْدُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ كَاهِبُ الْمُعْتَدِينَ ○

(نور ۲۴-۲۵ پارہ ۲)

اور (مسلمانوں) جب تک کافروں (اور حرمت والی مسجد یعنی خانہ کعبہ) کے پاس تم سے نہ لڑیں تم بھی اُس جگہ اُن سے نہ لڑو لیکن اگر وہ لوگ تم سے لڑیں تو تم بھی اُن کو بے تامل قتل کرو ایسے کافروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اگر باڑا میں تو اسے بخشے والا مہربان ہو اور وہاں تک اُن سے نہ لڑو کہ ملک میں فساد پائیے نہ رہے اور ایک خدا کا حکم ہے پھر اگر فساد باڑا میں آجائے تو اُن پر کسی طرح کی زیادتی نہیں کرنی چاہیے کہ کیونکہ زیادتی تو غلطی کے سوا کسی پر (جاری نہیں)۔

وَلَا تَقَاتِلُواهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يَقْتُلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ○ فَإِنْ أَنْتَهُمُ فَإِنَّ اللَّهَ عَفُودٌ رَحِيمٌ ○ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ○ فَإِنْ أَنْتَهُمْ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيِ الظَّالِمِينَ ○ (نور ۲۴-۲۵ پارہ ۲)

اور (جس حرمت والے میدان کا مواضع اور جگہ حرمت والے میدان اور زمینوں کی خصوصیت نہیں بلکہ اوب کی تمام چیزیں اُس کے کابلہ توجہ تو ہر کسی جہ کی زیادتی کرے تو مسلمانوں (یعنی باقی اُس جہ کی

الشَّهْرَ الْحَرَامَ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتِ رِصَالٌ مِّنْ عِدَّتِي عَلَيْكُمْ

فل شاہ عبد القادر صاحب لکھتے ہیں کہ "لڑائی کافروں کی واسطے جو کھلم کھوف ہو اور دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور جو کھلم کھوف ہو رہے اگر باطل ہو کر میں تو لڑائی کی حاجت نہیں اور ایمان قبول ہو موقوف ہو زور سے مسلمان کرنا یا حاصل اللہ بتوں سے مسلمانوں کے جہاد کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ یہی بنی مجبوری کی حالت میں جہاد کی اجازت ہے اور لڑائی کی صورت میں بھی زیادتی کی منافی۔ اِن احکام کے جوئے جہاد پر کسی طرح کا اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔"

فل عرب کے لوگ ذیقعد ذی الحج - حرم - رجب - اِن چار مہینوں کا بڑا اوب رکھتے تھے کہ سارے ملک میں توٹ مار لڑائی سب بند ہو جاتی اور مسلمان بھی اُسی دست پر چلتے تھے تو کافران ہی ہمسوں میں مسلمانوں پر چڑھ چڑھ کر آتے اور مسلمان جینے کے اوب کے لحاظ سے لڑائی کلمہ ہلا دیتے اندھ نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ اوب کے ساتھ اوب کے وہ کسی وقت یا مقام کا اوب نہ کریں تو قوم بھی ایسا اوب کرنا ضرر نہیں کہ جو جواب شکی بڑی دینے میں مضائقہ کرنے۔"

اَنْیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ لَا شَهَادَ اَنْ مَّسِيْلَةً
رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَضْمَبْ بِاللّٰهِ وَارْسِلْهُ لَوْ كُنْتَ فَانْ لَا رَسُوْلًا
لَفَنَنْتُكُمْ اَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَمَضَتْ السَّنَةُ
اَنْ الرَّسُوْلَ لَا يَقْبَلُ (لاحقہ)

کہ میں خدا کا رسول ہوں انھوں نے کہا ہم تو اس بات
کی گواہی دیتے ہیں کہ مسیلہ خدا کا رسول ہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا میں خدا اور اس کے سب پیغمبروں پر ایمان
لایا اگر میں قاصد اور ایچی کو مار دیتے تو وہ ہوتا تو تم دونوں
ابھی قتل کرو تا جب اسد بن مسعود کھتے ہیں تو ابطلتہ
ثابت و ستم تو کر ایچی کو قتل نہ کیا جائے لا اگرچہ درستی
اور ستمی ہی ہے کیونکہ کسے اور ستمی قتل ہی کیوں نہیں

عَنْ سَيْلَمَانَ بْنِ بَرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَ
رَأْمًا عَلَى جَنْبِ أَوْ سِرِّيَّةٍ أَوْ صَاهٍ فَوَضَعَتْ
بِتَقَى اللَّهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا
لَهُمْ قَالَ اغْرَوْا بِسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنِ
مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ اغْرَوْا فَلَا تَغْلُوا وَلَا تَغْدُرُوا
وَلَا تُثَلِّثُوا وَلَا تَفْنُوا وَلِيْلًا وَإِذَا الْغَيْثُ
عَدُّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَأَدْعُهُمْ إِلَى نَكَارَتِ
خَصَالٍ أَوْ خِلَالٍ فَإِنَّهُمْ مَّا أَجَابُوكَ
فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكَفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ أَدْعُهُمْ
إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ
وَكَفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ أَدْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ

سکیمان اپنے والد بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب کسی کو لشکر
یا دستہ فوج کا سر رہنما تے تو خاص اسے خلیفے ڈرنے کی
نصیحت کرتے اور جو مسلمان اس کے ساتھ ہوتے ان کے پاس سے
میں اسے نیکی اور بھلائی کرنے کا تاکید ہی حکم فرماتے پھر جب
کے قمریہ جانی خدا کی راہ میں جہاد کرو جو خدا کا لشکر ہو اس لشکر
(جاو) جہاد کرو اور دیکھو عینہ کے مال میں خیانت نہ کرنا عینہ کی نہ کرنا کسی
مٹلہ نہ کرنا بچوں کو قتل نہ کرنا اگر کسی بعد پیغمبر صاحب مقرر ہو تو مخاطب کر
فرماتے اور جب تیری دین سے مٹ پیغمبر ہو اور وہ بول
مشرک تو انھیں تین باتوں کا پیام دے پس اگر وہ ان
میں سے کوئی سی بات بھی تسلیم کر لیں تو تو ان سے قبول
کرے اور انھیں تکلیف پونچھائے سے باز رہ پھر پیغمبر
صاحب ان تین باتوں کی توفیق فرمائے کہ پہلے ان کو
اسلام کی وعدہ دے اگر وہ تیری اس وعدہ کو قبول کر لیں
مسلمان ہو جائیں تو تو ان کے اسلام کو قبول کرے اور
انھیں ایذا دینے سے باز رہ پھر انھیں اس طرف بلا کر
اپنے گھر سے کوچھو کر

یہ قرآن کا اصل ہے کیونکہ جن تین جملوں کا اور مجملہ مذکور ہوا یہاں سے انھیں کی تفصیل شروع ہوتی ہے اور جب کہ مسلم کے علاوہ اور
حدیث سے تم کا لفظ روایت نہیں کیا معلوم نہیں کہ مسلم کی روایت میں تم کا لفظ کیوں کر داخل ہو گیا ۱۱ من المسلمہ
۱۲ ان کا کاں ۱۳ باؤن کاٹ ڈالنے کو تسلیم کرتے ہیں اور اس سے غور سے کی مدخل مقصود ہوتی ہے ۱۴ اس الترمذی

ذَرِهِمْ إِلَىٰ دَارِ الْمُهَاجِرِينَ فَالَهُمْ مَا
لِلْمُهَاجِرِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ
فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَخْتَلَوْا مِنْهَا فَلْيُخَيَّرُوا هُمْ أَلَهُمْ
يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يَكْفِي عَلَيْهِمْ
حُكْمُ اللَّهِ الَّذِي يَكْفِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَ
لَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ
إِلَّا أَنْ يَجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ هُمْ
أَبَوْا فَسَلِّهِمْ إِجْرِيَةَ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوا
فَأَقْبَلْ مِنْهُمْ وَكَفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا
فَاسْتَعِزَّ بِاللَّهِ وَقَاتِلْهُمْ وَإِذَا أَحَاصَرْتَ
أَهْلَ حَصِينٍ فَلَا دَوْلَةَ أَنْ يَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةً
اللَّهُ وَذِمَّةُ نَبِيِّهِ فَلَا يَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ
وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ وَلَكِنْ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ
وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ فَإِنَّكَ إِنْ خِفْتَهُمْ وَذِمَّتَهُمْ
وَذِمَّ أَصْحَابَهُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرَ ذِمَّةَ
اللَّهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ وَإِنْ أَحَاصَرْتَ أَهْلَ

مجاہدوں کے شہر میں سکونت اختیار کر دو اگر وہ
ایسا کریں تو جو لاج و ثواب اور مستحقانِ مال تھے،
مجاہدوں کے لیے ہے وہی ان کے لیے اور جو ان پر جو انتقام
جہاد کے واسطے تیار ہو کر نکلتا، وہی ان پر ہے اور اگر وہ
ہجرت سے انکار کریں تو ان کو جتا بنا دے کہ ان کا حکم
اغرابِ مسلمانوں جیسا ہو (جو جنگ میں رہتے ہیں اس
وقت ان پر خدا کا دی ہو کر جاری ہوگا جو سب ایمان والوں
پر جاری ہوگا) اگر جس طرح مجاہدوں کو مال غنیمتہ
اور فتنے میں سے حصہ ملتا ہے ان کو کچھ نہ ملے گا۔
البتہ اگر مسلمانوں کے ساتھ ہو کر مجاہد کریں تو غنیمتہ
دینے کے مستحق ہوں گے اور اگر وہ سرے سے
انکار ہی کریں اور اسلام نہ لائیں تو ان سے جزیرہ
مانگ۔ اگر وہ جزیرہ دینے پر راضی ہو جائیں تو ان سے
قبول کیسے اور ان پر زیادتی کرنے سے باز رہ لیں
دوسری بات اہلی اور جزیرہ دینے سے انکار
کریں تو خدا سے دوا مانگ اور ان سے جہاد کر اور
جب تو اہل قلعہ کا محاصرہ کرے اور وہ تجھ سے یہ
چاہیں کہ تو ان کے لیے خدا اور خدا کے پیغمبر کی
ذمہ داری قبول کرے تو تو ان کے لیے نہ خدائی
ذمہ داری مقرر کر نہ خدا کے پیغمبر کی۔ ہاں انھیں اپنی
اور اپنے ساتھیوں کی ذمہ داری پر راضی کر دے کیونکہ
اگر اچھا نام نہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ذمہ داری کو تو
وہ تو خود خدا کی اور خدا کے رسول کی ذمہ داری کے

فل معالے کی صورت یہ ہے کہ دشمن قلعے میں بند ہو کر بیٹھے ہیں اور مسلمان ان کا محاصرہ کے پڑے ہیں صلح کی گفتگو پیش ہے اور صلح
صلح بدون لڑنے کے ہو نہیں سکتی کہ مسلمان محاصرہ اٹھا لیں اور دشمن جو قلعے میں بند تھے باہر نکل کر بات چیت کریں جس کا مطلب یہ ہے کہ
تاہم صلح لڑائی موقوف۔ مسلمانوں کا میرٹھ کر قلعے والوں کو ان میں کا قول و سہ تو وہ باہر آؤں گی۔ تشریح صلح میرٹھ کی شہادت پائی
بات نہیں۔ بلکہ بشرط صلح کا منظرہ کرنا یا ذکر کرنا میرٹھ کے افسر کا کام ہے۔ (یعنی صلح صغیرہ ص ۳۵۲)

سہ بیان تک پہلی بات ختم اور آگے دوسری بات شروع ہوئی ۳۵۳ مطلب یہ جو کہ بلا منظوری و اجازت خدا کی طرف سے عہد و پیمان نہ کرنا چاہیے

غریبے وفائی سے بچنا

الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ
عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ
فَأَمَّا تَتَّقُهُمْ فِي الْحَرْبِ فَتَرُدُّهُمْ
مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَدَّكُرُونَ
وَأَمَّا خِلَافُكَ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةٌ فَإِنَّكَ
لِلْيَوْمِ عَلَى سَوَاءٍ إِنْ أَرَادَ اللَّهُ لَا يَحِبُّ
الْخَائِنِينَ ○ (الأنفال ع ۷ پارہ ۱۰)

اُسے پیغمبر یہ کافر، وہ (میں) جن سے تم نے صلح کا عہد
روپیماں کیا پھر اپنے عہد (وہمان) کو ہر بار توڑتے اور
(وہاں) بدعہدی سے بھی انہیں ڈرتے تو اگر تم ان کو اپنی
میں (موجود) پاؤ تو ان پر ایسا نذر ڈالو کہ جو لوگ ان کی
پشتی پر ہیں ان کو بھانگتے دیکھ کر ان کو بھی بھانگنا پڑے
شاید یہ لوگ (شکست سے ڈر کر) ہجرت پکڑیں اور اگر تم کو
کسی قوم کی طرف سے دغا کا اندیشہ ہو تو سب واہ کو ٹھونڈ
رکھ کر ان کے عہد کو اٹھا، ان ہی کی طرف پھینک مارو
بے شک اسد و غلاموں کو پسند نہیں کرتا۔

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَكْبَرٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مَعَاوِيَةَ
وَبَيْنَ الرَّؤْمِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيرُ خَوْفًا لَدَيْهِمْ
حَتَّى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ أَغَارَ عَلَيْهِمْ فُجَاءً
رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ وَرِدْدٌ وَهُوَ يَقُولُ
اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَكَانَ لَا عُدَّةَ
فَقُتِرُوا فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ عَبْسَةَ فَسَأَلَهُ
مَعَاوِيَةُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ كَانَ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحِلُّ عَهْدُ

سُلیم بن عاکبر کہتے ہیں کہ معاویہ اور اہل روم کی
آپس میں صلح ہو گئی تھی کہ فلاں وقت تک جنگ نہ
کرے گا اور معاویہ کہتے کہ آہستہ آہستہ رومیوں کے
شہروں کی طرف اس غرض سے بڑھ رہے تھے کہ
عہد کا زمانہ منقضی ہو جائے تو دفعہ ان پر چھاپ
ماریں اور تالی کر ڈالیں اتنے میں ایک شخص گھوڑے
یا فتنے پر سوار آیا اور وہ کتابا تھا اس کے بعد اس کے
لوگوں کو ہناہو بدعہدی نہ کرو لوگوں کے غمور
دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ عمر بن عبسہ صحابی ہیں
معاویہ ان سے پوچھا کہ ہمارا دشمنوں کے شہروں
کی طرف چلنا داخل غدر کیوں ہے کہا میں نے بنیاب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ
جس شخص میں اور کسی قوم میں عہد ہو تو اسے
چاہیے کہ عہد کو کھولے

۱۱۔ مسلمانوں کو محض دیکھنے کے سنی میں کی حدیث سے بچنا چاہیے کہ عہد کو کھولے

وَلَا يَشُدُّ رَأْسَهُ حَتَّى يَمْضِيَ أَمْرُهُ أَوَّانٌ
يُنْبَدُّ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ قَالَ فَوَجَّهْ مَعَاذَكَ
بِالْثَّانِي * (ترمذی - ابو داؤد)

باندے نہیں رہیں کسی طرح کا رد و بدل نہ کرے
جب تک کہ عہد کی پوری مدت نہ گزرے یا جتنا کر ان
عہد کو ان کی طرف نہ پہنچا کر (راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر
معاویہ اپنے لشکر سمیت لوٹ آئے) *

صلح کی طرف مائل ہوں تو صلح کر لینا

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ
وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ
اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَالْآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ
لَا تَعْلَمُوهُمْ ۚ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا
تُثَبِّتُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ
الْيَاكُمُ وَأَنْتُمْ لَا تَظْلُمُونَ ۝ وَالْجَنُودُ
لِلسَّلَامِ فَاِجْعَلْهَا وَكَوْكِشَ عَلَى اللَّهِ رَأْيُهُ
هُوَ التَّوْفِيقُ الْعَلِيمُ ۝ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ
يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي
أَيَّدَكَ بِبَصَرِهِ وَبِأَمْوَالٍ مُبِينٍ ۝ وَالْفَتْ
بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ
جَمِيعًا مَا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ
أَلْفَ بَيْنَهُمْ طَرَاهُ عَنْ يَزِيدَ حَكِيمٌ

اور (مسلمانو! سپاہیانہ قوت سے اور گھوڑوں کے
باندے رکھنے سے جہاں تک تم سے ہو سکے کا فوج
کے (مقابلے کے لیے ساز و سامان مہیا کیے رہو
کہ ایسا کرنے سے اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں
پر اپنی دھماک بھجائے رکھو گے اور نیز ان کے
سوا دوسرے پر بھی جن کو تم نہیں جانتے اور) ہم
ان کے حال سے (خوب) واقف ہو اور خدا کی
راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرے وہ تم کو پورا پورا بھجوا جائے
گا اور کسی طرح بھی تمھاری حق تلفی نہ ہوگی اور
وہی پیغمبر اگر (کافر) صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی
اُس کی طرف جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو کیونکہ وہی
درب کی (استثنا اور سب کچھ) حاکم ہو اور اگر ان کا
ارادہ تم سے دفاع کرنے کا (بھی) ہوگا تاہم تم کو پورا
نہ کرو اللہ تم کو بس کہ تمہاری پیغمبر (وہی) (فاجر و ظالم)
ہو جس نے اپنی امداد سے اور مسلمانوں سے تم کو قوت دی
اور مسلمانوں کے دلوں میں باہم الفت پیدا کر دی اگر تم
روئے زمین کے سارے خزانے بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی
ان کے دلوں میں الفت نہ پیدا کر سکتے مگر (وہ تو) ہم
ہی تمھارے ان لوگوں میں الفت پیدا کر دی ہے
شک و دہرزدہ (اور) صاحب تدبیر ہے *

وَدَّوْا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ
سَوَاءً فَلَا تَحْزَنُوا لَهُمْ وَلَا تُعْرِضُوا
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا لَحُدُّوهُمْ
وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا
تَحْزَنُوا لَهُمْ وَلَيْسَ بِالْكَافِرِينَ
الَّذِينَ يُبَايِعُونَ عَلَىٰ قَوْلِهِمْ كَذِبٌ
فِيهِمْ مَيْمَنَةٌ أَجَاءَ وَعَدُّهُمْ
صَدُودُهُمْ أَنْ يَقَاتِلُوكُمْ أَوْ يَفْقَرَتُوا
فَوْمَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطْنَاكُمْ
فَلَقَاتِلُوكُمْ فَإِنْ اعْتَرَفْتُمُوهُمْ
يَقَاتِلُوكُمْ وَالْقَوْلَ الْبَاطِلَ كَمَا
جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَيِّئًا سَخِرُونَ
آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا
فَوْمَهُمْ كُلُّ مَا رَدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا
فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَعْرِفُوا إِلَيْكُمْ
السَّلَامَ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمْ السَّلَامَ وَأَمْلَسُوا
حَيْثُ تُقِفُوا فَمُؤْمَرٌ وَأُولَئِكَ جَعَلْنَا لَكُمْ
عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا (النساء ۶۱-۶۲)

مسلمانوں! ان (کافروں) کی خواہش یہ ہو کہ
جس طرح خود کافر ہو گئے ہیں اسی طرح تم رہتے
مسلمان بھی کافر کر دے گا اور وہ (اور وہ) اور تم سب ایک
ہی طرح کے ہو جاؤ تو جب تک یہ لوگ بخدا کی راہ
میں یعنی خدا کے لیے ہجرت نہ کر آئیں ان میں سے
کسی کو ایسا دوست نہ بنانا پھر اگر دھروے سے مومن
موتیں تو ان کو کمزور اور حیاں یاد اور قتل کر دو
ان میں سے کسی کو ایسا دوست اورہ و گارہ
مانا مگر جو لوگ ایسی قوم سے جا ملے ہوں کہ تم میں
ان میں (صلح کا) احمد رو پھان (ہو یا تمہارے ساتھ
لڑے سے یا ایسی قوم کے ساتھ لڑے سے متانے ان
تمہارے پاس نہیں تو ایسے لوگوں سے میل ملاپ نہ
کا مضائقہ نہیں اور اگر خدا چاہتا تو ان (لوگوں) کو
تم پر غلبہ دیتا تو یہ تم سے لڑتے پر لڑتے پس اگر ایسے
لوگ تم سے کشادہ ہیں اور تم سے نہ لڑیں اور
تمہاری طرف پیغام (صلح) ڈالیں تو ایسے لوگوں پر
دوست دہلی کر کے کا تمہارے آگے کوئی رستہ
نہیں رکھا کچھ اور لوگ تمہارے بھی پوچھو تم سے (دوستی)
آمن میں رہنا چاہتے ہیں اور اپنی قوم سے (بھی) ان
میں رہنا چاہتے ہیں اگر حال یہ ہو کہ جب کبھی ان
کو کوئی فساد کی طرف نوا کرے جائے تو ان سے
موند اس میں جا کر نے کو موجودہ سوار ایسے لوگ اگر
تم سے کشادہ ہیں اور تمہاری طرف پیغام (صلح)
ڈالیں اور نہ لڑتے سے اپنے ہاتھ رکھیں تو ان کو
پکڑو اور جہاں ہوں ان کو قتل کرو اور یہی لوگ ہیں
جن کے مقابلے میں ہم نے تمہارے لیے مصلیٰ

وَلَا تَحْزَنُوا فِي النَّاسِ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَفْئِدَةِ مَعَكُمْ وَلَهُمْ جُزَاءٌ عَظِيمٌ

نقض عمدہ کرنا

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۖ فَسَبِّحُوا فِي الْأَرْضِ رَبْعَهُ أَنتَهُرُوا عَمَلُكُمْ ۚ عِبْدُ مُجِبِّرِ اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ خَيْرُ الْكَافِرِينَ ۚ وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَرِّئٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ ۚ فَإِنْ تَبَتُّهُ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَإِنْ نَوَيْتُمْ فَاَعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُجِبِّرِي اللَّهِ ۚ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا

جن مشرکوں کے ساتھ تم (مسلمانوں) نے (صلح کا) عہد کیا (یا ان) کو رکھا تھا (اب) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تم سے صاف جواب ہو تو اسی مشرکوں! (اسن عام کے) چار مہینے یعنی دس الحجہ محرم۔ (جب) ملک میں جیلو پھرو اور جانے رہو کہ تم اللہ کو (کسی طرح بھی) برا نہیں سلو گے اور یہ کہ آخر کار اللہ کو (مسلمانوں کے) ماتھے سے دنیا میں) رسوا کرنے والا ہے اور حج اکبر کے دن (اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو) آگاہ کرنے کے لیے (عام منادی کی جاتی ہو) کہ اللہ اور اس کا رسول شرکین سے دست بردار ہیں پس (اے مشرک!) اگر تم توبہ کرو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر (اب بھی خدا اور رسول سے) پھرے رہو تو جان لو کہ تم اللہ کو (کسی طرح) برا نہیں سلو گے (اور اس کو سبیر کا فروں کو

فل یہی عرب نے دن لوگوں میں تو یہی مشہور ہے کہ جسے کے دن حج ہو تو وہ حج اکبر سے مگر سریع میں اس کی کچھ اصل نہیں سریع میں تو مطلق حج کو حج اکبر بولا جائے کیونکہ ایک طرح کا حج عربی ہو مگر ان کے مقابلے میں حج متعارف حج اکبر ہے جس میں لوگوں کا بڑا اجتماع ہوتا ہے ۱۲

(بقرہ فائدہ صفحہ ۳۵۶) میرے کاغذ کے پیچہ صاحت اجازت سے کرویات میں مل گئے اور کھٹکتے کھٹکتے مشرکوں کی اس چاہوا یہ مسلمانوں نے ان کے حق میں اختلاف کیا بعض نے کہا ان سے لڑنا چاہیے بعض نے کہا میں اللہ نے ان کے ساتھ لڑنے یا نہ لڑنے کا فیصلہ نہیں کیا کیونکہ ان لوگوں کے میں گروہ تھے بعض وہ جنہوں نے اپنی قوم میں چاہوا یہ جن کے ساتھ مسلمانوں کی عہد کیا تھا اور یہاں لیے بھیجے چاہ پاب پیٹھے تھے تو ان کے حال سے کچھ تعرض نہیں۔ دوسرے وہ جس سے یہ چاہیے بیٹھا گیا اور وہ لڑنے سے لڑنے کے لوگ تھے ان کو پیشکش پڑی کہ خالی بیٹھے بیٹھے جی گھر آئے (پس تو کہیں) ان مسلمانوں سے مکمل کرنا مناسب ہیں اور جس قوم کی بہاد میں ہیں ان کے ساتھ پہلے کا اٹھا ہے اس سے بھی نہیں لڑ سکتے۔ عاہد کر مسلمانوں کی طرف رجوع کیا کہ ہم کو کھیر ملاو بیٹے لوگوں کے ایسے سال کو حکم ہے کہ ان سے ہر گمان نہ ہو اور شہادت پڑانی جماعت سے لوگوں کو حاکم کر کے اپنا زہمت گھٹاؤ تیسرے وہ لوگ ہیں جو منکر سنی ہیں گورنا کرنے کا قابو پائیں تو مکمل کھلیں۔ پس اس فریق کے لیے حکم ہے کہ مسلمان ان کو دشمن سمجھ کر ان کے ساتھ وہی مدارت کریں جو دشمنوں کے ساتھ کی جاتی ہے ۱۳

بِعَذَابِ الْيَوْمِ ۝ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ
مِنَ الشِّرْكِينَ ثُمَّ لَمْ يَفْعَلُوا شَيْئًا
وَلَمْ يَظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأُولَٰئِكَ
عَهْدُهُمْ إِلَىٰ مَا نَهَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحِبُّ
الْمُتَّقِينَ ۝ (توبہ ع ۱۰ بارہ)

عذاب روزِ ناک کی خوش خبری سداوہ۔ ہاں مشرکین
میں سے جن کے ساتھ تم (مسلمانوں) نے (صلح کا)
عہد و پیمان کر رکھا تھا پھر انھوں نے (ایضاً عہد میں)
تمہارے ساتھ کسی طرح کی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے
مقابلے میں کسی کی مدد کی وہ سب تھے ہیں تو ان کے ساتھ
جو عہد (و پیمان) ہو اُسے اُس مدت تک جو ان کے ساتھ ٹھہری
تھی پورا کر دو کیونکہ ان لوگوں کو جو (بہ عمدہ سی) پیچھے ہیں ست رکھنا جو

كَفَّ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ
عِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ عِنْدَ
السَّبْحِ احْرَامٍ فَمَا اسْتَفْأَوْا لَكُمْ
وَأَسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۝ إِنَّ اللَّهَ يَحِبُّ
الْمُتَّقِينَ ۝ (توبہ ع ۲ بارہ ۱۰)

اللہ کے نزدیک اور اُس کے رسول کے نزدیک مشرکین
کا عہد و پیمان صلح کا کیونکہ مستحب ہوا کہ انھیں صلح
کر کے آپ (پیغمبر) سے اعتبار ہی کر لیں مگر جن لوگوں کے ساتھ
تم (مسلمانوں) نے مسجد حرام (یعنی مکہ) کے قریب عہد
میں صلح کا عہد و پیمان کیا تھا اور انھوں نے آپ (پیغمبر) کو نہیں
توڑا تو جب تک لوگ تم سے سید ہیں تم بھی اُن سے سید
رہو کیونکہ اللہ ان لوگوں کو جو بہ عمدہ سی سے پیچھے ہیں
دوست رکھتا ہے +

عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ فِي خُطْبَتِهِ أَوْفُوا بِحِلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ
فَإِنَّهُ لَا يَزِيدُكُمْ يَعْزِيهِ إِلَّا سِرًّا لَا يَشْدُكُمْ
وَلَا يَقْدِرُ لَوْ جُلِفَ فِي الْإِسْلَامِ ۝ (ترمذی)

عمر بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا
سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ جاہلیہ
کے عہد و پیمان کو پورا کرو کیونکہ اسلام و فرائض
عہد کو اور مضبوط کر کے کچھ کمزور دیتا ہے اور اسلام
میں کوئی نیا عہد و پیمان پیدا نہ کر جس کی ضرورت
نہ ہو

۱۔ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیہ میں جو ظلم و فساد ہو و اعانت کرنے کا باہم عہد و پیمان کرتے تھے وہ تو اسلام
میں بے شک منسوخ ہے اور ایسے عہد و پیمان کا وہابی نہ کرنا بہتر ہے۔ اس کے علاوہ ہر طرح کے عہد و پیمان جو جاہلیہ میں ہوئے تھے اسلام
میں بھی باقی ہیں بلکہ اسلام اُن کے پورا کرنے کا زیادہ سختی اور شدت کے ساتھ حکم دیتا ہے ۱۲
۲۔ اسلام سے پہلے کا زمانہ۔ زمانہ جاہلیہ سے کہلاتا ہے کیونکہ اُس میں لوگ خدا رسول کے احکام سے جاہل محض تھے ۱۳

<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا بِسَهْمٍ رَأَيْتُهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ رَدَّهَا بِيَوْحٍ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا (بخاری)</p>	<p>عمرہ کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے ہم عہد کو قتل کرے گا وہ جنت کی دو تکبیح سونگھنے نہیں پائے گا حالانکہ اُس کی ذہن چالیس سال کی سافت تک پائی جاتی ہوگی</p>
<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ خِلَالٍ مَنْ كُنْ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا إِذَا احْتَلَتْ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَسَّ وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُمْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدْعَمَهَا (بخاری)</p>	<p>عمرہ کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جس میں وہ ہیں ایسا شخص پورا اور خالص منافق ہے (۱) جب بوسے جھوٹ بولے (۲) وعدہ کرے تو خلاف کرے (۳) عہد کرے تو ٹوڑ ڈالے (۴) لڑائی جھگڑا ہو تو غش بکھنکے اور جس میں ان میں کی ایک خصلت ہو تو اُس میں نفاق کی ایک خصلت ہے اور یہ شخص بھی جب تک اُس خصلت کو چھوڑ نہ دے منافق ہی کہلائے گا (۵)</p>
<p style="text-align: center;">پناہ میں آنے والوں میں دینا</p>	
<p>وَلَا أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجَرَهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ ابْلِغْهُ أَمَانَةَ ذَلِكَ يَأْتِيَهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ (توبہ ۱۰)</p> <p>عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ خَرَجْتُ</p>	<p>اور اسے پیغمبر اشترکین میں سے اگر کوئی شخص تم سے پناہ کاغذ استگرا رہو تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اطمینان سے کلام خدا کو سن سمجھ لے پھر اُس کو اُس کے ایک کلمہ واپس پوچھا دو یہ رعایت ان لوگوں کے حق میں اس وجہ سے ذکر فی ضرور ہو کہ یہ لوگ اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں +</p> <p>ابو طالب کی بیٹی آمنہ بانی مکتی ہیں کہ میں</p>

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَّةً
الْفَتْحِ فَوَجَدَهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ أَسْتَبَدَّتْهُ
تَسْلِيَةً فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ
فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَارِيٍّ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَكَانَ
مِنْ حَبَابِ أُمِّ هَارِيٍّ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غَسَلِهِ
فَأَمَّ فَصَلَّى ثَمَّانَ رُكْعَاتٍ مُتَخَفِّفًا فِي
ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَكَمَ
ابْنُ أُمِّی عَلَيَّ اللَّهُ كَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أُجِرَتْهُ
فَلَا نَ ابْنَ هَبِيرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَرَّ نَأْمَرُ
بِحَرْبٍ يَا أُمُّ هَارِيٍّ قَالَتْ أُمُّ هَارِيٍّ وَ
ذَلِكَ ضَحَّى + (بخاری)

فتح مکہ کے موقع پر جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی تو میں نے
آپ کو غسل کرتے پایا اور فاطمہ آپ کی
صاحبزادی پر وہ کیے ہوئے قمیص میں
نے پیغمبر صاحب کو سلام کیا فرمایا یہ کون
عورت ہے؟ میں نے عرض کیا میں ہوں
ابو طالب کی بیٹی ام ہانی، فرمایا ام ہانی!
اُو بیٹھو! عرض جب پیغمبر صاحب غسل
سے فارغ ہوئے تو ایک کپڑے میں لپیٹ
کر اٹھ رکعتیں نمازِ نفل پڑھیں اس وقت
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں
ہائے بھائی علی کا خیال ہے کہ میں نے
جو ابن ہبیرہ کو پناہ دی ہے وہ اسے قتل
کرنے والے ہیں جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ام ہانی! مجھے تو نے
پناہ دی وہ ہماری پناہ میں ہے۔ ام ہانی کہتی
میں اویہ چاشت کا وقت تھا

دین کے بارے میں زبردستی نہ کرنا

كَأَكْرَاهٍ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ
مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَ
يُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

دین میں زبردستی کا کچھ کام نہیں و اگر کسی سے
ہدایت (الگ) ظاہر ہو چکی ہے تو جو جھوٹے معبودوں کو
نہ مانے اور اللہ ہی پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط
رستی پکڑ رکھی ہے

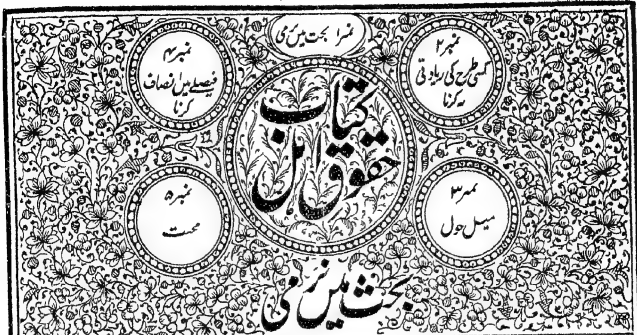
و حدیث کو کھلے لفظوں میں ارشاد ہوتا ہے کہ دین میں زبردستی نہیں اور لوگ ہیں کہ ناحق اسلام پر ہمت لگاتے ہیں کہ بڑے
شمیر پھیلایا گیا اگر کسی بادشاہ نے دین کو ملک گیری کا حیلہ بنا کر ایسا کیا مگر تو دین پر کیا الزام ۱۳

الْوَقْفَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ
عَلِيمٌ ۝ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم
مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ خُذُوا زِينَتَكُمْ
إِذَا خَرَجْتُمْ مِّنَ بُيُوتِكُمْ أَوْ مِّنَ الْمَسْجِدِ
أَوْ مِّنَ الْمَكَانِ الَّيْظِ لِكُلِّ مَكَانٍ مَّسْجِدٍ
أَوْ مَكَانٍ مَّسْجِدٍ أَوْ مَكَانٍ مَّسْجِدٍ

جو ٹوٹنے والی عین اور اس کا بیڑا ہے اور اسے
(سب کی) سنت اور سب کچھ جانتا ہے اللہ ایمان
والوں کا حامی و مددگار ہے کہ ان کو دُکھ کی تباہیوں
سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لانا ہی اور جو لوگ
(دین حق سے) مسکریں ان کے حمایتی شیطان ہیں
کہ ان کو ایمان کی روشنی سے نکال کر دُکھ کی
تباہیوں میں دھکیلے ہیں یہی لوگ دوزخی ہیں اور
وہ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ ہی میں رہیں گے ۴

۱۰ البقرہ ۳۳ پارہ ۳

من المرحم۔ ہم نے اس کتاب کے لکھنے کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے حقوق اور افاض کی ایک فہرست جات بنانی۔ فہرست کے ماتے
وقت ہی ہم نے یہ سمجھ کر جہاد کو فہرست میں نہیں لیا تھا کہ جہاد کے احکام مسلمانان ہند سے متعلق نہیں۔ قرآن اور حدیث کی
رُو سے جہاد ایک طرح کا مذہبی استحقاقِ حافظہ خود اختیاری ہے۔ مجموعہ قوانینِ تخریباتِ ہند میں جو تمام ہندوستان کا قانون
نوجہادی ہے استحقاقِ حافظہ خود اختیاری کا ایک باب جدا کا موجود ہے۔ استحقاقِ حافظہ خود اختیاری کے یہ معنی ہیں کہ اگر
کوئی شخص تمہاری جان تمہارے جسم تمہارے مال پر ناحق حملہ کرے تو تم کو بلا استمدادِ حاکم خود اس حملے کو دفع کرنے کا اختیار
اور دفعِ حملہ میں جو کچھ نقصان بھی حملہ کرنے والے کو تمہارے ہاتھ سے پہنچ جائے ساقی اسی نقصانِ رسائی جرم نہیں۔
ہر چند انگریزی قانون نے مذہبی حافظہ خود اختیاری کو ایک استحقاق میں نہیں لیا۔ مگر توہینِ مذہب کو جرمِ نوجہادی قرار دینے
سے بعد ضرورتاً ہر ایک مذہب کی حافظہ کو دی ہے۔ بہر کیف ہم جہاد کو بھی ایک طرح کا استحقاقِ حافظہ خود اختیاری ہی سمجھتے ہیں۔ اور ہماری سمجھ
میں نہیں آتا کہ اسلامی جہاد میں اعتراض کی کیا بات ہے۔ جہاد جس کی شریعتِ اسلام نے اجازت دی ہے وہی ہے کہ مسلمانوں کو جہاد کا اور
ارکانِ اسلام کا جہاد اور مسلمان جہاد کے دفع کرنے پر قادر بھی ہوں تو کریں۔ ارکانِ اسلام اور قعدہ دفع دو باتیں شرطِ جہاد ہیں اور جہاد
یہاں دونوں مقبوضہ اذات الشہادات المشروط سب معلوم ہو کہ اسلام کے صرف چار ارکان ہیں۔ نماز و زکوٰۃ و حج۔ سوان کی بجا
آوری میں تو کسی طرح کی روک ٹوک نہیں اور خدا تمہارا ستہ ہوتی ہے تو قوہ دفع نہ ہونے کی وجہ سے ہجرت فرض ہوتی ہے جہاد کو بذمہ کیا کہتی
بعض بادشاہوں کی ہوس ملک گیری اور زیادہ تر مخالفوں کی ہمتان بند بوس تو اس کا الزام اگر تو ان بادشاہوں پر اور ان کے بادشاہوں
پر نہ اسلامی جہاد پر اور نہ اسلامی شریعت پر اور نہ اسے الزام سے کون سی قوم بھی تو ان ملک کون سا مذہب ارادہ تو یہی تھا کہ جہاد کا
ملک کتاب میں آئے ہائے گریہ و خیال آئے کہ یہ بھی صدائے اور بانیہ کا ایک حق ہے کہ اسلامی جہاد کی حقیقتہ کو لوگوں پر ظاہر کر دیا جائے جو احکام
جہاد کے بار میں تو ان حدیث سے فائدہ نہیں لے سکتے ہیں ان کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اخلاقی حیثیت سے بھی اسلام دنیا بھر کے مذہبوں پر فوقیت
رکھتا ہے اگر ہم مسلمان اس کی اس برتری کو قائم نہ رکھیں تو یہ ہماری لائق ہے اور اگر مخالف ہم کو ناقص بذمہ کریں تو یہ ان کی ناحق کے ہنرِ خدو
کی نسبت ہمارا کامل تعین ہے کہ کفرِ تاریخ کی حقیقت اور تکمیل کے ساتھ زمانہ ان کو چیلوں میں اڑا دے گا اور الحویلیوں کا وعدہ فقر پر اور ہر کہہ گا



راہ پیغمبر لوگوں کو عقل کی باتوں اور سچی سچی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور ان کے ساتھ بحث بھی نہ کرو (تو) ایسے طور پر کہ وہ لوگوں کے نزدیک بہت ہی پسندیدہ ہو جائے پیغمبر! جو کوئی خدا کے رستے سے بھٹکا، تمہارا سرور و رجا اس کے حال سے بخوبی واقف ہو اور نیز، وہ ان لوگوں کے حال سے بھی بخوبی واقف ہو جو راہ راست پر ہیں۔

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ
وَالْمَعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي
هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ
عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

(نحل ع ۱۶ پارہ ۱۴)

اور! مسلمانو! اہل کتاب کے ساتھ جھگڑنا نہ کیا کرو مگر ایسی طرح کہ وہ نہایت ہی سہرہ اور شایستہ ہو جائے جو لوگ ان میں سے زیادتی کریں (تو) ان کو شرکی بہنر کی جواب دینے کا مضائقہ نہیں اور ان لوگوں سے کہو کہ جو (کتاب) ہم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم پر نازل ہوئیں ہم تو سبھی کو مانستے ہیں اور ہم مارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرماں پر راہیں۔

وَلَا تَجَادِلْ أَهْلَ الذِّمَّةِ بِاللِّسَانِ هِيَ
أَحْسَنُ وَلَا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ وَقُولُوا
أَمَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ
وَالْهَذَا وَذَلِكَ وَاحِدٌ قَوْلٌ لَّه
مُسْلِمُونَ

(المائدہ ۵۶ پارہ ۲۱)

من المشرحم جس قدر تاکید یہ حکم مناظرے میں نہی کرنے کا ہے افسوس ہے کہ اسی قدر مسلمانوں کی طرف سے اس کی تعمیل میں غفلت اور بے پروائی دیکھی جاتی ہے۔ بات یہ ہے کہ سرے سے مذہبی بحث ہی اچھی نہیں ضرور ہے کہ دو بحث کرنے والے سخن پہرہی پر آئیں جس کا انجام ہے گالی گلوں۔ مار کھانی سے تو کوئی خرد سان شاطر بچے گا۔

دراقتادہ باہم ہمنغار و چنگ

فومسلموں کا گروہ ضعیف تھا سو تھا خود پیغمبر صاحب جو فومسلموں کے سرگروہ تھے ان کا یہ حال کہ ہنوز بطین باور میں جہنم تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا اور داد عبدالمطلب جو بچاے خود کو کثیر العیال تھے متکفل پرورش ہوئے ان کے بعد چچا ابوطالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد۔ ابوطالب کی زندگی تک پہنچ کر پیغمبر صاحب کو ایک طرح کی تقویت تھی کہ وہ عبدالمطلب کے بعد میں قسیدہ مانے گئے تھے گروہ قوۃ اسی قدر تھی کہ ابوطالب کے ادبے لحاظ سے کوئی مخالف پیغمبر صاحب پر دست درازی نہیں کر سکتا تھا نہ یہ کہ فومسلموں کو کسی طرح کا امن تھا۔ ابوطالب کی زندگی میں ہی پیغمبر صاحب یا ان کے معتقدین میں کسی کی مجال نہ تھی کہ خانہ کعبہ میں جا کر خدائے آگے سجدہ تو کرے۔ ابوطالب کا مزار تھا کہ دشمنوں نے ہزاروں بار باندھا اور نوبت بانیجا رسید کہ پیغمبر صاحب کے رستے میں کانٹے بچھائے کہ خانہ کعبہ کو جاتے ہوئے پاؤں میں چبھیں۔ ایک بار سجدے میں تھے کسی مذہبی نے اوٹھ کا اوجھ لاکر گردن پر ڈال یا تاکہ اٹھ نہ سکیں مذہب پرستی لپٹ پڑے اور گلا گھونٹا۔ فومسلموں میں سے جس کو کڑوا بری طرح ستاتے۔ آخر پیغمبر صاحب نے فومسلموں کو اجازت دی کہ جسٹے چلے جاؤ اور خود طائف تشریف لے گئے کہ وہاں کے رئیس سے امداد کی توقع تھی وہاں بھی معاملہ بالکس پیش آیا اور آجاشوں نے پھر مارے اور نکال دیا ناچار گئے واپس آئے۔ یہاں دشمنوں نے لٹنا چلتا۔ کھانا پینا تک بند کر دیا۔ طرح طرح کے لالچ شیعے ڈراوے دکھائے جب دیکھا کہ یہ شخص کسی طور سے باز نہیں آتا اور جو کوئی ایک دفعہ اس کا کلمہ بھر لیتا ہے پھر اپنے قول سے نہیں پھرتا تو یہ صلیح ظہیری کہ ہنگامہ کر کے اس کو مار ڈالو۔ بہت ہو گا تو دیت بھرنی آجائے گی سب ہاتھ کر کے بھڑک یہ منصوبہ باندھ ایک رات گھر کو آگھیر پیغمبر صاحب کو خبر ہوئی تو اپنی جگہ علی رض کو لٹا ابو بکر رضہ کو ساتھ لے چپکے سے گئے تین میل کے فاصلے پر غار ثور میں جا چھپے۔ دشمن جو زغریے گھر کو گھیرے پڑے تھے ان کو خبر نہیں صبح ہوئی تو دیکھا پیغمبر صاحب کا پتہ نہیں۔ علی رضہ ان کی چادر اوڑھے پڑے ہیں۔ چھتے کی بھڑوں کی طرح جستجو کے لیے نکل پڑے۔ خدائی قدرۃ غار ثور پر سے ہو کر گزرے اور سوچہ نہ پڑا۔ پیغمبر صاحب تین رات دن غار میں چھپے رہے۔ ابو بکر رضہ کے گھر سے کھانا پانی پونچھتا رہا۔ آخر راتوں رات رستہ کھولتے ہوئے دینے جا داخل ہوئے کہ وہاں کے چند آدمی جج کرنے گئے آئے تھے اور پیغمبر صاحب نے دعوت اسلام شروع کر دی تھی ان کا وہ غلط فہم کر وہ لوگ پیغمبر صاحب پر ایمان لے آئے پھر لنگھ برس ان لوگوں نے پیغمبر صاحب کی بھجولیاں معلوم کر کے درخوست کی کہ اگر آپ دینے چلے آئیں تو ہم آپ کو پناہ دیں گے یہ وہ تاریخی واقعات حقہ ہیں جن کو دشمن مومخوں نے قلم بند کیا ہے اور ان کے وقوع میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں سکتا۔ ان واقعات میں شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر کئی حکم ہو گا تو ان کے مذہبی مخالف۔ یہود اور نصاریٰ جس جوش و خروش سے ان ہی عقائد کے لوگ جزیرہ عرب میں آباد تھے۔ دینے میں بھی دشمنوں نے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ جسٹے تک تو قریش کے لوگوں نے مسلمانوں کا پچھچھایا تھا کہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس چھوڑ دے اور وہ تھا عیسائی۔ اس سے

جا لگا یا کہ یہ لوگ ہمارے کبابی نہیں ہیں رشتہ اندازیاں کر رہے ہیں اور آپ کے سینے مسیح کی بھی ٹوئیں کر رہے ہیں ان کو اپنے ہاں سے نکلوا دیجیے گنجائشی نے مسلمانوں کو اپنے حضور میں بلایا اور حالِ رفاقت کیا جعفر رحمہ فیہ صاحب کے چچا زاد بھائی نے مسلمانوں کی وکالت کی اور نجاشی کو بھڑے دربار میں سورہ مہم ٹرڈ کر سنائی بات تھی مبدی سی۔ نجاشی اور اس کے درباری روئے اور اسلامی عقیدے کو ان کے دل مان گئے تو وہ قریش جھوٹے نجاشی تک یونہی نہیں کی نہیں کی مدینہ تو ان کا ٹھکانہ تھا۔ مدینے والوں کے ساتھ ان کی قربتیں تھیں مسلمانوں کے مدینے میں جمع ہونا سن کر اپنی جگہ بڑے خوش ہوئے کہ مدینے سے مسلمانوں کو نکلوا دیا گیا بڑی بات ہو ان لوگوں کی طبیعت ایسی کچھ اس طرح کی واقع ہوئی تھیں کہ ذری سہی بات پر اسے مرے کو تیار ہو جائے اور اس کا سال لڑائی کے سلسلے کو جاری رکھتے ہم اپنے سرگس تمام حجت کے چند بند مناسب مقام اس بجہ نقل کر رہے ہیں تاکہ ان وقتوں کے عرب کی حالت بخوبی فہم نشین ہو جائے۔

دیں کا عروج بے سبب مستحبر نہ تھا	تھا مگر موسیٰ صرف دعا کا اثر نہ تھا
راؤ خدا میں جان تلک کا بھی ڈنڈہ تھا	مومن نہ تھا کہ حس کا ہستی ملی یہ سر نہ تھا
ان سکون میں کتنے عزیزوں کی فوں بہا	اک سلطنت اور اتنے شہیدوں کا فوں بہا
تھی ناز شکر کے سارے زمانے میں متعل	روے نہیں یہ نور ہدایت تھا مصل
اہل کتاب تک ایسی آفت میں یا بہ نگل	بس طرح کے لوگ تھے یا ضال مصل
شیطان کی جہاں میں وہانی پھری ہوئی	یعنی خدا سے سادھی صفائی پھری ہوئی
اہل عرب کا حال تھا سب بہت خراب	جیسے بلا مبالغہ چوٹی بھرا کباب
پارو سے زیادہ فراخوں میں التہاب	اگر بات پوچھئے تو لے جنیبہ جواب
اتنے سے لفظ پر کہ چلو یا ہٹو پرے	اڑنے پرستہ ہوئے تھے کہ کٹ مرے
شفا کی سی تھ تو زست مگر ستیزہ جو	بے رحم سنگدل تھ تو زشت خو
خارت گردوں کو اہل تواضل کی جستجو	اس ٹوہ میں ساڑھے پھرتے تھے چارو
صحرا نور و وحشی و خانہ بدوش تھے	اونٹوں کو پالتے تھے بے لٹنے ہی ہٹوں تھے
ان کو غلط نہ تھی نہ دریاں پر نہ سو دہر	گھر بار سب لٹاویں گرا بائیں جو دہر
جائیں نثار کرتے تھے ایسے ڈوڈ پر	مترے تھے محرو عورت و نام و نمود پر

<p>برداشت کرنے سے تھے ازبک بیٹیاں کم بخت ملوثاتے تھے اپنی بیٹیاں</p>	
<p>محکوم تھے بھی بعض تو صرف اڑیلے نام لڑکے رنگ میں رنگے ہوئے چھوٹے بڑے نام</p>	<p>کیا جا میں ایسے لوگ سیاست انتظام دادوں کا لیتے پوتوں پڑتوں سے انتقام</p>
<p>ہر قوم سے طبیب عداوت تھی ہوئی بارہ مہینے اُن میں لڑائی ٹھہنی ہوئی</p>	
<p>تھے گرم علم و فضل یاقوت کے نصیب ترکیب اُن کی بولی کی واقع ہوئی عجیب</p>	<p>لیکن ہر ایک باغ فصاحت کا غنایب جادو اگر نہیں ہے تو جادو کے ہر قریب</p>
<p>وہ دل کو موہ لیتے تھے طرزیان سے باتوں میں بھول بھڑتے تھے اُن کی زبان سے</p>	
<p>ہاں کدہ شہر کدہ میں تھا کلمہ رخیل گھر میں خدا کے سیکڑوں تھے ہوئے رخیل</p>	<p>مالا انقوس نے اُس کو کیا اس قدر ذلیل جیسے کہ اُن میٹھے ہمالی جگہ میں جیل</p>
<p>کیا انقلاب گردش چرخ کمن کے میں یہ بُت پرست خلف اُسی بُت شک کے میں</p>	
<p>غالب صفت تھی اُن کی خشونت باجی حال وہ حانہ دایاں تھیں بجائے خوش حال</p>	<p>اُس طرز میں شریک تھے کیا اہل کیا خیال اگر مروجہ جتنی عورتیں چلے کرے حلال</p>
<p>منکوحہ چھوٹ جاتی تھی عذرِ ضعیف پر نزلہ گرا ہی کرتا ہے عضوِ ضعیف پر</p>	
<p>ناگفتہ بہ ہے اُن کا طریق معاشرت اگر کا زناں بیوہ کی لارٹ و مقاسمت</p>	<p>شرم و حیا سے اُن کو نہ تھی کچھ مناسبت وہ بھین اور حقوق زنی میں مشارکت</p>
<p>نظارہ خراب اُس سے تریوں تر سر پر میں انسان ہو کے اُن میں بہائم کی سیر میں</p>	
<p>سب اہل روزگار تھے کہ راہ یک قلم پہ اُس نے عینِ وقت پہ اپنا کبک کرم</p>	<p>مستوجب عذاب الہی عرب عجم پیدا ہوئے سخات و دمانت ہ اُجم</p>
<p>نیا و شرک و کفر و ضلالت کی لگھی بھٹکے ہوئے کو نثر ل مفعول مل گھی</p>	
<p>غرض اسلام اپنی ذات سے تو ایسا مذہب نہ تھا کہ کوئی فردِ بشر اُس سے انکار کرتا مگر وہ ایسا کہ اُس کو شروع ہی میں</p>	

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ اب کی بھنا یہ ہے کہ ہمارے
 اس حالت کے مطابق خدا نے ہم کو کیا حکم دیا ہے۔ تو انگریزوں کی وجہیت میں۔ ایک حیثیت سے وہ حاکم
 ہیں ہم ان کی رعایا۔ حکومت کی حیثیت سے جو ان کے حقوق ہم پر ہیں وہ اس سے پہلے حقوق حاکم میں لکھے
 جا چکے ہیں۔ اس عنوان میں صرف وہ حقوق ہیں جو انگریزوں کے اہل کتاب ہونے کی حیثیت سے ہم مسلمانوں پر
 لازم کیے گئے ہیں کہ انگریز عیسے علیہ السلام کی امت ہیں اور انجیل شریف خدا کی طرف سے ان پر نازل ہوئی جو اہل
 کتاب یہودی بھی ہیں مگر وہ ہندوستان میں بہت تھوڑے ہیں اور جتنے بھی ہیں ہماری طرح کی رعایا ہیں جو حقوق
 عامہ علاقوں کے وہ ان کے غرض ان کو کوئی حق فائق ہم پر حاصل نہیں اور اسی لیے خاص ان کے حال بحث
 کرنے کی ہم کو کچھ ایسی ضرورت بھی نہیں۔ ہم کو جس کی ضرورت بلکہ سخت ضرورت ہے وہ نصائے کے حقوق ہیں اس لیے
 کہ انصاف حکومت کی وجہ سے ہم کو نصائے کے ساتھ برتاؤ کی تعلق ہے۔ ہمارا ہر طرح کا دنیاوی نفع و ضرر ان کے
 ہاتھ میں ہے۔ ہماری خیریت اسی میں ہے کہ جہاں تک ہو سکے ہم ان کے ساتھ شہر و شہر ہو کر رہیں جبری اطاعت
 تو امر طر سرائی چار و ناچار کرنی ہی پڑتی ہے اور وہ کچھ تفسیر کی بات نہیں یعنی انکس اور عن راشد
 میں کے قابل عند الناس ہی اطاعت ہو سکتی ہے جو طوع خاطر سے ہو اور عند المد وہی جو مذہبی تقاضے سے ہو ہمارا
 اور نصائے کا اختلاف عقائد تو قیامت تک ٹھنڈا والا نہیں۔ ایمین ہر جہاں آیتیں اور حدیثیں ہم نے اس عنوان
 کے ذیل میں جمع کی ہیں وہ اس اہمیت اور مغایرت کے رفع کرنے کو پس کرتی ہیں جو مذہبی خیال سے کسی مسلمان
 کے دل میں ہماری قطعی رائے ہو کہ منہلہ دو سے اسباب۔ مسلمانوں کی خستہ حالی میں اس اہمیت اور مغایرت
 کو بھی دخل غلط ہے **مَنْ كَفَرَ بِيَّ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَوْحَىٰ إِلَيَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ بِبَيْتِهِ الْاَلِيمَادُ**
وَمَا أَهْدِيَكُمْ إِلَّا مَسِيلَ الْاَلِيمَادُ

فیصلے میں انصاف کرنا

یہ لڑی ہوئی چھوٹی چھوٹی باتوں کی کشتیاں لیتے پھرتے ہیں (اور)
 مال حرام کا دوسرے چلے جاتے ہیں تو راہ پیٹ پر گرا دیں گولیاں اپنے مال
 فیصلہ کرانے کو اتھارے پاس آئیں تو تم کو اختیار ہو کہ ان
 میں فیصلہ کرو یا ان کے معاملات میں دخل نہ دینے سے کنز
 رہو اور اگر تم ان کے معاملات میں دخل دینے سے کنارہ کشی کرو گے
 تو یہ تم کو کسی طرح کا بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر فیصلہ

سَمْعُونَ لِلْكَذِبِ أَكْثَرُ لِلشَّعْبِ
 فَإِنْ جَاءَ وَلَهُ فَا حَكْمَ بَيْنَهُمْ وَأَعْرَضَ
 عَنْهُمْ وَإِنْ تَعَرَّضَ عَنْهُمْ فَلْيَضْحَكُوا
 لَشَبَابًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَا حَكْمَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ
 ۱۷۱ اور ہم تو ہم میں ہندو تھوڑے کے بعد یہ بات لکھ چکے ہیں کہ ہمارے

نیک بیک ترین کی سلطنت کے وارث ہو گئے ۱۷۱ سوائے کل کر تم میری بات کو جو میں تم سے کہتا ہوں یا دکر گے اور میں تو اپنا معاملہ حلادی
 کے سپرد کرتا ہوں یہ نصائے دلچسپ ہیں وہ ناگوار حال ہو ۱۷۱ اور میں تم کو دسی راہ دکھا ہوں جو سیدھی ۱۷۱ کسی بات کی توثیہ لگا،

کیونکہ ائمہ اہل انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور دوسروں کو
 کیوں تمہارے پاس جبرگئے فیصلے کو لاتے ہیں جب کہ خود ان
 کے پاس توراۃ اور زبور اُن میں حکم خدا (موجود) ہے پھر اس کے
 بعد یہی حکم خدا سے (رُکروانی کرتے ہیں اور ان کو (سُکھ سے)
 ایمان ہی نہیں بے شک ہم (ہی) نے توراۃ نازل کی جس میں
 (ہر طرح کی) ہدایت اور نور (ایمان) ہے (خدا کے فرماں بردار (جبرائیل)
 انبیاء (نبی اسرائیل) اُنسی کے مطابق یہودیوں کو حکم دیتے چلے
 آئے ہیں اور انبیاء کے علاوہ یہودیوں کے (برائی یعنی مشنغ اور
 علماء (بھی) کیونکہ کتاب ائمہ محافظ ٹھہرے گئے تھے اور وہ)
 اُن کی محافظت کرتے بھی تھے تو اُسے اس وقت کے ہوئی ہو،
 لوگوں سے نہ ڈرو اور ہمارا ہی ڈرنا ہو اور ہماری آیتوں کے معاصی
 میں (دنیا کے) ناپسندیدہ فائدے سے نہ لو اور جو خدا کی آٹاری ہوئی
 (کتاب) کے مطابق حکم نہ دے تو یہی لوگ کافر ہیں اور ہم نے
 توراۃ میں یہود کو تحریری حکم دیا تھا کہ جان کے بدلے جان نہ
 آکھ کے بدلے آکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان
 اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ دوسرے ہی
 زخم (پھر جو (مظلوم) بدلہ معاف کرے تو وہ اُس کے
 گناہوں کا کفارہ ہوگا اور جو خدا کی آٹاری ہوئی (کتاب) کے
 مطابق حکم نہ دے تو وہی لوگ بے انصاف ہیں
 اور بعد کو ان ہی (پیشروں) کے قدم بقدم ہم نے مریم کے
 بیٹے عیسیٰ کو پہلا یا کردہ توراۃ کی جو ان کے (وقت میں)
 پہلے سے (موجود) تھی تصدیق کرتے تھے۔

۱۔ پچھلے رکوع کی شان نزول ایک زمانہ کا مقدمہ تھا جو بنیوں
 میں ہوا تھا اور مجرم عت در لوگ تھے اور وہ اگر اسے حکم سن سکتے تھے
 خلاف حکم توراۃ ان کی رعایت کرنی چاہتے تھے اور ان آیتوں میں تصدیق
 حکم ہے اہل احکام بھی عام ہیں کہ قصاص پر جس شخص پر بلا لگنا اس کے
 کہ مجرم کو نہ ہے اور اس درجے کا جس کو نہ سزا دی جائے اور یہی طرح حکم سن سکتی بھی عام تھا اگر بنیوں کے مین میں نہادی طبع کو چل سکتے تھے ۱۲

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ وَكَيْفَ يُحْكُمُونَ
 وَعِنْدَهُمُ التَّوْرَةُ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ
 يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ
 بِأُمُومِينَ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا
 هُدًى وَنُورٌ يُحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ
 الَّذِينَ اسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالَّذِينَ
 وَالْأَخْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ
 وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَحْشَوْا النَّاسَ
 وَأَخْشَوْا اللَّهَ لَا تَسْأَلُوا بِأَيْتِي ثَمًّا قَلِيلًا
 وَمَنْ لَمْ يُحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ
 الْكَافِرُونَ ۝ وَلَتَبْنَاهُمْ فِيهَا
 النَّفْسُ بِالنَّفْسِ الْعَيْنُ بِالْعَيْنِ وَ
 الْأَنْفُ بِالْأَنْفِ وَالْأَذُنُ بِالْأَذُنِ وَ
 السِّنُّ بِالسِّنِّ وَالْجُرْمُ قِصَاصٌ فَمَنْ
 تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ
 يُحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ
 الظَّالِمُونَ ۝ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى
 ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ

۱۲ کہ مجرم کو نہ ہے اور اس درجے کا جس کو نہ سزا دی جائے اور یہی طرح حکم سن سکتی بھی عام تھا اگر بنیوں کے مین میں نہادی طبع کو چل سکتے تھے ۱۲

حقوق انصار

(محبت)

(امیر مسلمین مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کے اعتبار سے یہو اور مشرکین کو تم سب لوگوں میں بڑا سخت پاؤ گے اور ان لوگوں کے ساتھ دوستی کے اعتبار سے سب لوگوں میں ان کو قریب تر پاؤ گے جیسے ہیں کہ ہم انصار ہیں مسلمانوں کی طرف انصار کے (یہ مسلمان) اس سبب ہے کہ ان علماء اور شایخ ہیں۔ اور (غیر) یہ کہ یہ لوگ مگر نہیں کرتے اور جب (قرآن کو) سنتے ہیں جو (ہمارے) اس رسول (محمد) پر نازل ہوا ہے تو اسی مخاطب تو ان کی آنکھوں کو دیکھتا ہے کہ ان سے اُن جو جاری ہیں اس لیے کہ انہوں نے حق بات کو پہچان لیا ہے قرآن کو سن کر دعا مانگنے لگتے ہیں کہ اسے ہمارے پروردگار رحم تو ایمان لے آئے تو (دین حق کی) تصدیق کرنے والوں کے ساتھ ہم کو بھی لکھ اور ہم کو کیا (مجنون ہو گیا) ہر کو اس پر اور حق بات ہمارے پاس آئی ہے اُس پر تو ایمان لائے نہیں اور توقع نہیں کہ ہمارے پروردگار ہم کو نیک بندوں کے ساتھ رہشت میں لے جائے و خَل کرے گا تو ان کے (اس کلمے کے جملے میں خدا نے ان کو رہشت کے لیے ایسے باغ عطا فرمائے جن کے تلے نہریں بہتی ہیں اور یہ ان میں ہوش رہیشہ نہیں گے اور مخلصوں دل سے نیکی کرنے والوں کا بھی بدلہ دے گا اور جن لوگوں نے (دین حق یعنی اسلام کو) نہ مانا اور ہماری آیتوں کو ٹھٹھکانا بھی دوزخی ہیں۔

يَتَّخِذَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوا بِالْهُدٰى وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَيُحْذَنَّ
اَشْرَبُهُمْ مَّوَدَّةَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ
قَالُوْا اِنَّا نَصْرِيْ ذٰلِكَ بِاَنۢ مِّنْهُمْ
مُّسِيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
وَلَاذِ اَسْمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى
اَعْيَنَهُمْ نَقِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا
مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَمَّا فَاَلْتَبَدَّلَا
مَعَ الشَّاهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نَقُوْا مِنْ
بِاللّٰهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْعُهُ اَنۢ
يُدْخِلَنَا رَبَّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝
فَاَنَّا بَعَثَ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنَّتِ حٰجِرٰى
مِّنۢ نَّحْمٰهَا اَلَا نَهْرُ خُلْدٍ يَنْفِيْهَا وَاُوْذِلَ
جَرَاءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
كَذٰلِكَ يَآيٰۤاِنَّ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ الْحٰجِرِ
(المائدہ ۱۱ پارہ ۶-۷ و ۷)

و یہ آیتیں مجاشی اور شایخ جہدہ اور اُس کے درباریوں کے قریب نازل ہوئی ہیں جو انصاف سے بات یہ کہ جب پہر صبح اسلام کی سادہ شریعت کی توفیق جہدہ صاب کے قبیلے کے لوگ تھے سمت برہم نہ اس لیے کہ اسلام کی سادہ سے اُن کے دین آبی

لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُفَايِلْوْكُمْ
فِي الدِّينِ وَلَكِنْ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ
تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْفَاسِقِينَ ۝ لَئِنْ يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الْفَوَاحِشِ
قَاتِلُوا فِي الدِّينِ وَآخِرُكُمْ مِمَّنْ
دِيَارَكُمْ وَظَاهِرًا وَعَلَىٰ أَعْنَاقِكُمْ أَنْ
تَأْتُواهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

الظَّالِمُونَ (مقتضیٰ ۲ پارہ ۲۸)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا
فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النَّبِيَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ
مُهْتَدٍ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ ثُمَّ
فَقَيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ رَسُولَنَا وَقَفَيْنَا
بِعَبْدِي ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ وَ

رَسُولًا نُوْحًا) جو لوگ تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے
اور انھوں نے تم کو تمھارے گھروں سے نہیں نکالا اُن
کے ساتھ احسان کرنے اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے
تو خدا تم کو منع کرتا نہیں (کیونکہ) اللہ منصفانہ برتاؤ کرنے
والوں کو دوست رکھتا ہے اللہ تو تم کو اُن ہی لوگوں سے
دوستی کرنے کو منع فرماتا ہے جو تم سے دین کے بارے میں
(لڑے اور خصومت تم کو تمھارے گھروں سے نکالا اور تمھارے
نکلنے میں اخصارے مخالفوں کی) مدد کی اور جو شخص ایسے
لوگوں سے دوستی رکھے گا تو دیکھا مائے گناہ کی جیسی گ
مسلمانوں پر غلام کرتے ہیں۔

اور تحقیق ہم ہی نے نوح اور ابراہیم کو پیغمبر بنا کر بھیجا
اور اُن کی نسلوں میں پیغمبری اور کتاب (یعنی وحی) عطا فرمائی
کو (جاری) رکھا (اباؤں ہمہ بعض) اقوام میں سے (جو براہ
ہیں اور متبرہ) اُن میں سے نافرمان ہیں۔ پھر (ان کے)
پیچھے اُن ہی کے قدم قدم ہم نے اپنے (اور) رسول
بھیجے اور (اُن کے) پیچھے مریم کے بیٹے کو بھیجا اور
اُن کو انجیل عنایت فرمائی اور

(بقیہ قائدہ صفحہ ۷۷) بھوت باتوں سے کب اسنے دلے تھے آخر امت میں مسلمان بھی قوت پکڑ گئے اور جواب ترکی بہ ترکی پیش
گئے غرض اُرائی ختم ہو گئی اور یہی قاعدہ جو اسکا سلسلہ سالہا سال جاری رہا ظاہر بات ہے کہ جب گروہوں میں لڑائی ہو رہی ہو اور لڑائی جی
قوتوں میں ہیں تیرے ملک کی اُرائی یعنی ایک دوسرے کی جان کا خاواں۔ ایسی حالت میں ایک گروہ کے آدمی کو دوسرے گروہ کے کسی آدمی سے دوستی
رکھنا ایسے گروہ کی تباہی کے دریغ ہوتا ہے جو میں ہر دو دھارے سے دوستی نہ رکھے گا حکم اُس خاص وقت اور خاص حالت کے لیے تھا یا ایک
طرح کے دینی نظام میں جو ہر ملک اور ہر قوم کو کرسٹن پڑے ہیں اور دنیا کے اُرائی جھگڑوں سے متعلق ہیں۔ یہی نہیں دینی یعنی اختلاف
عقائد وہ بالکل دوسری بات ہے اور اس کو دنیاوی معاملات میں دخل دینے کی کچھ ضرورت نہیں اٹھائی سو یہ پار کی سورہہ ممتحنہ کی
آیت میں جو اس بعد آتی ہے اُن باتوں کی خوب ملاحظہ ہو ہم ہندوستان کے مسلمان کس گنتی میں ہیں۔ اب تو ہمارے کاتال ایسا ہر
عروج جو کہ سلطان دروم اور شاہ فارس اور تہذیب کابل کو بھی چاروں اطراف ان کے ساتھ دوستی رکھنی پڑتی ہے ۱۱

جَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ۚ وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَآتَيْنَا الَّذِينَ بَنَوْا لَهُمُ الْكُفْرَ أَهْلَهُمْ ۚ وَلَكِنْ يَرَوْنَهُمْ فَيَقُفُونَ ۝ (الحديد ۲۶-۲۷)

جو لوگ ان کے پیرو ہوئے ان کے دلوں میں ترس و ڈال دیا اور دنیا کا چھوڑ ڈیٹھنا جس کو انھوں نے از خود ایجاد کیا تھا ہم نے وہ (طریق) ان پر فرض نہیں کیا تھا (مگر باں انھوں نے اس کی) خدا ہی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے (ایجاد کیا تھا) لیکن جیسا اُس کو بنا ہونا چاہیے تھا دنیاہ کے توجہ لوگ ان میں ایمان لائے ان کو ہم نے اس کے اجر و عطا سے فرمائے اور ان میں سے بہتر سے تو انما میں ہے

من امت رحم۔ جہالت یہ کیسا غضب و عداوت ہے * بیابانی کی سر پرگشا چھاپری ہے * ہم نے جیسا کہ اسلام کو سمجھا ہے اس کی رو سے حقیقت میں بڑی تعجب ہوتا ہے کہ اب شکل سے زمین کا کوئی کوٹا یا رقبہ ہوگا جہاں مسلمان نہ پونج گئے ہوں۔ پھر جہاں جہاں مسلمان پونج گئے ہیں وہاں اسلام کے ہونے کی دوسرے مذہب کے ہونے کی وجہ کیا؟ اس کی یہی مثال ہے کہ جہاں نور اقبال چمک رہا ہے وہاں ظلمت کیسے ٹھہر سکتی ہے۔ ہونہ ہوا اس کا سبب یہ ہے۔ یہی ہے اہل اس کے سوا کے کوئی اور سبب نہیں کہ دوسرے مذہب والوں کو اسلام کی چیز نہیں اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔ شروع شروع میں اسلام کو ایسے ناملائم اتفاقات پیش آئے کہ لوگوں کو اسلام کی خبر ہوئی بھی تو بڑی طرح سے ہوئی۔ لوگ کا بڑا رعب کا پر مدلوں سے شرک اور بت پرستی سے مانوس تھے خدا سے واحد کا نام سن کر بڑھتا ہے اور حیرانگاہی سے دعوہ اسلام کی آواز کے ڈبا دینے پر کم بستہ ہو گئے وہ نفرت کچھ ایسی گھڑی کی ذہن نشین ہوتی تھی کہ وہ کہنے لگتے تھے ایک طبیبوں سے نہیں سیکھ لیں اس میں شک نہیں اور یہ واقعہ تاریخی ہے کہ عام نفرت جو لوگوں کے دلوں میں اسلام کی طرف سے ابتدا میں پیدا ہوئی اُس میں مسلمانوں کا مطلق تصور نہ تھا۔ مگر نفرت کا زمانہ ابعد میں جاری رہنا زیادہ تر دوسروں کی ہمت و دھرم سے ہوتا ہم مسلمانوں کے طرز عمل کا بھی اس میں حصہ ضرور ہے۔ کیونکہ ہم بعض لڑائیوں کو شرطِ جدت سے ڈیر پاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں نے سہلانہ اور تالیفِ قلوب میں بھی ضرور کوتاہی کی ہے وہ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ كُفْرًا وَلَا عَدَاوَةً بَيْنَهُمْ فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْلَمِ أَنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ الَّذِينَ يَحِلُّونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ مُتَوَكِّلٌ لے اٹھ کر واکم و دن بالمعروف و بالمعروف و عی اللہ کے حکم کی رو سے اشاعت و تبلیغ اسلام کو عمار اور شاخِ عظیمین کے سر ڈال کر آپ فارغ ہو بیٹھے پیشوایانِ امت نے نہ آگ و بھجانہ پیچھا جہاں کہیں بھی تھے مسلمانوں کے ریوڑ کو ایک لاشی سے لاشخا شروع کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح یہودیوں کو ان کے اجداد اور ربوتوں نے برباد کر چھوڑا کہ آج اتنی بڑی زمین میں ایک چتے پر ان کی شانانہ حکومت نہیں یہی حال مسلمانوں کا ان کے پیشواؤں کی بدولت ہوتا چلا جا رہا ہے۔ پتہ کبھی سنت کے بڑے لیے چوڑے دعوے کے جاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ سنت کی پیروی دنیاوی اور انجروی یہود و کفار کی کافی ضمانت ہے لکن لَا يَكْفِيكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَ حَسَنَةً لِّكَ كَأَنَّ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ

۱۔ اور مسلمانوں میں ہم ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہتے جو لوگوں کو انیک کا سون کی طرف بلا میں اور پتہ کام (کرے) کہ ان کو ہم اور اُسے کا موقع سن کر ۲۔ مسلمانوں کو صحابہ کی لہجہ میں ان لوگوں کیلئے جو اہل اور ذوقِ آخرت کے خطاب سے ڈرتے اور کثرت سے یا واقعی کیا کرتے تھے (یہودی کہنے کو) رسول اللہ کا کہنا

وَدَعَا لِّلّٰهِ لَعْنًا ۚ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ فَاٰرِضُوْنَ يَخْسَعُوْا لَہٗ لَعْنًا ۚ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّہٗ اَعْوٰی ۚ وَ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ ۙ مَنَّ

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور ہمارے وقت میں شام و صبح کا فرق پڑ گیا ہے تو ہم کو ہر بات اور ہر چیز میں سنت کی غایت و غرض پر نظر کرنی ہے کہ طہر و طریق پرلے کو بدلے گریہ غرض فوج نہ ہونے کے ساتھ ہم کو ہر بات پر لباس کو لیتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں رداء اور ازار (تہم) یہی دو کپڑے بے سیئے ہوئے پہنے جاتے تھے۔ اور ان ہی کو جلد (چوڑا) کہتے تھے۔ اب ہمارے وقتوں میں نئی نئی ایجادیں ہو کر انوع و اقسام کی اوضاع حل پڑی ہیں پس اگر ہم وہی رداء اور ازار اختیار کیا کریں لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوں تو ہم کو لباس کی اصل غرض کو دیکھنا چاہیئے وہ غرض یہی ستر عورتہ وقع حر و برود زینت و بغرض اہلدارت کہ وہ از قبیل اٹھا بدھتہ کہ تہن کہ تہن ایک پیرا شکر کا ہو بشرطیکہ شیخی اور اسراف اور شبہ و انسا نہ ہو کیونکہ شبہ و انسا بھی حار مروی ہے۔ لباس کی وضع اور اس کی تراش و خراش و ذیل اغراض لباس میں اور یہی وجہ ہے کہ اب کسی نمک کہ مذہب اور شائستہ مسلمان رداء اور ازار کا استعمال نہیں کرتے۔ اور ازار اچھا نہ ہوستان کے بھی سرگروہ جو کہتے ہیں کہ دریا میں رہنا اور گر چھ سے بے راجع اور دشمن کام مسلمانوں نے اپنے پاؤں پر کھماڑی مارنے سے کسی طرح کی کسر نہیں کی۔ یعنی بات بات میں انگریزوں کی زبان سے علوم سے وضع سے طرز تمدن سے اہلدارت لیا اور انگریزوں کی نظریں سے ہنسنا ہو گئے اور ہونے ہی سے علاوہ بریں اسلام کو ناسخ بدنام کیا سو الگ۔ یہاں تک کہ ایک بڑے جلیل القدر انگریز نے مسلمانوں کے طرز عمل سے اسلام میں پانی مڑا ہوا دیکھ ایک کتاب لکھ ماری کہ ”مسلمانوں کو ان مذہب کی اجازت نہیں تیار کہ وہ انگریزوں کو رنٹ کے غیر خواہ ہو کر ہیں۔“ مگر ہم تو اس کو لکھاؤں گھگھوٹے پر ہنر کی قسم کی نفرت کے قابل نہیں پوری نفرت تو ہم جب سمجھیں کہ انگریزوں کی بنائی ہوئی کوئی سی چیز یہی استعمال نہ کریں یعنی نفس کم جہاں پاک ہجرت کر کے مشلا عرب چلے جائیں کہ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ آخری وقت میں اسلام سب طرف سے سٹ کر دینے میں جح ہو جائے گا۔ مگر وہاں بھی ”بہ زمین کہ رسیدیم آسمان پیدا است“ ”ہماں آتش و کاسہ“ پائے گئے۔ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمان ہی ہم نے تحقیق سنا ہو گا آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ کتے مدینے میں بھی آسائیں و آرائش کا تمام ساز و سامان ساخت و یورپ کام میں لایا جاتا ہے سٹے کہ انگریزوں کا کتبے تامل سلطان روم کے سٹے سے بڑھ کر داد و دست میں آتا ہے۔ مخالفت کی آگ تو اسلام کے پیدا ہونے ہی سنگینی شروع ہوئی اور فرقہ مخالف اس کو بھجھکاتے رہے۔ ایک وقت خاص تک مسلمانوں کو غلبہ رہا پھر انھیں بھال کے قاعدے سے لڑائی نے پٹا لکھا تو عیسائیوں مسلمانوں کو بچا دکھایا۔ وہ آگ ابھی تک بجھی نہیں اور بجھے گی بھی نہیں مگر مسلمانوں میں مقابلے کا دم نہیں رہا ماری کوئی کوئے لائی“ جہاں میں مغلوبانہ زندگی کے دن تیر کر رہے ہیں۔ ”شاو با ودر زمین ناشاد باہ زمین“ مذہبی مخالفت کے اعتبار سے عام مسلمانوں اور عام عیسائیوں کا حال تو یہ ہے مگر ہم مسلمانان ہند کی

۱۵۱۱ء میں (لوگوں) کہہ کر اگر تم کو دوست رکھتے ہو تو میری بیوی کو کہہ دو کہ تم کو دوست رکھتے ہو تو تم کو بھلا کر دیکھا نہ کرنا اور اللہ بخشنے والا ہر ماں ۱۵۱۱ء اور ۱۵۱۱ء میں لوگوں نے اپنے پروردگار کے احکامات کا تذکرہ کرتے، مہار کی بھی بیشک لکھائی کا ایک طریقہ ہے ۱۲

کہ قرآن کی تفسیر میں اور احادیث اور ان کی شرح اور مسائل فقہ سب اس زمانے میں مرقن ہوئے جب کہ مسلمان ٹلک کے ٹلک فسخ کرتے چلے جاتے تھے۔ اور اب سالہ باطل برکس ہے تو تمام احکام دین کو زمانہ حال کے سانچے میں ڈھالنا ہے۔ اور وہ سانچا یہ ہے کہ ہر ایک بات میں محکام وقت کے ساتھ صلہ کاری اور سازگاری ہو۔ مسلمانوں اگر آتش فساد کو بھڑکایا نہیں تو اس کو دبا یا بجھایا بھی نہیں۔ وہ ان وقتوں کو یاد کرتے ہیں جب اسلامی سلطنت بر سر عروج تھی۔ حالانکہ ان کو پیغمبر صاحب کی ہجوۃ سے پہلے کی تقلید کرنی چاہیے کہ اَلْاِسْلَامُ مِنْ اَعْرَاسٍ وَنَسْعَةٍ عَرَّتْ مَعَهَا کِی یہی توجیہ ہے۔ مسلمانوں میں بڑا نقص یہ ہے کہ نَبَاتُ الْاِکَامَةِ نَزَلَتْ لَهَا نَبَاتُ الْاِکَامَةِ پر نظر نہیں رکھتے جھوٹے یوں میں رہتے اور محلوں کے خواب دیکھتے رستیاں چل کر خاک سیاہ ہو گئیں مگر مل پرست و قاتل ہو۔ انھوں میں رعشہ ہے مگر پتھر لڑنے کو موجود ہے

برکھو بافلا دبانو پنجبہ کرد ساعدہ بین خود را زنجیر کرد

ہم تو ویسا تھا اور ایمان مسلمانوں کو یہی صلاح دیتے ہیں کہ ساری بہت اپنی حالت کی اصلاح میں صرف کریں اور علی کی باتوں اور چیرنے پھرنے سے نہیں بلکہ لطف ولینت سے اَفْخِجْ اِلٰی سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالنَّهْيَةِ وَالْخِفَةِ وَالْحَسَنَةِ کے عامل ہو کر اسلام کی خوبیوں اور آسانوں کو غیر مذہب والوں پر ظاہر کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اسلام کو فنیق ہونے کا اور صدقہ کا بڑا زور ہے اور اَلْحَقُّ يَهْدِي اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ لِحُجَّتِیْ عَلٰی اَمْرِیْ خَيْرًا مِّنْ سَبِيلِکَ اَلْحَقُّ جَعَلَ اِنَّا اِثْرًا کر رہے لوگ دوسرے مذاہب کی قیود سے بَصْنَمٌ عَدْنَمُ اَصْنَمٌ دَا اَعْلٰی اَلْقٰی کَالْتِی عَلَیْکُمْ اَنَادٰی حاصل کر رہے ہیں۔ دل مسلمان ہوتے چاہے ہیں۔ صرف مومن سے اقرار کرنا باقی ہے وہ بھی ایک دن ہو کر ہے گارنٹر ملکہ مسلمان وَدَّ اَلْکُفْرَیْنَ فِیْہِمْ اَیْمٰنٌ پکارا بند ہوں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس آزادی کا نام ہے اسلام خود مسلمان اس اسلام تسلیم نہیں کرتے اور اسلام زبان حال سے ہڑا کھ رہا ہے

من ازیریکا گان ہسرگز نہ نالم کہ ہامن ہر چہ کرد آں آشنان کرد

ہم چو مسلمانوں سے چاہتے ہیں کہ وہ دوسرے مذہب والوں کے ساتھ نرمی اور تسامح کریں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ دوسروں کی خاطر سے کسی کے دوسرے اسلامی عقائد یا اعمال میں کمی اور کوتاہی کرنے لگیں۔ اور انگریزی قانون کا بھی یہی منشا ہے کہ ہر شخص اپنی آزادی کو قائم رکھے۔ آزادی کے قائم رکھنے میں اتنی شرط ہے کہ آزادی کا عمل میں لانا دوسروں کی دل آزادی کا موجب نہ ہو کہ اس سے انہیں عالم میں خلل پڑتا ہے اور تمام افعال عقل اس میں جرم فوجداری میں جس نرمی کی ہم صلح دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ کسی مذہب کو چاہے وہ ان کے نزدیک کیسا ہی غلط ہو نفوق کی نگاہ سے نہ دیکھیں

۱۔ اسلام شروع شروع میں بھی مسافراں حالت میں تھا اور آخر کار مسافراں حالت کی طرف عود کرے گا ۱۲۔ یہ اتفاقات وقت ہیں جو ہمارے

نوت بہ نوبت رتبہ انگوٹوں کو پیش آتے رہتے ہیں ۱۳۔ دسے پیر لوگوں کو عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتیں دے اپنے پڑوکار کے

رستے کی طرف بلاؤ ۱۴۔ حق ہمیشہ غالب رہتا ہے ۱۵۔ اور خدا کا جوں کو مسلمانوں پر دہرساں بھر دینے کا موقع ہرگز نہ دے گا ۱۶

۱۷۔ (اور احکام سخت کے) بوجہ جو ان لوگوں کے مرنے پر (دوسرے کے) تھے اور پھر دے جو ان پر پہنچے تھے ان کے (لڑنے سے) دور کرتے تھے

یاد دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ اختلاف مذہب کی وجہ سے آپس کے میل جول میں کسی طرح کا فرق نہ آنے میں کہ یہی وہ تقصیب ہے جس کو ہم ایک طرح کا جنون سمجھتے ہیں اور جنون بھی عالمگیر جس سے کوئی قوم بری نہیں۔ الاماشاہ ہم نے تو غور کر کے یوں سمجھا ہے کہ دنیا میں جتنے مذہب بھی ہیں وقتی اور مقامی خصائص کے لحاظ سے آدمی کے فائدے کے لیے وضع کیے گئے ہیں مقصود اصلی سب کا ایک۔ طریقہ اور ذریعے مختلف۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ سماش کے لیے لوگ کیسے کیسے جتن کرتے ہیں کوئی کا شتہ نکارے کوئی تابا کوئی پیشہ ور کوئی کچھ کوئی کچھ۔ ایک پیشہ والا آدمی دوسرے پیشہ والے سے دشمنی نہیں رکھتا کہ اس نے بھی اسی کا پیشہ کیوں نہیں ختم کیا۔ حقیقت میں ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ اختلاف مذہب کو کیوں اختلاف کا سب پر قیاس نہیں کرتے اور کیوں مذہب کے پیچھے ایک دوسرے سے لڑتے مرتے ہیں مگر وہی کہ لکھتے ہیں لکھتے بات یہ ہے کہ آدمی بالطنہ اگل گھر مخلوق سے اس مزاج میں سازگاری نہیں ضرورتوں نے اس کو مجبور کر رکھا ہے ورنہ یہ لڑنے کے لیے جیلے ڈھونڈا کرتا ہے۔ آپرٹوسن لڑیں۔ مذہب کو بھی لڑائی کا ایک حیلہ بنا رکھا ہے۔ ہم کو ہندوستان میں صرف دو قوموں سے واسطہ پڑتا ہے ایک انگریز کہ وہ ہم کا حاکم ہیں۔ دوسرے ہندو کہ ہمارا ان کا چلنی دان کا ساتھ ہے آج سے نہیں سیکڑوں برس سے۔ ہندو اکثریت پرست اور مشرک ہیں۔ سانگیز ہماری طرح کے موحد تو نہیں مگر پھر بھی اہل کتاب ہیں۔ مشرکوں کو خدا نے جس ناپاک فرمایا ہے ان کا کلمہ کوئی نہیں۔ اور انگریزوں کے ساتھ اہل کتاب پہنچ کی وجہ سے انوں کو صاف لفظوں میں کھان پان کی اجازت ہے۔ دیکھا کہ ان کے آؤ قوا الیکم ان جمل لکھو مگر عملاً معاملہ بالکس ہے۔ مسلمانوں میں ایک فرقہ شیعہ تو ہندوؤں کو کوثر میں ناپاک سمجھتا ہے اور فی نغمہ ہندوؤں کی چھوٹی چھوٹی کوئی چیز نہیں کھاتا۔ فی نغمہ ہم نے اس سے کہا کہ کھالے کی بہت چیزیں دودھ کی گھی انواع و اقسام کی مٹھائیاں سب ہندو ہی بناتے اور بیچتے ہیں۔ ہندوستان میں رہ کر تاپا پرین تو ہو نہیں سکتا تو بڑے متقی شیعہ بھی کیا کرتے ہیں کہ بازار سے مٹھائیاں منگو کر بے تامل چٹ کرتے۔ حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ ضرر ہندو کی بنائی ہوئی ہیں۔ اور کوئی پوچھتا ہے تو نکسا جواب دیتے ہیں کہ مسلمان خدا کا رسے منگائی ہیں ہم کو زیادہ تعیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی کے قریب قریب ایک واقعہ بھی ہے کہ میرا ایک دست بڑے مشفق و فی الذہب ہے میں اُن کے تشدد پر اعتراض نہیں کرتا جس سے جتنی جہاں مٹھوں کے پیچھے ہے۔ اعراض ہے ان کے حیلہ شرعی ہے۔ محکوم ایسے بہت حیلے معلوم ہیں مگر میں اُن کے عمل میں لانے کو سخت نا لائق اور بارش بابا ہم باہمی اور ستر اہل دین سمجھتا ہوں۔ حیلوں کے عمل میں لانے سے ہزار درجے بہتر ہے قصور کا اعتراف۔ خیر تو میرے اُن دوست کو چاندی کے ساز و سامان کا بڑا شوق تھا۔ حقہ جہتال چیشل خاصدان۔ قلمدان۔ دواہ سب چیزیں چاندی کی رکھتے تھے میں اُن سے ملنے کو جاتا تو خاصدان میں سے لگے کر دیتے۔ میں اُن سے کہتا کہ آپ بھی تو ملاحظہ فرمائیے تو وہ خاصدان سے گلوہی نکال گئیے یا کاغذ یا جو چیز سانسے ہوتی اُس پر رکھ دیتے اور پھر اٹھا کر کھا لیتے۔ میں نے پوچھا تو فرمایا کہ چاندی کا استعمال ممنوع ہے ۶

شیعوں نے تو ہندوؤں کی بنائی ہوئی مٹھائی کے جوڑ کا یہ حیلہ بنایا کہ بہت کیا تو مسلمان کے ہاتھ سے منگوائی

ہوتی ہے۔ یہی حال لنگکا کا ہے کہ کروڑا بیس لاکھ زمین اسی کے پانی سے پہنچی جاتی ہے یعنی لنگکا کروڑا بندگان خدا کی توسیع رزق کا ذریعہ ہو تو کیوں نہ گائے اور لنگکا کو عزیز رکھا جائے۔ مذہباً تعظیم کرنا عزیز رکھنے کی توثیق ہو اور اسے قریب میں مسلمانوں کی ایک بات اور بھی بھانے کی جو کہ ایمان اور اسلام میں حق بین ہو غرض انہیں قلعہ کو غرض ہو اور مسلمان کسٹرس کا لحاظ کرتے ہیں۔ ایمان اور اسلام میں فرق کا ہونا خدا سے تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے سے ظاہر فرمایا ہے قَالُوا لَا تَخْشَ الْإِنْسَانُ أَهْلًا لَّهُ قَوْلُهُمْ وَلَكِنْ خَشَوا اللَّهَ الَّذِي هُوَ مَلِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَتَنُكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْهُمْ فَاعْلَمُوا اس آیت کی روشنی میں غلطی کے فیصلے میں عموم و خصوص میں چر کی نسبت ایمان اسلام میں قرار پاتی ہے جس کے لیے دوادے افران کے ہوتے ہیں اور ایک اودہ بتلع کا غیر غرض تعین عقلاً ہو سکتا ہے کہ کوئی مومن مفسد نہ ہو یا مسلم ہو اور مومن نہ ہو یا مومن اور مسلم دونوں ہو یا مومن اور مسلم کچھ نہ ہو۔ چاروں قسم کی مثالیں کو میوں میں پائی جاتی ہیں مومن ہو اور مسلم نہ ہو۔ اس کی مثال ہمارے نزدیک بعض ہندو بھی ہیں کہ وہ ایک حد تک مومن ہیں جیسے خدا کو ماننے میں اور ان میں رحمہما بلکہ دوسری قوموں کے بہت زیادہ وہ ہے کہ وہ کسی جا نڈر کو ستانا نہیں چاہتے یہاں تک کہ درخت کو ہم نے دیکھا ہے کہ تو میوں اور جانوروں کے لیے گزرگاہوں پر پیاؤ بٹھاتے ہیں چیتو میوں کے گھنڈاؤں پر کھانا ڈال دیا جانوں کا آٹا چھڑکتے پھرتے ہیں۔ جانوروں کی خدمت اور حفاظت بہت احتیاط سے کرتے ہیں تو کیوں نہیں ان کو مومن سمجھا جائے لہذا میں حل ایماں فی قلوبہم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان فعل قلب ہو جو ہندو نیکی ل ہو ہم اس کو کلمہ مومن کہیں گے کہ اس کی نیک دلی کا ثبوت اس کے افعال رحمانہ ہیں۔ بے شک وہ مسلم نہیں اس لیے کہ اسلام لطف ولینت سے اس پر عرض نہیں کیا گیا۔ اور مسلمان اپنے مذہبی تعصب کی وجہ سے اس کی طرف کو ایک انچ بھر بھی نہیں جھکتے۔ شیعہ اسلام میں مسلمانوں کا تعصب بھی برسی بھاری روک ثابت ہوا ہے اور اس کا الزام خود مسلمانوں پر جو کافر کا لفظ قرآن میں نامسلم کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور مسلمانوں کے روزمرہ میں وہ ایک مذہبی گالی ہے اس لفظ کے استعمال میں بھی کچھ احتیاط نہیں کی جاتی کافر کہہ دینا مسلمانوں کے نزدیک ایک معمولی سی بات ہے۔ مگر دوسرے مذہب والوں کی وحشت کے لیے کافی ہے ۴

حلہ جو بکے دیات کہتے ہیں کہ ایمان لائے دسے پیسے ان سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں دیوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے اور ایمان کا توجہ نہ دیکھتے دلوں میں گزرنا نہیں ہوا

ف ایمان ل سے علاقہ رکھنا جو اور خدا کے سوا اور چیز کو اس کی خدمت میں ہو سکتی اور اسلام فعل ظاہر سے فعل کہتا ہے ایک شخص مسلمانوں کی سعی و حق رکھنا اور مسلمانوں کے ساتھ کھانا پینا اور دینے میں مسلمان بھنا جبہ شیعہ و غلطی پر چکر کی و اس کی روشنی میں مسلمان سمجھا جائے گا جو ممکن ہو کہ اس کے دل میں یا اس میں اس آیت میں ایمان اسلام کا فرق بتانا مقصود ہو۔ سخت افسوس ہو کہ ان کل مسلمانوں میں یہ فساد کثرت سے شائع ہو گیا جو کہ بات بات میں مسلمانوں کو کافر سادہ دینے میں حالانکہ شریعت کی رو سے کسی کو حق نہیں کہ مسلمان بھائی کو گروہ اسلام خارج کرے۔ جب اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ساری عمر مسلمانوں کو گروہ کے پڑھانے کی تہذیب میں لگے تھے اور وہ مسلمانوں کو گروہ میں قتل کرنے کے لیے جیلے مقرر تھے اور فرما کر تھے ابھی ہم اسلام کو تمام پیغمبروں میں پراپا نہیں ہوئے ہیں کی انت آؤ میں سپاہیوں سے زیادہ ہوں گی اس کے برخلاف

اِنْ اُخْرِفَكُمْ اِلَى مَا اَنْصَحَكُمْ عَنْهُ لَنْ
 اُرْبِدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا
 تَوْفِيقِي اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ
 اُنِيْبُ

کہ جس (کام کے کرنے) سے تم کو منع کرتا ہوں تمھارے
برعکس آپ اس کو کرنے لگوں میں تو اپنے حتی المقدور
(لوگوں میں معاشے کی اصلاح چاہتا ہوں اور پس
(اس لڑوے میں) امیر اکا یاب ہونا تو پس خدایا لکی
تائید) سے موکتا جس تو کسی پر بھروسہ رکھتا اور کسی
کی طرف رجوع کرتا ہوں +

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ انشَأْ مِثْلَ الْقَمَرِ مُبِينًا ۝
وَالنَّجْمِ وَالشَّجَرِ سَجْدِينَ ۝ وَالسَّمَاءِ
رَافِعَهَا ۝ وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ أَلَّا تَطْغَوْا
فِي الْمِيزَانِ ۝ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ ۝
لَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝ (الرحمن ع ١ - بارود ٢٤)

تجوں اور کروڑوں برصغیر کے زمینداروں کے جہاں اور بے شمار احسانات میں (انجمنہ یکہ کئی) نے قرآن پڑھایا اسی نے انسان کو پیدا کیا (چھ) اُس کو بلا سکھا یا سیرج اور چاندیک حساب کے ساتھ (گوش میں) ہیں اور (جھلکا) بوٹیاں اور ورت (بارگاہ خداوندی میں) ہر جھوڑی اسی نے آسمان کو اونچا کیا ہے اور ترازو بنادی ہے تاکہ تم لوگ تو نے میں حوالہ لال سے ترازو کرو اور انصاف کے ساتھ سیدھی تولی تولو اور کم نہ تولو

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ
الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ
(الحمد ع ٣ باره ٢٤)

تفتیق پہ اپنے پیروں کو کھلے کھلے سب سے دے کر بھیجا اور اُن کی معرفت کتابیں آتا رہیں اور (پڑھنے کے لئے) تیار رہا۔
 رواج دیا تاکہ لوگ دینی دنیاوی دونوں طرح کے معاملات
 میں (انصاف برت سکیں)۔

وَيُلْطَفُ فِي يَوْمٍ ۖ الَّذِينَ إِذْ أَكَلُوا
عَلَى النَّارِ يَسْتَوْفُونَ ۖ وَلَئِنْ أَكَلُوا
أَوْ وُزِنُوا يَخِشُونَ ۖ إِلَّا يَضُرُّ أُولَٰئِكَ
أَنَّهُمْ مُّبْعَدُونَ ۖ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ يَوْمَ يَقُومُ

کھڑے دالوں کی بڑی ہی تباہی ہے کہ لوگوں سے اپنے
 لیں تو پورا پورا لیں اور جب اُن کو اپنے ہاں کھول کر دیں تو
 کہ دیں کیا ان کو اس بات کا خیال نہیں کہ بڑے (مخت)
 دن (یعنی قیامت کو) پہنچا کھڑے کیے جائیں گے
 (اور) اُس دن

والہ! باپ اور قتل کا معاملہ حمایتِ ضروری سے معاملہ ہے کوئی فرد بشر اس سے بے نیاز نہیں باپ قتل کر دیتا ہے یا بیٹا شہ اور شرع میں باپ کا
 شرافت نام ہے کہ باپ قتل میں جان کا کوئی فرد بشر کو قتل نہ دیا جائے اور باپ سے اس مقدمہ پر پاکیزہ ہی طلب کو کئی طریقوں میں جان کا قتل کیا ہے مگر انوس سے کہ
 باپ قتل کو گواہ نہیں جیسی کہ باپ بھی شہک نہیں اور انشاء اللہ ۱۸۷۵ء ذکرہ اور ان کے تحت میں فی ثلثی کی تہ بھی داخل کر کے ساتھ اسے بھی

النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(تطبیق مع پارہ ۳۰)

لوگ پروردگار عالم کے روبرو اعمال کی جواب دیے
لیے کھڑے ہوں گے ۝عَنْ أَبِي عُبَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِ الْكَيْلِ وَالْمِيزَانِ
لَكُمْ قَدُولِيَّةٌ أَهْرَبُ هَلَكْتَ فِيهِمَا
الْأُمُّ السَّارِقَةُ ۝ (ترمذی)ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے اور تسنن والوں سے فرمایا (جو لوگوں کو پاپ
اور قول قول کر دے رہے تھے) کہ تم لوگوں کے متعلق یہی
دو چیزیں کی گئی ہیں (یعنی پاپ قول) جن کی وجہ سے پہلی
امین عارت ہو گئیں ۝

اوصاف کاملین دین ہو تو اس کو کلمہ لیسنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَعْتُمْ بَيْنَ
الرِّجْلِ مَقْصَةً فَالْكَبُورُ وَلَيْكَتَبُ
بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ
أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ
وَلْيَمْلِكِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ
رَبَّهُ وَلَا يَخْشَ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّكَ
الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا وَضَعِيفًا
أَوْ هَلَاكِيَّةً طَبِيعُ أَنْ يَمْلِكَ هُوَ فَيَمْلِكْ وَلِيَهُ
بِالْعَدْلِ وَأَسْتَشْهِدُ الشَّهِيدِينَ مِنْشہداء! جب تم ایک سیدھا دوسرے کے اوصاف کاملین دین کو
تو اس کو کلمہ لیا کرو اور اگر تم کو لکھنا نہ آتا ہو تو تمھارے
درمیان میں (تمھارے باہمی قرار داد کو) کوئی لکھنے والا لکھنا
کے ساتھ لکھ دے اور جس سے لکھو تو اس کو لکھنے والے کو
چاہیے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے جس طرح خدا نے اس کو لکھنا
پڑھنا سکھایا ہے (اسی طرح) اس کو بھی چاہیے کہ (بے غرض
لکھ دے اور جس کے ذمے قرض عائد ہوگا (وہی دستانہ لکھا
مطلب بولنا جائے اور اگر کسی دوسری کار (حقیقی) کار سار سے
ڈرے ۝ اور بتائے وقت قرض ہندہ کے حق میں سے کٹج
کی کاٹ پھانٹ نہ کرے اور جس کے ذمے قرض عائد ہوگا اگر وہ کم
عقل یا معذور یا غور اور اسے مطلب کر سکتا ہو تو (جو) اس کو غنا
کار موجودہ اوصاف کے ساتھ دستانہ لکھا مطلب بولنا جائے
اور اپنے لوگوں میں جن لوگوں پر تمھارا اطمینان ہو وہ مردوں کو گواہ۝ جیسے طبیعہ اسلام کی قوم جو جملہ قوریکہ اور ایک اب قول میں بھی کی کیا کرتے تھے اور جو کلام اس جہم کی سزا میں ہستہ سے مذاب ہو کر سفر
پر راز لایا اور بعض پر مول کر سایبان کی طرح چھایا اس میں سے بھلی گری اور بھلاک ہو گئے ۝۝ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تو بھی کام آدمی سے نکلے تو بھی جس کو خدا کا احسان امانا چاہیے کہ اس نے اپنے ایک بندے کو
اس کی کاربرد کی توفیق دی ۝

رَّجُلًا لَّكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ نَاكِحًا لَّيْنِ فَجَلِّ
وَأَمَّا إِنْ مِمَّنْ تَوْضُونَ مِنَ الشَّهَدَاءِ أَنْ
تَضِلَّ أَحَدُهُمَا فَتَذَكَّرْ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ
وَلَا يَأْبَ الشَّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا وَلَا
نَسْتَعْمَلُ أَنْ تَكْتُبُوا صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا
إِلَى أَجَلِهِ ذَلِكَ أَهْضَمٌ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ
لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ
تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ
فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا وَأَ
الشَّهَدُ وَالْإِذْنَا بَاعْتُمْ وَلَا يَضُرَّكُمْ كَاتِبُ
وَلَا شَهِيدٌ وَإِنْ تَفَعَّلُوا فَاذْكُفُّوا
بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ دُونَ عِيَالِكُمْ اللَّهُ وَاللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ
لَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنِ مَقْبُوضَةً فَإِنْ
أَمِنْ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ فَلْيُؤَدِّ الِذْنَ وَوَلَنْ
أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا تَكُنُوا مِنَ الشَّاهِدَةِ

پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں کہ ان میں سے کوئی ایک بچھل جانے والی کو ایک دوسری کو یاد دلانے کی ہے اور جب گواہ داد دے شہادت کے لیے پکارتے جائیں تو حاضر ہونے سے انکار نہ کریں اور معاملہ مسعدی چھوٹا ہو یا بڑا اس کی دستاویز کے لکھنے میں کامیابی نہ کرو خدا کے نزدیک یہ بہت ہی منصفانہ کارروائی ہے اور گواہی کے لیے بھی یہی طریقہ بہت ٹھیک ہے اور زیادہ تر قرین (قیاس) ہے کہ تم آئینہ کسی طرح کا تنک و مشبہ نہ کرو مگر سودا و قرض لکھو جس کو تم راتھوں ہاتھ آپس میں لیا دیا کرتے ہو تو اس کی دستاویز کے نہ لکھنے میں تم کچھ گناہ نہیں اور رہا جب اس طرح کی خرید و فروخت کرو تو رجسٹریاٹا گواہ کر دیا کرو اور کاتب (دستاویز کو) کسی طرح کا نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ گواہ کو اور ایسا کرے تو یہ تمھاری شرارت ہے اور اس کے ذریعہ اور اس کے قرض کو رجسٹریاٹا لکھنا سب کچھ جانتا ہے اور اگر سرغیر میں ہو اور تم کو کوئی لکھنے والا نہ (اور قرض لینا ہو) تو ہمیں باقیضہ (رکھ کر) پس اگر تم میں سے ایک کا ایک جہا کرے تو جس پر عتبار کیا گیا ہے یعنی قرض لینے والا اس کو چاہیے کہ قرض دینے والے کی امانت (یعنی قرض) کو (پورا پورا) ادا کر دے اور خدا جو اس کا کارساز (حقیقی) ہے ڈرے اور گواہی کو نہ چھپاؤ

و اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں کمال عداوت والی تو انسانی میں گھسی ہوئی ہیں ان کی یاد دہشت بھی مردوں جیسی نہیں ہوتی ۱۳

و آج کل کرلیے قرض دینے والے کی امانت فرمایا کیونکہ اس سے قرض لینے والے کے اعتبار پر قصہ دیا گیا اس کے پاس امانت رکھوا دیا ۱۴

اور جو اس کو چھپائے گا تو وہ دل کا کھوٹا ہے اور جو کچھ
(بھی) تم لوگ کرتے ہو اس کو سب معلوم ہو گا

وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آتَاهُ اللَّهُ قَلْبَهُ ۖ وَاللَّهُ
يَمَّا تَكْتُمُونَ عَلَيْهِ ۝ (البقرہ ۳۹ پارہ ۳)

خوش مسامحی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا جو شخص لوگوں کے
مال پر بیعت کرے اور قرض لیتا ہو خدا اس سے ادا
کر دیتا ہو اور جو لوگوں کے مال میں غصب کرے یا غصب سے
لیتا ہو خدا اس مال کو ہلاک کر دیتا اور اس شخص کو ادا

عَنْ ابْنِ هُرَيْرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يَرِيدُ
إِدَاءَهَا أَدَّى اللَّهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يَرِيدُ
إِلَّا فَرَارًا تَلَفَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ ۖ (بخاری)

ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک شخص سے جو ان اونٹ قرض لیا اور شاید بیعت پر پیش
یا مسلمانوں کی کسی ضرورت کے لیے قرض لیا ہو گا اور اگر وہ کسی
اونٹ آئے تو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے مجھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس شخص کا جو ان اونٹ اور گروں میں عرض کیا کہ میں
تو ان اونٹوں میں بیعت کر رہا ہوں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اونٹ
پاتا نہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ یہ ایسی اونٹ ہی دے دو
کیونکہ سب لوگوں میں بہتر اور اچھا

عَنْ ابْنِ رَافِعٍ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ
رَبْلٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ فَأَمَرَنِي
أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرًا فَقُلْتُ لَا لِجَدِّ
رَجُلًا خَيْرًا رَّابِعًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
أَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ

قَضَاءً ۖ (مسلم)

اس رکوع سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو کہاں تک ہمارے ایسی خدمات کی روک تھام منظور ہے ایک کاش بندے خدا کی مرضی کو سمجھیں
اور اس کے حکموں پر کاربند ہوں کہ خدا کی خوشنودی اور بہار کا وہ ایسی میں ہے ۱۲

۱۳ بکرہ اونٹ جو پانچویں سال میں شروع ہوا ۱۴ یہ بھی اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کے سامنے کے چاروں دانت نکل آئے ہوں اور
چار دانت اس وقت نکلتے ہیں جب اونٹ چھ برس کا ہو کر ساتویں میں شروع ہوتا ہے ایسا توں گراں قیمت اور عمدہ ہوتا ہے اور اس کا یہ مطلب تھا
کہ خیر کے اونٹوں میں کسی کی جو ان اونٹ تو یہ نہیں جو میں غصہ کو دے دوں بڑے اور چھ اونٹ میں تو میں چھوٹے اونٹ کے بدلے بڑا اونٹ کیونکہ
۱۵ یہاں سے معلوم ہوا کہ قرض میں جیسے دیر بعد چھوڑا کر فی مکالمہ اطلاق سے ہے اور اونٹ ان چیزوں میں نہیں ہے
جن میں سود دینا ہے ۱۶

میون مال ارے تو ادائے قرض میں تاخیر ظلم ہے اور فقیر ہے تو معذرت

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ
فَإِذَا آتَيْتَهُ أَحَدَكُمْ عَلَى فُلٍ فَلْيَتَّبِعْهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار آدمی کا ادائے
قرض میں تاخیر ظلم ہے اور جب تم میں کوئی کسی
غنی کے حوالے کر دیا جائے یعنی مقروض کسی غنی

عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ قَالَ رَضِيَ رَجُلٌ فِي
عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَارٍ
بِاتْلَعَهَا فَكَفَرُ دِينُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصَدُّوا عَنِّي
فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ
وَفَاءَ دِينِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَعَنَ مَا رَأَيْتُمْ خُدَّاءَ مَا وَجَدْتُمْ وَلِكُلِّ
لَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ (مسلم)

ابو سعید رضی اللہ عنہ کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے عہد میں ایک شخص کو اس کے پھلوں
میں آفت پہنچنے کی وجہ سے نقصان ہوا تو اس نے
قرض بہت ہو گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے لوگوں کی طرف سے سختی کر کے فرمایا کہ اسے نیرت
و دو لوگوں نے خیرت دی مگر یہ خیرت اس کے قرضے
کو پورا نہ کر سکی اس پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے قرضخواہوں سے فرمایا کہ جو تم نے لیا
ہے اسی پر پس کرو اس کے سوا تمہیں کوئی
کچھ نہیں ملے گا۔

میون محتاج ہو تو قرضہ معاف کر دینا اور نہ فراخی تک مُہلت دینا

وَأَزْكَانَ دُوعَسْرَةَ فَفُكَّ إِلَى مَيْسَرَةٍ
أَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرَ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ
تُوَلَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

اور اگر کوئی ہفت گت ست (تعداد مقروض) ہو تو فراخی تک کی
مُہلت (دو) آدھ سو قرضہ سے حق میں یہ زیادہ بہتر ہے
کہ اس کو اس قرضہ بھی بخش دیا اور اس میں سے ڈھکے
تم اللہ کی طرف کو ٹاٹا کر لائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس
کے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّيْتُ الْمَلَكَ كَهُ رُوحٌ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف سے سختی کر کے) فرمایا

رَجُلٌ يَتَنَّى كَانَ قَبْلَكُمْ قَالُوا أَعْلَمْتَ مِنْ
الْحَبَرِ شَيْئًا قَالَ كُنْتُ أَمْرُفِيَّائِي أَنْ يَنْظُرُوا
وَيَتَجَاوَزُوا عَنْ الْمُؤَيَّرِ قَالَ فَبَجَا وَزَوَّعْنَاهُ
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ عَنْ رَبِّعِي
النُّظَرُ الْمُؤَيَّرِ وَأَبُو جَدْرٍ عَنْ الْمُعْبِرِ قَالَ لَعَنَ
ابْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رَبِّعِي فَأَقْبَلَ مِنَ الْمُؤَيَّرِ
وَأَبُو جَدْرٍ عَنْ الْمُعْبِرِ (بخاری)

کہ جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان میں ایک شخص
کی روح کو فرشتوں نے قلعیاں لگے ٹھہر کر اور کہا تو نے کوئی
نیک کام بھی کیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے خدا کا
اور گناہوں کو کہہ کھا تھا کہ وہ گناہیں دے کہ مصلحت یا
کریں اور پھر پڑے تو معاف کر دیا کریں پھر میرا جتنے فرمایا تو
فرشتوں سے اس کے قصور کو (خدا کے حکم سے) معاف
کر دیا امام بخاری کہتے ہیں کہ ابو مالک جو ربی سے الفاظ
نقل کیے ہیں ان میں اس طرح جو کہیں گناہیں دے کہ
تمہارا دین اور تنگدست کو معاف کر دیا کرتا تھا اور تم
ابن ابی ہند جو ربی سے نقل کرتے ہیں ان کی روایت میں

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ يَدِينُ النَّاسَ فَإِذَا
رَأَى مُعْبِرًا قَالَ لِفَتْيَانِهِ بَجَا وَزَوَّعْنَاهُ لَعَنَ
اللَّهُ أَنْ يَتَجَا وَزَعَنَّا فَجَا وَزَوَّعْنَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

حقیرہ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب بھی صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا کہ ایک تاجر لوگوں سے قرض کا معاملہ
کیا کرتا تھا اور اس کا قاعدہ تھا کہ جب کسی کو تنگدست
دیکھتا تو اپنے گناہوں سے کہہ دیتا کہ اسے معاف
کر دو شاید خدا میں معاف کرے چنانچہ خدا نے
اُس کے قصور معاف کر دیے

عَنْ حَدِيفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَعْضَكُمْ فِيكُمْ كَانَ قَبْلَكُمْ
أَنَّهُ الْمَلِكُ لِبَقِيضِ رُوحِهِ فَوَيْلٌ لَهُ هَلْ
عَلِمْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا عَلِمْتُ قَبْلَ لَأَنْظُرُوا
قَالَ مَا عَلِمْتُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أَبْأَيُّ النَّاسِ
فِي الدُّنْيَا وَأَجَارِيَهُمْ فَأَنْظُرُوا الْمُؤَيَّرِ فَلْيَبْجَا
عَنِ الْمُعْبِرِ فَأَدْحَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ (صحیح)

حذیفہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا کہ جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں
ان میں ایک شخص تھا اس کے پاس ملک الموت اس
کی روح قبض کرنے کے لیے آیا اور اس سے پوچھا کہ تو
نے کوئی بھی بھلائی کی جو کہا میں تو نہیں جانتا بجا
گیا اچھا غور کر کے دیکھ کہ تو نے کوئی بھی بھلائی کی جو
اسے جواب دیا کہ مجھے تو تو کچھ معلوم نہیں ہاں اتنا
جانتا ہوں کہ میں دنیا میں لوگوں کو اچھا نکالیں دین
کرتا اور ان کے ساتھ نرمی کیا کرتا تھا تو خوش حال کہ
مصلحت دیتا اور تنگدست درگزر کیا کرتا تھا اور پھر صاحب

حقیرہ ابو قتادہ کہتے ہیں کہ جناب بھی صلی اللہ علیہ

عَنْ ابْنِ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّكَ أَنْ تَنْجِيَهُ اللَّهُ
مَنْ كَرِبَ يَوْمَ الْفَيْكَةِ فَلَيْتَ نَفْسٍ عَنْ
مُعِيسٍ أَوْ يَضْمَ عَنده (مسلم)

علیہ وسلم نے فرمایا جسے یہ بات بھلی لگے کہ خدا
اُسے روزِ قیامت کے چاکا ہونے کا وعدہ کرے تو
اُسے چاہئے کہ گناہ سے متوجہ نہ ہو کہ مہلت دیا گئی
یا بعض فقرہ اُسے صاف کر دے۔

حقدار کو سختی کرنے کا حق حاصل ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا تَقَاضَى سَوْفَ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَغْلَظَ لَهُ ثُمَّ
أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوهُ فَإِنَّ رَجُلًا جَاءَ بِحَقِّ
مَقَالَةٍ وَأَشْرَوْا لَهُ بَعِيرًا فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ
قَالُوا الرَّجُلُ لَا أَفْضَلَ مِنْ سَيِّئِهِ قَالُوا أَشْرَوْهُ
فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَإِنْ خَيْرٌ كُمْ أَحْسَنُكُمْ
فَضْلًا (صحیحین)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر غصا کیا
اور نہایت سختی کے ساتھ کیا صحابہ نے زبرد
توجہ کا ارادہ کیا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
ذکر کیا کہ جو شخص کو حق ہو تو اس کا اونٹ
خرید کر اس کو ملے کر دو صحابہ عرض کیا کہ ہمیں
اس کا سا اونٹ تو ملتا نہیں بلکہ اس کو اونٹ بڑی
عمر کا اونٹ ملتا ہے فرمایا وہی اونٹ خرید کر ملے کر دو
کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قصاص دین میں
اچھا اور بہتر ہو۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ تَقَاضَى ابْنَهُ
حَدَّثَ بِدِينَالَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ
أَصْوَاتُهُمْ حَتَّى سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى
كُفِّ سَيْفُ حَجْرٍ بِهِ وَكَادَى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ
قَالَ بِالْكَعْبِ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

کعب بن مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے
ابن ابی حدردہ پر اپنے قرضے کی بابت جو ان کا
ابن ابی حدردہ پر اٹھا جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عین مسجد نبوی میں
کیا اور گفت و شنید میں دونوں کی آوازیں یہاں
تک بلند ہوئیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کی آوازیں گھر کے اندر سے نہیں تو پیغمبر صلی
اللہ علیہ وسلم نے ان پاس کے آگے سے
چرسے کا پردہ اٹھا یا کہ کعب بن مالک کو آواز
دی (راوی) فرمایا اسے کعب یا کعب عرض کیا
یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔

<p>فَأَسْأَلُ رَبِّي أَنْ يَضَعَ الشَّطْرَ مِنْ دِينِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَمَنْ فَا قَضِهِ * (صحیحین)</p>	<p>پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اشارہ کیا کہ آدھا قرضہ چھوڑ دو کیسے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کے ارشاد کو بسر و چشم منظور کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ابی حدرد کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ بس اٹھ بھڑکے ہو اور این کا قرضہ اوکرو دو</p>
<p>عَنْ الشَّرِيدِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَ الْوَلَدِ لِي عَرَضُ وَعَقُ بَنَتِي قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لِي عَرَضُ يَخْلُطُ لَهُ وَعَقُ بَنَتِي يَجْبُسُ لَهُ * (نسائی)</p>	<p>شَرِيد کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار کا آدھا قرض سے پہلو تھی کرنا اس کی آہ و زنی اور سزا وہی کو حلال کرتا ہے جبکہ مالدار میں سب کا قرض اس حدیث کی تفسیر میں کہتے ہیں عَرَضُ غرض سے مراوی سے سنت و سنت کہنا اور عَقُ بَنَتِ سے مراد</p>

مَعَامَلَاتِ مِیْن سَهُولَةٍ

<p>عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَفَحًا إِذَا أَبَا عَزَّ وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اِقْتَضَى * (بخاری، ۱۱)</p>	<p>جابر اللہ کے بیٹے جابر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اس شخص پر رحم کرے کہ بیچے تو خریدے تو تقاضا کرے تو سب میں آسانی اور تسیری اور قیاضی کرنے والا ہو۔</p>
---	--

۱۔ حدیث سے دو باتیں مستنبط ہوتی ہیں ایک یہ کہ مقدار اگرچہ اپنے حق کا مطالبہ سختی سے بھی کر سکتا ہے مگر جہاں تک ممکن
ہو اپنے حق کے استیغاف میں بہانہ کرنا بہتر نہیں بلکہ ہرگز اور مسامحت کا برتاؤ کرنا چاہیے اور ہوسکے تو کچھ اپنی حق چھوڑ بھی دے۔
دوسرے یہ کہ مقروض کو قرض دینے والے کا حق ماننا چاہیے اور جب قرض خواہ کی طرف سے کچھ سلوک ظاہر ہو مثلاً وہ اپنے مطالبے
میں سے کچھ چھوڑ دے تو مقروض کو چاہیے کہ باقی مطالبہ فوراً ادا کر دے کیونکہ اب مقروض کا ادا سے رقم میں تاخیر کرنا حقیقتہ
میں تضرع خواہ پر ظلم ہے ۱۱

<p>عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ (مسلم)</p> <p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوا فِضْلَ الْمَاءِ لَتَمْنَعُوا بِهِ الْكَلَاءَ (صحيح)</p>	<p>علیہ وسلم نے حاجت سے زیادہ پانی کی بیچنے کی ممانعت کی ہے ۴</p> <p>ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاجت سے زیادہ پانی سے لوگوں کو منع نہ کرو کیونکہ تمہارا پانی سے منع کرنا چارے اور گھاس سے منع کرنے کا سبب ہوگا ۵</p>
<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صَبْرَةَ طَعَامَ فَإِذَا خَلَّ يَدَاهُ فَبَايَعَتْ أَصْرَبَهُ بِلَا فِئَالٍ فَقَالَ مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَفَأَجْعَلُنَا قَوْقُ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ مِنْ عَشَى فَلَيْسَ مِنِّي (مسلم ۱۱)</p>	<p>ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنے کے ایک ڈھیر پر گزر رہا اُس میں ہاتھ مار کر دیکھا تو آپ کی انگلیوں میں تری محسوس ہوئی (نفلے والے سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ نفلے والے یا یہ کیا ہو؟ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے نفلے کو تر نہیں کیا بلکہ مینہ سے تر ہو گیا ہے فرمایا تو پیسے بونے نفلے کو تو نے اوپر کے رخ کیوں نہیں رکھا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے جو شخص ہوگا وہ میرے طریقے پر نہیں ۶</p>
<p>عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْكَلَاءِ بِالْكَلَاءِ (دقطنی)</p>	<p>ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُدھار کو اُدھار کا ساتھ بیچنے سے منع فرمایا ۷ کیونکہ اس طرح کے معاملات میں احتمال نزاع و اور بھی احتمال ہر معاملہ)</p>

<p>حرام کے بیٹے یحکم تھے میں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع فرمایا کہ جو چیز میرے پاس ہو اسے بیچ ڈالوں ول اور ایک روایت میں آیا ہے کہ یحکم تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس ایک شخص آتا اور مجھ سے ایک چیز خریدنا چاہتا ہے حالانکہ وہ چیز میرے پاس ہوتی نہیں تو کیا چاہتا ہے کہ بازار سے خرید کر اس کے ہاتھ فروخت کر دوں فرمایا جو چیز تیرے پاس ہے ہی نہیں اس کی بیع کس طرح کر سکتا ہے ؟</p>	<p>عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْعَ مَا لَيْسَ عِنْدِي وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَأْتِينِي الرَّجُلُ فَيُرِيدُ بَيْعَ الْبَيْعِ وَلَيْسَ عِنْدِي فَأَتَاكَ لَمْ يَكُنْ الشُّقُّ قَالَ لَا تَبْعَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ (ترمذی)</p>
<p>حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیچ میں دو بیعوں سے منع فرمایا</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ (ترمذی - ابو داؤد)</p>
<p>اسبق کے بیٹے وائل کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص عیب وار چیز بیچے گا اور خریدار کو اس کے عیب کا آگاہ نہ کرے گا وہ ہمیشہ بتلائے غضب الہی ہے گا اور فرشتے اسے سدا لعنت کرتے رہیں گے</p>	<p>عَنْ وَائِلِ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ لَمْ تَزَلْ فِي مَقْفَرٍ اللَّهُ وَلَمْ تَزَلْ الْمَلِكَةُ تَلْعَنُهُ (ابن ماجہ)</p>
<p>ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی (مسلمان) کی بیع پر بیع</p>	<p>عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ</p>
<p>فل مثل کھوئی ہوئی چیز یا بھگا ہوا جانور یا غیر کا مال یا جس پر اپنا قبضہ نہ ہو ۱۳</p> <p>فل ایک بیچ میں دو بیعوں سے منع فرمایا اس کی دو توجہاں ہو سکتی ہیں ۱۰ ایک یہ کہ بائع مشتری سے کچھ کر میں یہ چیز دس درہم کو بیچتا ہوں اگر نصف دو درہم کو بیچتا ہوں اگر تہ نصف کر دوں دس کے یہ کہ بائع مشتری سے کچھ کر میں اپنا گھوڑا یا سو کو بیچتا ہوں یا شہر طیکہ کو بیچتا ہوں یا بیض ڈھائی سو کو میرے ہاتھ بیچے جو کہ پہلی صورت میں معاملہ فہن اور دوسری میں شرط ہے اس لیے یہ بیع درست نہیں</p>	

أَخِيهِ الْخَطِيبُ عَلَى خُطْبَتِهِ أَلَا أَنْ بَادُونَكَ
عَنْ إِيَّاهُ بِهَرِيرَةٍ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْمُ الْجُلُ عَلَى سَوْمٍ
أَخِيهِ السُّلَيْمِيُّ (رسم)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الثَّيْبِ الْأَكَا أَنْ يُعْلَمَ
كَرْنُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَلَى
كُرْنَا سَمْرَةَ بَاءَ حَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللَّهُ
مَرَّةً أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ حَرَمَتْ
لَهُمُ الشُّحُومُ فَجَاهَلُوا مَا ذَا عَوْهَا وَفِي
وَأَيِّ أُخْرَى وَكَوَلُوا شَأْنَهَا وَإِنَّ اللَّهَ
ذَاهِمٌ عَلَى قَوْمٍ أَعْلَى شَيْءٍ حَرَمَ عَلَيْهِمْ
(احمد بن حنبل)

وَالْمَيْتَةِ وَالْخَزِيرَ وَالْأَصْنَمَ فَقِيلَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ شَحْمَ الْمَيْتَةِ فَلَمْ تَهَآ
يُطْلَى بِهَا السُّفْنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَ
يَسْتَصْبِرُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ (أَهُوَ حَرَامٌ لَّكَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ
ذَلِكَ قَالَ اللَّهُ الْيَهُودُ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَرَّمَ
عَلَيْهِمْ شَحْمَ مَا أَجْمَلُوا لَنَفْسِهِمْ بَاعُوهُ فَأَكَلُوْا
ثَمَنَهُ + (صحيحين)

اور مرے ہو چکا نور اور سورا و ربتوں کی بیعت
حرام ٹھہرا ہے کسی شخص کی کیا یا رسول اللہ آپ صبر
ہو کیا نوروں کی حربی کی نسبت کیا فرماتے ہیں کہ
وہ کشتیوں اور جانوروں کے لئے میں کام آتی اور اس سے
چمڑوں کو چرب کیا جاتا اور لوگ پرانوں میں جلانے
میں فرمایا نہیں چربی کی بیعت بھی حرام ہے پھر اسی
موقع پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ بھی فرمایا خدا ہمو کو تجارت کرے کہ جب
خانے اُن پر پڑے جو جانوروں کا گوشت حرام
ٹھہرا تو کئے اُن کی چربیوں کو
پکھلا کر بیچنے اور اُن کی قیمت
کھانے +

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ وَالْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فُهِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ مَهْمَا بَعِيَ وَحُلُوْا
الْكَاهِنِ + (صحيحين)

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب
نبیہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے کی
قیمت اور کانیہ کی خرچی اور خرچی
کے چڑھاوے سے
منع فرمایا + علہ

مَنْ التَزِمَ كَسَى كَانْدَقٍ بَحْلَةٍ أَوْ مَيْوَةٍ كَأَسَانَدٍ هُوَ تَوَاسَّ كَسَى قَرَأَنَ سَبْعَ رُجُلٍ كَوْنِي كَتَابَ لِحْجَابِ نَسِيبِ
ہو سکتی کتاب میں دو چیزیں ہوتی ہیں عبارتہ اور مطلب۔ اور ہر ایک میں کسی طرح کی خیریاں عبارتہ اور مطلب نول

ول فرسے کی چربی کا کھا اڑنا حضرت سے اور یہی وجہ اس کی حرمت کی تا جزی کا ہوا تو بغیر صلوات اسے ہی حرام ٹھہرا لاکر بغیر صلوات کے فرسے کی چربی
کی بیعت کو حرام فرمایا اور وہاں نہ تھا بلکہ موقوف اور شریعہ تھا یعنی آپ کے اس بیان میں مزید حسیطاً منظور تھی کہ فرسے کی چربی گھروں میں رہنے والی
ہائے گھروں میں رہے گی تو فیصلہ ہو کہ کھائی بھی جائے گی کہ نہ دینے اور میسنہ کی چربی کو بیعت متناہی میں منسحق نہیں ہے لیکن جب
اس کی حسرتہ یعنی طرح لوگوں کے ذہن نشین ہو گئی تو حکم کتابت بیری موقوف و موقوف ہو گیا یہی وجہ ہے کہ صلوات فرسے کے ہو جانور
کی حسرتہ سے فائدہ اٹھانا جائز رکھا ہے جیسے جانوروں اور کشتیوں میں اس کا طلب لکنا یا جانوروں میں تل کی جگہ جلانا یعنی چمڑوں کو چرب
کرنا وغیرہ وغیرہ چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی استاذ اللغات میں لکھتے ہیں کہ ہر شرافتیکہ نزدیک نجس روغنوں سے
خارجی فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اور اُن کے اصحاب لکھتے ہیں کہ نجس روغن کی بیعت درست ہے جبکہ مانع اس کا نجس ہونا بخار
کرے کہ انقل الطیسی ۱۳

کی مجموعی خوبیوں کا نام ہے فصاحت و بلاغت۔ دوست دشمن سب قرآن کا لوہا مان چکے ہیں کہ کوئی کتاب قرآن سے بڑھ کر فصیح و بلیغ نہ ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ نزول قرآن کے وقت عرب میں فصاحت و بلاغت ایسے زوروں پر تھی کہ عرب کے لوگ دشمن کو عجم کہہ کر نکارتے تھے۔ عجم کے معنی ہیں گونگا یعنی ان کے نزدیک کسی کو بولنے بات کرنے کا سلیقہ نہ تھا۔ اُس زمانے کے پچھلے قصیدے اشعار اس وقت تک محفوظ ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع ان کے کلام میں جاودہ سا اثر تھا۔ یوں تو اہل عرب کسی کے محکم نہ تھے مگر شاعروں کی حکومت ان کے دلوں پر بادشاہوں کی حکومت سے کسی طرح کم بھی نہ تھی۔ قبیلوں میں صلح و جنگ کہ شاہی ہتھیارات میں سے ہی سب سے بڑا وغیرہ شاعروں ہی کے اشاروں سے ہوتی تھی۔ بات بات میں دیہاتیں اور گھر کی کوئی دیالی کمال ایسے اشعار و زور و زلفیت تھیں کہ آج اچھے سے اچھا ادیب ان کو لگا نہیں کھاتا۔ اہل عرب فصاحت و بلاغت کے پیچھے ایسے دیوانے تھے کہ کسی ہی اچھی اور مقول بات ہوتی جب تک ان ہی کی سی ملی میں نہ ہوتی وہ سنتے نہ تھے تو نہیں تھے۔ یہی تو وہ زور کلام تھا کہ قرآن کو سن کر بڑے سے بڑے دھنسا سیدھے نصی بانغا بھی سادہ سمجھ گئے اور انھوں نے بچوں و چرانیم کر لیا کہ ہر شان میں ایسا بدست کلام مقدس نہ تھیں۔ قرآن کی لطافتوں کے سمجھنے کے لیے تو بڑی یافت جاہلے گرفتاری بات تو مآثریوں کی بھی سمجھ میں آتی ہے کہ عمدہ سے عمدہ اور نفیس سے نفیس کلام بھی جہاں دوچار دھند نظر سے گزرا۔ ”جو علویہ کیا اور دھندو بس“ پھر طبیعت اُس سے کچھ کھٹی سی ہو جاتی ہے۔ یہ بات ہم نے قرآن ہی میں بھی اور ہم نے کیا دیکھی ہر ایک نقاد سخن نے دیکھی کہ منزل قیل اور فی لبس کا دور رکھنے والے بھی مدۃ العمر التزام کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور باوجودیکہ غفلتوں سے مطلب نہیں بھی سمجھتے تاہم تلاوت سے کبھی تیر اُٹھتے اور جو مطلب بھی سمجھتے ہیں ان کو توبہ بار کی تلاوت میں نیا لطف آتا ہے ھُوَ الْمُسْتَكْمِلُ مَا كُنَّا ذَلِكَ يَصْطَقُ ۝۶۰

قرآن کی ترتیب بھی کچھ اس طرح کی دلکش واقع ہوئی ہے کہ متفرع مضامین بارہ مصلحت کی چاٹ کا فرو دینے سے جس طرح ایک غیب کی روشنی دو کو خمیر اور مصری اور شربت ملا کر خوش الحلق بنا دیتا ہے۔ یہی حال قرآن کے اور اور نواہی اور مواظبات کے کہ قصص کی شیرینی سب کو گوارا کرتی ہے۔ قصص میں سب سے بہتر قصہ یوسف علیہ السلام کا جو پانچوں خاص خاص عام ہے اور ایک عجیب اتفاق سے اُس کا خیال ہم کو اس عنوان کے ساتھ آگیا ہے۔ ہم کچھ قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے چار بطنوں کے بارے میں تھے۔ ایک بطن سے یثودا اور یثیل۔ شمعون۔ لائی۔ نالیون۔ یثیر۔ یہ چھوٹے یوسف کی خالہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور داؤن۔ یثانی۔ جاؤ۔ اشر۔ دو کوئیوں کے بطن سے اور ابراہیم۔ یثان۔ اور یوسف ایک بطن سے۔ یوسف سب بھائیوں میں چھوٹے اور سب سے زیادہ باپ کے پیچھے تھے۔ خالق بھائی باپ کے انتہائی خاص کی وجہ سے یوسف پر حسد کرتے تھے۔ آخر یہ نفس بچ کا ہانا کہ یوسف کو باپ کی نگرانی سے نکال لے جا کر شہر کے باہر ایک اندر سے کوئیں میں ڈال دیا۔ اتفاق سے اُس کوئیں کے قریب مصر کو جاتا ہوا ایک قافلہ آتا ہوا تھا ان کا شعلہ پانی بھرنے کوئیں پر لیا پانی تو کھان تھا یوسف ڈول میں بیٹھ باہر آئے۔ بھائی اس پاس لگے ہوئے تھے یوسف کو اپنا غلام مفروضہ نظر کر کے اُس نے پونے پونے قافلہ والوں کے ہاتھ بیچ دیا اور بھوت مٹوٹ باپ سے جا بھا کر یوسف کو بھیرا

کھا گیا۔ وہ سبے چارے صبر و شکر کر کے بیٹھ گئے۔ قافلہ والوں نے مصر میں یوسف کو لے جا کر غزیر مصر کے ہاتھ فروخت کیا۔ وہ تھا لاکھ لاکھ اُس نے فرزندوں کی طرح یوسف کو پالا۔ یوسف تھے آدمی خوش رو غزیر مصر کی بی بی کا دل اُن پر لگا گیا۔ اور وہ ناجائز نظر پڑے تھے اُن کے درپے ہوئی۔ یہ بیاس حرمت اُن کے ذہب پر نہ چڑھے۔ آخر اُس نے لیکن ان تکلیف کر کے اُن کو بکڑیا یہ بھاگے۔ جوں ہی بیرونی دروازے پر یوسف غزیر مصر کو دروازے پر کھڑا پایا اس کے یوسف پیچھے غزیر مصر کی جو رو گئے ایک دوسرے کو مل کر غم بھرنے غزیر کے نزدیک ایسی جو رو کی خطا ثابت بھی ہو گئی، پھر بھی بدنامی کے لحاظ سے اُس نے ناحق یوسف علیہ السلام کو قید کر دیا۔ قید خانے میں دو قیدیوں نے خواب دیکھے۔ یوسف کو نیک مود سمجھ کر غزیر پوچھی۔ اور وہی ہوا جو یوسف نے کہا تھا۔ ان میں سے ایک بادشاہ کا ساتھی تھا جو شہم ہو کر قید ہوا تھا اور آخر کو تہمت سے بری ہو کر پھر اپنی خدمت پر بحال ہوا۔ کچھ دنوں بعد بادشاہ نے ایک خواب دیکھا اور وہ یہ ہے کہ میں بڑے سخت قحط کی مشین گوئی تھی۔ بادشاہ نے دیواریوں سے تعبیر پوچھی۔ کسی سے تعبیر نہ بن پڑی۔ اُس ساتھی کو اپنا واقعہ یاد آیا اور اُس نے کہا کہ خواب کی سچی تعبیر تو میں یوسف سے پوچھ لانا ہوں۔ اس تقریب سے یوسف قید خانے سے طلب ہو کر پوچھنے اُن کے اُس جرم کی تحقیقات ہوئی جس کے الزام میں قید تھے۔ اُس سے برات ثابت ہوئی تو اُنھوں نے بادشاہ کے خواب کی تعبیر میں قحط کی پیشین گوئی کی۔ بادشاہ نے خوش ہو کر ان کو وزیر خزانہ کر دیا اور قحط کا انتظام بھی ان ہی کے سپرد کیا۔ اب قحط کا وہ حصہ آتا ہے جس سے ہم کو اس مقام پر فاض تعلق ہے۔ یوسف نے بادشاہ کے خواب کی بنا پر لوگوں سے کہا کہ اسے سات برس بعد برابر سات ہی برس تک بڑا بھاری کال پڑنے والا ہے تو تم لوگ سمجھو کہ ان سات برسوں میں رعیت و برتری محنت کر دو اور جو پیدا ہو بقدر ضرورت کھاؤ اور جو ضرورت سے زیادہ ہوئے قحط کے برسوں کے لیے اس طرح جمع کر سکتے جاؤ کہ غلہ کھالوں میں رہنے دو تاکہ بگڑے نہیں۔ ہم اتنے قحط کے متعلق قرآن کے لفظ بھی تجسّس نہایت نقل کیے دیتے ہیں۔

قَالَ تَزِدُّهُمْ عَنْهُمُ ذِكْرًا ثُمَّ احْصِ لَهُمْ فَنَّهُ فِي سُبُلِهِمْ رُكَاةً قَلِيلًا فَمَّا تَأْكُلُوْنَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي مِنْهُمُ بَعْدَ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادًا يَأْكُلْنَ مَا هَدَيْنَهُمْ رُكَاةً قَلِيلًا فَمَّا تَخْتَسِنُوْنَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْرِضُونَ ۝ (یوسف نے اُن کو یاد دلایا کہ میں نے اُن کو سات برسوں میں رعیت و برتری محنت کر دو اور جو پیدا ہو بقدر ضرورت کھاؤ اور جو ضرورت سے زیادہ ہوئے قحط کے برسوں کے لیے اس طرح جمع کر سکتے جاؤ کہ غلہ کھالوں میں رہنے دو تاکہ بگڑے نہیں۔ ہم اتنے قحط کے متعلق قرآن کے لفظ بھی تجسّس نہایت نقل کیے دیتے ہیں۔)

اب حال کا ذکر ہے کہ ایک مسلمانی انگریزی اخبار میں یہ مضمون نظر سے گزرا کہ انگریزی سلطنت میں ایک ہندوستان بھی ہے یہ نصیب ملک ہے جس کا گزراؤ اوقات زیادہ تر پیداوار اراضی پر ہے اور پیداوار اراضی منحصر ہے برسات پر اور برسات ہے کہ

اُسے دن ترسائی ہے۔ پہلے تو جہاں کال پڑتا تھا بہت لوگ جھوکوں مَرجاتے تھے۔ اب نہروں اور ریلوں کے طفیل مَرتے تو نہیں مگر بہتیروں کو پیٹ بھر، کھانا نہیں ملتا۔ اس لیے سرکار پر بارِ تحقیف مکالیف قسط کی تادیبیں کرتی رہتی ہیں اور لوگ بھی سہ کار کی دیکھا دیکھی اس طرف متوجہ ہیں۔ چنانچہ بنگالیوں چند مقامات میں گوسے یعنی گنچ گھوسے ہیں اور وہاں گوسے کے دنوں میں غلہ فراہم کیا جاتا ہے اور یہ تہذیبِ مفید بھی ثابت ہوئی ہے۔ صاحبِ خمار پنجابی ہے اور وہ کاشتکاروں کی ہمدردی کی داو بھری دیتا ہے مگر پنجاب کے واسطے افسوس بھی کرتا ہے کہ بنگا کے میں غالب پیداوار چاول ہے اور چاول بلا غلط فساد ذخیرہ کیا جاسکتا ہے پنجاب میں غالب پیداوار گریہوں ہے، اور اس کا ذخیرہ زیادہ دن تک گھن کی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکتا نقطہ

لیکن اس انہار کے ایڈیٹر یعنی مدیر کا ذہن یوسف علیہ السلام کی تہذیبِ فذوذہ فی سبیلہ کی طرف منتقل نہیں ہوا۔ ایسا کوئی بیج نہیں جس کی مٹھل ارزاق عباد نے اپنی قدر سے کسی نہ کسی طرح پوست یا پھلکے یا جھوسے یا گوسے یا گھنٹے سے حفاظت نہ کی ہو گیہوں بھی اس غم سے مستثنیٰ نہیں۔ خدا کیوں نہ بیج کی حفاظت کرے اُس کو تو بیج ہی سے نباتات اور حیوانات کی نسل آگے کو چلائی ہے آدمی کا لطفہ بھی ایک طرح کا بیج ہے اور بیج بھی تو بڑا قیمتی کیونکہ وہ آخر کار شرف المخلوقات انسان بننے والا ہے۔ اب یہاں یہ سوال ضرور خُجائ پیدا کرتا ہے کہ لطفہ قابلِ قدر قیمتی ہے تو خدا نے اُس کی حفاظت کے لیے کیا سامان کیا جواب یہ ہے کہ لڑکس طبعاً عن طبع کے مطابق لطفہ کو ماءِ احق سے لے کر تم انسانا کہ خلیا الخرمک کئی درجے طو کرنے پڑتے ہیں وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ثُمَّ حَضَمْنَاهُ نَظْفَةً رَقِیْ فَمَّا كَانُ فِیْ ذَرْوٍ فَخَرَقْنَا شَتْرًا حَقْلًا إِنَّهُ لَظُفْرٌ عَاقِلٌ خَلَقْنَا الْعِلْفَةَ مِصْنَعًا خَلَقْنَا الْمِصْنَعَةَ عِظْمًا فَكَسْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا ثُمَّ أُنْسَا نَاهُ حَقْلًا فَخَرَقْنَا لَحْمًا اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ۝ اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنا یا پھر ہم ہی نے اُس کو حفاظت کی جگہ یعنی عورہ کے رحم میں لطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم ہی نے لطفہ کا لونچر بنا یا پھر ہم ہی نے لونچر کے بندھی بوٹی بنائی پھر ہم ہی نے بندھی بوٹی کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت مٹھا۔ پھر آخر کار ہم ہی نے اُس کو گویا بالکل دوسری ہی مخلوق (کی صورت میں) بنا کر نکھڑا کیا تو سبحان اللہ خدا بڑا ہی با برکت ہے (جو سب) بنانے والوں میں بہتر (نسلے والا) ہے۔ **ف** اور اسی لیے لطفہ کی ہر حالت کی حفاظت کے لیے ایک شانِ خاص ہو۔ وقت سے پہلے وہ دین الصلب و التراب کی محفوظ جگہ میں ہے پھر قی خرابی کی پھر والقیات علیک محمد منی کی یہاں تک کہ وہ خود اپنے نفس کی حفاظت اور حمایت پر قادر ہو۔ صحیح معارف ہی ایک متعین طریقہ ہے جو حفاظتِ لطفہ کے تمام طریقوں کی

ف یہ عام آدمیوں کی پیدائش کا مذکور ہے کہ اُس کی ابتداء لطفہ سے ہو اور لطفہ ہے فلاحہ غذا اور فلاحہ مٹی کا خلاصہ جس سے حیوانا اور نباتات آدمی کی کھانے کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں مٹی سے لے کر پیدا ہونے تک جو تصرفات ہوتی ہیں اُن کو حقیقت میں آدمی سے کچھ نکلتا نہیں معلوم ہوتی لطفہ ہونے کی حالت میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آخر کار اُس کا آدمی بن جائے گا دوسری مخلوق کی صورت میں بنا کر اُترے کے یہی معنی ہیں ۱۲

جائے ہے اور اس کے بے خدا کی طرف سے یہاں تک اہتمام ہے کہ غیر نفی تک کو حرام کر دیا ہے۔ ورنہ چاہے عورت اور مرد کی باہمی رضامندی ہی سے کیوں نہ ہو اور چاہے اُس میں اپنا سے جنس میں سے کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو اُس کی حرمت کی عقلی وجہ بھی یہی نقطے کا ضائع کرنا ہے اور انجام کار کے تحت بارت و بکچو تو نقطے کا ضائع کرنا قتل نفس تو نہیں ہے مگر ایسی چیز کا تلف کرنا تو ہے جس میں اس بات کی صلاحیت بھی کہ اُس کی حفاظت کی جاتی تو نفیس انسانی بن جاتی۔ تو اللہ اور تناسل کا قاعدہ جو نباتات اور حیوانات میں جاری ہے کہ ہر نسل کو ایک قوت خاص تک زندہ رہنا اور اپنی زندگی کے زمانے میں اپنا جانشین ایک یا کئی پیدا کر سکا اور کرتا ہے۔ عجب نہیں اس قاعدے سے اُن لوگوں کو دھوکا کھا یا ہو قیامت قابل نہیں اور زمانے کو اُن کی لہری مانتے ہیں کہ دنیا اسی طرح چلی آتی ہے اور اسی طرح چلی جائے گی۔ مگر قیامت کا ناخوش چلے قرآن سے پایا جاتا ہے وہ تو یہ ہے کہ دفعۃً اِجرامِ فکلی کا نظام درہم برہم ہو کر بے بسائی دنیا کو فنا کر دے گا۔ ہمارے اس پنا کو اُس بیان کے ساتھ ملا کر پڑھو جو باب حقوقِ نفس کے ذیل میں عنوانِ اضافۃً سل کے مقام پر لکھ چکے ہیں۔

ابو الزبیر کہتے ہیں میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ اہل بیت کی قیمت کے بارے میں یہاں تک بیان کیا کہ ان کی قیمت کھانا جائز ہے یا نہیں، جابر نے جواب دیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ ابْنِ الزَّبْرِ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ السَّكُونِ قَالَ زَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ. (صحیحین)

ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت (دے کر اُس کے کھانے سے منع فرمایا)۔

عَنْ ابْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ. (بخاری)

من المترجم کئے کی نجاست و حرمت کے متعلق جو کچھ میں لکھنا خاصۃً اول حقوق العبد کے عنوان طہارت اور حصہ دوم حقوق العباد کے عنوان حقوقِ نفس کے ذیل میں لکھ آئے ہیں۔ اس میان کے ساتھ اُسے بھی ملا کر پڑھو گے تو کتنے کے بغیر حرام ہونے کی معقول اور کافی وجہ دریافت ہو جائے گی۔ یہاں بحث طلب اس پر ہے کہ کتنے کو بیچنا اور اُس کی قیمت کھانا جائز ہے یا نہیں۔ تو ایک حدیث میں آیا ہے کہ کتنے سے شکار یا حراست مکان یعنی پھونچ کی یا جانوروں کی حفاظت یا بھیت کی رکھوالی کا انتفاع حاصل کرنا جائز ہے۔ اور جب کتنے سے اس طرح کا انتفاع جائز ہے تو ان کا بیچنا اور بیچ کر قیمت کھانا جائز کیوں ہو یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد وغیرہ کتنے اور بیچنے اور تمام اُن کی بیچنے کی خرید و فروخت جائز کہتے ہیں جن میں کچھ شہقت ہو عام ہے کہ دھانے ہوئے ہوں یا بے دھانے ہوئے پس حدیث مذکور میں جو شکر کلب کی ممانفہ و ازہمی ہے تو یہ ممانفہ بھی شہیدی اور وقت و یعنی بیہر صاحبہ فریادِ حیاط کے لیے منع فرما دیا تھا کہ کتنے کی بیچ و شہد کا رواج ہو گا تو لوگ اُسے کثرت سے پائے لگیں گے بہر صورت اب کتنے کی بیچ جائز اور اُس کی قیمت حلال ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما کے بیان سے ثابت ہوا۔ لیکن باوجود اس کے کتنے کے

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَبْسُ الْعَبْدُ
لِخَيْرِكُمْ أَنْ يَرْحَلَ لَكَ الْأَسْعَادُ حَزَنَ
وَلَنْ يَغْلَاكَ فَرَحٌ (بیہقی)

حضرت معاذ کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا
کہ گرائی کے انتظار میں غمگین رہ کر رکھنے
والا بندہ برائی ہی بدہ ہے کہ اگر خدا کے
تعالیٰ نرغوں کو اڑا کر دیتا تو غمگین بن
اور گراں کرتا ہے تو خوش ہو جائے

من المترجم۔ ہمارے ہندوستان میں چار ذریعے کمائی کئے گئے ہیں۔ اول کھیتی۔ دوم دھندہ کاری۔ تیسرے
سوداگری۔ چوتھے نوکری اور چونکہ سبھی کے لئے ہیں ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ان ذرائع چارگانہ میں مسلمانوں کا حصہ
کتنا ہوتا ہے کی مقدار پر خوش حالی اور بد حالی یا مقبول و افلاس کا اندازہ لگایا جائے گا۔ ہم نے ذرائع معاش کی جو ترتیب کی
ہے وہ عقلی ترتیب ہے اور مسلمانوں نے عملاً نوکری کو سرے پر اور کھیتی کو سبب اخیر میں رکھا ہے۔ ہندوستان میں
روسے برائی خوش نصیب ملک ہے کہ اس میں پانی کی افراط ہے۔ یعنی قابل زراعت ہی۔ موسم بھی مناسب ہیں۔ غرض
ہندوستان میں غلہ کھڑا ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور اسی سے یہ ملک مذخیر اور وسیع حاصل کرتا ہے جس کو خدا اس ملک کی
سلطنت دے گا۔ زراعت کی وجہ سے اس کا خزانہ ہمیشہ بھر پور رہتا ہے۔ بائین ہمہ کمال کا بھی کھٹکا لگا رہتا ہے کہ برساتیں
ہوتی تو زمینیں جوتی ہوئی نہیں جاتیں۔ مگر اتنا شکر ہے کہ ہندوستان میں عالمگیر قحط نہیں ہوتا اور متواتر کمی کس
کے لئے بھی نہیں ہوتا۔ اگر ایک حصہ ہیں ہوا تو دوسرے حصے اس کو سنبھال لیتے ہیں گرائی تو ہو جاتی ہے مگر عالم کی
طرف اچھا انتظام ہو جیسا کہ اب ہر گزرتا ہے تو لوگ بھوکوں مرنے نہیں پاتے۔ دنیا کی ساری ضرورتوں میں سب سے
بڑی ضرورت پیٹ بھرنے کی ہے۔ سچ کہتے ہیں کہ نان نہیں تو جان نہیں۔ کیا خوب کہا ہے قطعہ

دیدہ شکید ز تماشائے باغ بے گل و شمرش بسیر گرد و باغ

گر نبود با شمس آگاہ پر خواب تو ان کو چر زیر سر

ورنہ بود لیر چو آبہ پیش دست تو ان کو در آغوش خویش

ایں شکم بے ہنر بیچ صبر نادر و کد باندہ بیچ

پس کاشتکاری کا پیشہ جو ابھی سخت ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ ہر اسو و مندرجہ خلافی اور معزز پیشہ ہونا چاہئے کاشتکار
میں بڑی خوبی اور عمدگی یہ ہے کہ خدا کے فضل و تعالیٰ کاشتکاروں کے ذریعے سے اپنے بندوں کو رزق پہنچاتا ہے جس کے
وہ سخت حاجت مند ہیں۔ اس سے بڑھ کر فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے کہ بندوں کا ایک گروہ خاص خدا کی شان و رزقی
کے ظاہر ہونے کا ذریعہ ہو۔ مذہب اور اخلاق کی حیثیت سے دیکھا جائے تو دنیا میں کوئی پیشہ کاشتکاری سے بڑھ کر
پاکیزہ اور کرب خلل طلب نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے کہ اس میں جھوٹ و دغا فریب کر کسی بدی کی تعریف نہ ہو کاشتکار
اگر ذرا احتیاط سے کام لے تو اس کی زندگی پورے امن کے ساتھ گزر سکتی ہے۔ اس کو اپنے خدا اور اپنے مویشیوں اور

اپنے بال بچوں کے سوا اپنا جس میں سے کسی کے ساتھ تعلق رکھنے کی خدش ضرورہ نہیں۔ خدا اس کو مبتلا
 غیر سے سب سے بہتر فردی دیتا ہے۔ اس کا پیشہ ہی ایسا ہے کہ اس کو خدا کی طرف سے غافل نہیں ہونے دیتا اور یہی
 سچی دین داری ہے جو کسی دنیا دار کو نصیب نہیں ہوتی۔ الاما شاء اللہ۔ تندرستی کے اعتبار سے مسرت ذات
 محرمات۔ مفاد کے اعتبار سے کثیر المنفعہ۔ کسب حلال سے سمع سبیل فی کل مسئلہ و جائد حلال
 و اللہ یصلنا عسلہن شاء اللہ و اللہ و اسمہ عکلمہ۔ غرض جس جس پہلو سے دیکھا جائے گا شکاری کے اسے کوئی
 کام خاطر تلے نہیں آتا۔ مگر نہایت انوکھی بات ہو کہ جیسا یہ پیشہ فی نفع معزز تھا ویسا ہی لوگوں کے بتاؤنے
 اس کو ذلیل کر رکھا ہے۔ سبب کیا کہ قدیم الايام سے راجہ یا بادشاہ جو کوئی بھی وقت کا حاکم ہوا تمام زرعی زمین کا
 مالک منفرد تسلیم کر لیا گیا۔ ایک ہندوستان میں نہیں بلکہ تمام روسے زمین پر ہر جگہ۔ حاکم وقت زمین کا مالک
 ہوا تو بے چارے کا شکار اس کے مقابلے میں ایسے ہو گئے جیسے مالک مکان کے ہاتھ تلے گرا ہوا۔ یہی وہ
 دستور تھا جس نے ہمیشہ کے لیے کاشتکاروں کا سارا زور توڑ دیا۔ اب حال یہ ہے کہ زمین جو تے کاشتکاری
 کرہ کا بیج بونے کا شکار۔ کھات ڈالنے کا شکار۔ بیجے کا شکار۔ تلے کا شکار۔ دن رات بھیت کا پرہ دے
 کا شکار۔ کاتے کا شکار۔ گائے کا شکار۔ یعنی شروع سے آخر تک اپنا خون پسینا ایک کرے کا شکار۔ خدا کا کرے
 اناج تیار ہوا تو سرکار یا حصہ لینے کو موجود اور حصہ بھی من مانتا حصہ لینے کا حکم و محکوم کا سبھا کیا پھری تو
 پر گئے تو خوروزے کا نقصان۔ مورخ روزہ پھری پر گئے تو خوروزے کا نقصان۔ یوں کاشتکاری کی سٹی خوار
 ہوئی۔ انگریزوں نے پھر بھی کاشتکاروں کے ساتھ بہت سی رعایتیں ملحوظ رکھی ہیں مگر آئے دن غتباری مضطرب
 ایسے ہو گئے ہیں کہ کاشتکار اپنے نہیں پاتے کاشتکاری ہی کی ایک شان و آواز اس سے بہتر زمیندار ہی ہو پاتے
 یہ ہے کہ ملکیت اراضی کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو تحصیل خراج کا اور اس حق سے تو سرکار زمین کی مالک ہے۔ تو ایک
 زمین کے سبب و زمین کرنے کا ہے۔ یہ حق سرکار نے زمیندار کو دے رکھا ہے۔ یہی زمین کی ملکیت میں دو مشترک
 سرکار اور زمیندار۔ زمیندار کا کام ہے کہ حاصل پر سرکاری خراج کاشتکاروں سے وصول کرے اور اپنا حق زمیندار
 جو کچھ بھی سرکار سے مقر ہے کاٹ کر باقی رقم سرکار میں پونچھائے۔ سرکار ہی خراج جزمینار کا شکار سے لیتا ہے
 اسی کو لگان کہتے ہیں اور جو وہ اپنا حق رکھے کہ تحصیل دار کے ذریعے سے سرکار میں پونچھا جائے وہ مالگاری ہے
 مسلمان ہندوستان میں فاج ملک بن کر آئے۔ بادشاہ کو انتظام ملک کے لیے اعوان و انصار و کار تھے اور
 تھے بادشاہ کے ہم وطن ہم قوم ہم مذہب۔ ان سے بہتر بھروسے کے آدمی بادشاہ کو اس اجنبی ملک میں میسر
 آنے نامکن تھے۔ یہی لوگ تمام چھوٹی بڑی ملکی اور فوجی خدمتوں پر قابض ہو گئے۔ یوں بھی سرکاری خدمتوں
 اوسے درجے کی مو شاہدہ حکومت کی وجہ سے مغرب بھی جاتی ہے۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ اچھے اچھے
 رئیسوں کو آزادی کے ایک چہرہ اسی کے آگے جھکنا پڑتا ہے۔ تو اگر مسلمانوں نے اپنے عہد حکومت میں گھر کی
 چاکری کو مسخر تو مستعین ذریعہ معاش کا سمجھا تو کچھ ہے جائیں کیا ان کو نوکری کا ملنا ایسا آسان تھا کہ جس نوکری کا

خیال کرتے اُس کے تقرر کا پروانہ گویا ان کی جیب میں تھا ایسا کون سا بندہ بشر ہے کہ برلوشین بینی اور ورنائیسی سیرکی میں فاقے کا تندرستی میں بیاری کا خیال کرے یہ خدائی انتظام میں رلکٹ الا کا مڈاؤٹھا کین الٹا کس کر سیکے بعد بلندی ہے اور بلندی کے بعد ہستی شمع

عجب عجب کی یہ تعمیر آباد ہے کہ پستی یا بلندی جو بلندی یاں کی ہے
وہ عروج سلطنت تنزل کی پیشین گوئی کر رہا تھا یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے وہ زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے وہ یہ پیشین گوئی تمام اقوام کے حق میں پوری ہوا کی ہے مسلمانوں کے حق میں بھی پوری ہوئی ہی تھی پوری ہوئی ہے

ہم بھی کبھی باسٹر سامان تھے	ہم بھی کسی وقت میں انسان تھے
ہم کو بھی آرام کا احساس تھا	ہم کو بھی غمناک تھے زرا پس تھا
ہم نے بھی کھایا ہے بہت شہد و شیر	ہم نے بھی پہنا ہے سمور و حریر
اڑھتے تھے ہم بھی کبھی سر پہ تاج	ہم نے بھی لوگوں سے لیے ہیں خرچ
ہمک لیے سلطنتیں زیر کیں	نیر سے کتنی صدیاں تیر کیں
علم میں بھی ہم کو تھی وہ دست گاہ	ہم تھے مشاہیر فضیلت پناہ
لوگ تھے شاگرد ہم استاد تھے	سارے زمانے کے ہنر یاد تھے
سڑ میں ہمارے بھی کبھی عقل تھی	باقی اسی اسل کی سب نقل تھی
پر نہیں رہتا کوئی یکساں سدا	سب کو تفسیر ہے بغیر از خدا
آگے ہم لوگ بھی اس بھیر میں	کوئی سویرے ہے کوئی دیر میں
ہم کو ذرا بھی نہیں اس کا مال	سب کو متزلزل ہے سبھی کو نزال

اگر مسلمانوں کو گنیں اپنے عہد حکومت میں یہ خیال آیا ہوتا کہ اگر خدا نخواستہ ہندوستان سے ہماری سلطنت اٹھ گئی تو ہم کو پیٹ کے لیے کیا دھنہ اگر ناہو گا۔ ایسا خیال آیا ہوتا تو وہ کج کو خدا جانے کتنی زمین کے کاشتکار اور کتنے دیہات کے زمیندار ہوتے۔ ہاں ان بھڑی ہوئی خانہ خراب سلطنتوں میں ایک دستور بھی تھا کہ فوج بھرتی کی اور تنخواہ کے سچیز بن لگادی۔ بل ایسی ہی ہندوستانی بستم سے رسائی قسیم کی زمینداریاں تھیں جو نال سلطنت کے بعد مسلمانوں کے پاس رہ گئیں سلطنت پر نزال آئے کو ہوتا ہے تو کیا حاکم کیا محکوم سبھی کے اطوار بگڑے ہوئے تھے۔ زمینداریاں جہج رہی تھیں ان میں کی اکثر بکرو داریوں اور فضول خرچیوں کی وجہ سے ضائع ہوئیں اب جو قدر قلیل باقی ہے وہ حکام کی زبردستی سے باقی ہو کر ان سے رعیت کی تباہی کوئی بھی ہوں دیکھی نہیں باقی زمینداری کی حفاظت کے لیے نیچے نیچے قانون بنایا کرتے ہیں غرض کھیتی کے عمدہ ترین ذریعہ معاش کو مسلمانوں کے ہاتھ سے گیا ہوا سمجھو اور ہونے کو ہر میں دو چار لاکھ اور وہ بھی مقروض خستہ حال تو کٹش لڑیں۔ دوسرا ذریعہ مساس دست کاری ہے کہ وہ کاشتکاری کو تھیلے

گر ہے اُس سے ملتا جلتا ہوا کاشتکاری کی طرح دستکاری میں بھی آگڑی ہے پرانی تانہ داری نہیں ۵

ہر کرمان از عیال خویش خور مست حاتم طائی نہ سوز

فرق اگر ہے تو ایسی قدر کہ کاشتکار زمین میں تصرف کرتا ہے۔ دستکار زمین میں نہیں لکڑی تو باکچاں کوئی خاص چیز پختہ لیتا ہے اور اُس کو اپنی ہنرمندی سے بکاؤ کرتا ہے۔ کاشتکاری میں محنت بہت دستکاری میں کاشتکاری جو محنت نہیں مگر سلیقہ بہت۔ کاشتکاری میں جہانی محنت دستکاری میں داخلی۔ کاشتکاری میں ادنیٰ و مساوی کٹنی افات کا خطر دستکاری ان سے محفوظ کاشتکاری میں خدا کی قدرہ کو بے اثر و خال ہے۔ دستکاری میں آدمی کی خدا وادایاقت کو پہنچتے پتھر لومہ لکڑی چیزیں خدا پیدا کرتا ہے۔ سمار تو کار بڑھتی اپنی اپنی دستکاریوں سے ان چیزوں کو ترتیب دے کر عالی شان شمشاد عمارت بنا کھڑی کرتے ہیں۔ ملکی دولت اول درجے میں اندھ دوسرے درجے میں دستکاری۔ یہ دستکاری ہی تو ہے جس کی بدولت یورپ کو آج سب طرح کے بھاگ لگ رہے ہیں۔ دنیا کی دولت ہے کہ دستکاری کے بدلے میں یورپ کو کچی چلی جاتی ہے۔ کتنی چیزیں ہیں کہ یورپ میں نہیں ہوتیں۔ خدا نے وہاں کی زمین میں ان چیزوں کے پیدا کرنے کی صلاحیت ہی نہیں دی تو اہل یورپ دوسرے ملکوں کا پیداوار خام لے جا کر اپنے صرف میں لاتے یا اپنی ہنرمندی سے اُس کو بنا سنوار کر دوسرے ملک والوں کو ہاتھ خاطر خواہ فائدے سے فروخت کرتے ہیں۔ مثلاً دعائی کی کپکاس کی صورت میں اُس کو لے گئے۔ کلوں کے ذریعے سے اُٹا۔ تو لگا۔ کاتا۔ جتا اور طرح طرح کے خوشنما کپڑے تیار کر لیے جن کو ساری دنیا پہنتی ہے۔ اور ایک روٹی پر کیا موقوف ہو۔ سینک بال۔ ہڈی۔ چپترے۔ ٹاٹ کے ٹکڑے۔ جڑی بوٹی اہل یورپ کو بھی چیز تو چھوڑتے ہی نہیں۔ اسے کاش زمین کو اور زمین کے ساتھ ہم کو یورپ میں لے جائیں تو پھر کچھ شکایت نہیں یورپ کے بنائے ہوئے ساز و سامان ہمارے شہر زندگی ہو گئے ہیں۔ خدا کا ہوا سستہ یہ نہ ہوں تو ہم کو دنیا و دوزخ کا جو دھرم سامانوں کو منافع کاشتکاری سے محروم رہنے کی موٹی موٹی نوکری کا جھوٹا اُسی نے ان کو دستکاری بھی نہ کرنے دی نوکری کے آگے انھوں نے تمام جوہر معاش کو بے عزتی کا موجب سمجھا اور ابھی تک یہی وہ خناس ان کے سر پر نہیں نکلا۔ معدودے چند نے مجبور و مضطر ہو کر باؤل ناخواستہ کوئی پیشہ اختیار کیا بھی تو ملکوں نے ایسی ٹیواری کہ سب پیشہ وروں کے چھلکے پھڑوئے۔ آپ کو دے کر رہ گئی ایک تجارت۔ تو اس کے لیے چاہیے سرمایہ۔ اور سرمایہ کے علاوہ جفاکشی اور بدنامی وغیرہ۔ تو مسلمان ان میں سے ایک شرط کو بھی پورا نہیں کر سکتے اور جو کرتے ہیں قلیل قائم جیسے مٹی مدراس کے تھیلے توڑے مین یا ہمارے ہاں کے پنجابی سوداگر۔ تو وہ ماشا اللہ بالنسبہ الی اخرہ ختم حال بھی ہیں۔ نوکری جس کا نام سن کر ایک مسلمان کے مونہ میں رال بھڑکتی ہے اس زمانے میں اُس کی ایسی حرکت ہوئی ہے کہ نوکری چھوٹی ہو یا بڑی ایک طرح کی خدمت گاری ہو اور قاعدہ ہے کہ ہر شخص اپنے ڈھب کا خدمت گار کھتا ہے اگر تھانہ عمارت میں تو انگریزوں نے خیر سے مسلمانوں کو پھرتی کیا کیونکہ پچھلی عمارت میں یہی لوگ اکثر خدمتوں پر قابض تھے پھر رفتہ رفتہ اپنے ڈھب پر لانا شروع کیا کہ انگریزی دانوں کو ترسیج دینے لگے۔ مسلمانوں نے انگریزی کا نام سن کر نوکری کو بھی کران کے لیے وہی ایک زبیر معاش کا تھا دھتا بتائی۔ اب کسی طرف کا بھی سہارا نہیں ملتا۔ ہا کر جھکا کر

چیتے تو وقت ہاتھ سے نکل جا چکا تھا۔ اب پچھائے ہوئے کیا جب چڑیاں چنگ گئیں گئیں۔ کہ۔ وَدَسَّ سَيِّئًا مِّنَ الْعَمَلِ + یہ ہے وجود و معاش کی طرف سے مسلمانوں کی حالت جس میں مہلکے کا نام نہیں۔ ہم کو یہ باتیں تھوڑے سے معلوم ہیں اب احتکار کا لفظ کتاب میں دیکھ کر ضبط نہ ہو سکا اور تحریر کے ذریعے سے دل کی بھڑاس نکال لی۔ احتکار۔ ہم کو یہ باتیں اس سے یاد آئیں کہ احتکار بھی ایک قسم کی تجارت ہے اور وہ شرعاً ممنوع ہے اس لیے کہ مٹلاقی حرم ہے۔ خدا کے فضل اور حکام وقت کے حرم نظام سے ہمارے ماں کا اسلوب تجارت ایسا اچھا ہے کہ کوئی شخص احتکار کر کے لاکھ لالچ بالربائیات اپنا جث طبعیتہ ظاہر کرے تو کرے۔ دوسروں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یعنی احتکار اقدام جرم کی حرکت پونج کرک جاتا ہے وقوع جرم کی نوبت نہیں آتی۔ اول تو مسلمانوں میں احتکار کرنے کا مقصد ہی کتنوں کو ہے اور جن کو ہے وہ سرے سے غلے کی تجارت کی بہت سی بیانیوں کا کام سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک غلے میں غشہ ہے اور اناج کی تجارت میں نہیں۔

شرکت و وکالت

زہرہ بن معبد کہتے ہیں کہ میرے ادا عبد
ابن ہشام مجھے اپنے ساتھ بازار سے جا کر غلہ
خریدے تھے میں انھیں ابن عمر اور ابن الزبیر
مل کر کہنے لگا اس غلے میں ہیں بھی مسرک
کر کو کیونکہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے
حق میں برکت کی دعا کی ہے چنانچہ میرے ادا
انھیں شریک کر لیتے تو اکثر ایسا ہوتا کہ میرے
ادا قومی و نٹ کا پھر پور پور ہوتا۔ انھوں نے
اُسے گھر بھیج دیتے عبد الرحمن بن ہشام کی
ماں انھیں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں لے جا کر حاضر ہوئی انھیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور ان کے حق میں
برکت کی دعا کی تھی۔

عَنْ زَهْرَةَ بِنِ مَعْبِدِ بْنِ مَعْبِدٍ أَنَّكَ كَانَ يَحْمِلُهُ بِه
جَدُّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ إِلَى الشُّؤْفِ
فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ
فَيَقُولَانِ لَهُ ائْتِنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَاكَ بِالْبَرَكَةِ فَيَشْرِيهِمْ
فَرُبَّمَا أَصَابَ الزَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعُثُوهَا
إِلَى الْمَزْنَلِ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ
ذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَسَمِعَ رَأْسَهُ وَدَعَاكَ بِالْبَرَكَةِ وَخَالَ

ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہم میں اور ہمارے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتْ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتِمِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

اِخْوَانَا الْخَيْلَ قَالَ لَا تَكْفُونَا الْمَوْتَةَ فَتَشَرَّكَاهُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوا لِمَعْنَا وَاصْفَا

بھائی (صحابہ) میں خنستان کو تقسیم کر دیجیے فرمایا نہیں بلکہ تم ہی خنستان کو اپنی وغیرہ دینے کی مشقت ہماری اٹھاؤ اور اگر گڑبڑ کرو ہم خیل میں سے تمہارے ساتھ شریک ہو جائیں (انصار) پوچھیں کہ تم شریک ہو

ربو

جو لوگ سود کھاتے ہیں (قیامت کے دن) کہے ہیں جو سکین گے مگر اس شخص کا گناہ بوجہ کوشدن (خدا کی) بخشش سے معذور ہو جائے اور اس کا گناہ اس کے لئے اس شخص کی نذر ہے کہ جیسا معاملہ بیع و سیای معاملہ سود کا لاکھ بی کو تو اللہ کے حلال کیا ہے اور سود کو حرام (تو سود کو تیر پر قیاس کرنا صحیح غلط ہے) تو جس پاس جس کے بیع و سیای کی طرف سے نصیحت کی بات (پونہ بی اور وہ آئندہ کئے) باز آگیا تو جو پہلے (بے پکا) ہے وہ اس کا (بے پکا) اور اس کا معاملہ خدا کے حلال اور حرام ہی کے پیچھے پھر سود کے قوی سے ہی لوگ درجی ہیں اور وہ ہمیشہ (عیشہ) و فرح ہی میں ہیں اور سود کو گناہنا اور خیرات کو گناہنا ہی و اوشے (خاک) میں (اور) کھانسیں (تھکان) سے راضی نہیں +

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَخْبُطُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ الْمَسِّ ذَلِكِ بَأْسُهُمْ قَالُوا لَنَا الْبَيْعُ وَمِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَلْيُخْلُصْ فَهُوَ مَا سَلَكَ وَأَهْرَاءَ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

يَحْقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَتِيهِ

(البقرہ ۲۷۵ تا ۲۷۶)

مسلمانوں! اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور جو سو (لوگوں کے ختم) باقی ہے (اس کے) چھوڑ ڈھکھو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے ہونی چاہیے جو رہو اور اگر توبہ کر سکتے ہو تو اپنی اصلی قوم کو اپنی پونہ بی ہے، نہ تم کسی کا نقصان کرو نہ کوئی تمہارا نقصان کرے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تَسْتَكْفِرُوا فَمَا تَكْفُرُونَ وَلَا تَطْلُبُونَ

(البقرہ ۲۷۸ تا ۲۸۱)

مسلمانو! سود (و ریسو) نہ کھاؤ کہ اصل میں بل کر دو گنا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا

۱۔ یعنی نہ تم سود میں لگے پیچھے نہ اوہ نہ اس کو کھاتے ۱۲۔ بل بڑھانے گھٹانے سے مراد یہی رک کا دینا اور سب کا لینا ۱۳۔ اگر

معرض ہوا پہلی اور دیکھا ہوا قرضہ سؤیں بھرا لیتے تھے تو یہ اس کا ظلم ہی ہی طرح قرضہ لے سون کی منہا ہی سے پہلے کچھ سود سے بچا کر واپس لے آئے اس کا اصل قرضہ میں سے کہتے تو یہ اس کا ظلم ہے ۱۴

<p>مُضْعَفَةٌ ۝ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝</p> <p>(آل عمران ع ۱۴ پارہ ۴)</p>	<p>چو گناہ تو پاچلا جائے، اور اس کے خود عجب نہیں، آخرت میں اتم فلاح پاؤں</p>
<p>فُضِّلَ مَنْ الْإِذِينَ هَادُوا وَاحْرَمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتِ أَجَلَتْ لَهُمْ وَوَصَدَّ هُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۝ وَآخِذْهُمْ بِالْزُبَاوِ فَلَهُمْ أَعْنَهُ ۝ وَآخِذْهُمْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۝ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ (نساء ع ۲۲ پارہ ۶)</p>	<p>الغرض یہودیوں کی (ان شرارتوں کی وجہ سے ہم نے بہت سی) پاک چیزوں سے جو ان کے لیے حلال تھیں ان پر حرام کر دیں تاکہ وادیہ ذوق ان پر تنگ ہو اور ذیفر (اس جس سے کہ اکثر اہل خدا سے لوگوں کی روکتے تھے اور ذیفر اس جس سے کہ ہر چیز ان کو سود کی مانند کر دی گئی تھی اس پر بھی سود لیتے تھے اور ذیفر اس جس سے کہ لوگوں کے مال ناحق خورد برد کرتے تھے اور ان میں جو لوگ خدا کا حکم نہیں مانتے ان کے لیے ہم نے وہذا عذاب تیار کر رکھا ہے۔</p>
<p>وَمَا آتَيْتُمْ مَنْ زَكَاةٍ يُؤْتِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَزِيدُهُمْ مِنْكُمْ زَكَاةً يُزِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ۝ (الرود ع ۴ پارہ ۲۱)</p>	<p>اور مسلمانو! یہ جو تم سو دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں بڑھوتری ہو تو وہ (سود) خدا کے مال میں بڑھتا پھلتا نہیں (یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی) اور (وہ جو تم (مض) خدا کی رضا جوئی کے ادا کرتے نہ کرتے دیتے ہو تو جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہی اپنے دیئے کو خدا کے مال میں بڑھا رہے ہیں و</p>
<p>عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلَ الْإِبْرَا</p>	<p>جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے۔</p>

<p>اور دینے والے اور سو کی دستاویز کھنے والے اور معاملہ سو کی گواہی دینے والے ان سب لعنت کی اور فرمایا کہ یہ سب کتاب مصیبت میں ہیں</p>	<p>وَمَوَکَلَهُ وَکَلَاتَهُ وَشَآهَدَیْهِ وَقَالَ هُمُ سَوَاءٌ ۖ (مسلم)</p>
<p>حفظہ کے بیٹے عبد الصمد بن کوفہ نے نے رآن کے مرتے پہچھے غسل دیا تھا کہتے ہیں کہ کتاب سول خدا صلی الہ علیہ وسلم نے فرمایا سو کا ایک دم جسے آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے جہنم وعدہ ناکر نے سخت تر ہے یہی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے یہی روایت نقل کی ہے اور آتنا اور زیادہ کیا ہے کہ یہ غیر صواب فرمایا کہ اس کا گوشت حرام پر حواہ آتش و فریخ کا سہوار ہے</p>	<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُظَلَةَ عَنْ عَسِيلِ بْنِ الْمَلِکِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهُمٌ رُبُوا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَسَدٌ مِنْ سِتٍّ وَثَلَاثِينَ زَنِيَةً وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبٍ لَا يَمَانُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرَأَى وَقَالَ مَنْ تَبَتَّ لِحْمِهِ مِنَ الشَّحْتِ قَالُوا أَوَّلَى بِهِ ۖ (الاحمد و القسطنطینی)</p>
<p>ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو کے شتر بنز میں (اعداء کے تہا سے) سب سے کتر آدمی کا زنی ماں سے ہم ستر ہونا ہے ۖ</p>	<p>عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ابْنَ بَوَّاسٍ جَرَّ أَسْرَهُمَا أَنْ يَنْزَحَ الرَّجُلُ أَفَّهُ ۖ (بخاری)</p>
<p>ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کتاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مجھے معراج ہوئی میرا گزرا ایک ایسی قوم ہو جس کے پیٹ ایسے تھے جسے جیسے گھران میں ان سوے تھے جو پیٹوں کا کی طرف سے کھاتی دیتے تھے میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں جبریل نے جواب دیا یہ سود خوار ہیں ۖ</p>	<p>عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتُ لَيْلَةَ اسْرِىَ عَلَى قَوْمٍ يُطَوَّنُهُمْ كَالْبُيُوتِ فِيهَا الْكِيَادُ رَأَيْتُ مِنْ خَلْجٍ يُطَوَّنُهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ قَالَ جَبَرَتِيلُ هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ ابْنِ بَوَّاسٍ ۖ (احمد و ابی داؤد)</p>
<p>علاء بن صامت کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا سونے سے بڑا ہے۔</p>	<p>عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالدِّنَارِ</p>

<p>اور چاندی چاندی سے بدلنا اور گھیسوں گھیسوں بدلنا اور جو سے بدلنا اور کھجور کھجور سے بدلنا اور نمک نمک سے بدلنا برابر برابر اور دست بدست (تو) ہارے (مگر زیادتی اور اوصاف یعنی وعدہ درست نہیں) ہاں جب یہ اصناف بدل جائیں تو جس طرح چاہو بیچو بشرطیکہ دست بدست ہو (وعدہ نہ ہو) *</p>	<p>وَالْفَضَّةُ بِالْفَضَّةِ وَالزُّبُرُ بِالزُّبُرِ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ وَمِثْلُهُ بِمِثْلِهِ سِوَاكَ سِوَاكَ يَدًا بِيَدٍ فَإِذَا اخْتَلَفَ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَيَبْعُو كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ * (صحیحین)</p>
<p>ابو سعید کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کو سونے کے ساتھ نہ بیچو مگر برابر برابر یعنی تو مضائقہ نہیں اور ایک کو دوسرے پر زیادہ نہ کرو اور چاندی کو چاندی کے ساتھ نہ بیچو مگر برابر برابر یعنی تو مضائقہ نہیں اور ایک کو دوسرے پر زیادہ نہ کرو اور ان چیزوں میں سے غائب کو حاضر کے ساتھ نہ بیچو</p>	<p>عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا وَمِثْلَ وَلَا تَشْتَقُوا بَعْضَهُمَا كَالْبَعْضِ وَلَا تَبْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا وَمِثْلَ وَلَا تَشْتَقُوا بَعْضَهُمَا عَلَى بَعْضٍ (ابن ماجہ)</p>
<p>حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا چاندی بدلنا بیچنا سوکھ کر دست بدست (ہو تو سوکھ نہیں) اور گھیسوں گھیسوں بدلنا سوکھ کر دست بدست (ہو تو سوکھ نہیں) اور گھیسوں گھیسوں بدلنا سوکھ کر دست بدست (ہو تو سوکھ نہیں) اور ایک دایہ میں ہونے والے چاندی کو چاندی بدلنا سوکھ کر</p>	<p>عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبْوًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالزُّبُرُ بِالزُّبُرِ رِبْوًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبْوًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبْوًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَيُرْوَى الْوَرِقُ بِالْوَرِقِ رِبْوًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبْوًا</p>

فل و دون حدیثوں کے خلاصہ یہ کہ تولیہ ہاں کی چیزیں جب ایک دوسرے کی ہوں تو ان کو برابر برابر اور دست بدست بیچنا اور دست ہو کر زیادہ لینا دینا اور وعدہ نہیں کرنا سونا چاندی ہاں کی چیزیں جب مختلف ہوں تو ان میں کی بیشی درست ہاں بیشی درست ہو وعدہ نہ ہو اور اگر سونے کو سونے سے چاندی کی ہاں بیچ کر ایک دوسرا اور دوسرا غائب یعنی ایک نقد ہو دوسرا اوصاف تو یہ بھی ناجائز ہے

<p>الَا هَاءُ وَهَاءُ * (صحیحین)</p>	<p>مگر دست بدست (ہو تو سود نہیں) ف</p>
<p>عَنْ عُمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيعُوا الزَّيْتَارَ بِالْزَّيْتَارِ وَلَا الزَّهْمَ بِالزَّهْمَيْنِ * (مسلم)</p>	<p>عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ سوئے کے بائیں کنارہ کو دینا اور کے دے اور بائیں کو دو درمیں کے عوض نہ بیچو ف</p>
<p>عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْدٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيْنَ هَذَا قَالَ كَانَ عِنْدَ أَثَرِ رَدِي فَبَعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ أَوَ عَيْنُ الرَّبِّ أَوْ عَيْنُ الرَّبِّوَا لَا تَفْعَلْ وَلَكِنْ إِذَا ارْتَدَّتْ أَنْ تَشْتَرِيَ التَّمْرَ فَبِعْهُ بِسَعِيرٍ آخَرَ ثُمَّ</p>	<p>ابو سعید کہتے ہیں کہ بلال جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عمدہ قسم کی کھجوریں لائے تو ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے لئے جو بلال نے عرض کیا کہ ہمارے پاس ناکارہ کھجوریں ہیں تو میں نے اُن کے دو صلے ایک صلے کے ساتھ بیچنا دینی اپنی ناکارہ کھجور کے دو صلے کے ایک صلے کے ساتھ کھجوریں خریدیں، یہ صحابہ فرماتے ہوئے تھے عین سودی یہ تو عین سودی یہ ایسا گزند کیا کرو اُن صاحب عمدہ کھجوریں خریدنا چاہتے تھے کھجوریں کو دوسری چیز سے بیچ ڈالنا اور دینا اور اس سے بچنا سے پھر اور انہوں نے فرمایا یہ سے عمدہ قسم کی کھجوریں</p>
<p>عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ قَالِي هَرِيرَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ</p>	<p>ابو سعید اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا</p>
<p>ف خلاصہ یہ کہ چاندی سونے اور نہ صرف چاندی سونے بلکہ اُن تمام چیزوں کے بیچنے اور بدلنے کی دو صورتیں ہیں جو آپ تول میں آتی ہیں ایک یہ کہ میں جو چیزوں کی باہم خرید و فروخت موقوفی یا ان کا تبادلہ کیا جائے ایک ہی مجلس کی ہوں جیسے چاندی کی ایک چاندی سے اور جو کی جو سے اس صورت میں جو کہتے ہیں کہ بے شرط ہے دونوں کا برابر ہونا اور اس کے علاوہ دست بدست ہونا اور ہر دو طرفہ ہوگا یا تول میں کی پیشی ہوگی یا ایک چیز مسودہ ہوگی اور دوسری غائب تو یہ بیچ ناہانہ و درم ہوگی۔ دوسری صورت یہ کہ دونوں چیزیں مختلف ہوں مثلاً چاندی کو سونے سے اور گھوم کو جو سے بدلنا یا جیسا اس صورت میں کہ پیشی کو جائز ہی مگر وعدہ درست نہیں یعنی ہاتھوں ہتھ خرید و فروخت ہو تو ہاتھ اصل درست اور مثلاً سیر پھر گھوم کو دوسرے جو سے بدلنا اور دوسرے گھوم کو ایک عوض سیر پھر غیر بار دینا درست ہے بشرطیکہ دو دست بدست ہو و دست بدست نہ ہو مثلاً گھوم کو تول دے اور سونے کی تو یہ بیچنا ہے ف کیونکہ چاندی سونے میں زیادہ لینا دینا سود ہے ف مطلب یہ ہے کہ ایک چیز کو کسی کی ہر مجلس کے ساتھ کی پیشی کر کے بیچنا یا بدلنا یا مسودہ سے نکلتی چیز کو عمدہ چیز سے بدلنا چاہے تو نکلتی چیز کو اُس کی غیر مجلس کے ساتھ بیچ ڈالے پھر اُس سے عمدہ چیز خریدے کہ یہ سود نہیں کیونکہ جس بدل گئی اور جس بدل گئی تو کسی پیشی کا مستنا لینہ نہیں ۱۴</p>	

<p>صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا خَيْرًا بِحَاءِ بَنِي خَيْبَرٍ فَقَالَ أَكُلْ ثُمَّ خَيْرٌ هَكَذَا قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَلَا لَنَخْذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِهِ الْجَمْعُ بِالذِّكْرِ لَمْ يَنْتَعَمْ بِالذِّكْرِ لَمْ يَنْتَعَمْ خَيْرٌ وَقَالَ فِي الْيَزَانِ كَذَلِكَ</p>	<p>صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیر کا عامل مقرر فرمایا تھا وہ آپ کے پاس عمدہ کھجوریں لایا مگر حساب سے فرمایا کیا خیر کی سب کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں اس شخص عرض کیا یا رسول اللہ واللہ سب ایسی ہیں مگر میں ان (عمدہ) کھجوریں ایک صاع (رومی کھجوروں کے دو صاع کے برابر) اور دو صاع میں صاعوں کے لیے بیٹے میں فرمایا اس بات کو رد کر یہ سود جو ان بڑی اچھی سب کھجوروں کو دہم سے بیچ ڈالو پھر آپ ہم اچھی کھجوریں خریدو اور فرمایا جو چیزیں</p>
<p>عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ لَشَرِيتُ يَوْمَ خَيْرٍ قَرَادَةً بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَمَا ذَهَبُ وَحَرَزْتُ فَفَصَلَّمْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا الْكَتَرُ عَنِ اِثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبَاعَ حَتَّى تَفْصَلَ</p>	<p>عید کے بیٹے لانا کہتے ہیں کہ میں نے فتح خیر کے رخصتہ و سدا کو ایک گلو بند فرمایا جس میں کچھ سونا تھا اور کچھ مسکے میں سے سونے کی منگوں سے جدا کیا اور گلوں میں بارہ دینار سے زیادہ سونا پایا جس میں سے ہی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو فرمایا کہ اے گلو بند کا سونا اور مسکے جدا کر کے جائیں گے فروخت نہ کی جائے گے</p>
<p>عَنْ سَعْدِ بْنِ ابْنِي وَقَاصٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ عَنْ ثَمَرٍ الْقَمَرِ بِالرَّطْبِ فَقَالَ لِيَنْقُصَ الرُّطْبُ إِذَا يَبَسَ فَقَالَ لَكُمْ فَمَا عَنْ ذَلِكَ بَلَاءُ وَدَوَاءُ</p>	<p>سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائے تاجب کہ آپ ترخا کے عوض خشک کھجوروں خریدنے کی بابت بیعت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کیا خیر کے ترخا کے ہونے کے بعد میں گھٹ جاتا ہوں عرض کیا ہاں میں آپ نے پوچھے کہ اس طرح کی خرید و فروخت میں فرماں</p>
<p>عَنْ قَبِيصَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيَّ النَّقِيبَ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ</p>	<p>قبضہ اپنے پاس روایہ کرتے ہیں کہ عبادہ بن صامت اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا</p>
<p>ولہام شافعی اور امام ابو یوسف اور اکثر علماء اسی طرف تھے ہیں کہ تر پھل کے بدلے خشک پھل لینا درست نہیں مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہر طرف سے جائز بتاتے اور دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ کسی چیز کی رطوبت و بیہوشی حقیقت اس کی صفت ہے جیسے جوت و روایت اور یہ بات ثابت ہو چکی کہ رطوبت و بیہوشی ہر چیز پر برسرہ ریل کی جاسکتی ہے اور جب یہ ہے تو تر رطوبت کیوں نہ بدلی جائے ۱۳</p>	

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا مَعَ مُعَاوِيَةَ
أَرْضَ الرُّومِ فَنَظَرَ إِلَى النَّاسِ ثُمَّ يَبْكُ وَيَقُولُ
كَيْسَرُ الذَّهَبِ بَالِدٌ نَائِدٌ وَكَيْسَرُ الْفِضَّةِ
بَالِدٌ رَاهِمٌ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ
تَأْكُلُونَ الرُّبَا أَسَمِعْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَبْتَاعُوا الذَّهَبَ
يَا الذَّهَبُ الْإِمْلَاءُ مِثْلُ الْإِذَا يَذِي بَيْنَهُمَا
وَلَا نُضْرَةٌ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ يَا أَبَا الْوَلِيدِ
كَأَنِّي لِرَبِّوَانِي هَذَا لَا مَا كَانَ مِنْ نُظْرَةٍ
فَقَالَ عِبَادَةُ أَحَدُ ثَلَاثٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحَدَّثَنِي عَنْ رَبِّكَ لَوْلَا
نَخَرَجَنِي اللَّهُ لَا أَسَاكِنْتُكَ بِأَرْضِكَ عَلَى
فِيهَا أَرْضَةٌ فَلَمَّا قَفَلَ حَجَّ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ
لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَقْدَمَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ
فَقَصَّ عَلَيْهِ الْفِضَّةَ وَمَا قَالَ فَرَسًا كُنْتُ
فَقَالَ رَجِعْ يَا أَبَا الْوَلِيدِ إِلَى أَرْضِكَ فَقَهَرُ
اللَّهُ أَرْضًا لَسْتَ فِيهَا وَأَمْثَالُكَ وَكُتِبَ لِي
مُعَاوِيَةُ لِأَرْضَةٍ لَكَ صَلَاحٌ وَاحْتِجَالٌ لِلنَّاسِ
عَلَى مَا قَالَ فَإِنَّهُ هُوَ الْأَخْمَرُ + (ابن ماجہ)

صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب قدیم تھے معاویہ
ساتھ ہو کر ملک روم پر چلا گیا وہاں لوگوں کو
دیکھا کہ سونے کے ٹکڑوں کی اشرفیت کے ساتھ
اور چاندی کے ٹکڑوں کی ورمونک کے ساتھ خیر
فروخت کرتے ہیں تو فرمایا لوگو! تم سو کھاتے
ہیں نے مذہب بنایا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے اسکا سونے کے ٹکڑے کے ساتھ خرید و
فروخت نہ کرو مگر برسرِ ربر یعنی نہ تو اس میں کمی بیشی ہے
ہو نہ اوصاف اور وعدہ ہی اس پر معاویہ نے
سے کہا کہ اے ابو الولید! (یعنی عبادہ کی کہنی پر)
میں تو اس طرح کی بیعت میں سود دیکھتا ہوں
اوصاف اور وعدہ ہو تو بے شک سود ہے عبادہ

کہا میں تم سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تم ہو کہ اپنی رائے
اور خیال کو دخل دیتے ہو بخدا اگر حق تعالیٰ مجھے
ایہاں سے صحیح و سلامت نکال لے جائے گا تو
حسنِ زمین میں تمھاری جج پر حکومت ہوگی
وہاں تو میں تمھارے ساتھ رہنے کا نہیں چاہتا
جب عبادہ روکے تو نے تو اپنی بودا ہش کی جگہ
نہیں بلکہ اس مدینہ پر نیچے عمر فاروق عثمان
سے فرمایا کہ ابو الولید! اس طرح اسے انھوں نے
حضرت عمر سے سارا قصہ بیان کیا اور معاویہ کی عداوت
میں رہنے کی بات جو گفتگو ہوتی تھی وہ بھی کہ
سنائی حضرت عمر نے فرمایا کہ ابو الولید! تم لو بلا خوف
خطر اپنی زمین میں چلے جاؤ خدا اس میں کامیاب
کرت جس میں تم اور تم سے لوگ نہ ہوں اور معاویہ
کو لکھا کہ عبادہ پر تمھاری کسی طرح کی حکومت چلے

عَنْ مُسْلِمٍ بْنِ يَسَارٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
قَالَ كَجَمْعِ الْمَزْلُ بَيْنَ عِبَادَةِ بْنِ الصَّامِتِ
وَبَيْنَ مَعَاوِيَةَ فَقَالَ عِبَادَةُ هِيَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَبِيعَ الذَّهَبَ
بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ وَ
الشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ وَالْقُرَّ بِالْقُرِّ قَالَ لَحْدَهَا
وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ وَلَمْ يَقُلْ الْآخِرَ إِلَّا سَوَاءً سَوَاءً
وَمَثَلًا يَنْثَلُ قَالَ لَحْدَهَا مَنْ زَادَ وَارْدَادَ
فَقَدْ أَرَبَى وَلَمْ يَقُلْ الْآخِرَ وَأَمَّا أَنْ تَبِيعَ
الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ
بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِالْبُرِّ يَكُنْ كَيْفَ شِئْنَا
فَبَلَغَ هَذَا الْحَدِيثَ مَعَاوِيَةَ فَقَامَ فَقَالَ
مَا بَالُ رَجُلٍ يُحَدِّثُ نَحْنُ لِحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَبَّسْنَاهُ وَنَحْنُ
نَسْمَعُهُ مِنْهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ عِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ
فَقَامَ فَأَعَادَ الْحَدِيثَ وَقَالَ لَعَنَ ثَلَاثُ بَنِي
سَعْدَةَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَأَنْ رَزَعَمَ مَعَاوِيَةَ * (نسائي)

عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

ﷺ کے بیٹے سلم اور عبید بن جراح رضی اللہ عنہما کو
کہتے ہیں کہ عبادہ بن صامت اور معاویہ بن
ابی سفیان میں جمع ہو عبادہ نے کہا کہ جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا
کہ سونے کو سونے کے ساتھ اور چاندی کو چاندی کے
ساتھ اور گہوں کو گہوں کے ساتھ اور جو کو جو کے
ساتھ اور کچھ کو کچھ کے ساتھ ردو نہ کر دیں
میں ایک ایسا فرقہ تھا، اور نہ کو نہ کے ساتھ
بچیں لیکن دوسرا وہی نے یہ نہیں کہا مگر برابر
سرا بردہ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ پھر ان دونوں
راویوں میں سے ایک یہ بھی حکم، جس شخص نے
زیادہ لیا یا زیادہ دیا اس نے سود لیا دیا، دوسرے
راوی نے یہ نہیں کہا، دوسرے صاحب اس بات
کا حکم فرمایا ہے کہ سونے کو چاندی کے ساتھ اور
چاندی کو سونے کے ساتھ۔ گہوں کو جو کے
ساتھ اور جو کو گہوں کے ساتھ دست بردست جن
طرح چاہیں۔ معاویہ نے یہ حدیث سنی تو
کھڑے ہو کر کہا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس
قسم کی حدیثیں روایت کرتے ہیں، ہم بھی پیغمبر
صاحب کی صحبت میں رہے ہیں مگر ہم نے تو
آپ سے یہ حدیث سنی نہیں، عبادہ بن
صامت کو معلوم ہوا تو انھوں نے کھڑے
ہو کر اسی حدیث کو کمرے بیان کیا اور کہا ہم نے
تو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو
بیان کر رہا اگر معاویہ کو برا ہی کیوں نہ لگے

عبادہ بن صامت روایت کیا کہ میں نے جناب رسول خدا

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الذَّهَبُ
الْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّ هَذَا
لَا يَقُولُ شَيْئًا قَالَ عِبَادَةُ لِي لَا أَبْرَأُ
إِنَّ لَا أَكُونُ بِأَرْضٍ يُكُونُ بِهَا مُعَاوِيَةُ
إِنِّي أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ (نسائي)

صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سونا سونے
کے عوض کاٹنے میں برابر قول کر چکا جائے
معاویہ نے کہا کہ یہ شخص صحیح بات تو کہتا نہیں
اس پر عبادہ بوسے مجھے اس بات کی ذرا بھی
یہ وہ نہیں کہ اس سرزمین میں نہ رہوں جس میں
معاویہ رہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں
نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایسا ہی فرماتے سنا ہے

من المتروک احادیث مذکورہ بالا سے یہ قوت ثابت ہو گیا کہ سونے چاندی گیتوں جو بکچر نکلتے ہیں سے ہر ایک کہ انہی کی جنس
سے اودھار دہی پیشی کے ساتھ چھینا یا بدلنا ناجائز اور حرام ہے ہاں اگر جنس میں اختلاف ہو تو کمی بیشی کے ساتھ چھینا یا بدلنا درست
بشرطیکہ اوصار نہ ہو بلکہ دست بدست ہو لیکن بحث طلب امر یہ ہے کہ کیا صرف ان ہی چھ چیزوں میں خصوصیت کے ساتھ بڑھ کر یا اوزر
چیزیں بھی اس میں شامل ہیں۔ سو واضح ہو کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ربو ان ہی چھ چیزوں میں منحصر ہے
اگر اس طرف گئے ہیں کہ جو چیزیں باپ لیں آتی ہیں اس میں دھل ہیں۔ پھر جو چیزیں باپ تول میں آتی ہیں ان میں بھی
تعداد کا اختلاف ہے۔ مینا کہ کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ شاہ عبدالغنی صاحب اشعۃ اللغات میں لکھتے ہیں :-

ہر اکودر حدیث اس شش چیز بخصوص وقع شدہ وجہ ان
جزایں شش را نیز ہر اں قیاس کردہ اند چنانکہ آہن چونہ و
انواع جنوب ہر یکے راجعے استنباط کردہ الا اصحاب الطلوع
کہ قیاس را منکر اند ربو در ہمیں شش چیز اثبات کے کنند نہ
غیر ان تفصیل ان مسائل متفرعہ ہر اں در کتب فقہ مذکور
است *

واضح ہو کہ حدیث میں یہ چھ چیزیں خصوصیت کے ساتھ واقع
ہوئی ہیں اور جہتہ میں نے اوزر چیزوں کو بھی ان پر قیاس
کیا ہے جیسے مثلاً تول یا چونہ اور تمام اقسام کے نفع اور ہر ایک
کی ایک جدا گانہ علت بیان کی ہو اگر اصحاب طلوع ہر چہ قیاس کے
منکر ہیں ان ہی چھ چیزوں میں ہو کہ ثابت کرتے ہیں ان کے علاوہ
کوئی چیز نہیں ہے اور اس کی تفصیل اور جو مسائل اس پر متفرع ہو
ہیں ان کی تشریح فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے *

ذخعت میں ہے

وَمَا نَصَّ الشَّارِعُ عَلَى كُونِهِ كَيْلِيًّا كَقَرْدٍ
شَعِيرٍ وَثِقَرٍ فَلَمْ أَوْزِدْنِيَا كَذَلِكَ فَضِدَةٌ
فَهُوَ كَذَلِكَ لَا يَتَغَيَّرُ أَبَدًا فَلَمْ يَصْلَحْ بَيْعُ
حِطْلَةٍ وَحِطْلَةٍ وَرَدَّ نَا كَمَا لَوْ بَاعَ ذَهْبًا بِذَهَبٍ

اور جس چیز کے کبلی ہوئے نہ شارع نے نص قائم کر دی ہے
جس طرح گیتوں اور جو اور کھجور اور نمک یا دھنی جوئے پر
نص قائم کر دی ہے جیسے سونا اور چاندی میں کبلی اور دھنی ہی
رہے گی۔ اور کس حالت میں اس کا حکم نہ بدلے گا جی جی کہ گیتوں
کو گیتوں کے ساتھ تول کر چھینا درست نہیں ہے جس طرح سونے کو سونے کے

أَوْ قَضَتْهُ بِفَضْلٍ كَيْلًا وَلَوْ مَعَ التَّسَاوِي
لَا نَ النَّصَّ أَقْوَى مِنَ الْعُرْفِ وَلَا يُزَكُّ
الْأَقْوَى بِالْأَدْنَى وَمَا يَنْصُ عَلَيْهِ جُمْلٌ
عَلَى الْعُرْفِ رَحْمَةُ الْكَمَالِ وَخَرَجَ عَلَيْهِ
سَعْدِي أَفْنَدِي اسْتَقْرَأَ الدَّارِهِمِ
عَدَدًا وَبِيعَ الدَّقِيقَ وَزَنَانِي زَمَانِيَعِي
بِعَثْلِهِ وَفِي الْكَافِي الْفَتَوَى عَلَى عَادَةِ النَّاسِ

یا چاندی کو چاندی کے ساتھ ماپ کر بیچنا حائر نہیں اگرچہ
برابر سہ برابر دست بہ دست ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ نص
عرف سے قوی تر ہوتی ہے اور جب یہ ہے تو ادنیٰ کے
پیچھے اتنے کو کس طرح چھوڑا جاسکتا ہے۔ اسی بات
کو کمال نے ترجیح دی ہے اور سعدی افندی نے اس
پر یہ مسئلہ تصریح کیا ہے کہ درہم گن کر قرض لینا
اور اتنا تول کر گنے کے عوض بیچنا ہمارے
زمانے میں جائز ہو اور کافی ہے
ہو کہ فتوے لوگوں کی
عادۃ پر ہے +

قَالَ الرَّازِي لَعَلَّكَ أَنْ الْبَا قَسَمَ رِبَاً بِالنَّيْسِيَّةِ
وَرِبَا الْفَضْلِ - أَمَّا رِبَا النَّيْسِيَّةِ فَهُوَ الْأَمْرُ
الَّذِي كَانَ مَشْهُورًا مَتَعَارَفًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ
وَذَلِكَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَدْعُونَ الْمَالَ عَلَى أَنْ
يَأْخُذُوا أَكْلَ شَهْرٍ قَدْ امْتَعِنُوا وَيَكُونُ رَأْسُ
الْمَالِ بَاقِيًا ثُمَّ إِذَا أَحَلَّ الدَّيْنُ طَالِبُوا الْمَدَدَ
بِرَأْسِ الْمَالِ فَإِنْ تَعَدَّ عَلَيْهِ الْأَدَاءُ زَادُوا
فِي الْحَقِّ وَالْحَقْلِ فَهَذَا هُوَ الرِّبَا الَّذِي كَانُوا فِي
الْجَاهِلِيَّةِ يَتَعَامَلُونَ بِهِ وَأَقْرَبُ النَّقْدِ فَهُوَ
أَنْ يَبْأَعَ مَنْ لِحْطَلَةٍ مَمْنُونٍ مِنْهَا وَأَشْبَهُ
ذَلِكَ +

رازی کہتے ہیں واضح ہو کہ سود کی کل وہ چیزیں
ہیں ایک نقد ایک ادھار ادھار سود و تو
جو جزائے جاہلیت میں مشہور متعارف تھا کہ
لوگ اپنا مال دوسروں کو اس شرط پر قرض دیتے
تھے کہ ہر مہینے میں مقدار معین فائدہ لیں گے
اور اس رقم جو ان کی توں برقرار رہے گی اصل
ہو گیا، پھر جب یہ عادی قرض گزرتی تو قرض خواہ
مقرض سے اپنی اصل رقم کا مطالبہ کرتے مقرض
اگر اس وقت قرضہ ادا نہ کر سکتا تو قرض خواہ اپنے
حق اور مدت میں توسیع کرتے۔ الغرض جائز بات
میں لوگ جس سود کا آپس میں لیں دین کرتے
تھے وہ صرف یہی سود تھا۔ ربا نقد سود وہ
یہ تھا کہ مثلاً یہ بھر گیہوں دسیہ گیہوں بدلے
تھے اور اسی طرح اُن چیزوں میں کرتے جو گیہوں
کے مشابہ ہیں +

۱۲۷ ج ۲ ص ۱۰۱

آمر رازی کہ لا تَأْكُلُوا الرِّبَا

وَقَالَ أَيْضًا نَحْتُ قَوْلَهُ تَعَالَى لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا

أَضْعَفًا مُضْعِفَةً كَانَ الرَّجُلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
إِذَا كَانَ لَهُ عَلَى نَاسٍ مِائَةٌ دِرْهَمٍ إِلَى
أَجَلٍ فَإِذَا أَجَاءَ الْأَجَلُ وَلَمْ يَكُنْ الْمَدْيُونُ
وَاحِدًا لِدَاكَ لِمَالٍ قَالَ زِدْنِي الْمَالَ حَتَّى
أَزِيدَ فِي الْأَجَلِ فَرُبَّمَا جَعَلَهُ وَائْتَيْنِ ثُمَّ
إِذَا حَلَّ الْأَجَلُ الثَّانِي فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ
ثُمَّ إِلَى أَجَلٍ كَثِيرَةٍ فَيَأْخُذُ بِسَبَبِ تِلْكَ
لِمِائَةِ أَضْعَافٍ فَهَذَا هُوَ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهِ
أَضْعَفًا مُضْعِفَةً +

أَضْعَفًا مُضْعِفَةً کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ
زمانہ جاہلیت میں جب ایک شخص کے دوسرے
پر ایک مبعاد معین کے وعدے پر سو درہم دیتے
تو انقصائے مبعاد کے وقت اگر مقروض قرضے
کے ادا کرنے کی مقدور نہ رکھتا تو قرض خواہ
مقروض سے کہتا کہ تو اصل رقم پر کچھ زیادہ کردو
میں تمہ میں توسیع کروں۔ پناچہ اکثر ایسا ہوتا تھا
تھا کہ قرض خواہ سو درہم کے دوسو درہم کر لیتا تھا
اور جب دوسرا وعدہ بھی کرتا اور مقروض قرضے
کی رقم ادا نہ کر سکتا تو قرض خواہ پھر ویسا ہی کہتا
(یعنی اصل رقم پر کچھ اور زیادہ کر دیتا) پھر بہت
دقتوں تک ایسا ہی ہوتا رہتا اور قرض خواہ اُن
درہم کے ذریعے سے اُن کو چند سہ چند چار چند

وَقَالَ الْقَاضِي الْبَيْضَاوِيُّ فِي تَفْسِيرِ قَوْلِهِ
تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ
أَضْعَفًا مُضْعِفَةً لَا تَزِيدُ وَإِذَا يَدَّاهُ قَلْبُورَةٌ
وَلَعَلَّ الْفَخْصِيَّ بِحَسَبِ الْوَاقِعِ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ
مِنْهُمْ يَرْبِي إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ يَزِيدُ فِيهِ بِزِيَادَةٍ
أُخْرَى حَتَّى يَسْتَغْرِقَ بِالشَّمْعِ الظَّفِيرَ مَالُ
الْمَدْيُونِ +

اور قاضی بیضاویؒ نے فرمایا اللہ اس اموال کو
ماکلو اللہ اموالاً اضعفا مضعفا کی تفسیر میں
لکھتے ہیں کہ دو چند سہ چند سود نہ کھانے کے یہ
معنی ہیں کہ مکرر سے کر رہیں نہ بڑھاتے جاؤ
ممکن ہے کہ اضعفا مضعفا غنی تخصیص کے
مطابق ہو کیونکہ وہ لوگ ایک مدت فقیر اگر سود
لیتے پھر مدت اور رقم میں زیادتی کرتے جیسے جاتے
یہاں تک کہ مقروض کا سارا مال ایک تھوڑے
سے قرضے کے پیچھے تباہ و برباد ہو جاتا تھا +

قَالَ الْبُخَارِيُّ فِي تَفْسِيرِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
الْقَوْلُ اللَّهُ وَذَرُوا مَا بَقِيَ إِلَى قَوْلِهِ مَا كَسَبَتْ
وَهُمْ لَا يَظْلُمُونَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذِهِ الْخُرَافَةُ

امام بخاری رحمہ آئیہ فرماتے ہیں
اموال اللہ کی تفسیر میں کہتے ہیں
کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ
احکام میں یہ سب بھلی آیت ہے

<p>جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آری</p>	<p>نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،</p>
<p>عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور ہم نے آپ کو بوسے بارے میں کچھ دریافت نہیں کیا +</p>	<p>عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا سَأَلْنَاهُ عَنِ الرَّبَا + (مشکوۃ)</p>
<p>حقیر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے ربو کی آیت پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور ہمارے آیت ربو کی کوئی تفسیر نہیں کی تو سودا جس میں سود کا شہ ہو سب سے چھوڑ دیو +</p>	<p>عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَوَّلَ مَا نَزَلَ أَنَّهُ الرَّبْوُ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَّ لَمْ يَقْصُرْهَا لَنَا فَقَعَا الرَّبْوُ وَالرَّيْبَةُ + (دامی)</p>
<p>ہمارے میں ہے کہ مرتن کو رہن سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے یعنی نہ تو خریدا سکتا ہے (جبکہ کوئی غلام من ہوں نہ مکان (مردہ) میں آباد ہو سکتا ہے نہ کہ رہن میں بکھا جائے کہ ملک رہن مرتن کو فائدہ اٹھانے کی اجازت دے گئے +</p>	<p>فِي الْهَدَايَةِ وَلَيْسَ لِلْمُرْتَنِ أَنْ يَنْتَفِعَ بِالرَّهْنِ لَا بِالْإِسْتِغْدَادِ وَلَا بِالشُّكْنِ وَلَا بِاللِّبْسِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ الْمَالِكُ +</p>
<p>سراج منیر میں ہے کہ اگر اس نے مرتن کو خریدا ہو تو پہل کھانے یا بکری کے دو دوہنے کی اجازت دے گی تو مرتن کو فائدہ اٹھانے میں کوئی خطہ نہیں ہے بلکہ مرتن اس فائدہ کی طرف نہ کر لی ہو شرط کرے گا تو یہ اس قسم کا فرض ہو گا کہ اس میں منفعت نظر رکھی گئی ہے اور یہ سب تو وہ فائدہ سود و ٹھیکہ کا اور اگر اس نے مرتن کو فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہو اس سے منع کر دیا تو یہ اس کو سزاوار ہے کیونکہ وہ تبرع +</p>	<p>وَفِي السَّرَاحِ الْمُنِيرِ وَكَوْنُ الْبَايَعِ لِلْمُرْتَنِ كَلْفَ زِمَارِ الْبُسْتَانِ أَوْ لَبَنِ الشَّاةِ فَلَا بَأْسَ بِهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ مُشْرِطًا لَهُ وَلَا صَارَ قَرْضًا فِيهِ مَنْفَعَةٌ فَيَكُونُ رِبْوًا وَأَوْ إِذْنُ الرَّاهِ لَهُ بِالْإِتِفَاعِ ثُمَّ يَنْهَى عَنْهُ فَلَهُ ذَلِكَ كَمَا مُتَدَرِّعٌ وَالْمُتَدَرِّعُ أَنْ يَمْتَرِعَ عَنِ التَّبَرُّعِ +</p>
<p>ہوایں میں ہے کہ مسلمان اور کافر جہتی میں سود نہیں +</p>	<p>فِي الْهَدَايَةِ لَا رِبَا بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْكَافِرِ الْحَرَمِيُّ +</p>

<p>وَمُسْلِمِينَ لَكُمْ فِي الْحَرْبِ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ جو مسلمان لکھا ہو کہ حربی اور اُس مسلمان میں سودیہ جو اُس کی اجازت لے کر دار الحرب میں آباد ہو اسے اگرچہ مال بیع فاسد یا جو سی سے کیوں ہاتھ لگاؤ کیونکہ حربی کا مال دار الحرب میں صلح ہو اور جب تک نو اُس کی خوشی سے یہ مال مسلمان کے لیے مطلق حلال ہوگا بغیر کسی طرح کے غدار اور بے وفائی کے</p>	<p>فِي الدِّارِ الْخُتَارِ وَلَا يَبُوءُ بَيْنَ حَرْبِيٍّ وَمُسْلِمٍ مُسْتَأْمِنٍ وَلَا يَعْصِدُ فَايْسِدَ أَوْ قِمَارَ كَهْمَةٍ لِأَنَّ مَالَهُ شَمَهُ مَبَاحٍ فَيَحِلُّ بِرِضَاهُ مُطْلَقًا بِالْغَدْرِ +</p>
<p>سیر کبیر اور اُس کی طرح میں ہے کہ حربی مسلمان دار الحرب میں اُس کی اجازت لے کر داخل ہو تو کافروں کی مرضی سے جس طریق سے بھی اُن کے مال لے لے گا اُس کے لیے جائز ہو جائے گا کچھ اُس نے ایک بھل چیر لیے طریق پر لی ہے جو عمدہ شکنی اور بے وفائی سے خالی ہے تو یہ مال کھدار اُس کے لیے پاک ہوگا اور قیدی جو تاسمن اُس بار میں دونوں یکساں میں تھے کہ اگر ان میں سے کوئی شخص کھدار کے ہاتھ ایک رہم دور ہم کو بیچے یا مردہ جانور چند درہم کو فروخت کرے یا جو کے طور پر اُن کا مال لے لے تو یہ سب طرح کے مال اُس کے لیے حلال طیب ہیں +</p>	<p>فِي السَّيْرِ الْكَبِيرِ وَشَرْحُهُ إِذَا دَخَلَ مُسْلِمٌ دَارَ الْحَرْبِ بِأَمَانٍ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَأْخُذَ مِنْهُمْ أَمْوَالَهُمْ بِطَبِيبٍ أَنْفُسِهِمْ بِأَيِّ وَجْهِ كَانَ لَا تَنْتَاهَا أَخْذَ الْمُبَاحِ عَلَى وَجْهِ عَرِيٍّ عَنِ الْغَدْرِ فَيَكُونُ ذَلِكَ طَيِّبًا لَهُ وَالْأَسِيرُ وَالْمُسْتَأْمِنُ سَوَاءٌ حَتَّى لَوْ بَاعَهُمْ دُرَّ هَمْدٍ دُرَّ هَمِينَ أَوْ بَاعَهُمْ مَبْتَنَةً يَدْرَاهُمْ أَوْ أَخَذَ مَا لَا مِنْهُمْ بِطَرِيقِ الْقَارِ فَذَاكَ كُلُّهُ طَيِّبٌ لَهُ +</p>
<p>اور امام شافعی کی تفسیر میں ہے کہ ان حنیفہ اور محمد رحمہما اللہ کا مذہب ہے کہ فاسد و بطلان جس طرح مثلاً سود وغیرہ دار الحرب میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جائز ہیں +</p>	<p>وَفِي تَفْسِيرِ الْأَمَامِ الشَّافِعِيِّ إِنَّ مِنْ قُلُوبٍ إِنِّي حَنِيفَةٌ وَتَحْمِيدُ رَحِمَهُمَا اللَّهُ أَنَّ الْعُقُودَ الْفَاسِدَةَ كَعَقْدِ الْبَاوِعِ عَدِيمِ جَاوِزَةٍ فِي دَارِ الْحَرْبِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْكَافِرِ +</p>
<p>برجندی میں ہے کہ مسلمان دار الحرب میں خواہ ایک رہم کے عوض دور ہم سے یا دور ہم نے کر</p>	<p>وَفِي الْبَرَجَنْدِيِّ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ أَنْ يَأْخُذَ الْمُسْلِمُ الدَّرَّهَمَيْنِ بِالْأَدْرِهَمِ أَوْ الدَّرَّهَمِ</p>

بَالِدٌ رَهْمَيْنِ فِي دَارِ الْحَرْبِ لَا تَلَهُ طَبَقُ
نَفْسٍ لِّلْكَافِرِ بِمَا عَطَاهُ وَأَخَذَ لَكُلٍّ بِحَقِّ
الْوَاقِعَةِ ۝

ایک دم سے دونوں صورتیں درست ہیں کیونکہ
دو درم دس کرہک دہم لینے کی صورت میں تو
وہ اپنے اس لینے سے کافر کا نفس خوش کرتا ہے
ایک دم کے بدلہ دو درم لینے کی صورت میں کافر کا

فتوٰ شاہ عبدعزیز صاحب

س سود و ادن بجز یہاں درست است یا نہ ۛ
ج۔ عبارات کتب فقہیہ عام واقع شدہ اندوادن گرفتن
را متائل اند محل کا دیوان المسعود الحوی فی داس
الحرب وقاضی شتار احمد صاحب پانی پتی در سالہ توجیہ
داون سود نیز نوشتہ اند اس وقت فقیر را یاد نیست لیکن
اس قدر ظاہر است کہ گرفتن سود از حرمیاں باین جلال
است کہ مال حربی مباح است اگر دشمنی کن نقض عمد
نہاشد و حربی چوں خود بخود بدہ بلاشبہ جلال خواہد
و وادین سود مکتبہ بیایں باین جلال است کہ خوراندین
حرام بسلطان درست نیست و آتشا حرام خوانند اگر چہ
بمطریق سود وادہ خواہ شد پیش انیں نیست کہ حرام
خواہد خورد و اما ذیشان ہر چند کہ کافر حرام خوار باشند
دارالاسلام انیں ہوازیں حجت حرام است کہ ترویج معاملہ سود
در دارالاسلام سے شود و در دارالحرب ایں ہر دو علت
مفقود است پس مباح باشد و تحقیق ایں است کہ
داون سود بجمع حرام است کہ مال کسی نہ گیرد و بلکہ مال خود
میدہد و مال خود وادین گو در مال نقصان خود باشد
خصوصاً بر اسے رفع حاجت و دفع ظلم مباح است پس چہ
حرمت در اں ہمیں وجہ ہر است چیکہ اگر غیر از حرام بخورند
مثل وادین رشوت بہ قاضی و حاکم دوم آنکہ باعث ترویج
این معاملہ در دارالاسلام سے شود و اندوادن سود

سوال۔ حربیوں کو سود دینا درست ہے یا نہیں۔
جواب۔ کتب فقہیہ کی عبارتیں عام طور پر قطع ہوتی ہیں
یعنی سود لینے اور لینے دونوں کو حلال ہیں جیسے لایوا انہ
یعنی دارالحرب میں مسلمان اور حربی کے درمیان سود نہیں
قاضی شتار احمد صاحب پانی پتی نے اپنے کسی رسالے میں سود
دینے کی بھی توجیہ کی ہے جو فقیر کو اس وقت یاد نہیں لیکن
یہ ظاہر ہے کہ حربیوں سے سود لینا ایں سنی کر حلال ہے کہ
حربی مال مباح ہے اگر کسی طرح کی عمدت کنی نہ ہو اور جب
حربی خود بخود دینا سے توبہ سے شہ جلال ہوگا حربیوں کو
دینا چوں حلال ہے کہ مسلمانوں کو حرام چیز کھانا درست نہیں
اور کافر میں کہ بے دفعہ حرام کھاتے ہیں تو اگر خود اس
مال بطریق سودان کو دے دیا جائے گا تو اس سے زیادہ
کیا خرابی لازم آسکتی ہو کہ انھیں حرام مال کھلایا گیا ہے بوقت
اگرچہ ہیں تو وہ بھی کافر حرام خوار کر انھیں دارالاسلام میں سود
دینا اس لیے حرام ہے کہ معاملہ سود کا رواج دارالاسلام میں
پھیلتا ہے اور دارالحرب میں چونکہ یہ دونوں زمین بانی نہیں
ہاتیں اس لیے مباح ہے اور ایں سلسلہ کی تحقیق یہ ہو کہ سود دینا
بجائے حرام ہو کہ خود کو کامال ہضم نہیں کرتا بلکہ اپنا مال ورن
کو دینا ہے اصل اپنا مال ورن کو دینے میں گناہ نقصان لیکن
رفع حاجت اور دفع ظلم کے لیے مباح ہے پس حربیوں کو سود لینے
کی وجہ حرمت بھی وجہ نہیں میں غیر حرام کھانا مثلاً قاضی

سود دینا درست ہے یا نہیں۔ جواب۔ کتب فقہیہ کی عبارتیں عام طور پر قطع ہوتی ہیں یعنی سود لینے اور لینے دونوں کو حلال ہیں جیسے لایوا انہ یعنی دارالحرب میں مسلمان اور حربی کے درمیان سود نہیں قاضی شتار احمد صاحب پانی پتی نے اپنے کسی رسالے میں سود دینے کی بھی توجیہ کی ہے جو فقیر کو اس وقت یاد نہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ حربیوں سے سود لینا ایں سنی کر حلال ہے کہ حربی مال مباح ہے اگر کسی طرح کی عمدت کنی نہ ہو اور جب حربی خود بخود دینا سے توبہ سے شہ جلال ہوگا حربیوں کو دینا چوں حلال ہے کہ مسلمانوں کو حرام چیز کھانا درست نہیں اور کافر میں کہ بے دفعہ حرام کھاتے ہیں تو اگر خود اس مال بطریق سودان کو دے دیا جائے گا تو اس سے زیادہ کیا خرابی لازم آسکتی ہو کہ انھیں حرام مال کھلایا گیا ہے بوقت اگرچہ ہیں تو وہ بھی کافر حرام خوار کر انھیں دارالاسلام میں سود دینا اس لیے حرام ہے کہ معاملہ سود کا رواج دارالاسلام میں پھیلتا ہے اور دارالحرب میں چونکہ یہ دونوں زمین بانی نہیں ہاتیں اس لیے مباح ہے اور ایں سلسلہ کی تحقیق یہ ہو کہ سود دینا بجائے حرام ہو کہ خود کو کامال ہضم نہیں کرتا بلکہ اپنا مال ورن کو دینا ہے اصل اپنا مال ورن کو دینے میں گناہ نقصان لیکن رفع حاجت اور دفع ظلم کے لیے مباح ہے پس حربیوں کو سود لینے کی وجہ حرمت بھی وجہ نہیں میں غیر حرام کھانا مثلاً قاضی

بنابر افسر اور دارالاسلام ہم کا نزدیک شدہ اندر غرض
درگرفتن دواون فرق بسیار کو دراصل در تیر سو
شریک اند +

افسار کے وقت دارالاسلام میں بھی سو دنیا جائز بتایا ہے
غرض کہ سو لینے اور دینے میں بڑا فرق ہے اگرچہ اصل گناہ
میں دونوں برابر ہیں۔

فقوے مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی

سوال۔ در عذراری نصاب کے کہ اہل اسلام ہائے نذر
نصاب سے جمع میا زند و سو و آں از نصاب سے گیرند و
آں را وثیقہ سے نامند درست است یا نہ +

جواب۔ درو الحرب میان مسلم و کافر حربی معاملہ ربو
درست است چنانچہ در تقایم سے آرد کہ ذوالکین مسلم
و کوفتی فی خاک و ہ النہی۔ و عذراری نصاب سے بزرگ ہے چنانچہ
بسبب آنکہ شمار کفر مشر و عذرہ باعلان رواج گرفتہ و الحرب
است پس وثیقہ درست است و بنابر مذہب امام عظیم رح
دارالاسلام کہ در الحرب صحیح شود مشروط است بشرط طاعت
بر تقدیر تحقق مشروط ثلاثہ عذراری نصاب سے ابستہ
و الحرب خواہ گرفت و وثیقہ جائز ہو اہل شدہ بر جندی
در شرح تقایم سے نوید

سوال نصاب کی عذراری میں جو مسلمان روپہ نصار کے
پاس جمع کر لیتے ہیں اور اُن کا سو نصاب سے لیتے اور اُن کا نام
وثیقہ رکھتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں +

جواب و الحرب میں مسلمان اور حربی کافر میں سو کا معاملہ
درست ہے جیسا کہ نقایم میں لکھا ہے کہ مسلمان اور حربی میں الحرب
میں سو نہیں آتی۔ اور نصار کے کی عذراری صاحبین یعنی
امام ابو یوسف اور امام محمد کے مذہب پر و الحرب صحیح کیونکہ اُن کی
عذراری میں کفر کے شمار ہے لکن کلمہ کلمہ پہل گئے ہیں اور جب
یہ ہو تو وثیقہ درست ہے اور امام عظیم کے مذہب پر اہل اسلام تین
شرطوں و الحرب ہے تا آنہ و جس صورت میں تینوں شرطیں نصاب کی
عذراری میں پائی جائیں گی نصار کی عذراری فقہاء و الحرب ہوگی اور
و الحرب کی تو وثیقہ بھی جائز ہوگا۔ یہ تین ہی شرح نقایم میں لکھے ہیں کہ

امام ابو حنیفہ کے نزدیک تین چیزوں سے
دارالاسلام و الحرب صحیح جاتا ہے ایک یہ کہ دارالاسلام
و الحرب متصل ہو یعنی دارالاسلام و دار الحرب
میں کوئی ایسی جگہ نہ ہو جو مسلمانوں کے قبضے میں ہو
و شجرہ کہ وہاں اہل حرب اپنے احکام جاری کرتے
ہوں۔ دوسرے یہ کہ وہاں کسی مسلمان یا ذمی
کے لیے پہلے امن و امان کے عہد پر امن بناتی
نہ ہے۔ اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک
دارالاسلام اسی وقت و الحرب ہو جاتا ہے جبکہ شہر
میں اہل حرب کے احکام جاری ہوں

فَعِنْدَكَ حَنِيفَةً لَا يَصِلُ إِلَا الْحَرْبُ إِلَّا
بِثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ أَحَدُهَا أَنْ يَكُونَ مُتَّصِلًا
بِدَارِ الْحَرْبِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا مَوْضِعٌ فِي يَدِ
أَهْلِ الدِّينِ أَوْ الْإِيمَانِ أَنْ يَخْرُجَ فِيهِمَا
أَهْلُ الْحَرْبِ حَكَمَهُمُ وَالثَّلَاثُ أَنْ أَوَّيَّ
فِيهَا مَسْلُومٌ أَوْ ذِمِّيٌّ لِمَنْ يَلَاكُمُ الْإِكْرَامُ
وَعِنْدَهُمَا إِذَا أَجَبَتْ أَهْلُ الْحَرْبِ فِي بَلَدَةٍ

أَحْكَامُهُ صَارَتْ دَارَ حَرْبٍ كَيْفَ مَا كَانَتْ
كَذَلِكَ فَنَالُوا قَاضِيَانِ *

وہو عالمگیر سے آوہ قال محمد بنی الزیادہ
لَا مَایَیْزُ دَارِ الْإِسْلَامِ دَارَ الْحَرْبِ عِنْدَ
الْحَنِيفَةِ بِشَرِّ طَلَبِ أَحْلَ هَذَا جَزَاءُ
أَحْكَامِ الْكُفَّارِ عَلَى سَبِيلِ الْإِسْتِثْنَاءِ وَأَنْ
لَا يَحْكُمَ فِيهَا بِحُكْمِ الْإِسْلَامِ وَالَّذِي أَنْ
تَكُونُ مُتَّصِلَةً بِدَارِ الْحَرْبِ لَا يَخْلُفُ بَيْنَهُمَا
بَلَدٌ مِنْ بِلَادِ الْإِسْلَامِ وَالثَّالِثُ أَنْ لَا
يَبْقَى فِيهَا مُؤْمِنٌ وَلَا ذِمِّيٌّ أَمَّا بِأَمَانَةٍ
الْأَوَّلِ الَّذِي كَانَ نَاكِثًا قَبْلَ اسْتِثْنَائِهِ
الْكُفَّارِ لِلْمُسْلِمِينَ بِإِسْلَامِهِ وَالَّذِي قَبْلَهُ
الَّذِي قَبْلَهُ أَنْتَهَى *

خواہ کوئی سامعی شہر ہو اور کسی طریق پر بھی حکم
جاری ہوں اسی طرح غنائے قاضیان
میں ہے *

غنائے عالمگیر میں ہے کہ امام محمد زیادات
میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک تین
شرطوں دارالاسلام دارالحرب ہو جاتا ہے ایک
یہ کہ علی الاعلان کفار کے احکام جاری ہوں اور
دو اس اسلامی شہریت کے حکم پر فیصلہ نہ دیا جاتا
ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ شہر دارالحرب کے اس میں متصل ہو
کہ اس میں اور دارالحرب میں کوئی اسلامی شہر داخل
نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ وہ مسلمان اور ذمی اپنی انس
امان اول کی وجہ سے کفار کے غالب نہ ہوں
چوتھے مسلمان کو اس کے اسلام
اور ذمی کو عقد ذمی کی وجہ

سے حاصل تھی امن

وامان سے نہ

رہ سکے

استغنی

فتویٰ شاہ عبد الغریز صاحب دارالحرب کے بیان میں

سوال :- دارالاسلام دارالحرب ہو سکتا ہے یا نہیں
جواب :- معتبر کتابوں میں بہت لوگوں نے یہی روایت فرمائی
کی ہے کہ دارالاسلام دارالحرب ہو جاتا ہے تین شرطوں
کے پائے جانے سے۔ درمیان میں لکھا ہے کہ :-

دارالاسلام تین باتوں کو پائے جانے سے دارالحرب ہو جاتا ہے :-

سوال دارالاسلام دارالحرب ہو سکتا ہے یا نہ
جواب :- درمیان معتبر اکثر نہیں روایت اختیار کرو۔ کہ
دارالاسلام دارالحرب ہو سکتا ہے بشرط ثلاثہ۔ در
درمیان میں فرماید :-

لَا يَصِيرُ دَارُ الْإِسْلَامِ دَارَ الْحَرْبِ إِلَّا بِأَمْرِ

لَمْ يَدْرُ بِأَحَدٍ أَمَّا أَهْلُ الشَّرِّ بِأَهْلِ الْإِسْلَامِ
بِدَارِ الْحَرْبِ فَإِنْ لَا يَبْقَى مُسْلِمٌ أَوْ ذِي أَمْنٍ
بِالْأَمَانِ إِلَّا قَوْلٌ عَلَى نَفْسِهِ دَارُ الْحَرْبِ يُصِيرُ
دَارَ الْإِسْلَامِ بِحُجَّةِ الْحُكْمِ أَهْلُ الْإِسْلَامِ
فِيهَا

وَرَوَى فِي زَيْبِ بْنِ الْأَرْدَبِ دَارَ الْإِسْلَامِ بِدَارِ
يَحْمَرِي فِيهَا حُكْمُ أَمْرِ الْمُشْرِكِينَ وَتَكُونُ حَتَّى
قَهْرُهُ وَبِدَارِ الْحَرْبِ بِدَارِ يَحْمَرِي فِيهَا أَمْرُ
عَظِيمٌ مَا وَكُنْتُ حَتَّى قَهْرُهُ - اَنْدَلِي

دیں شر حکم امام المسلمین اسلام جاری نیست و حکم روسا و فساد
بے دخلت جاری است و مردان را بجز از احکام کفر این است که
مقدور ملک اری و بند و بست رعایا و اخذ خراج و باج و غنیمت
اموال تجارت و سیاست قطع الطريق و سراق و تضییع
خصومات و سرک بنایات کفار بطور خود حاکم باشند آری
اگر احکام بعضی اسلام را مثل جمع و عیدین و اذان و نوح بقر
تقرض کنند مکروه باشد لیکن اصل الاصول این چیز ملان
ایشان بپادشاهت زیر اگر مساجد را بے تکلف ہم بنما یند
و حج مسلمان باذنی غیر استیذان ایشان در تشرور و زنج
آن نمیکند آئند بر آن منفعت خود و اورین و مسافرتین و
تجار را خلافت سے نمایند اعیان دیگر مثل شجاع الملک و
والا قبی بیکم بیک حکم ایشان میں بلاد و اهل نمیکند آئند و این
شهر را کلمه محل نصارت ممتد است آری و حج را مست
مثل حیدر آباد و مکتوب و رام و احکام خود جاری نموده البتہ

ایک شرکوں کے احکام جاری ہوتے دوسرے
دار الاسلام کے دار الحرب کے ساتھ متصل ہو
سے تیسرے کسی مسلمان یا ذمی کے لیے امان
اول کی وجہ سے امن باقی نہ رہنے کی وجہ سے
اور دار الحرب و دار الاسلام جو جاتا ہے اگر
وہاں مسلمانوں کے حکام
نافذ ہوتے ہوں

گاہ میں ہے کہ دار الاسلام سے وہ شہر
ہیں جن میں مسلمانوں کے حاکم کا حکم جاری ہے
اور وہ شہر اس کے قص و تصرف میں ہوں کہ
دار الحرب سے وہ شہر ہوں جن میں حبیبوں کے
پادشاہ کا حکم جاری ہو اور وہ شہر اس کے تحت
تصرف میں ہوں +

اس شہر (دہلی) میں مسلمانوں کے حاکم کا حکم بالکل جاری نہیں
ہے اور نصارت کے سر اور اس حکم کے شکستہ جاری ہے احکام
کفر کے جاری ہونے کا مطلب یہ کہ ملک داری اور رعایا نظام
اور خراج و کماج اور مال تجارت کے غنیمتین اور زمینوں اور
چوروں کی سیاست اور لوگوں کا بھی جھگڑوں کا چکھنا کر کے
اور جرموں کی سزا دینے میں کفار خود حاکم ہوں سری ریات
کہ اسلامی شریعت کے بعض احکام جیسے مثلاً جمعہ و عیدین و اذان
گائے کی قربانی سے قرض نہیں کرتے ہیں پڑے نہ کروڑاں
سے دلی دار الاسلام نہیں ہو سکتی کیونکہ ان احکام کی جزا
کے نزدیک ضلع و بر باد ہے ہی وجہ ہے کہ مسجد کو کئے تکلف
مسلم کرتے ہیں اور کوئی مسلمان یا ذمی ان کی پروا نہ لگاتا کہ
بدون اس شہر اور اس اطراف جواب میں آئیں کئے نہ لگاتے
اور سافر اور سود گروں اپنے فارے کے لیے مخالفت نہیں کرتے
ہاں دوسرے امیر و آد جیسے شجاع الملک اور ولایتی بگم رک بے حکم

شہر دہلی میں ہے کہ دار الاسلام سے دار الحرب کے احکام جاری ہوتے ہیں لیکن دار الاسلام سے دار الحرب کے احکام جاری ہوتے ہیں لیکن دار الاسلام سے دار الحرب کے احکام جاری ہوتے ہیں

مصلحتہ و اطاعت النکان ایں ملک و ازرو سے احادیث و
تفسیر صحابہ کرام و خلفائے عظام میں مفہوم میشود بزرگ
در عہد سابق اخبار ملک بنی بر یوں را حکم و از احرف اندھا لاکہ
جمعه و عیدین و اذان در اینجا جاری بود مگر انکار حکم نہ کر د
بودند و چہینیں یا مژگ و فواح اں را حکم و از احرف نہ دند و چہ
مسلمانان و راں بلا و موجود بود و علی نہ القیاس و عہد
خلفاء کرام میں طریق مسلوک بود بلکہ در عہد حضرت پیغمبر صلی
الہ علیہ وسلم فلک و شمس بر احکم و از احرف فرمودند حالانکہ
تجار اہل اسلام بلکہ بے سکنہ آنجا نیز در اں مکانات و
وادی قہرے مشرف باسلام بودند و فلک و شمس بر اہل کمال
اتصال بود یا مدنیہ منورہ ۴۰

اور ایہم صلح ہونے کی وجہ سے اور صدیقوں کی مدد سے صحابہ کرام اور
خلفائے عظام کے طریقے کے شیخ سے ہی بات بھی جانی ہے کہ چونکہ
حضرت صدیق اکبر نے اپنے زمانے میں بنی بر یوں کے ملک کو دار الحرب
حکم دیا جو حالانکہ مجاہد و عہدین اور اذان یہ سب باتیں دہاں طری
تھیں مگر وہ لوگ حکم نہ کر دتھے اسی طرح ہمارے اور اُس کے
اطراف و جوارب کو دار الحرب کا حکم دیا تھا باوجودیکہ اُن شہروں
میں مسلمان موجود تھے اور اسی طرح خلفاء کرام کے زمانے میں نہ
طریقہ جاری تھا بلکہ خود جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عہد میں
فلک و شمس کو دار الحرب کا حکم دیا تھا حالانکہ مسلمان تاجر و اہل موجود
بلکہ دہاں کے چھ باشندے بھی وادی القہرے میں مشرف باسلام
ہو چکے تھے اور فلک و شمس بر مدنیہ منورہ بہت ہی قریب متصل تھے۔

من المتجسس آدمی ایک خاص طرح کا مخلوق ہے اُس کو زندگی اور آسائش کے لیے اتنا ساز و سامان دیکھا ہے کہ کچھ
اپنی ذات سے اُس کو بہر نہیں پہنچا سکتا ناچار اُس کو دیکھنا تو تھا اپنے اہل سے جس سے مدد لینے کی ضرورت واقع ہوتی رہتی ہے
اور اسی لیے آدمی تھوڑے تھوڑے بہت بہت وہاںات قصبات اور شہروں میں مل کر ہوتا و بائش کرتے ہیں تاکہ ضرورتوں
کے ہم پہنچانے میں۔ ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔ امداد و دستداد اکثر لین دین اور خرید و فروخت کی شکل میں ہوتی ہے جو شروع
شروع میں تو ایک ہی ہستی کے لوگ آپس میں قائل کرتے ہوں گے۔ پھر تہذیب اور شائستگی کے ساتھ ساتھ ترقی کرتے
کرتے اب تو ساری دنیا ایک ہی ہستی کا حکم رکھتی ہے اور تجارت کا جال ہے کہ ساری دنیا میں پھیلکا ہوا ہے ایک طرف تو
آدمی اپنے اہل سے جس کے ساتھ طرح طرح کے تعلقات رکھنے پر مجبور ہے اور دوسری طرف ہر ایک کی طبیعت میں چھوٹی
بہت خود غرضی بھی ہے۔ اکثر حضرت اکھس اللہ تعالیٰ تو اغراض میں کشمکش کا ہونا بھی ضروری بات ہے اور یہی کشمکش تمدن میں
خلل انداز اور تمام فسادات کی جڑ ہے۔ پس اُس کے قائم رکھنے کے لیے ضرور ہوا کہ آدمی کے معاملات کسی قاعدہ کے محکوم
ہوں مسلمانان ہند کے لیے تین قاعدے ہیں۔ رسم و رواج۔ مذہب اور انگریزی قانون۔ قاعدوں میں سب سے زیادہ
مضبوط اور پکا قاعدہ تو وہ ہے جس پر رسم و رواج اور مذہب اور حاکم وقت کا قانون تینوں متفق ہوں۔ اور اگر ایک یا
دو اختلاف کریں تو اسی نسبت سے قاعدہ ضعیف سمجھا جائے گا۔ اگر ہم قوت اور ضعف کے اعتبار سے ذکر ہر مالا تینوں
قاعدوں کو ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے دیکھیں تو عکاسم و رواج کی برتری زبردست حکومت ہے اس کے بعد مذہب کی اور آخر
کے بعد قانون حاکم کی۔ قانون حاکم ہم نے سب میں ضعیف محکومتہ نایا بد و جہ۔ اول تو قانون حاکم رسم و رواج اور مذہب

۱۲ اور (قدوہ است) اصل تو سب ہی کی طبیعت میں ہوتا ہے

کی مخالفت سے خود پہلو ہٹ کر تاپے۔ "ایاز قدر خود بشتناس"۔ دوسرے قانونِ حاکم کی گرفت سے بچنے کی بہت تدبیریں ہیں اور آسانی سے عمل میں لائی جاسکتی ہیں۔ ہم کو اس معاملہ پر مذہب سے بحث ہے اور مذہب بھی مذہب اسلام جہاں تک اس کو لین دین اور خرید و فروخت سے تعلق ہے۔ اسلامی شریعت کی تعلیم کا لب لباب ہر ایک بات میں یہ ہے کہ آدمی دنیا میں مریخ و مرجان زندگی بسر کرے نہ کہ تکلیف اٹھائے نہ کسی دوسرے کو تکلیف پہنچائے۔ معتقدات عبادات معاملات کے متعلق جتنے بھی اوار و نواہی ہیں ایک ایک کو جانچ کر دیکھا تو پایا کہ سب ایسی اسل بہت فروع ہیں +

وَرَبُّكَ اللَّهُ الَّذِي يُكْرِهُ الشِّرْكَ وَكَرِهَ الْمُشْرِكِينَ ۖ وَلَهُ يُجَاهِدُ اللَّهُ لِنُصْرَتِهِ ۖ وَأَعْلَىٰ عِلْمُهُ فِي الدِّينِ ۚ مَنْ خَرَجَ قِلَافَةً لِّأَيِّكُمْ دَارَ الْفِتْنَةِ ۖ فَمَنْ صُطِرَ فِي تَحْصِيَةٍ غَيْرِ مُجَاهِدٍ لِّكَرْبِ اللَّهِ عَقُوْبُ رَحِمَةٍ ۖ وَكَانَ لَكَ أَكْثَرُ مَا كُنَّا وَفَدَاكُمْ أَسْمَاءُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۖ وَقَدْ فَضَّلَ لَكُمْ مَا خَرَجَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا صُطِرَ لَكُمْ ۖ وَمَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ ۖ وَقِلَّةٌ مِّطْرَبٌ ۖ بَاكِلًا لِّمَنْ وَلَكِنْ مَنْ شَرَّكَ مَا كُنَّا صِدْقًا ۖ عَلِيٌّ مَحْصَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَدَاةٌ عَظِيمَةٌ ۖ لَا تَخْذُلُوا الْمُؤْمِنِينَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دِينِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَنُصَرِّفَنَّ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ لَّكَ أَنْ تَسْعَا وَنُصَرِّفَنَّ ۖ

۱۔ اہل تہذیب کے ساتھ آسانی کرنی چاہتا ہے اور تہذیب کے ساتھ سختی نہیں کرنی چاہتا ۱۲۔ ۱۔ کسی شخص پر کچھ نہیں ڈالنا مگر اسی قدر جس کے اٹھانے کی اس کو طاقت ہو ۱۲۔ ۲۔ (صدائے دین کے بارے میں تو کسی طرح کی سختی نہیں کی) اہل تہذیب کے لیے دی ہوئی تدبیر کیا ہے جو تہذیب کے باپ برابر ہم کا تھا ۱۲۔ ۳۔ ہر جو بھوک سے بے قرار ہو (اور) گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو (اور وہ محسوس کوئی حرام چیز نہ ہو) تو بے شک اہل تہذیب والا ہوا ہے ۱۲۔ ۴۔ اور جس (ذہبیہ) پر خدا کا نام لیا گیا ہو اسی میں سے تہذیب نہ کھائے نہ کاسب کیا ۱۲۔ ۵۔ حالانکہ جو حیرت دہلے تم پر حرام کر دی ہیں اس کے تفصیل کے ساتھ تم پر بیان کر دیں (اور ان میں مژدہ جائز و حلال ہے) ہاں وہ چکر کر حرام تو ہو جو کچھ کہ فیض کی وجہ سے، قرآن کے کھانے پر مجبور ہو جاؤ (تو وہ بھی حرام نہیں) ۱۲۔ ۶۔ جو شخص (کفر پر) مجبور کیا جائے کہ اس کا دل ایمان کی حرکت معلوس ہو (اس سے کچھ مواخذہ نہیں) لیکن جو شخص ایمان لاتے پیچھے خدا کے ساتھ کفر کرے اور کفر کرے بھی قوی کھول کر تو ایسے لوگوں کا خدا کا غضب اور ان کے لیے شرارتیں ۱۲۔ ۷۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ مسلمانوں کو جو ذکر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور ایسا کرے کہ تو اس سے اور اللہ سے کچھ سوا کار نہیں کر (اس میں تدبیر ہے) کسی طرح پر ان کی شرارت سے بچنا چاہو (تو غیر ۱۲۔ ۸۔

۱۔ انصاف و یوں پارسے کی سورتہ ممتدہ میں کسی کی زیادہ توجہ ہے۔ ظاہر اہم ہندوستان کے مسلمانوں کے حق میں یہ حکم سنت اور سنت ہونے کے علاوہ مضر بھی ہے کہ ہر مذہب والوں کی رعیت ہیں اور اطيعوا اللہ واطيعوا الرسول واولی الامر منکم کی نوبت ہم کو غیر خواہ اور فوار رعیت نہ کر رہنا ہے جو ہر مذہب کے لوگوں میں بے جھجکتے ہیں ہمارا ان کا چرچا اس کا ساتھ ہے نہ دین و دہم جو ہم میں ان طرح کے تعلقات ہیں۔ ان کے معن ہم اور ہمارے دین وہ نہیں سمجھتے اور لا قصد وافی الا دھن وصالہما کے مطابق ہم کو خدا کی طرف سے مساوی کی محنت مناجی ہو تو گوہر اس میں مگر محنت نہیں مگر قرآن کے دو بحر متحد مقامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کافروں میں غیر مذہب والوں کے ساتھ دوستی کی عادت ایک محنت تھا کہ کسی اور مذہب کی تعلیموں پر کسی مذہب اسلامی سلطنت کی قیادہ نگاری جاری تھی غیر مذہب والوں کی طرف سے چھوڑ دی تھی ایسے وقت میں ضرورتاً کہ مسلمان غیر مذہب والوں کے ساتھ ساز نہ رکھیں اور مسلمانوں کی تدریس تماموں پر مکلف نہ ہو ایسے انتظام نہ بننا

دوسرے اویان کے رشتے ان کی آنکھ کا ناخنہ ہیں تو یہ سود کا مسئلہ اسلام کی آنکھ کا ٹینٹہ ہے۔ قرآن میں تو مسلمانوں کو صرف سود لینے کی ممانعت ہے۔ اتنی ممانعت ہے کہ سود لینے والے کو مسلمانوں کو مستحبہ نعمان پونہ چاہا کہ جس کے پاس بزرگوں کی تہذیب و دولت تھی کچھ آفر نہ کرنا تو سودی کے ذریعے سے اُس کو بڑھا تا۔ شرعی ممانعت نے اُس کو یہ بھی نہ کرنے دیا۔ سود لینے کی ممانعت تو دولت مند مسلمانوں پر اثر کر سکتی ہے اور ہمارے قوم میں پہلے ہی سے کم ہیں۔ اس سے بڑھ کر تو حشر و جابرہ کی وہ حد ہو جس میں لینے دینے والے دلوئے والے سودی دستاویز کے بھنے والے گواہ سب کو ایک لاشی سے بانٹا گیا ہے۔ مگر جو حال نامکمل تبدیل احکام کا ہمیشہ سے ہوا کیا ہے اور ہونا چاہیے وہی حال اسلامی سودی ممانعت کا جو کوئی مسلمان ان پر عمل کرتا ہے اور نہ کر سکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر حکم شریعت کی یہ حرمتی آئندہ کیوں گی کہ کتابت باس شراشوی اور عمل باس بے شکلی۔ ہم میں سے کسی تہذیب و خلقی ہے تو تجارت پیشہ لوگوں میں ہے اور جبری وہ تہذیب و ولایت سے مال سنگ گولتے ہیں۔ آج سود کا لین دین بند کر دو ساری تجارت چھوٹ۔ اتنی فتنہ اور اسلامی شریعت کی سہولت کے ساتھ ممانعت سودی سختی پر نکل کر رہے ہیں تو سو اسے اس کے آئندہ کوئی پہلو سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم ممانعت سودی کو کوئی ایسی توجیہ کریں کہ اس پر بھی ممانعت نہ ہو۔ ایک تہذیب و ادب پیش پا افتاد توجیہ تو یہ ہے کہ ہم سود خوار لوگوں کے ترغیب میں ہیں ہم کو چاروں دنیا جہاں مسلم لوگوں میں محکوم نصارے ہو کر رہنا ہے مسلمانوں کی بے مقدری ان کو مجبور کرنی ہے کہ سود خوار نامسلمانوں سے قرض لیں اور قرض کا قاعدہ ہے کہ کیا جاتا ہے مدت سے خوشامد سے اور دیا جاتا ہے بے مدتوں سے۔ کسی نے کچھ کہا ہے مدہ مدہ و مستان را قرض جندہ فان اقرضت غفرتہا کما انما انما یہ ہوتا ہے کہ دعوے دائر ہوئے ہیں خرچے سمیت اصل سود کی وگرنہ تین سال نہ کرو تو گھر سے نکل باہر ہو حکم حاکم ممانعت اضطرار اور شرعی ممانعت کے دوسرے دوسرے شکبوں سے بچے رہنے کی سب آسان تدبیر جو سوچہ پڑتی ہے وہ یہی ہے کہ ہم اپنی خاص حالت کی وجہ سے اپنے تین حکم ممانعت سود کا مامور ہو اور مخاطب ہی قرار نہ دیں۔ یہ اُس سے بدرجہا بہتر ہو گا کہ مامور ہو اور مخاطب بن کر شہادتی اور شرعی جہشی کے ساتھ خلاف حکم کریں مستحقات اور عبادات کے علاوہ معاملات کا کیا اور نہ گناہ ہمارے پیچھے لگا ہے کہ ہم حکم شرعی کی تعمیل کرنا چاہیں بھی تو کر نہیں سکتے۔ ایک بات ہو تو کوئی جائے۔ رتہ رتہ زانی قطع پر سارق مسلمان کے مقابلے میں ناسلم کی شہادۃ یتعلقو ساعت۔ حدود۔ کتنے احکام شرعی ہیں کہ انگریزی عملداری میں منسل ہیں۔ قانون شریعت کو جگہ جگہ سے دیکھا جاٹا گئی ہے۔ اب نہ ہندوستان میں پورا اسلام ہے اور نہ ہم پورے مسلمان ہیں۔ اسلام کا بڑا حصہ تو ہم نے اپنی بدکرداریوں سے چھوڑا کچھ انگریزوں نے لیا اور جو باقی بچا تھا اس کا بھی مولوی اُس کے لینے کے دریچے میں۔ ہماری بیبیوں اور کمزوریوں پر تو نظر کرتے نہیں۔ بات بات میں کافر بننے کو مروج اب یہی سود کا مسئلہ ہے کہ اس میں تاویل اور توجیہ کی بہتیری ہی گنجائش ہے مگر گنجائش نکالیں نہ نکالیں مولوی مولوی کو تو ایسی باتوں کی طرف مطلق توجہ نہیں مسلمانوں کے ہر کی ذرا پروا نہیں۔ اس لیے کہ جب تک دنیا میں چوہا حق درجہاں باقی ست غفلت کس نہیما نہ کا کلیہ قاعدہ جاری ہے۔ مولویوں کی اپنی مماش گویا بیہ شدہ ہو سو فکے مسئلے میں غور کرے ان کی بیاہ بستی اگر دیگرے شد ہلاک + مراہست کشنی زطوفاں چہ باک + ورنہ سود متعلق ہو

ہم نے جمع کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اس مسئلے میں مجال کلام وسیع ہے۔ اس کی مزید توضیح یہ ہے کہ قرآن جبکہ وہ اب جلد بین المؤمنین ہم لوگوں کے پاس ہے سارے کا سارا ایک دم سے نازل نہیں ہوا۔ پیغمبر صاحب عالم الغیسیل میں پہنچنے کے دن بارہویں ربیع الاول سنہ کسریٰ کو شہر مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں رہے مگر آدمی تھے خلقہ نیک نہاد اس لیے کہ خدا اُن کو پیغمبری کے لیے منتخب فرما چکا تھا اُن کی طبیعت اپنے ہی رشتہ داروں اور کنبے والوں سے میل نہیں کھاتی تھی کہ وہ تھے نت پرست اور ان کو شہر سے اخراج سے زبردستی کسی کی قلم کے بت پرستی اور اُس کے لوازم سے طبعی نفرت تھی۔ عمر کے ساتھ ساتھ دین حق کا شوق ترقی کرتا گیا۔ جوں جوں عطار خیر پیغمبری کا وقت قریب آتا جاتا تھا ان کی حالت دگرگوں ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ سب سے کفارہ کشی ختم ہوا کہ کتبے سے تین میل کے فاصلے پر رہا ہوا ایک کھوہ میں اکیلے بیٹھ کر خدا کی یاد میں مستغرق رہنے لگے۔ اسی حال میں تھے کہ خدا کا فرشتہ جبریل پہلی وحی خدائے پاس سے لایا اور باقاعدہ ان کو پیغمبر بنا کر چلا گیا۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال سات مہینے کی تھی اور وہ پہلی وحی سورہ علق کی پہلی آیتیں تحصیل فرمائی تھیں

بِأَنۡمِ كَرِّمَکَ الْاِذۡیٰ حٰقِّیْ حَقِّیْ الْاِنۡسَآنَ مِنْ عَلَیْہِ رَاقِبًا اَوۡدُرۡتَکَ الْاَکۡمَرۡمَ الْاِذۡیٰ عَلَیۡہِ رَاقِبًا اَوۡدُرۡتَکَ الْاَکۡمَرۡمَ

مَآلَکَ عَلَیۡہِ رَاقِبًا

اُن کو مناسب طور پر لکھواتے اور جمع کرتے جاتے پیغمبری کی حالت میں جناب پیغمبر خا صصلی اللہ علیہ وسلم شات مہینے تک تین سال زندہ رہے اور وقتاً فوقتاً وحی آتی رہی۔ وحی کسی حکم یا وقت یا مقدار کی پابند نہ تھی جسے میں اور ہجر کے بعد تینے میں مسقر میں اقامت میں دن کو رات کو جلدیہ میں قطعہ میں وحی نازل ہوا کی اور پیغمبر صاحب کی زندگی میں قرآن جیسا کہ ہے بے کم و کاست جمع ہو گیا۔ قرآن کو تو ایسا سمجھو جیسے مثلاً بلا تشبیہ مجموعہ قوانین تعزیرات ہند کہ اس میں ہر ایک جرم کے لیے ایک انتہائی سزا لکھی ہے لیکن صرف اتنی بات سے کہ ہر ایک جرم کی سزا مقرر کردی عملاً قانون کا تدبیر اور انہیں سزا جرم کے مقابلے میں مقدار چھپانے سے اس سے جواب لینا ہے۔ تمہی کے چور کو سولی تو نہیں دی جاتی۔ باندازہ جرم ہر جرم کی سزا تجویز کرنی ہے پھر سزا کی تعمیل کرانی ہے۔ ان سب باتوں کے لیے پوچھیں۔ پولیس کا قانون جو ضابطہ فوجداری ہے۔ عدالت اور مجسٹریٹ اور پھر خیرین جیسا فائدہ ہے۔ جیسا خانے کا قانون ہے۔ اسی طرح قرآن تو ہر ایک جرم کے متعلق چاہے وہ حق خدا کا ہو یا کسی بندے کا۔ تم کو تمہارا فرض بتا دے گا مثلاً یہ کہ خدا کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ بندے اُس کی عبادت کریں یعنی مثلاً نماز پڑھیں تو قرآن اتنا ہی حکم دے گا کہ نماز پڑھو۔ کیونکہ شرعیہ یہ بتانا پیغمبر کا کام ہے۔ یعنی تعزیرات ہند کی جگہ قرآن ہے تو ضابطہ فوجداری کی جگہ حدیث مجسٹریٹ کی جگہ قاضی یا حاکم وقت کا مفتی۔ ہم نے جہاں تنبیہ صریح کے حقوق لکھے ہیں وہاں صاف صاف بتا دیا ہے کہ پیغمبر صاحب کو وضع شرک میں کہاں تک دخل تھا۔ وہ بغیر قرآنی کے خلاف حکم دینے کے مجاز نہ تھے۔ ہاں اس کے شاہ و مستتر تھے اس کی تعمیل کا طریقہ بتانے والے تھے۔ وہ اسلام کی فرض غایت کو سب سے بہتر سمجھتے تھے اور اسلامی اصول کی عایت سے مسئلوں کی

سزا دینے پر قرآن جو وقتاً فوقتاً نہ پڑھتا تھا اس کو اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھتا تھا جس میں دھمکات اور پکارتیں تھیں کہ تو تم سے تاناؤ قرآن پڑھو اور تمہارے پروردگار کے حکم سے عمل کرو اور اس وحی کے ذریعے سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ

تاوہیکے قاعدے قرار دیتے تھے جن سے قرآن ساکت تھا۔ یہ ہیں معنی دَعَا لِبَطْنِي عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجِيٌّ يَّجْعَلُہُ

کے۔ اور احکام حدیث کے واجب حاصل ہونے کی بھی یہی سند ہے۔ پھر اَلْاَمْرُ مَعْنَعُوْا۔ ایسا سچا کلیہ ہے کہ ہر وقت ہر جگہ ہر چیز سے اس کی تصدیق ہوتی رہتی ہے۔ اور سے زیادہ عزیز پر خود انسان کا حال ہو۔ شخصی تغیرات قطع نظر نوعی تغیرات پر نظر کرتے ہیں تو پتے ہیں کہ انسان زمانے کے ساتھ ساتھ تمدن میں بے حد ترقی کر رہا ہے۔ زیادہ تر

اب ایک ہی ہزار برس پہلے کے لوگوں کے حالات کو زمان حال کے لوگوں کے حالات سے مقابلہ کر کے دیکھو تو فہم و فہار

لباس رنگات مشاغل۔ عادات۔ معاملات۔ رسم و رواج۔ ساز و سامان زندگی ہر چیز کو بدل دیا ہوا دیکھ گے باایں ہمہ فطرۃ

السانی ایک چیز ہے جو نہ بدلی ہے اور نہ بدلے گی فَطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ سَکَنَ مَا کَانَ تَبْدِیْلٌ لِّلْخَلْقِ اِنَّ اللّٰهَ ذٰلِکَ

الَّذِیْنَ الْفَرَسَ وَلَکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ اور چونکہ فطرۃ السانی تبدیل زیر نہیں اسی لیے دین اسلام بھی جوئی

بفطرۃ ہے تبدیل زیر نہیں۔ یہ ہے پیغمبر صاحب کے قائم البینین ہونے کا سبب مَا کَانَ تَحْوِیْلٌ اِنَّمَا اُحْدِثُ مِنْ شَرِّ مَا کُنْتُمْ

وَالَّذِیْنَ یَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ وَحَاسِنُ الْمَسْئَلِیْنَ وَکَانَ اللّٰهُ یُجِیْبُ سَئَلِیْہِمَا پیغمبر صاحب کا قائم البینین ہونا اور قرآن الہوی

قانون ہونا دونوں کا مال جس پر جو اس زور واد سے ظاہر ہے کہ قرآن مجموعہ ہے اصول احکام کا۔ اب اگر معاملے کی کوئی

جزئی صورت پیش آئے تو ہم پہلے رجوع کریں گے قرآن کی طرف۔ قرآن میں وہی جزئی صورت مذکور ہوگی تو قرآن کی ہدایت

پر عمل کرنا ہوگا۔ قرآن کے بعد ہم رجوع کریں گے حدیث کی طرف۔ قرآن و حدیث دونوں اس حسن بنی خاص سے سالمت

ہوں گے تو ہم پہلے قرآن میں پھر حدیث میں اس کا مقصد سلیمہ تلاش کریں گے۔ اسی کا نام ہے اجتہاد بلکہ بین مقیس علیہ

معیار ہے کو چاہیے و حسب معلومات حیث تجوہ عقل کی رسائی وغور و فکر اور چونکہ انکی سانی لیاقت نہ ہر اور کیا لاکھوں میں کسی ایک

تو مدعو ہو کر فی جو آغاز اسلام اس وقت تک صرف چار جہتہ اسلامی تھیں مانیں مانے گئے تھے۔ امام ابو حنیفہ۔ امام شافعی۔ امام

مالک۔ امام حنبلی۔ ان کے بعد سے کسی نے اجتہاد کا دعویٰ کیا اور نہ کوئی جہتہ تسلیم کیا گیا۔ کچھ تو اس جرسے کہ ملو اور

شرعیہ جس قدر ائمہ اربعہ کے زمانے تک مدعی ہو چکا تھا مسلمانوں کی جوئی دنیاوی ضرورتوں کے لیے کافی سمجھا گیا مثنیٰ اسلام

کی ترقی کی ترقی پر رونق کر ٹھہر گئی تھی۔ اور نئی صورتیں پیش نہیں آتی تھیں جن کے لیے جدید اجتہاد کی ضرورت ہو مثنیٰ ہو چکی

باقی نوٹ پھر کروا رہی ہوئی رہتی تھیں جن کے احکام معلوم تھے۔ علاوہ ہیں اجتہاد کے بند ہونے کی ایک جہت بھی

تھی کہ اجتہاد کے لیے ایسی سخت قیدیں لگا دی ہیں کہ کسی کو مدعو سے اجتہاد کا حوصلہ نہیں پڑتا اور بعض نے مہتمما

للفتن اجتہاد کا مدعو سے کیا ہو تو اس میں بھی کچھ تعجب نہیں۔ کہنے کو تو اجتہاد مدعوں سے بند ہے۔ مگر ہرگز نہ ایک

نہ دو بند ہوا اور نہ بند ہو سکتا۔ یہ ہر ایک مولوی جس سے فتوے طلب کیا جاتا ہے اور وہ فتوے دیتا ہے سچا کو

۱۷۔ یہ حدائق (دنیائی دولتیں) میراثت ہو جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا جو خدا کی (اسلامی) جوئی (ابتلاوت) میں رتو دھل نہیں ہو سکتا یہی زمین (کا) یہی جہاں (میراثت) ہو گا اگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے ۱۸۔ (اسلام) اور (میراثت) جو میں سے کبھی کسی میں (تو توبت کے قبول ہوں) وہ تو اس کے (دوسل) میں اور (خدا) کا (بڑا) کرم (و عطا) ہے

۱۳ امام مالک رحمہ اللہ شہید ہجری میں پیدا ہوئے اور شہید ہجری میں انتقال کیا ۱۱۰۰ھ آپ بغداد میں شہید ہجری میں پیدا ہوئے اور شہید ہجری میں انتقال کیا ۱۱۰۰ھ

۱۲۔ شہہ ہجری میں پیدا ہوئے اور سالہ ہجری میں انتقال فرمایا ۱۲

مجتہد ہو اور مولوی یہ کیا موقف ہو (مستفہد) کی نسبت ہر شخص مجتہد ہو اسی بنا پر ہم سود کی تحقیقات کرنا چاہتے ہیں تو سود و قحم کا ہر ایک نقد کا سود و قحم کے سود و قحم کو بحث کریں گے۔ نقد کا سود بھی متعارف سود ہو کہ زیر نے مثلاً عادل سے ایک ہزار روپے اس قرار سے قرض لیے کہ کچھ مہینے میں کثرت یا بقسطاً تھکد ایک ہزار روپے ادا کر دوں گی اور ایک وپس یکڑہ مانا نہ کے حساب سے سود و قحم سوا لگ۔ اس میں کچھ کلام نہیں کہ قرآن میں ایسے ہی سود کی مناسی ہو لیکن اس میں اشتباہ یا قحم ہو کہ قرآن میں ایک جگہ تو انصافاً مضافاً مضافاً یعنی سود و قحم کی مناسی ہو اور دوسری جگہ مطلق نفی تو جس صورت میں مطلق سود منع تھا سود و قحم و ربا کے منع ہوگا۔ اس کے لیے حکم خاص کی کیا ضرورت تھی یہ اشتباہ تو امام رازی کی تفسیر سے رفع ہو چکا تاہم وہ لکھتے ہیں کہ عرب کے لوگوں میں صرف سود و قحم کا رواج تھا۔ اس صحت ثبات ہوتا ہے کہ قرآن میں یہاں مطلق سود کی مناسی ہے وہاں بھی سود و قحم و ربا اور چورنگہ مطلق سود کو الہو منہو باللام فرمایا ہے نحو کے قاعدے سے وہی ربا سمجھا جائے گا مہود فی الذہن جو عرب میں مروج تھا۔ اس توجیہ کی تائید اس بات بھی ہوتی ہے کہ سود میں قرض لینے والے کا تھوڑا بہت نقصان تو ہے کہ لیے ہزار اور دینے پرے مثلاً ساٹھ دس سو۔ مگر اس سے کم سے کم اتنا تو فائدہ اٹھایا کہ وقت پر اس کا کام اٹکانا نہ رہا اور دوسرے ایک حساب سے اس نے روپے والے کا نقصان کیا کہ خدا جانے وہ اس روپے سے کیا کچھ کالیتا پس لینے والے کے فائدے کا معاملہ سمجھو تو اور دینے والے کے نقصان کا معاملہ سمجھو تو سود کے معاملے میں کسی طرح کا اخلاقی گناہ تو سمجھ میں نہیں آتا پھر جو سود کے بارے میں ایسا سخت وعید قرآن میں ہے کیوں ہے۔ ہونہ ہو وہ وعید سخت سود و قحم کے بارے میں ہے کہ سود و قحم اور قحم قرض لینے والے کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اگر کفر بتلاقی گناہ کیا ہو سکتا ہو۔ اگر خدا نے کسی کو مقدور دیا ہے تو اخلاق کی ترس اس پر اس کے عاجز بنانا ہے جس کا حق بھی ہے آخرت کا تحسن للفقراء اعلیٰ درجے کی نیکی تو یہ بھی کہ وہ تہریر کے طہر پر عاجز بن جائی کی کارروائی کر دیتا ہے بلکہ روزن کا ربا سود و ربا پر از قید بند کی شکست پر زور یہ نہ کر سکا تو قحم قرض حنا و دینا یہ بھی کر سکا تو جہاں تک ہوتا ہے سود و قحم دیتا۔ اسی خود غرضی بھی کس کام کی کہ کوئی اپنے پیسے آدمی کا خون چوس کر اپنی پیاس بجھا اور پیاس بھی شقی کی پیاس جس کسی کو خدا نے دولت دی راحت رسائی مطلق کے لیے دی ہے نہ لوگوں کی ایذا دہی کے لیے کہ ان کا خدا سا کام نکال کر ان کو ساری عمر ان کا کٹھنڈا بنائے رہے۔ سو کے بارے میں دوسری وجہ اشتباہ یہ ہے کہ سب آخری وحی جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ یہی حرمت ربا ہو اور عبد اللہ بن عباس اس کی تصدیق کرتے ہیں جس کے حق میں پیغمبر صاحب نے دعا کی تھی لا یموتن علیکم اللہ اللہ اس لیے عبد اللہ بن عباس کی تفسیر تفسیر سے زیادہ متبرانی جاتی ہے۔ علاوہ بریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی جو سائے کی طرح پیغمبر صاحب کے ساتھ رہتے تھے فرماتے ہیں کہ حرمت ربا پیغمبر صاحب کی حیات کے ایسے آخری زمانے میں نازل ہوئی کہ ہم میں سے کسی کو ربا کے بارے میں پیغمبر صاحب پر چھنے اور دریافت کرنے کی فہمت نہیں آئی۔ یہ بات حضرت عمرؓ نے حضورؐ کی ایسے موقع پر فرمائی ہوگی کہ کسی نے ربا کے بارے میں کچھ اشتباہ ظاہر کیا ہوگا اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے ایسا فرمایا۔ اس سے یہ بات نکلی کہ صاحب رضوی

عظیم کو بھی ربوہ کے بارے میں اشتباہات تھے اور عجب نہیں کہ وہ اشتباہات اسی طرح کے ہوں جن کی فتویٰ تھری تھریج ہم اپر کر چکے ہیں۔ پھر ایک حدیث عبادین صامت اور معاویہ کے اختلاف کی ہے غرض سود کا مسئلہ عیسائیوں کے وقت میں مشتبہ اور نا صاف تھا ویسا ہی اب تک مشتبہ اور نا صاف چلا جاتا ہے۔ ہم کو دوسرے ملکوں کے تسلط کا حال معلوم نہیں کہ وہ کیا فرماتے ہیں مگر سود کا لین دین عوم بلوے کی حد کو پہنچ گیا ہے۔ سیکے ہاں بینکین عیسائی جماعتی کو شہیاں میں سب کا لین دین یورپ اور امریکہ اور چین اور جاپان کے ساتھ برابر جاری ہے۔ بینکوں کا ہونا اور نامسلوں کے ساتھ تجارت کا کرنا سود کے لین دین کے بدون ہو ہی نہیں سکتا۔ پس ہم تو ایسا ہی خیال کرتے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمان ہم مسلماناں ہند کی طرح سود کے لین دین پر مجبور ہیں۔ اکثر نے تو مانعہ سود کو نا ممکن بنائیں بلکہ خدا کی طرف سے کان بہرے اور انھیں اندھی کر لی ہیں اور صلاطین بھگ کر سود لیتے ہیں عیسائی دیتے بھی ہیں۔ بعض جن کو دین و مذہب کا بھی کچھ خیال ہے شرعی جیلے تصنیف کر رہے ہیں جو ہمارے نزدیک سود کے لین دین سے بدتر ہیں۔ کیونکہ جیلہ بنا نا صاف خدا کو دھوکا دینا ہے بخیر عنونہ اللہ وکونکاد عظم ہم نے اسی سود کے بارے میں جیلہ شرعی کی ایک مثال سنی جس کے بیان کرنے میں بھی طبیعت مضایقہ کرتی ہے۔ وہ مثال یہ تھی کہ ایک جیلہ گرنے سودی روپیہ قرض دیا۔ روپیہ ٹاٹ کی چار پیسے کی پھیلی میں تھا۔ سود کو شہلی کی فرضی قیمت قرار دیا اور فی نغمہ سود کو حلال کر لیا۔ ہمارے ان آخری وقتوں میں دو عالم بڑے زبردست ہو گئے ہیں مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور مولانا عبداللہ تھکونی رحمۃ اللہ علیہما۔ دونوں نے ہندوستان کو انگریزی عہداری کی حالت میں دار الحرب قرار دے کر انگریزوں سے تو سود لینے کو جائز بتایا اور دوسرے نامسلموں کو ناجائز۔ انگریزوں سے جائز اس لیے کہ وہ کافر ہیں اور ان کا مال جس طرح پر بھی ہو مسلمان کو لینا زنا ہے۔ دوسرے نامسلموں کو ناجائز اس لیے کہ وہ انگریزی عہداری سے پہلے ہماری پناہ میں تھے اور ذمی ہیں۔ ہم ان بزرگوں کے فتوؤں کے حق میں اس کے سواے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان کی عجیب منطق کو نہیں سمجھ سکتے۔ ستم ہے کہ ہندوستان چند فروعی احکام اسلام انگریزی عہداری میں مطلق ہوئے کی وجہ سے جو لازم حکومت تھے دار الحرب ہو جائے اور جن آزادوں سے مسلمان تملز روزہ حج زکوٰۃ ارکان اسلام بچا رہے ہیں ان کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے۔ دونوں مولوی صاحبوں کا تاحکوم الاموال الثانی اور اہل حق کا کلاخسان اہل کلاخسان کی مطلق پروا نہیں کی۔ اگر یہی اسلامی تعلیم ہے تو اسلام کو ہدف اعتراضات بنا کر نامسلم علماء انگریزی کو اپنا ذمی بننا سب سے زیادہ عجیب اور قابل مضحکہ ہے۔ ہر وقت کے بارے میں ہمارا تا تکناں کرتا ہے۔ اب رہ گیا سود جنس۔ اس کو ہم نے بہت سوچ بچار کے بعد ہی سمجھا ہے کہ اسے اس موقع میں احتمال غالب ہے کہ متعلقین میں سے ایک کو یاد و ذن کو دھوکا ہو۔ سبب غنہ کے لیے اس کو بھی ربوہ فرمایا ہے اور مطلب یہ ہے کہ ایسا معاملہ ہی کیوں کرو جس سے احتمال فساد ہو۔



<p>وَلَا تَحْسَبُوا أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَأْتِيكُمْ أَنْ تَبْرُوا وَ تَتَّقُوا وَتُطِيعُوا أَمْرَ النَّاسِ اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (المقرعہ ع ۲۸ پارہ ۲)</p>	<p>اور مسلمانو! اپنی بیہودہ قسموں (کے چیلے) سے خدا کو یقینی اُسک نام کو لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے اور پیہر گاری کئے لوگوں میں پکڑنے کا بالغ (و قراہت) اختیار نہ کرو اور اللہ متاواں جانتا ہے ہر</p>
<p>لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ جُوعِهِمْ أَمْ أَلَا مَن مَّرْصِدَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْدَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ مَن يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نَأْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (النساع ۱۷ پارہ ۵)</p>	<p>اُن رشتہ فاقی لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں یہی دکا تو نام نہیں مگر ماں اور خیرات یا کسی اور نیک کام یا لوگوں میں میل ملاپ کی صلاح سے رہا (بہت نیک ہے) اور جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسے نیک کام کرے گا تو ہر قیامت کے دن اُس کو بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔</p>
<p>يَسْتَأْذِنُكَ عَنِ الْإِنْفَالِ قُلْ لَا تَقَالُ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلَحُوا أَذَاتَ بِسْمِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (الانفال ع ۹ پارہ ۹)</p>	<p>راؤ پیچہ پیر سلمان سپاہی اتم سے مال نیت کا حکم دریافت کرتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ غیبت تو اللہ اور رسول کا ہے تو تم لوگ رہا غیبت کی تقسیم میں جھگڑا نہ کرو اور خدا کے غضب سے ڈرو اور اپنا باہمی معاملہ ٹھیک رکھو اور اگر تم سچے مسلمان ہو تو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانو</p>

و اگر قائدہ حصول حقوق اللہ کے خلاف عدلی قہر کھائے کی امانت میں اگرچہ کچھ کثرت مال ہے وہ فائدہ دیکھو ۱۷۲ غلبہ دہر کے بعد جو
مسلمانوں کا پہلا جہاد تھا تقسیم مال غنیمت کے وقت مسلمانوں میں ایک دوسرے کی دغا بازی پیدا ہو گئی تھی کہ ہر شخص اپنے اپنے زیادہ کا حق
سمجھتا تھا اس واسطے کہ اُسے اپنے زعم میں زیادہ کوشش کی تھی سب سے پہلے سمجھا دیا کہ یہ فتح جو ہم کو نصیب ہوئی یا مال غنیمت یا فائدہ یا عین یا شہادت یا غیرہ میں ہر ایک کا
خدا کا فضل ہے اور اہل غنیمت سائے کا سارا اللہ اور اُس کے رسول ہے جس کو خدا دیا جائے خوشی لی سے لوار خدا رسول کا انعام سمجھو ۱۲۰

قَالَ يَقُولُ إِنَّكَ تَقْتَرِنَ كُنْتَ عَلَى بَيْتِنَا
مِنْ رَبِّي وَرَزَقْتَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا
وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَخْلِفَ كَعْمَالِي مَا أَهْلَكُكُمْ
عَنْهُ طَرَانُ رُؤُوسِ الْأَرْضِ مَا اسْتَغْنَى
وَمَا تَوَفَّيْتَنِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ كَوَّلْتُ
وَالَيْهِ أُنِيبُ ۝

(ہرود ۸ - پارہ ۱۳)

شعبہ اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی کہا چھایا اٹھلا
و کچھ تو سہی اگر کائنات اپنے پروردگار کے کھلے رستے پر چوں اور
وہ جھکو اپنے فضل سے عمدہ (یعنی حق حلال) روزی دیتا ہو
تو کیا اس طریقے کو چھوڑ کر بھاری طرح حرام کی کمائی کھانے
گلوں) اور میں رہیں نہیں چاہتا کہ جس رکام کے کرنے سے
تم کو منع کرتا ہوں تمھارے برعکس آپ اس کو کرنے لگوں میں
تو اپنے حتی المقدور لوگوں میں سنا کی اصلاح چاہتا ہوں اور
قبس اور اس رابطہ میں) میرا کامیاب ہونا تو جس خدا ہی کی
تائید سے جو تمھارے میں تو جی پر پھر وسوسہ کرتا اور اسی کی طرف
رجوع کرتا ہوں۔

وَأَنَّ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ افْتَنُوا
فَأَصْبَحُوا أَيْمَنَ مَا، فَإِنْ بَغَتْ أَحَدُهَا عَلَى
الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِي ذَا
أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاتَتْ فَأَصْبَحُوا بَيْنَ يَدَيِ الْعَدُوِّ
وَأَقْبَصُوا أَدْبَارَ اللَّهِ تُجِيبُ الْمُسْتَظْلِمِينَ إِنَّمَا لِلْمُتَّقِينَ
إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَيْمَنِهِمْ وَأَقْبَصُوا أَدْبَارَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

(جرات ۱۶ - پارہ ۲۶)

اور اگر تم مسلمانوں کے دو فرقے آپس میں لڑیں تو ان میں
صلح کرو و پھر اگر ان میں کا ایک فرقہ دوسرے پر زیادتی
کے تو جو زیادتی کرتا ہے (تم بھی) اس سے لڑو یہاں تک کہ
حکم خدا کی طرف رجوع لائے۔ پھر جب رجوع لے آئے تو
فریقین میں برابری کے ساتھ صلح کرو اور انصاف کو ملحوظ
رکھو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے
مسلمان تو جس آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں
میں صلح کرنا اور باہر کو اور خدا کے غضب سے ڈرتے رہنا کہ
(خدا کی طرف سے) تم پر رحم کیا جائے۔

بھلی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے منع کرنا

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ قَوْمٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ
وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

اور مسلمانوں! تم میں ایک ایسا گروہ بھی
ہونا چاہیئے جو لوگوں کو نیک کاموں کی طرف
بٹائیں اور اچھے کام کرنے کو کہیں اور

عہ حضرت شعیب کی قوم میں اور بہت پرستی اور تمام فسادات کے علاوہ آپ اور نول میں کسی کی کرتی تھی یہی وجہ لوگوں کو کوئی چیز آپ کی باتوں
جیتے تھے تو کہتے تھے شعیب علیہ السلام نے اسی کو حکم کی کمائی فرمایا ہے یہاں بھی لوگ لڑتے وقت تو بڑی باتیں کہتے کہ تم نے کسی اور کو
تو نے میں چالائی کرتے ہیں اسی طرح آپ کے چارہ اپنے سے کچھ لے کر اپنے بازو دھو لے کر اپنے اس شخص کو بھرت پکڑی ہے ۱۳

<p>اَلْمَذْكُورَ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (الن عر ایاہ)</p> <p>بڑے کاموں سے منع کریں اور لافروغ میں ایسے ہی لوگ اپنی مڑ کو بچیں گے لوگوں کی رہنمائی کے لیے جس قدر تمہیں پیدا ہو میں ان کی تمہیں (سب سے بہتر ہو کہ اچھے کام کرنے کو کہتے اور بُرے کاموں) سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کسی طرح (اہل کتاب بھی سب سے سب) ایمان لے آتے تو ان کے حق میں بہتر تھا اگر ان میں سے تھوڑے ایمان لائے اور ان میں اکثر نافرمان ہیں۔</p>	<p>اَلْمَذْكُورَ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (الن عر ایاہ)</p> <p>کُنْتُ خَبْرًا اُمِّيًّا اَخْرَجْتُ لِلنَّاسِ مَرْفُوعًا مَعْرُوفًا وَمَنْهُمْ عَنْ الْمَذْكُورِ وَ تَوَفُّوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اَمِنْ اَهْلٍ لَّكُنْتُ لَكُمْ خَبْرًا اَللّٰهُمَّ مِنْهُمْ لَتَوَفُّوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُونَ ۝ (الن عر ایاہ)</p>
<p>ابو سعید صدیقی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا لوگو! تم میں جو کوئی ناشایع بات دیکھے تو نہ بڑے تو اسے اپنے ہاتھ سے بٹا دے اور ہاتھ سے نہ بٹا سکے تو زبان سے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو دل سے بڑا جائے اور یعنی دل سے بڑا جاننا اُسٹ ترین ایمان ہے</p>	<p>عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ قَالَ مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مِّنْكَرًا فَلْيَغْرِہْ بِیَدِہٖ اِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ اِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ ۝ (مسلم)</p>
<p>حدیفہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اُس مقدس ذات کی قسم کے دست قدرت میں میری جان ہے تو لوگ کچھ کام کرنے کا حکم کرتے۔ اور بُرے کاموں سے منع کرتے رہو ورنہ خدا اپنے پاس سے کوئی عذاب تم پر عنقریب لا ڈالے گا پھر تم اُس سے دُعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ کی جائے گی۔</p>	<p>عَنْ حَدِیْقَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بَیْہٖہٗ لَنَا مِّنْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَنَنْهَوْنَ عَنِ الْمَذْکُورِ اُولَیْوْشَکَہٗ اللّٰهُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ ثُمَّ لَنَذَرَنَّہٗ وَلَا یُسْجَبُ لَکُمْ (ترمذی)</p>
<p>عَدِیُّ کُنْدِی کا بیٹا کہ اُس کا نام بھی (عدی) ہے کسا ہے کہ ہمارے آزاد غلام سے ہم سے حدیث بیان کی (یعنی) اُس نے میرے دادا کو کہنے سنا کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم</p>	<p>عَنْ عَدِیِّ بْنِ عَدِیِّ الْکُنْدِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَوْلٰی لَنَا اَنَّہٗ سَمِعَ جَدِّیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ</p>

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ
الْخَاصَّةِ حَتَّى يَرَوْا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرِهِمْ
وَهُمْ قَادِرُونَ عَلَى أَنْ يُنْكِرُوهُ وَلَئِنْ كَرِهُوا
فَأَذَانُكُمْ ذَلِكَ عَذَابُ اللَّهِ الْعَامَّةِ وَ
الْخَاصَّةِ * (مسکوة)

سے سنا ہے کہ خدا تعالیٰ عام لوگوں کو نہیں
رکے گناہوں کی وجہ سے گرفتِ عذاب نہیں
کرتا تا وقتیکہ خواص اپنے سامنے بُرے کام ہو
وہ بھیجیں اور ان کے سامنے پر قدرت رکھنے والے
انھیں نہ سنائیں تو جب خواص لوگ ایسا کرتے
یعنی سکوت و دلالتِ عمل میں لسنے ہیں خدا عوام
اور خواص دونوں فرقوں کو بے گناہ عذاب کرتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا وَفَعَتِ
بَنُو إِسْرَءِيلَ فِي الْعَاصِي نَهَمَهُمْ عَلَيْهِمْ وَهُمْ
قَلَمَ يَنْتَهُوا بِنِجَاسِهِمْ فِي مَجَالِسِهِمْ وَأَكْلِهِمْ
وَشَارَبُوهُمْ فَضَرَبَ اللَّهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ
بِبَعْضٍ فَعَنَهُمْ عَلَى سِرِّكَ دَاوُدَ وَعِيسَى بْنِ
مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ قَالَ
فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ مُتَكِنًا فَقَالَ لَا وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ حَتَّى تَأْطِرُوهُمْ

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بنی اسرائیل گناہوں
میں مبتلا رہے تو ان کے علمائے انھیں منع کیا کہ
وہ باز نہ آئے پھر رفتہ رفتہ عیسا بھی گئے ان کی مجلسوں
میں بیٹھنے اور ان کے کھانے پینے میں شریک ہوئے
تو خطے بعض لوگوں کے دلوں کو بعض کے ساتھ
بلا دیا اور داؤد اور عیسا کے بیٹے عیسا سے ان پرستہ
کرائی یہ سخت ان پر اس سے (ڑھی) کہ وہ نافرمانی
کرتے تھے اور حد سے بڑھتے جاتے تھے راوی کا
بیان ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو
اس تک تاکید گائے بیٹھے تھے یہاں تک کہ ہونچکے
سیدھے بیٹھ گئے اور رضا کی طرف متوجہ ہو کر
گئے فرماتے مجاہد ہرگز (عذاب خدا سے) نجات
نہیں پاس کو گئے جب تک لوگوں کو سختی کے
ساتھ مائل (نہ) کرو یعنی اچھے کاموں کے کرنے
کا حکم اور بُرے کاموں کے نہ کرنے کی تاکید
نہ کرو +

اَطْرَأَ

(ترمذی)

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرَى رَسُولِي رَجُلًا أَهْرَؤًا

حضرت انس سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے
معراج ہوئی میں نے کئی لوگوں کو دیکھا اگر

يَا صِرَاحُ النَّاسِ بِالْبِرِّ يَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ
(مسئلہ)

کی توجہ سے ان کے ہونٹ کاٹے جاتے تھے ہیں
تے (جبریل سے) پوچھا یہ کون لوگ ہیں (جبریل
نے) جواب دیا یہ تمہاری امت کے خطیہ اعلیٰ غلط
ہیں جو لوگوں کو توبہ کی کرنے کا حکم کرتے اور اپنے نہیں
فراموش کرتے ہیں (یعنی خود عمل نہیں کرتے)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى جِبْرِيلَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ أَقْبِلْ مِرْنَةً لَنَا وَكُنَّا
بِأَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ فِيهِمْ عَبْدًا
فَلَا نَأْتِيهِ بِعَصَاكَ طَرَفَةً عَيْنٍ قَالَ أَقْبِلْهَا
عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَإِنْ وَجَّهَهُ كَمَا يَمُوتُ عَسْرَفِي
سَاعَةً قَطْ * (مسئلہ)

جابر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ خدا نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایسے
اور اس طرح کے شہرہ کو اُس کے باشندوں سمیت
اُٹ دو انھوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار اس شہر میں
ایک فلاں تیرا بندہ بھی ہے جس نے بقدر چشم زدن بھی
تیری نافرمانی نہیں کی خدا نے فرمایا کہ اُس شہر کو اس شخص پر
اور سب لوگوں پر اُٹ دو کیونکہ اس شخص کا مومنہ کبھی ایک ساعہ
بھی میرے لیے شہر نہیں ہوا (یعنی لوگوں کو میری نافرمانی
کرتے دیکھا اور اُن پر کبھی ناک بھون نہ چڑھائی جو اس کی
نافرمانی اور ناپسندیدگی کی علامت تھی)

من المترجم باب کتاب علماء اور شیعہ اور غنیلین اور پیشوایان مذہب سے متعلق ہے ان بزرگواروں نے جب تک کم کا
بڑا اٹھا رکھا ہے یعنی زندگانِ خدا کی ہدایت وہ افضل ترین عبادات ہے مگر یوں تو بڑے بڑے بھی بن جوتے ہیں۔ اس
پیشے میں مکاری اور ریاکاری کی گنجائش بہت ہے اور گنجائش کی وجہ یہ ہے کہ ان بزرگوں نے عموماً تعلیم و تلقین کو جو ہر معاشرہ
رکھا ہے تو پیشے کھائے اور آٹھ کھائے زبان لو کھائے ہو ہی جاتا ہے اسی کا نام ہے ملامت *

شہادت یعنی گواہی

وَأَسْأَلُكُمْ أَنْ تَشْهَدُوا لَنَا بِمَا نَدْعُكُمْ
فَأَنْ تَكُونُوا شَهِيدِينَ فَرَجُلٌ وَأَمْرٌ مِّنْ
نَّحْنُ مِّنَ الشَّهِادَةِ أَنْ تَقْبَلَ لِحَدِّهِمْ

اور (مسلمانو!) اپنے لوگوں میں سے جن لوگوں
پر تمہارا اطمینان ہو دو مردوں کو گواہ کر لیا کہ وہ
اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں کہ
ان میں سے کوئی ایک شہید جاسے گی تو

<p>ایک دوسر کو یاہ و لائے گی و اور جب گواہ (اواسے شہادت کے لیے) بلائے جائیں تو (حاضر ہونے سے) انکار نہ کریں۔</p>	<p>أَحَدُهُمَا الْآخَرَ أَيُّ وَلَا يَأْبَ الشَّهَادَةَ إِذَا مَادَعَوْا (البقرة ۶۳۹ پارہ ۳)</p>
<p>اور گواہوں کو ای کو نہ چھپاؤ اور جو اس کو چھپائے گا تو وہ دل کا کھوٹا ہے اور جو کھ رہی اتم لوگ کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے۔</p>	<p>وَلَا تَكْمُلُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْمُلْهَا فَإِنَّهُ أَرْشَمُ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (البقرة ۶۳۹ پارہ ۳)</p>
<p>مسلمانوں! مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہو (اور خدا نگہی گواہی دو اگرچہ (یہ گواہی) تمہارے اپنے یا باپ اور رشتے داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اگر ران میں کوئی مال دار یا محتاج ہے تو اللہ (سب سے) بڑھ کر ان کی پرہیز کرنے والا ہے تو تم ان کی خاطر اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو کہ لگوئی سے انحراف کرنے اور اگر دینی زبان سے گواہی دو گے یا سرے سے گواہی کے دینے سے پہلو تہی کرو گے تو جیسا کرو گے ویسا بھرو گے کیونکہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے</p>	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شَهَادَةً لِلَّهِ وَكُونُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَدِيًّا أَوْ قَفِيًّا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِمَا تَعْمَلُونَ مِنَ الْهَوَىٰ إِنَّ تَعْدُلُوا وَإِنْ تَلُغُوا أَوْ تَعْزِمُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (النساء ۲۰۶ پارہ ۲۵)</p>
<p>اور (خدا کے رحمن کے خاص بندے تو وہ ہیں) جو جھوٹی گواہی نہ دیں اور جو (اتفاقاً) بیوقوفوں کے پاس ہو کر گڑبڑیں تو وضع داری کے ساتھ گزر جائیں۔</p>	<p>وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِالْغُفُورِ مَرُّوا كَرَامًا (الفرقان ۶۶ پارہ ۱۹)</p>
<p>خالد کے بیٹے زید سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بہترین گواہ کی خبر نہ دوں (ہم) وہ شخص ہے جو گواہی کی مابست دریافت کیے جانے سے پہلے اپنی گواہی ادا کرے۔</p>	<p>عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشَّهَادَةِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَةٍ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا + (مسلم)</p>

و اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے ساتھ میں خیر ترین جہاں عموماً سامانی تو مانی میں لکھی ہوتی ہیں ان کی یاد دہشت بھی مردوں سے نہیں ہوتی ۱۱

عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاكِتٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةَ الصُّبْرِ
 فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عَدَلْتُ
 شَهَادَةَ الزُّورِ بِالْإِشْرَارِ يَا لِلَّهِ ثَلَاثُ
 مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَأَ فَاجْتَنِبُوا الرَّجْسَ مِنَ
 الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حَقَّقَ اللَّهُ
 غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ * (ابوداؤد - ترمذی)

فابک کے بیٹے خرم سے روایت ہے کہ جب
 پیغمبر فاضل الصلوة علیہ وسلم صبح کی نماز اولیٰ
 فاض ہوئے تو کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا جھوٹی
 گواہی اشراک باللہ کے برابر ہے تین مرتبہ
 اسی طرح فرمایا پھر آیہ واجتنبوا الرجس
 یعنی اور صلہ دین تو یہ ہے کہ، بتوں کی پرستش
 کی گت لگی سے بچتے رہو اور زینر جھوٹی بات
 کے کہنے سے بچتے رہو تین ایک اللہ کے (دہو ہوا)
 اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجُوزُ
 شَهَادَةُ خَالٍ وَلَا خَالَتٍ وَلَا بَنٍ وَلَا بِنَةٍ
 وَلَا ذِي عَمٍّ عَلَى أَخِيهِ وَلَا ظَنٍّ فِي
 وَلَا ذِي عَمٍّ عَلَى أَخِيهِ وَلَا ظَنٍّ فِي
 وَلَا ذِي عَمٍّ عَلَى أَخِيهِ وَلَا ظَنٍّ فِي
 الْمَيْتِ * (ترمذی)

آئم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں
 کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی
 عورت کی گواہی مقبول نہیں اور نہ اُس کی جہا
 پر جد لگائی گئی ہو اور نہ اُس کی چولہے بھائی سے
 کینہ رکھتا ہو اور نہ اُس کی جولا اور قرابت
 میں شہم ہو ورنہ اُس شخص کی اپنے خاندان
 کے متعلق گواہی مقبول ہے جس کا بیچ بات
 اُس خاندان پر منحصر ہے و

فلا وہا میں شہم ہونے کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص ایک شخص کا آزاد کیا ہوا ہے لیکن وہ اپنے نہیں اپنے اصل آقا کو چھوڑ کر دوسرے شخص کی
 طرف نسبت کرتا اور کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کا آزاد کیا ہوا ہوں حالانکہ وہ جھوٹا ہے اور لوگ اسے کوب کے ساتھ شہم کرتے ہیں چونکہ ایک شخص
 فاسق اور دروغ گو ہے اور والے بارے میں جھوٹ بولتا اور اپنے آقا کو چھوڑ کر غیہ آقا کی طرف اپنی نسبت کرنا گناہ کی بات ہے اس لیے اُس کی گواہی
 مقبول نہیں اور قرابت میں شہم ہونے کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ میں فلاں شخص کا بیٹا اور فلاں شخص بھائی ہوں حالانکہ وہ اس شخص کا
 بیٹا اور اُس کا بھائی نہیں ہے لوگ ہیں کہ اُس کی اس دعوے میں مذہب کرتے اور شہم کرتے ہیں چونکہ اس قسم کا دعویٰ ہی فحش اور کفر ہے اس لیے ایسے
 شخص کی بھی گواہی مقبول نہیں ۱۲۔ و حدیث میں جن لوگوں کا مذکور ہے ان کی گواہی مقبول نہ ہونے کے بہتے ہیں کہ یہ لوگ عمل تہمت و شہادت میں
 اگر جیسے ہی کہیں نہ ہوں ۱۳ *

من المتزوج۔ جھوٹ سچ کا نفع نقصان جو اہلنائے جس پر ترتیب ہوتا ہے گواہی میں اگر کھانا ہے حاکم باقاضی یا محکم ہر ایک معاملے کا شمار حال تو ہوتا نہیں۔ اور پھر بھی نہیں سکتا۔ ناچار اس کو گواہوں پر پھر سو کرنا پڑتا ہے پس اگر حق کا ماضی ہو جائے تو اس کو وبال گواہ کی گردن پر جھکی دستاویز بھی جھوٹی گواہی ہے گواہی کے سنے میں واقعات اور نوادوا کی نقل تو میری زبانی ویسی تحریری۔ بول چال میں گواہی کو ثبوت بھی کہا جاتا ہے۔ گواہی کا چھپانا بھی جھوٹ ہی میں داخل ہے۔ چھپانا بھی دوسرے لفظوں میں واقعات اور نوادوا کا معدوم کرنا ہے اور یہی کچھ جھوٹ میں ہی ہوتا ہے۔ ہمارے وقتوں میں جھوٹ اس قدر راجح پا گیا ہے کہ کچھ دنوں میں شاید یہی کوئی مقدمہ صرف سچ کی بنیاد پر فیصلہ ہوتا ہو۔ حاکم پچاسے گواہوں کو حلف بھی دیتے ہیں سچ بھی کی جاتی ہے گواہ کے طرز زبان پر بھی نظر رکھتے ہیں پھر بھی جھوٹ کے جھوٹ کے انبار سے سچ کے دانے کا کھانا نہایت مشکل ہے۔ جھوٹ کی کثرت کے لحاظ سے تو حق میں فصل خصوصیات کا کام مختاوط دیندار آدمی کا کام نہیں مگر اتنی احتیاط سچ سے بھی زیادہ کیا ہے۔ یہ باتیں امام ابوحنیفہ کے ساتھ لکھیں جنہوں نے بے آبرو ہونا قبول کیا اور خدا مت قضا کو قبول نہ کیا۔

جھوٹی گواہی

اور (ضلعی رتن کے خاص بندے تو وہ ہیں)
جو جھوٹی گواہی نہ دیں اور جو (اتفاقاً) یہودہ
مشغلوں کے پاس ہو کر گزریں تو وضع عداری
کے ساتھ گزریں۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الشُّرُورَ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ
بِالْغُفْوِّ مَذَّابًا لَّمَّا
(الفرقان ع ۶ پارہ ۱۹)

قائم کے بیٹے فریم کہتے ہیں کہ جناب سول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح اور اکی نماز سے غافل
ہونے کے بعد کھڑے ہو گئے اور کھڑے کھڑے کھڑے
گوہی اشراک ہاں کے برابر بھیڑائی گئی ہے تو دفعہ
یوں ہی فرمایا پھر یہ آیت پڑھی فاجتنبوا الجحیم
الافوان اور یعنی اور گواہوں میں تو یہ ہو کہ انہوں
دیکھ کر پشیمانی انگلی سے پچھے رہو اور نیز جھوٹی
بات کے کہنے سے بچتے رہو اور اس ایک الیک کے
(جو رہو) اس کے ساتھ کسی کو شریعت کرو

عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَرْدَكٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةَ الصُّبْحِ
فَلَمَّا أَصْبَحَ قَامَ فَكَلَّمَ فَقَالَ عَلِمْتُ شَهَادَةَ
الرُّودِ بِالْإِشْرَارِ بِاللَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَأَ
فَاجْتَنَبُوا الْجَحِيمَ مِنَ الْأَوْثَانِ اجْتَنَبُوا قَوْلَ
الرُّودِ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَيْهِ خَيْرٌ مِنْكُمْ (ابو داؤد)

من المتزوج مطلب یہ ہے کہ قرآن میں اوثان اور رود کا ایک ساتھ نہ کہو ہے تو منہیات میں سے دونوں ایک درجے میں
ہیں اور اس میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ واقعات گھٹا کا خالق خدا ہے تو واقعات گھٹا کا خالق خدا ہے والا اپنی طرف سے کسی کو سر
کو فرضی واقعات کا خالق بناتا ہے اور عین اشراک ہے *

قرض

پس اگر تم میں سے ایک کا ایک اعتبار کرے تو جس پر اعتبار کیا گیا ہے یعنی قرض لینے والا اس کو چاہیے کہ قرض لینے والے کی امانت یعنی قرض کو (پورا کرے) اور اسے جو اس کا کارساز (یعنی) سب ڈرے اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اس کو چھپائے گا تو وہ دل کا کھوٹا ہے اور جو کچھ رہی (نہ) لوگ کرتے ہو اور کوسب معلوم ہے و

فَإِنْ آمَنَ بِكُمْ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ فَمِثْقَلُ الذِّیْ فُوتَ وَأَمَانَتُهُ وَلَیْسَ بِنَفْسِهِ دُولًا تَكْتُمُونَ اللَّهُ هَادٍ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ لَشَمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (نور ۶۶ و ۶۷)

اوقات وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلا علیہ وسلم تو اگر میں صبر اور استقامت کی حالت میں راہ خدا میں مار ڈالوں اور بشرطیکہ لڑائی سے مرنے موٹنے والا نہ ہوں بلکہ سینہ سپر ہو لڑوں تو خدا میری خطائیں اور گناہ مجھ سے دور کرنے کا پیغام (اصلی اللہ علیہ وسلم) فرمایاں اگر جہنم جانے لگا تو آپ نے اسے آواز دی رسل حاضر ہوا تو فرمایا ہے شک نہ شہادت فی سبیل اللہ سے سب گناہ دور ہو جائے ہیں لیکن قرض اور نہ کرنے کا گناہ دور نہیں ہوتا ۲۔ اسی طرح (ابھی) حریص ہے

عَنْ ابْنِ قُتَادَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَابِرًا خُتِمَ سَمًا مَقْبُولًا غَيْرَ مَذْمُومٍ يُكْفَرُ اللَّهُ عَنْهُ خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلَمَّا أَدْبَرَ نَادَاهُ فَقَالَ نَعَمْ لَا إِلَهَ إِلَّا كَذَلِكَ قَالَ جَبْرَتُ بْنُ

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ مومن کا نفس اس قرض کے ساتھ جو اس پر ہے سب سب یعنی زیر تجرید رہتا ہے یہاں تک کہ قرض اس کی طرف سے لوٹا جائے

عَنْ ابْنِ مَرْزُوقَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفْسُ لِمَنْ مَعْلَفَةٌ بِدِينِهِ حَتَّى يَقْضَى عَنْهُ (ترمذی)

برہ بن عازب کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرض دار اپنے قرض کے بدلے مجھوس و مقید ہوگا اور قہر کی تہائی کا وقت کے روز اپنے پروردگار سے جگہ کرے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْرِبُ الدِّينِ فَاسْوَدَّ بِلَدْنِهِ يَسْكُو إِلَى رَبِّهِ الْوَحْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

عَنْ رَجُلٍ مِمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا أَكْظِمُ الذَّنْبَ عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَلْفَاةً
بِهِمْ عَمْدٌ بَعْدَ الْكِبَرِ الرَّبِّيِّ هِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنْ
يَمُوتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدْرِي لَهُ قَضَاءٌ
دَيْنُهُ * (ابوداؤد)

ابو موسیٰ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جن بڑے گناہوں سے
خدا نے منع فرمایا ہے ان کے بعد سب سے بڑا گناہ خدا
کے نزدیک جسے کہ زندہ خدا کے حضور میں حاضر
ہو گا یہ ہے کہ آدمی قرضدار مرے اور مرے پیچھے اپنا
مال نہ چھوڑے جس سے اس کا قرض خدا کا کیا جائے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ لَمَّا
جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُحْكِمَ تَوَضُّعَ الْجَنَائِزِ
وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ
بَيْنَ ظَهْرَيْنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَصَرَهُ قِيلَ السَّمَاءُ فَظَهَرَ طَائِفَةٌ
وَوَضَعَهُ عَلَى جَهَنَّمَ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ
سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أَنْزَلَ مِنَ الشَّيْءِ قَالَ
فَسَكَنَّا يَوْمَنَا وَلَيْلَتَنَا فَلَمْ نَرَ إِلَّا خَيْرًا
أَصْبَحْنَا قَالَ مُحَمَّدٌ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الشَّيْءُ الَّذِي
تَرَى قَالَ فِي الدِّينِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ
بِهِدَى لَوْ أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ
عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ عَلَيْهِ
دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَقْضَى دَيْنُهُ * (مشکوٰۃ)

بخاری کے ہوتے عبداللہ کے بیٹے محمد سے روایت
ہے کہ ہم چند آدمی محسن مسجد میں جہاں جنازے رکھے
جاتے تھے بیٹھے ہوئے تھے اور جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں تشریف رکھتے تھے تو
میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ اٹھا کر
آسمان کی طرف دیکھا پھر نظر فرمائی کہ کوئی اور بیٹھے
کوئی کچھ بیچ رہا ہو گا پنا تا دم ماتھے پر رکھ لیا اور فرمایا
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ
محمد راوی حدیث کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس رات
میں خاموش رہے اور پیغمبر صاحب دریافت نہیں کیا
کہ وہ بخفی کیا ہے اور ہم نے نیکی اور بھلائی کے علاوہ
کسی طرح کی بخفی اور افی نہیں دیکھی یہاں تک کہ
صبح ہو گئی محمد کہتے ہیں میں نے جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ بخفی کیا ہے تو فرمایا
ہوئی فرمایا قرض کے بارے میں بخفی بخفی نازل
ہوئی ہے مجھے اس مقدس ذات کی قسم جس کے
قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر کوئی شخص راہ
خدا میں مار ڈالا جائے پھر زندہ ہو پھر راہ خدا میں
مار ڈالا جائے پھر زندہ ہو اور اس پر کسی کا قرض نہ آتا
ہو تو جب تک اس کا قرض نہ ادا کیا جائے گا جنت

<p>احسان تھا نہ والا یہ تینوں شخص بہت ہیں نہ وہاں ہوں گے۔</p>	<p>خَبْرٌ وَلَا يَخِيلُ وَلَا مَتَانٌ ۝ (ابو داؤد)</p>
<p>ابو ذر رضی اللہ عنہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے روز خدائیں طرح کے آدمیوں سے بات تک بھی تو نہیں کرے گا نہ انھیں نظر رحمت سے دیکھے گا نہ گناہوں کی گندگی سے پاک صاف کرے گا اور ان کو دردناک عذاب ہوگا ابو ذر بے یار رسول اللہ انھوں نے تو سخت نقصان اٹھایا اور رحمت خدا سے محروم ہے یہ ہیں کون مفرمایا راز دار و خبر شہید نیچے لٹکا والا آئے کر احسان رکھنے والا۔ بھونکی قسم سے اپنے مال و متاع کی نکاسی کرنے والا۔</p>	<p>عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يَكْتُمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَرْحَمُهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ أَبُو ذَرٍّ حَاقِبُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُم يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَتَّانُ وَالْمَنْفِقُ سَلَعَتْهُ الْخُلُوفُ الْكَاذِبُ (مسلم)</p>
<p>من المترجم ان حدیثوں میں خبیل۔ متان۔ مسبل چار شخصوں کے حق میں وعید عذاب ہے۔ سو سخت اور نیکان کا وہ جس کو نقصان پہنچانا اور رنجیدہ کرنا تو ظاہر ہے۔ رہا خیل تو خدایوں کو ان کا حق نہیں دیتا۔ یا دوسروں کے حق مانتا ہے اور وہ بھی مروم آزاری ہے متبل کے سنے ہیں انکھانے والا۔ اور راز سے براؤ خبر راز داری یعنی تہہ (تہ بند) کا انکھانے والا۔ یہ قیود ہم دوسری حدیثوں سے لے کر کھائی ہیں جو عنوان کبر کے ذیل میں بھی جا چکی ہیں۔</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْظُرُ اللَّهُ بِكُمْ الْقِيَمَةِ إِلَى مَنْ سَجَدَ أَرَاكَ يَخْلُوكَ ۝ عَنْ ابْنِ عَسْكَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَجَدَ تَوْبَةً حَتَّى يَكُونَ يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝ ابو ہریرہ کی حدیث میں لفظ بطور ازن عمر کی حدیث میں لفظ ظہار ہے اور دونوں کبر کے قریب قریب ہیں۔ لوگوں کا ہاجلوں کو جن کے پانچ تختوں سے نیچے ہوں۔ ہمارے دین کے تشرع بہت ہی برا ہے جسے جیسا ڈاڑھی کے منڈلے کو ڈاڑھی کے متعلق ہم کو چھ کہنا ہے اس کے محل پر کہیں گے تختوں سے نیچے ہاجلوں کو ہم لائے شدت کا مستوجب نہیں سمجھتے عذاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک اہل عرب کے لباس میں اتنی ہی شایستگی آئی تھی کہ عموماً ایک چادر زرد اور ایک تہہ رازار اپنے کے پیٹ پر کرتے تھے۔ آدمی کسی ملک کسی وقت کسی حالت میں بھی شہی اور غور سے خالی نہیں رہا۔ انکھانے والے آدمی ایک تہہ کو نیچا لٹکا کر اپنا دل خوش کر لیتے تھے۔ ہوں گے خدائے پیغمبر صاحب کو امت کا ادیب اور صلہ اور صلہ کلام اخلاق بنا کر یہ جانتا انھوں نے لوگوں کو تہہ میں اڑتے دیکھا ڈاڑھی کا تہہ کا لٹکانا موقوف کر دیا۔ اہل میں ان کو شعیل علم نہ تھیں فی الکفر نکلا</p>

شیخی اور غرور اور اگر کا چھڑوانا منظور تھا اور ان دنوں اس سال انا رولیل غرور تھا اس سے اس سال کی شہامت آگئی۔
 اب نہ وہ بعد ہے نہ ان کا لشکر نار یا یہ مسئلہ ہی بحث سے خارج ہو گیا۔ مگر شیخی اور غرور کا عند العدم منہض ہونا یہ سستی راقی ہے
 کسی چیز کے میں ہو کیا لوگ کا مار مار پیوں کا مار پیوں کی شیخی اور بار یک کپڑوں کو کپڑوں کی خوش تراش اور نہایت کس کس طرح
 شیخی اور غرور کا اظہار نہیں کرتے۔ کوئی ان کے حال سے تعرض نہیں کرتا۔ بلکہ ایسی باتوں کو ادا یا نہ عتد رہا نہ سخن چاہیں اور غفل
 کر رکھا ہے۔ بہر کیف کبر کا بیان اس کے ساتھ ضرور پڑھ لینا۔

برائی کے مقابلے میں بھلائی کرنا

اَقِمْنَ يَكْمَلْ اَنفُسَا اَنْزِلْ لَكَ مِنْ رِزْقٍ
 الْحَقِّ كَمَنْ هُوَ عَمْدٌ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ
 اُولُو الْاَلْبَابِ الَّذِينَ يُوَفُّونَ وَعَهْدُ
 اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ اَلَيْسَ ثَقَاۗءَ وَالَّذِينَ
 يَصِلُونَ مَا اَمَرَ اللَّهُ بِهِ اَنْ يُّوْصَلَ و
 يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوۡءَ الْحِسَابِ
 وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِعَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ و
 اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَانْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا
 وَعَلَانِيَةً وَيَدْعُوْنَ اِلَى الْحُسْنَى السَّيِّئَةِ
 اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَقِبَةُ الدَّارِ جَنَّۃٌ عَرْضُهَا
 يَدْخُلُوْنَهَا

و ابتر جا رہے ہیں لفظی سے یہ ہیں کہ اپنے پروردگار کا نونہ چلنے کے لیے

اور جو اس کی ضماندی حال کرنے کے لیے اور عار و عار میں غرور کے سے ہی ہی طلب کیا ہے یہی خدا کا پس کر کے

راہِ نیکم (بھلا جو حاصل اس بات کو سمجھتا ہے کہ (قرآن)
 جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارا ہے برحق ہے
 رکھا پیش اس شخص کی طرح رہے نصیب ہو سکتا ہو
 جو اندھا ہے (اور اس کو ایسی صورت عبادت ہی نہیں ہے
 پڑتی قرآن سے تو اس کو ہی لوگ نصیحت پرست تھے ہیں
 سمجھ دار ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کے ساتھ تھے جو تھیں
 تھے بندہ ہونے کا عہد رکھ لیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں
 اور اپنے اقرار کو نہیں توڑتے اور نہ ہی یہ وہ لوگ ہیں
 کہ خدا نے جن راہی تعلقات اس کے جوڑے رکھنے کا حکم
 ہے ان کو جوڑے رکھتے اور اپنے پروردگار سے ڈرتے
 اور قیامت کے دن (جبری طرح اپنی کاوش کے ساتھ
 حساب دینے کا نئے کا اندیشہ رکھتے ہیں اور نہ ہی لوگ
 ہیں جو صحت اپنے پروردگار کا نونہ کر کے (دنیا کی کالیف
 پر صبر کیا و اور نام نہاں پھیں اور ہم نے جو ان کو
 رزق دیا تھا اس میں سے چھپے چھپے اور ظاہر اور
 خدا کی راہ میں خرچ کیا اور برائی کے مقابلے میں لوگوں
 کے ساتھ نیک کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کی دنیا کا
 انجام دیکھ رہا ہے (یعنی) ہمیشہ ہونے کے باوجود جن میں

کے ساتھ نیک کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کی دنیا کا

انجام دیکھ رہا ہے (یعنی) ہمیشہ ہونے کے باوجود جن میں

وَمَنْ صَلَّمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَ
ذُرِّيَّتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةِ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ
مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَدَقْتُمْ
فَتَعْمَعُ عَفْغَىٰ لِلدَّارِ ۝ (رعد ۳۶ پارہ ۱۳)

اور ان کے بیویوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر
سے جو جو نیکو کاموں کے سب ان کے ساتھ جائیں گے اور قرآن
کے ہر ہر دروازے سے فرشتے ان پر اس آکر ان سے سلام
علیک کریں گا کہیں کو دنیا میں (جو تم صبر کرتے ہو وہ
آپ کا صلہ جو سوارشا را اللہ تعالیٰ دنیا کا بھی اگلا ہے
انجام ہوا ۝

الَّذِينَ آمَنُوا وَالْكَاتِبِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ يَوْمَ
يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذْ يُنْثَلٰى عَلَيْهِمْ فَأَلْوَا أَلْمَنًا
بِهِمْ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ إِنَّكَ تَأْمَنُ
قَبْلَهُ مُسْلِمِينَ ۝ أَوَلَيْكَ يُوقُونَ
أَجْرَهُمْ ثُمَّ لَئِنْ بِمَا صَبَرُوا وَبَدَّوْا
بِالْحَسَنَةِ الشَّيْئَةِ وَصَادَرْدَقْنَاهُمْ
يُنْفِقُونَ ۝ (القصص ۶ پارہ ۲۰)

جن لوگوں کو قرآن سے پہلے ہم نے کتاب عنایت کی (اور وہ بھی
دارا و حق پسند بھی ہیں) وہ تو اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں
اور جب ان کو قرآن سنایا جائے تو بول اٹھتے ہیں کہ ہم کو تو اس
کا یقین آگیا ہے شک نہیں کہ یہ حق ہے (اور اہل ایمان کے ہر فرد کو
کی طرف سے (نازل ہوا ہے) حقیقت میں ہم تو اس کے آئینے
سے پہلے اہل ایمان کو مانتے تھے ہی لوگ ہیں جن کو ان کے صبر
کے بدلے دوسرا اجر دیا جائے گا کہ اگر وہ کھڑا ہو جائے اور دوسرے
قرآن پر اور نقل لے لیں گے یہی کہ جسکی سے بدی کا دفع کرتے ہیں
اور ہم نے جو ان کو دیا ہو اس میں کچھ اضافہ نہیں کر رہے ہیں

عَنْ حَدِيْقَةٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُونُوا لِمَعَةٍ تَقُولُونَ
إِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ أَحْسَنًا وَإِنْ كُلُّهُمْ أَظْلَمُنَا
وَلَكِنْ وَطِنُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ أَحْسَنَ
النَّاسِ أَنْ تَحْسُنُوا وَإِنْ
أَسَاءُوا وَلَا تَظْلَمُوا

حدیث کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا لوگو! تم آؤروں کی رائے کے تابع
نہ رہو تم کہتے ہو اگر لوگ ہم سے ہلک کریں گے
تو ہم بھی ان کی ہلکتے ہلک کریں گے اور اگر وہ ہم پر
ظلم کریں گے ہم بھی ان پر ظلم کریں گے بلکہ
اپنے دلوں کو مستقل و برقرار رکھو کہ لوگ تم پر
ساتھ اچھا برتاؤ کریں تو تم ان کے ساتھ اچھا
برتاؤ کر دو گے یہی کہ برائی کریں تو بھی ان پر ظلم
کر دو بلکہ یہی کہ ساتھ پیش آؤ

(ترمذی)

من الترمذی کہ جسے میں نے پہلی بار ہی دیکھا ہے اس کا کام ہے اس کو برے دیکھ کر قاتل چاہیے نہ کہ انتقام تک تو قاتل کا دل دوسرے

ہے اور ترک انعام کے علاوہ محسن سلوک سے پیش آنا البتہ بڑی خوبی کی بات ہے

ہری راہی سہل باشد زرا
اگر مری حسن الی من اسبا

(بخاری ۱۲)

(مسلم ۱۲)

افشا راز نہ کرنا

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنْ آلِ إِمْرَأَئِيلَ أَمْرًا مِّنَ آلِ إِمْرَأَئِيلَ
أَظْهَرْنَا لَهُمْ نَبِيَّ إِلَهُهُمْ وَأَلَّا يُخْفِيَ
أُولَى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلَّهُمْ يَلْتَمِذُونَ
مِنْهُمْ وَلَوْ أَنَّا فُضِّلْنَا اللَّهُ عَلَيْكُمْ
وَمِنْهُمْ لَا تَتَّبِعُوا الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا

(نساء ع ۱۱ پارہ ۵)

اُور جب ان رشتہ مندوں کے پاس اُن یا خوف کی کوئی
خبر آتی ہے تو اُس کو (سب میں) اُڑا دیتے ہیں اور اگر
اُس خبر کے بارے میں رسول کی طرف اور ان لوگوں
کی طرف رجوع کرتے جو ان میں سے سر حکومت ہیں
تو پیچیدہ حال کو ان میں سے جو لوگ اُس بات کی صحت
کو ٹھوکر مٹانے والے ہیں اُس کی تحقیق کو معلوم کرتے
(اور غلط خبر شہرہ ہونے کی نوبت نہ آتی) اور کمال فائدہ
الہ کا فضل اور اُس کی ہمت جو حق کو وسیع و وسیع کرے
تم سب سب شیطان کے پیچھے گئے ہوئے

سنا حق اور وہ لوگ جن کی نشیں بد ہیں اور جو لوگ دین
میں جھوٹی جھوٹی افواہیں پھیلا دیتے ہیں
اگر انہی حرکات سے باز نہ آئیں گے تو راز غیبی ہم کو
کو ایک نالک ان اُن پر کھاسا دے گا پھر یہ لوگ
میں تو خاصے پڑوس میں پھرتے پائیں گے نہیں

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ رَفَعُوا
فُلُوقَهُمْ فَرَضًا وَالْمُرْجُونَ رَفِي
الْمَدِينَةِ نَخْرُجَنَّكَ بِمَنَّا لَا يَكُونُ رَفِيًا

۱۔ شاہ عبدالغلام صاحب لکھتے ہیں کہ یہ آیت تو اُن لوگوں کے لیے ہے جو اُن کے سرور تک اور اُس کے مانوں تک جب وہ چہرے کر لیں اور اُس کے مانوں تک
آپ اُس پر عمل کر دیتے حضرت نے ایک شخص کو یہاں تک توہم کی زد کو لینے کو وہ نکلے استقبال کو اُس سے بھیجا کہ میں میرے مانے کو اُن پر لایا اور شہرہ
میں شہرہ کیا کہ ظانی قوم مُرد ہوئی۔ ہنوز حضرت تک غیر نہ پہنچی کہ تمہیں شہرہ ہوا اسی قسم سے ہر خبر جو حق میں خبر ہمارے شہرہ کے تھے وہ خبر آخر
غلط نکلی۔ جو فرمایا کہ اگر اُس کا فضل تم پر نہ ہوتا تو شیطان کے پیچھے چلتے گئے تو یہی ہوتی ہر وقت احکام ربیت کے نہ پہنچتے ہیں تو کم لوگ ہدایت پر
قائم رہیں ۲۔ جھوٹی افواہیں پھیلا دینے کی نسبت مفسرین لکھتے ہیں کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جب مسلمانوں کا کوئی لشکر یا فوج کا دستہ جہاد
بلے جانا تو کچھ لوگ مدینے میں جری افواہیں پھیلاتے پھرتے کہ مسلمان ہارے اور بھاگے اور لے گئے ان افواہوں کی وجہ سے مجاہدین کے عزیزوں
اور رشتے داروں میں تشویش ہوتی تھی اور بہت انتہائی افواہ بد پھیلائے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے تو اگر کچھ آج اتوں کی مناسبت سے جہاد
نہیں پس طرف منتقل ہوا تھا کہ اُن المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو تعجب نہیں جس کا یہ بیان
منقول سورہ نور میں گزر چکا ۱۲

<p>مگر چند روز رعایتی طور پر پھر ان کا یہ حال ہو گا کہ ہر طرف سے پھنگاتے ہوئے جہاں ملے پڑا اور بار کے ٹھکڑے اڑائیں</p>	<p>اَلَا قُلَيْلًا مَّلْعُونِينَ اَيُّنَا لَقِفُوا اِحْذُوا وَفُتُّوا النَّفْسِيْلَه (احزاب ۸ پارہ ۲۴)</p>
<p>جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی نے بات کہہ کر لوہر اڑھ کر نکھا (کہ کوئی غیر مستحق نہیں)۔ تو اس کی وہ بات اٹل مجلس کے پاس آمانت ہو گئی</p>	<p>عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَقِيذَ شَمَّ النَّفْتَ فَبِمَا أَمَانَةٌ (ترمذی - ابو داؤد)</p>
<p>ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھان کے بیٹے ابو الہیثم سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس خدا کی گارنٹی ہے کہ تم نے کہا نہیں فرمایا تو اچھا جب تمہارے پاس قیدی آئیں تو تمہارے پاس آنا تھوڑے دن نہ گزرتے تھے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو قیدی آئے ابو الہیثم بھی حاضر خدمت ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لو ابو الہیثم نے عرض کیا اے خدا کے نبی آپ ہی پسند کر دیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے مشورہ کیا جائے اسے آئین ہونا چاہیئے بعد ازاں آپ نے ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اچھا اسے لو کہ یہ نکلے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور میری خاطر اس کے ساتھ سلوک کرتے رہنا۔</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بِيْ اَلْهَيْثِمُ بِنِ النَّفْثِمَانِ هَلْ لَكَ خَادِمٌ قَالَ لَا فَقَالَ فَاِذَا اَنَا نَاسِيٌّ فَارْتَبَا فَاَرِنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَاسِيْنِ فَاَنَاهُ اَبُو اَلْهَيْثِمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْتُمَا فَقَالَ بَايَنِي اَللّٰهُ اخْتَرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ لِّسُتُ شَارِدًا مَّقْنُونٌ خَدُّ هَا فَاِنِّيْ سَرَايْتُهُ يَصْرِيْ وَاسْتَوْجِبْ بِهِ مَعْرُوقًا (ترمذی)</p>
<p>جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجلسوں میں جو باتیں کی جائیں گے امانت ہیں انہیں باہر کا نقل کرنا نہ چاہیئے ہاں تین باتیں</p>	<p>عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ جَالَسَ بِالْمَاْنَةِ اَلَا كَلْمَةٌ</p>

<p>ایسی ہیں کہ مجلس میں مائی عاتقہ تو ان کا لوگوں سے بیان کرنا درست ہے ایک ناواقف ناروا غریبی کرنا دوسرے زنا یا شہرے بے وجہ کسی کمال سے لینا۔</p>	<p>مَجَالِسَ سَفَكَ دَمًا مَرْدًا وَفَسَدًا حَلَّ مَرْدًا وَفَسَدًا مَرْدًا بَعْدَ حَقٍّ * (الوداؤد)</p>
<p>من المصترحہ افشاء راز اس سے انکشاف کہ جرموں کی روک تھام کا موجب ہوا۔ مشہور ہوئے جیسے کون انکتاب جرم کا حوصلہ کر سکتا ہے اس حدیث سے دو باتیں متنبط ہوئیں ایک تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن ظن قطعہ ہر کر اجا سہ پارسائی پارسا دان و نیک مردانگار و ندادنی کہ در نہاش چہست مختص بار و مولیٰ غافلہ کا۔ دوسرے یہ کہ نماز و بی نمازہے جو انسان کے عادات اور اخلاق اور معاملات کی درستگی کی کفیل ہونہ رزمہ رزمہ جیلا پالیا مال اپت۔</p> <p>دَوْبَرُ مَوْحٍ مِّنْ سُبُلِ الْغَمِّ كَرْنَا</p>	<p>عَنِ الْمُقَدَّرِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَلَاحِينَ فَاحْتَوُوا فِي وَجْهِهِمُ اللَّزَابَ * (رسم)</p>
<p>اسود کے بیٹے مقدا کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ لوگ مختاری تعریف میں سب الغم کر رہے ہیں تو ان کے مونہوں میں خاک ڈال دو و ل</p> <p>آپ بکرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص ایک شخص کی تعریف کی تو فرمایا تمہاری تعریف تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی تین مرتبہ اسی طرح فرمایا پھر رشا و کیا کہ اگر تم میں سے کسی کو کسی کی مدح کرنی ضرور ہے اور مدح کرنے والا ہے قابل مدح سمجھنا ہے تو یوں کر</p>	<p>عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَتَنِي رَجُلٌ عَلَى سَرَّحٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيكَ فَلَمَّا مَنَّ كَانَ مِنْكُمْ قَادِحًا لِّأَعْمَالِهِ فَلْيُقِلْ أَحْسِبُ فَلَمَّا قَالَ اللَّهُ حُسْبِيَهُ</p>
<p>فلما صاب من نمراد و لوگ ہیں جنہوں نے لوگوں کی تعریف کو ذریعہ معاش قرار دیا ہے کہ ہمارے جا لوگوں کی تعریف کر کے پھرتے اور حق و باطل مستحق وغیر حق میں فرق نہیں کرتے پھر مونہوں میں خاک ڈالنے سے مراد ہے حرمان دینے یعنی کسی کچھ نہ دے اور دھرم واپس کر دے اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ خدا در لوی حدیث سے حضرت عثمان کے حضور میں ایک مدح کے مونہ میں مدح میں مٹھی بھر کر خاک ڈال دی تھی اس بارہم</p>	

<p>خدا کی کسی تعریف کا حکم نہ کرے یعنی ہر عقیدہ کے ساتھ نہ کہے کہ واقع میں فلاں ایسا ہی ہے جیسا میں کہتا ہوں۔</p>	<p>إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ وَلَا يُزِي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا * (صیغہ)</p>
<p>اس کہتے ہیں کہ جب آپ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو خدا کا غضب بھڑک اٹھتا ہے اور عرش کا نیچہ گھٹتا ہے۔</p>	<p>وہ یہ کہ اعمال کے رد و قبول کا مدار ہے نیت پر انا الاعمال بالنیات اور نیت کا علم خدا کے سوا کسی کو ہو نہیں سکتا اِن القرآن عن اَبِي سَالٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بِالْفَاسِقِ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالَى وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ * (مشکوٰۃ)</p>
<p>من المشرع موح میں دوسروں سے ہیں ممکن ہے کہ موح کرنے والا اس خدا کے اوچھوٹا ہوئے اور جس کی موح کرتا ہے اس کو چوب خود پسندی کا باعث ہے</p>	
<h2>اجیر کی پوری مزدوری اس کے حوالے کرنا</h2>	
<p>ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچنے لگے اور جب تم کو اس کی مزدوری حوالے کی اور سوط کا استعمال فرمایا۔</p>	<p>عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْجَمَهُ فَأَعْطَى الْحَاجِمَ أَجْرَهُ وَأَسْتَعْطَاهُ</p>
<p>ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا سے قیامت کے روز میں خود لڑوں گا (۱) جس میرے نام سے اور میری جگہ پر (۲) جو میرے جگہ پر (۳) جس کو اور شخص کو بیچ کر اس کی قیمت چٹ کر لی (۴) جس نے کسی کام پر مزدور لگایا پھر اس سے کام تو پورا کر لیا اور اس کی مزدوری نہیں دی *</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصُّهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَجُلٌ أَعْطِيَ بَنِي شَعْبَانَ رَجُلٌ بَاءَ حَنْزَا فَكُلَّ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ جَيْلًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطَاهُ أَجْرَهُ *</p>
<p>۱۔ اور اجیر ہیں نوکر اور خادم وغیرہ بھی داخل ہیں ۱۲ ۲۔ سوط وہ دو اونگہ میں ڈالی جاتی ہے ۱۳ *</p>	<p>(بخاری)</p>

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوا الْجَاهِلِيَّ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرْقُهُ * (ابن ماجہ)

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! غزوہ کی ضرورت اس کا پابنیا شکست ہونے سے پہلے اس کے عرق کے حوالے کرو۔

زنا

وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانِيْنَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل ۶۶ پارہ ۱۵)

اور لوگو! زنا کے پاس (زنا کر بھی) نہ چٹکن کیونکہ وہ بہت نجاستی ہے اور بہت ہی بُرا چلن ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا آخَرَ وَ يَعْبُدُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللَّهُ كَلًا بِالْحَقِّ وَلَا مَزْنُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَمًا (فرقان ۶ پارہ ۱۹)

اور جو اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ کہتا ہے اور نفاق (نفاق) کرتا ہے کسی شخص کی جان سے نہ ماریں کہ اس کو خدا نے حرام کر رکھا ہے اور نہ زنا کے مرتکب ہوں اور جو (شرک اور گناہ) مذکورہ بالا کرے گا وہ ایسے گناہ کا خمیازہ چکے گا *۔

عَنْ عِبَادَةِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَهُ عَصَابَةُ ثُرَيْنٍ أَصْحَابُهُ بَايَعُوْنِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تُسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلَا تَكْذِبُوا وَلَا تَأْتُوا بِمَنْثَرَةٍ تَزْنُوْنَ وَبَيْنَ يَدَيْكُمْ وَارْجُلُكُمْ

عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور صحابہ کی ایک جماعت آپ کے ارد گرد موجود تھی کہ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ ٹھہراؤ پھر یہ آیت لے کر تم کو شریعت پر اپنی اولاد کو جان سے نہ مارو اور اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی پستان نہ بنا کر رکھو اور

سے پوری آیت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ آئے بھی ملا کر ۱۲ حصوں میں

فل اس حدیث سے ملتی ہوئی ایک آیت سورہ ممتحنہ کے اخیر میں ہے وہاں ہم نے اس حصے کا مطلب بھی طے کھول دیا ہے مزید بھی کہ یہ یہاں اس آیت کو ترجمے اور فرائض عین مثل کے نیچے ہیں یا ایھا المسلمنا اسما لک الموصات بیا لعلک علی لا لا تشکرک ما للہ تسبیحا ولا یسبھن ولا ینسبن کو لا تاآمنن بھتان بقریبہ بن ایدیھن وارحلھن ولا یعصین فی مشرف ہا یہمیں واستعمرھن اللہ ال اللہ غفور رحیم ای چہرہ تھامے پاس مسلمان عورتیں آئیں اور ہم سے اس بیعت کرنی چاہیں کہ کسی چہرہ کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چہرہ کریں گی اور نہ بیکاری کریں گی اور نہ دھڑکتی کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی پستان بنا کر رکھیں گی فل (وہود) اور دوسرے صریح ہندو دیکھیں

لَا عَصَا فِي مَعْرِفِ مَنْ فِي مَنكُم فَاصْبِرْ
عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَوَقِّبْ
بِهِ فِي الدُّنْيَا فَمَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ
مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا لَمْ يَسْرُهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَمَهُوَ
إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَلَا رَيْبَ أَنَّ عَاقِبَةُ
مَا يَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ * (صحیح)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ
رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الدِّنْيِ
أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ
بِذَنٍّ وَهُوَ خَلْفَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ
أَنْ تَقْتُلَ وَكَذَلِكَ خَشِيَةَ أَنْ يُطْعَمَ
مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ أَنْ تَزْنِيَ
حِيلَةَ جُلُوكَ وَأَنْزَلَ اللَّهُ صَبْرَهُمَا
وَالَّذِي لَا يَدْعُو مَعَ اللَّهِ هَذَا الْخَرُّ
وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا
بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ إِلَّا بِهَذَا * (صحیح)

اگر شروع میں فراموشی نہ کر دو تو شخص تم میں سے کسی کو بایعت کو پورا
کرنے کا اس کے لیے غلطی اور جو راز نہ ذکر کرے بالآخر اس میں سے
شرک کے علاوہ کسی گناہ کا شریک ہوگا پھر دنیا میں
اُس کی سزا دیا جائے گا تو یہ سزا اُس کا نفاذ ہوگا
اور جو شخص ان گناہوں میں سے کسی گناہ کا شریک
ہوا پھر خدا نے اُس کی پردہ پوشی کی تو ایسے کا
خدا کے پھر وہ چاہے اسے معاف کرے چاہے
سزا دے تو ہم سب اس پر غیر صاحبِ بےعت کی

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض
کیا یا رسول اللہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون
سے فرمایا تیرا خدا کے لیے کسی کو شریک ٹھہرانا حالانکہ
اُس نے شک پیدا کیا ہے عرض کیا پھر کون (رسا
گناہ بڑا ہے) فرمایا تیرا الہی اولاد کو اس خوف سے
مار ڈالنا کہ (بڑی ہولناکی ہے ساتھ کھانے پینے)
میں شریک ہوگی عرض کیا پھر کون (رسا گناہ بڑا ہے)
فرمایا تیرا اپنے ہمسایے کی عورت سے زنا کرنا چنانچہ
خدا تعالیٰ نے ان باتوں کی تصدیق کے لیے یہ آیت
مازل کی والہین یعنی اور فضلے بخشنے کے خاص
بندے تو وہ ہیں) جو خدا کے ساتھ کسی اور کو جو کو
ٹھہریں اور منافق (زمانہ) کسی شخص کو جان سے نہ
ماریں کہ اُس کو خدا نے حرام کر رکھا ہے
اور نہ زمانہ کے شریک ہوں

(ترجمہ خلاصہ صورتاً) اور نہ ایک کام میں دین کے کرنے کا تم کو ہم (مٹھاری حکم عدولی کریں گی) راز شرطوں پر تم ان سے بیعت کے لیے
کر دو اور خلیفہ جناب میں ان کی سوخت و دعا کو نہ شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (فائدہ) یہ جو ایک عام اور معلوم ہوتا ہے جیسے ہمارے دل کھلی
ہے جب کہ اس طرح جان بوجھ کر یا جسے بدو عا میں کہتے ہیں کہ تیرے دیدوں اور غصوں کے آگے تو مصلحت ہے کہ جان بوجھ کر کوئی بہتان نہ بھڑکائے اور
ان کے ہاتھ پاؤں بچہ نہ ہوں نہ جھوٹ بناری ہیں ۱۱۳

<p>ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان علیہ ہو گا اس کے سر پر سائبان کی طرح ہو جائے پھر جب اس کی قینچ سے فاسخ ہوتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرِمَ مِنْهُ الْإِيمَانُ فَكَانَ قَوْزًا لِسَيْفِهِ كَالظِّلِّ فَإِذَا خَرِمَ مِنْ ذَلِكَ الْعَمَلِ رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ (ترمذی - ابوداؤد)</p>
<p>چوری</p>	
<p>ابو ہریرہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا چور کے پچھتے ہوئے کہ وہ ایک اندھا چڑا تھا اس کی شاہیں اس کی ہڈی کاٹنا چاہتا تھا اور ایک سی چڑا اس کی شاہیں اس کی ہڈی کاٹنا چاہتا تھا۔</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ بَسْرُفُ الْبَيْضَةِ فَمُقْطَعُ يَدِهِ وَيَسْرُفُ الْحَمَلِ فَمُقْطَعُ يَدِهِ. (صحیحین)</p>
<p>ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی جس وقت زنا کرتا ہوتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہوتا ہے مومن نہیں ہوتا۔</p>	<p>عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِنُ الزَّانِي حَتَّى يَزْنِيَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِفُ السَّارِقُ حَتَّى يَسْرِفَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ (بخاری)</p>
<p>و قتل و زنا میں عہد نہیں لی گئی ہیں ان میں چوری کا بھی مذکور ہے ہم نے طوالت کے خوف سے ان ہی دو حدیثوں پر بس کی اور انہیں مکرر بیان کرنا ضرر نہ سمجھا اور مومن نہ ہونے کا مطلب ہے کہ زانی بحالت ارتکاب زنا اور چور بحالت ارتکاب چوری مومن کامل نہیں رہتا یعنی اپنی دیر کے لیے پردہ غفلت ایمان کی روشنی کو اس قدر مٹا دے کہ وہ صند لگا کر دیہات سے گویا روشنی ہے ہی نہیں بھرا کر تو ایمان کی ایک کھجکھجی شعلہ بھی بجاتی ہے تو ارتکابِ جرم کے بعد اس کو بجھ جوتا اور وہ اپنے نہیں مٹات کہتا اور ہی ایمان کا لوٹ آتا ہے ۱۱ +</p>	

غَضَب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً
عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ حَرِيمًا ۖ وَمَنْ يَفْعَلْ
ذَلِكَ عُدُوَّ اللَّهِ وَأَطْلُمَ فَسُوفَ نُصْلِيهِ
نَارًا ۖ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

(السابع ۵ پارہ ۵)

مسلم نوانا ناق (ناروا) ایک دوسرے کے مال
خود بخود نہ کرے گا اور آپس کی رضامندی سے
خرید و فروخت ہو اور اس میں کچھ ہانڈ لگ جائے
تو وہ ناروا نہیں اور آپ اپنے نہیں ہاک نہ کرو
رقم سے یہ بات اس لیے کہی جاتی ہے کہ اللہ بخیر
حال ہر پرہیزگار ہے اولاً جو روزِ عظم سے ایسا
کام کرے کہ گشتی نپایا مال کھما جائے گا تو وہ اس
کو زیاست کے دن و فتح کی آگ میں رے جا کر
جھنکے گا جس کو اور یہ اندسے نزدیک (ایک) آسان ایسی

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ شَرًّا مِنَ
الْأَرْضِ ظَلَمَ فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ (مصحف)

نیک کے بیٹے سعید کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بلاشت بھر
زمین بھی دور و ظلم سے لے گا قیامت کے
دن اُس قطعہ زمین کو ساتویں زمین کی انتہا
سے کرطوق رہنا یا جائے گا اور اُس کی گروں میں
ڈالا جائے گا۔

عَنْ أَبِي حُرَيْرَةَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا لَا
تَظْلُوا أَلَا لَا يَحِلُّ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ بَطِئَ نَفْسِي مِنْهُ

الموتورہ نقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو!
خبردار غلام نہ کرو (اور) سُنو کسی شخص کا مال اس کی
نوشی اور ضماندی کے بغیر طلال نہیں۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ عُرْمَةَ وَالْعَفَاةِ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا

عمر و کے پیٹے لے غفاری کہتے ہیں کہ میں
ابھی لڑکا تھا

فلان اس سے بعض نے جو کشتی مراد لی ہے اور بعض نے نقل نفس جس کی منہ از قصاص ہے دوسرے کے لئے کہ اپنا ماں تانا اس سے فرما دیا ہے کہ تمام ہی آدم اہل احد کی مرع ہیں۔ نبی آدمی اعضائے بدن کو گزند کا دروازہ پیش نہ کیا جو ہرنہ پر جو عضو سے بدر و دور دو نگار و گوشت و عظام پر اور مضرتیں سمجھا ہے کہ اگر یہی شقت کا اختیار کرنا تو چوں کہ خیر فی الغالب الحلال ہو جیسے راس نہ ہاں شک ہے جو کسی سستی یا کیا کرتے ہیں اور بعض شقیات و سیاق کے لحاظ سے حقوق عباد کا مفاد بھی سمجھتے ہے لولا انکوا اولکم بدمکم بالباطل الباطل علیکم و اکثرتم و افقرکم بصیرتہم کہ اگر راستہ اختیار نہ کیا

اَرْنِي خُلُقَ الْاَنْصَارِ فَاَرْنِي فِي النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا غُلَامُ لِمَ تَرْنِي
الْخُلُقَ قُلْتُ اَكُلُ قَالَ فَلَا تَزِمُ وَكُلْ مَا
سَقَطَ مِنْ اَسْفَلِهِ ثُمَّ مَسَّ رَاسَهُ فَقَالَ
اللّٰهُمَّ اشْبِعْ بَطْنَهُ +
(ترمذی)

اور انصاری کچھوروں کے درختوں میں کھڑا ہوا
ماریا تھا پس ایک شخص جبکہ جناب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس سے گیا اپنے فرمایا اللہ کے رسول
کے درختوں پر چھڑکیوں پھینکنا ہے میں نے فرمایا
کچھوروں کے کھانے کے لیے فرمایا درختوں پر چھڑ
نہ پھینک اور پھل کھانا ہی چاہتا ہے تو درختوں کے
نیچے جو پھڑے پڑے ہیں وہ کھائے واپس پھڑکیا
صاحب میرے سر پر چھڑکیا فرمایا خداوند اس کا

ول اگر کھیت یا باغ کی کھدائی کی جاتی ہو تو گھر سے پڑے پھل کا بے اجازت مالک لینا بھی چہی ہے جہاں کی اور جن وقتوں کی حدیث ہے وہاں کھلیا
کا دستور نہ ہو گا ۱۱۲

رشوت

وَلَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ
تَذُوُّوا بِهَا اِلَى الْحُكَمَاءِ تَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ
الَّذِيْنَ يَالِيْكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (البقرہ ۲۳۶ پارہ ۲)

اور مسلمانوں! آپس میں باقی نہ لانا اور ایک دوسرے کے مال
خورد نہ کرو اور نہ مال کو حاکموں پاس درمائی پیدا کرنے کا ذوق
گرو اور لوگوں کے مال میں سے (فقو ظلمت جو کچھ رہا تھے
اس کو جان بوجھ کر باقی ہضم کر جاؤ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرٍّ عَنْ رِوَالٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّشْوَةَ وَالرِّشْوِيَّ +

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
رشوت دینے اور رشوت لینے والے دونوں کو لعنت کی ہے

وَرَفِيْ رُوَايَةٍ وَالرِّشْوَةُ بَيْنَهُمَا
الَّذِيْ يَشْتَرِيْ بَيْنَهُمَا

اور ایک روایت میں رسولوں آیا ہے اور ان میں سے کسی شخص کو بیعت
فرمائی جو رشوت دینے والے اور لینے والے میں دو گال جو تلو کو کم
بیش کر کے دونوں میں رشوت کا قمار اوٹھانا ہے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ قَوْمٍ
يُظَاهِرُوْنَ فِيْهِمْ الرِّبَا اِلَّا اُخْرِجُوا اِلَى السَّنَةِ وَمَا مِنْ
قَوْمٍ يُظَاهِرُوْنَ فِيْهِمُ الرِّشْوَةُ اِلَّا اُخْرِجُوا اِلَى الرَّعْبِ (مسلم)

عمر بن عاص کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس قوم میں بھی
زنا ظاہر شائع ہوتا ہے وہ ضرور سیکڑا قلعہ ہو جائے
اور جس قوم میں رشوت رواج پاتی ہے وہ دشمنوں
کی طرف سے تڑپ بہہ نہیں گرتا تھکتے ہیں

فل اس سے رشوت ملا ہے جوئی کا نام کر کے لیے رشوت خواہ کون کوی جاتی ہے ۱۱۲

قَدْ عَدُوْكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَخَرِيْرٌ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ يَكْفُرُ
وَابَيْنَهُمْ قِيَتَانِ قَدِيْدَةٌ مُّسْلِمَةٌ اِلَى
اَهْلِهَا وَخَرِيْرٌ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ
يَجِدْ فِصْيَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ
تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
وَمَنْ يَقْتُلْ مُّؤْمِنًا مُّتَعَجِّلُ الْفِتْنَةِ
جَهَنَّمُ حَالًا فِيْهَا وَعَظُمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَلَعْنَةُ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا

(النساء ع ۱۳ پارہ ۵)

جو تم مسلمانوں کے دشمن ہیں اور وہ خود مسلمان
ہو تو (رہے) ایک مسلمان برہہ آزاد کرنا ہوگا اور اگر
مقتول ان لوگوں میں کا جو جن میں اہل قہر میں
رہے (عہد و پیمان) ہے تو قاتل کو چاہیے کہ وہ قاتل
مقتول کو جو بپا پونچھائے اور اس کے عہد و پیمان
ایک مسلمان برہہ رہی آزاد کرے اور جس کی مسلمان
برہہ آزاد کرے (کا) مقدور نہ ہو تو گناہ و عین کے
روز سے کہے کہ تو یہ طریقہ اللہ کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے
اور اللہ سب کے حال سے) واقف (اور) اس کا نظام
رہا (پکا نظام) ہے اور جو مسلمان کو دیدہ و نشہ
مارنے لے تو اس کی سزا وہی ہے جس میں توہم
رہی ہے (یہ گناہ اور اس پر اللہ کا غضب نازل
ہوگا اور اس پر خلیک پھٹکا رہے گی اور اللہ سے
اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے اور

اور کسی کی جان کو جس کا مارنا اللہ سے حرام و
ہے ناقص قتل نہ کرنا اور جو شخص ظلم سے مار جائے
تو ہم نے اس کے ولی (وارث) کو (قاتل سے) قصاص
لینے کا اختیار دیا ہے تو اس کو چاہیے کہ خون لگا
بدلہ لینے میں زیادتی نہ کرے کیونکہ وہ بھی بدلتا ہے
میں بھی اس کی جیت ہے

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا
بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَجَعَلْنَا
لِرٰوْلِيْهِ سُلْطٰنًا فَلَا يَسْرِفُ فِي الْقَتْلِ اِنَّهٗ
كَانَ مَنصُوْبًا (بنی اسرائیل ع ۴۴ پارہ ۱۵)

وَلَا تَقْتُلُوا قَتْلَ اَرْدِیَّتِ کے متعلق آیت ہے (یہ وہ ہے ہم نے قاتلے اور میت کے متعلق قرآن کی
ایک آیت کے سوا اور کچھ نہیں لیا اور یہی اس ہے کہ لوگوں کو اس بات پر خبر نہ ہو جائے کہ قتل کے نزدیک نبیوں میں ترین جرم ہے ۱۲) مطلب یہ
ہے کہ مثلاً اگر کسی نے خال کو قتل کر لیا تو اس حدت میں خال کی جانب مطلوب تھی ورنہ خالہ مارا ہی کیوں جاتا اور قتل
آپا قصاص کہ تو خال کی جانب کو قتل نہ کرنا اور قاعدہ قصاص کے جاری کرنے سے اس کی
مدد کی تو وارثان خال کو داہی ہوسے پر قناعت کرنی چاہیے یہ بھی
واہی ہوا کہ ان کا کافی انتقام نہیں ۱۲

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ
وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ
بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ
يَلْقَ أَثَامًا يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ۚ إِلَّا مَنْ
تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ
يُمِدُّ اللَّهُ سَبِيلَهُمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ
اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۖ وَمَنْ تَارَعَ عَمَلًا
صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۚ

(نورۃ) (۶۶ پارہ)

اور اللہ کے رحمن کے خاص بندے تو وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی اور سرے سے جو کوہ پکاپیں اور نامی زنا و کسی شخص کو جان سے نہ ماریں کہ کفر کے خدانے حرام کر رکھا ہے اور نہ زنا کے مرتکب ہوں اور جو شرک اور گناہ مذکورہ بالا کرے گا وہ طہنے گناہ کا خمیازہ بھگنے کا کہ قیامت کے دن اُس کو دو ہزار عذاب دیا جائے گا شرک کا الگ اور دو ہزار گناہوں کا الگ ہر ذیل رفوچار اُسی حال میں ہمیشہ رہے گا مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ مٹا دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جس شخص توبہ کرے اور اُسکے بعد وہ نیک عمل بھی کرے تو وہ یقیناً میں خدا کی طرف رجوع کر لے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ بِإِشْرَافٍ بِاللَّهِ عَقُوقُ الْوَالِدَيْنِ قَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ

عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے گناہ یہ ہیں خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرانا، تباہی کی نافرمانی کرنا کسی شخص کو مار ڈالنا، بھولی قسم کھانا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُفَوِّتَاتِ فَأُولَٰئِكَ يَرْسُولُ اللَّهُ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكَ بِاللَّهِ وَالشُّعْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات تھمک گناہوں سے بچو (صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا چیزیں ہیں خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرانا ایک کسی ہمدرد کرنا دو۔ تاہی زنا و کسی شخص کو جان سے ملنا کہ اُس کو خدا نے حرام کر رکھا ہے تین۔

عہد میں غم سے کہتے ہیں جو وہی قسم جس سے کسی کا مال ضائع کر دیا جائے غم کے ٹوٹی سے ہیں تو بڑے کچھ بھولتی ہیں تو وہی گناہ ہیں جس پر آج میں ڈوبتی ہیں اس سے میں غم سے کہتے ہیں اس بات پر کہ کسی بات پر قسم کھانی کرے تو اس کو حکام قسم کے لیے خون یا فوجیوں یا لکھ کا بھرا ہوا ہالہ سامنے رکھتے اور قسم کھاتے پہلے میں نامہ ڈوبتے اس کا یہ مطلب ہے تاکہ جس بات پر ہم نے قسم کھانی ہے اس کے خلاف کسی کریں گی گے نہیں ۱۲۰

<p>تسو کھا ناجا پڑیم کمالی ہضم کرنا پانچ۔ نہ ہی لڑائی رہی جہاد میں پیچھے موڑ کر جگانا چھ پارسا مسلمان عورتوں کو جو بدکاری سے غافل ہیں۔ بدکاری کی تہمت لگانا سات</p>	<p>يَا حَيُّ وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ التَّوَرَىٰ يَوْمَ التَّرَحُّفِ قَدْ وَفَّيْنَاكَ الْمَوْثِقَاتِ الْغَفْلَاتِ ۝ (صحيح)</p>
<p>ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان دار اپنے دین کی طرف سے ہریشہ لسانی میں ہے گا تا وقتیکہ ناجائز اور حرام غول ریزی کا ٹکڑا نہ ہو</p>	<p>عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فِتْنَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَاحِرًا مَاجِرًا</p>
<p>عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں میں خون کے بائے میں فیصلہ کیا جائے گا</p>	<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقَضُّ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّقَاتِ</p>
<p>۱۔ باطل علیہ السلام کی زندگی میں کسی نہ کسی طرح میں گرجا و گرجہ جو زہری ہوا تو اللہ تعالیٰ حکم دین میں مبتلا ہے مصیبت ہو گیا ۲۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بائے میں پیش ہوگی تو دونوں حدیثوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ حقوق العباد میں سے پہلے پیش خون کی ہوگی اور حقوق العباد میں سے پہلے نماز کی غارتیہ تعارض ۱۲</p>	
<p style="text-align: center;">قصاص و غونہا</p>	
<p>مسلمانوں اور لوگوں تم میں مائے جہاں ان کے بائے میں تم کو جہاں کے بدلے جہاں کا حکم دیا جہاں ہے آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت و بچہ بچہ بچہ کو اس کے بھائی رطاب قصاص اسے کوئی نہ ہو (قصاص) معاف کر دیا جائے۔</p>	<p>بَلَاءُ الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ كَمَا كُتِبَ بِالْحَرْبِ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْأَنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ فَمَنْ عَفَىٰ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ</p>
<p>۱۔ عرب میں یہ دستور تھا کہ اگر لڑائی کسی ادنیٰ درجے کے آدمی کو ملو اہل تو اس سے قصاص نہ لیتے اور بڑا آدمی مارا جاتا تو ایک کے بدلے کئی کئی خون کر دیتے عرض قصاص میں نہ تو ایسی حدیث کا پاس کرتے تھے اسلام نے اس فرق برابری کو اٹھا دیا اور دونوں میں ہر باغی علیہ السلام مطابق ہے کہ کچھ ہی ہر قتال ہی کو قتل کیا جائے ۱۲</p>	

فَاتَّبِعُوا مَا لَكُمْ مِنَ الْغَنَىٰ وَأَدْعُوا الْبِرَّ
بِحَسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّدِّكُمْ
وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَلِكَ
فَعَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي
الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

(البقرہ ع ۲۲ پارہ ۲)

تو رہاں کے دے جو بہا اور ہا وارث (مقتول کی طرف
سے اسکا) مطالبہ دستور شرع کے مطابق اور قتال
کی طرف سے وارث مقتول کو خوش معاملگی کے حق
جو بہا کا ادا کر دینا یہ حکم جو بہا (قصاص) پر درکار کی
طرف سے (قصاص) حق ہیں آسانی اور مہربانی ہے پھر
اسکے بعد جو زیادتی کرے تو اس کے لیے عذاب و عذاب
ہے فل اور جملہ و اقصاص کے قاعدہ میں بھی تنگی
ہے اور اس غرض سے جاری کیا گیا ہے تاکہ تم خوف نری
(سے) باز رہو

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا
خَطَاً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَخُتِلَ
رَبِّهِ مُؤْمِنَةً وَدِيَّةً مُّسَلَّمَةً إِلَىٰ أَهْلِهِ
إِلَّا أَنْ تَصَدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنَ قَوْمٍ عَدُوٍّ
لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَخُتِلَ رِبِّهِ مُؤْمِنَةً
وَإِنْ كَانَ مِنَ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ
فَقُتِلَ مُّسَلَّمَةً إِلَىٰ أَهْلِهِ وَمَنْ يَسْرِقْ
ثَلَاثِينَ فَإِنْ تَابَ فَصِيَامٌ شَهْرَيْنِ
مُنْكَرَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا

تو کسی مسلمان کو رو انہیں کہ مسلمان کو جان سے مار ڈالے مگر
غلطی سے (مار ڈالنا ہو تو دوسری بات ہے) اور جو مسلمان غلطی
سے (بھی) مار ڈالے تو ایک مسلمان پر وہ آزاد کرے اور ارثان
مقتول کو جو بہا ہے (سوالگ) مگر یہ کہ (ارثان) مقتول (خون بہا)
معاف کریں پھر اگر مقتول (ان لوگوں میں) کا جو قوم مسلمانوں کے
دشمن ہیں اور وہ خود مسلمان ہو تو (ریش) ایک مسلمان پر وہ
آزاد کرنا ہوگا اور اگر مقتول (ان لوگوں میں) کا جو جن ہیں اور
قوم میں صلح کا عہد (دشمنانہ) ہے تو قتال کو چاہیے کہ (ارثان) مقتول
کو جو بہا نہ چاہئے اور اس کے علاوہ ایک مسلمان پر وہ بھی
آزاد کرے اور جس کو مسلمان پر وہ آزاد کرنے کا مقدمہ نہ ہو تو (ارثان)
دو مہینے کے روزے رکھنے کو یہ کا یہ طریقہ (الصدقہ) کا بھی لایا ہوا ہے
اور (الصدقہ) کے حال سے (واقف) ہے (اور اس کا اہتمام (ریش)
پکا (انتظام) ہے۔

فل میں تو جن کا بدلہ دینا ہے جس کو قصاص کہتے ہیں اور یہ حق ہے (ارثان) مقتول کا لیکن اگر (ارثان) مقتول جن سے مذکور کریں اور قتال کی
جان لینا چاہیں یا ان میں اختلاف ہو جس قصاص چاہیں اور جن میں دیشمنی نہیں ہو پھر چاہے کہ (ارثان) مقتول
شہر از جنہ دے اس کے لوگوں میں مضامینہ نکول اور لینے والے اس کے مطالبہ میں سے جانتی نہ کریں ۱۱ فل قصاص میں زندگی جو منے کا یہ طریقہ
کو اس سے جانوں کی حفاظت ہے کہ قصاص کے ڈر سے لوگ خوف نری سے باز رہیں گے ۱۲

<p>وَكُنْبَنَا عَلَيْهِمْ فَمِنْ هَٰؤُلَاءِ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفُ بِالْأَنفِ وَالْأَذُنُ بِالْأَذُنِ وَاللِّسَنُ بِاللِّسَنِ وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَجْعَلْ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ</p>	<p>اور ہم نے کثرت میں یہود کو تحریری حکم دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ایسے ہی ختم ہوجو مظلوم بدلہ صاف کرے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا اور جو خدا کی اتاری ہوئی کتاب کے مطابق حکم دے تو وہی لوگ بے انصاف ہیں</p>
<p>ف پچھلے کو حکم کی شان نزول ایک زمانہ کا مقدمہ تھا جو یہودیوں میں ہوا تھا اور مجرم قوت دار لوگ تھے اور وہ اپنے حکم گساری میں خلاف حکم قوت ان کی رعایت کرنی چاہتے تھے اور ان آیتوں میں قصاص کا حکم ہے اور یہ حکم بھی عام ہے کہ قصاص ہر شخص پر پالی نظر اس کے کہ مجرم کتنے ہوا کس دے گا جس کو نہ دے گا اسی طرح حکم گساری بھی عام تھا کہ جو دین تمام احکام میں دنیاوی ملٹ کو نقل دیتے تھے ۱۲</p>	<p>اور یہ حکم گساری میں ہوا تھا اور مجرم قوت دار لوگ تھے اور وہ اپنے حکم گساری میں خلاف حکم قوت ان کی رعایت کرنی چاہتے تھے اور ان آیتوں میں قصاص کا حکم ہے اور یہ حکم بھی عام ہے کہ قصاص ہر شخص پر پالی نظر اس کے کہ مجرم کتنے ہوا کس دے گا جس کو نہ دے گا اسی طرح حکم گساری بھی عام تھا کہ جو دین تمام احکام میں دنیاوی ملٹ کو نقل دیتے تھے ۱۲</p>
<h2>تفسیر و حدود</h2>	
<p>وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (المائدہ ع ۶ بارہ ۶)</p>	<p>اور مسلمانو! مرد چوری کرے تو اور عورت چوری کرے تو ان کے دائیں اور بائیں ہاتھ کے بدلے میں (دبا) آسمان دو دنوں کے ہونے ہاتھ کاٹ ڈالو (یہ تفسیر ان کے حق میں انصاف کی طرف) سے قرار پائی ہے اور اس پر دست اور تطای مصلحتوں) واقف ہوں</p>
<p>الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْ بَهُمَا رَافَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْشَهِدَ عَلَيْهِمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ</p>	<p>عورت اور مرد زانیہ تو ان دونوں میں سے ایک کو کو سو روٹے مارو اور اگر اس عورت اور مرد زانیہ کا تین رکھتے ہو تو اس کے حکم کی تعمیل میں تم کو ان کے حال پر کسی طرح کا تیس دین گیر نہ ہو اور زانیہ ان کے سزا دینے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت ان کی غیبت کے لیے موجود ہے</p>
<p>وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَا يَأْتُوا بِالنَّبَةِ شَهَادَةٍ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً</p>	<p>اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زانیہ گھمٹ لگائیں اور چار گواہ نہ لاسکیں تو ان کو بھی سزا دے</p>
<p>ف دے ہاتھ کی قید جو دے دے ادا دیتے سے لی ہے ۱۲ ملے دے میں کوڑا چاکیں پیرسہ داخل ہیں ۱۲</p>	<p>ف دے ہاتھ کی قید جو دے دے ادا دیتے سے لی ہے ۱۲ ملے دے میں کوڑا چاکیں پیرسہ داخل ہیں ۱۲</p>

<p>اور آئندہ کبھی اُن کی گواہی قبول نہ کرو اور لوگ خود ہیکار ہیں مگر جنہوں نے ایسا کیے پیچھے توبہ کی اور اپنی عادت درست کر لی تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔</p>	<p>وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ مَبَادِئَ أَيْدِيهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۚ أَلَا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (نور ۱۸)</p>
<p>حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے اور درست دین کے ساتھ بھیجا اور اُن پر کتاب نازل فرمائی اور ایت بجز بھی با نازل الدین سے بھی راسی واسطی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز کیا اور پیغمبر صاحب کے بعد ہم نے بجز کیا۔ رحمہم اللہ کی کتاب میں موجود ہے (اور اُن مروجوں اور عورتوں پر نابت ہے جو بیابہ ہو کر زنا کریں جب کہ گواہ دگواہی دینے لکھڑے ہوں یا عورت کو حل ہو یا اقرار۔</p>	<p>عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنْ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ كَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ الرَّحْمَ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمُوا بَعْدَهُ وَالرَّحْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ دَنَى إِذَا أَحْصَيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبْلُ وَإِلَّا عِتْرَافٌ</p>
<p>فل جرم تہمت نامق کی ناپسندیدگی ظاہر کرنے کے لیے ایسا فرمادیا کہ وہی خود بدکاریں یعنی جیسے بکاری جرم ہے ویسے ہی نامق کی تہمت بھی جرم ہے نامق کی تہمت لگانے سے آدمی جلتا تہمت کے دائرے سے خارج اور بے آبرو ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اُس کی گواہی بھی مقبول نہ ہو۔</p> <p>مِنْ الْمُتَرَجِمِ یہ دوسرا مترجم ہے جو ایک کتاب متعلق ہو گیا ہے اور نہیں ہوا تو ختم ہونے تک ہو جائے گا اس کو قانون الہی سمجھو جس کی غرض و لغات یہ ہے حفظ اُمن و عافیت۔ اُمن و عافیت کے لحاظ سے بندوں کے حقوق چار طرح کے ہیں۔ حقوق متعلقہ جسم حقوق متعلقہ جان۔ حقوق متعلقہ مال۔ حقوق متعلقہ عافیت۔ اُمن و عافیت کے قائم رکھنے کے لیے ہم مسلمان ہستہیں ایک جہت دوہرے دوہرے انتظام ہیں قانون سلطنت اور قانون شریعت۔ ہم شروع کتاب میں کسی جگہ دونوں قانونوں کا فرق بتا چکے ہیں۔ بقدر تعلق حقوق العباد قانون شریعت ہمارا دستور العمل ہے اور بقدر تعلق حقوق العباد قانون سلطنت۔ ہماری اپنی سلطنت کے زبانی ہیں ایک قانون شریعت ہمارے لیے ہے کتا تھا کہ وہی حقوق العباد و حقوق العباد دونوں میں ہمارا راہ نامقا۔ اب ہندوستان کا قانون سلطنت بقدر تعلق حقوق العباد قانون شریعت سے بدلا ہوا ہے اور چاروں ماچار ہم کو اسی کی اطاعت اور تعمیل کرنی پڑتی ہے۔ یعنی بقدر تعلق حقوق العباد قانون سلطنت ہی ہمارا قانون شریعت ہے۔ اس رُوسے چاہتے تھے کہ ہم حقوق العباد کے جتنے ہیں مجموعہ تعزیرات اور مجموعہ ضوابط و جاری اور مجموعہ ضوابط و دیوانی اور قانون شہادت وغیرہ وغیرہ تمام مگر نیری قوانین نافذ الوقت کا پورا نقل کر دیتے۔ مگر ہم نے ایسا نہیں کیا اور نہ ایسا کرنا منظور تھا۔ ہم نہیں چاہتے کہ مسلمان قانون سلطنت کے دباؤ سے اُمن و عافیت کے ساتھ زندگی کریں نہیں بلکہ اسلامی شریعت کے حکم سے بے شک قانون سلطنت قانون شریعت سے</p>	

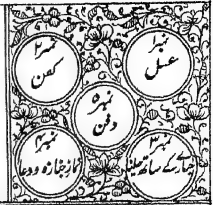
مختلف ہے مگر اختلافِ فروعی ہے اصول و دونوں کے متحد ہیں۔ قانونِ سلطنتِ امن و عاقبت چاہتا ہے اور
 یہی عین منشأ قانونِ شریعت کا ہے مثلاً قانونِ سلطنت چکر کو بہید اور قید اور جرمانے کی سزا دیتا ہے تاکہ وہ
 کو عبرت اور چوری کا انسداد ہو۔ قانونِ شریعت چور کا ہاتھ کاٹنے کو کہتا ہے۔ عبرت اور چوری کا انسداد چوروں
 کا ایک۔ قانونِ تعزیرات ہند اٹھا کر دیکھو چور کی سزائیں برس یا جرمانہ یا دونوں۔ تو یہ منتہائے سزا ہے چوری
 پیسے کی۔ چوری سوچے کی چوری تو کچھ عری لالچ کیلئے چوری میں بڑی سزا دی جاتی ہے۔ نہیں۔ تعین سزا
 کام ہے مجسٹریٹ کا اسی طرح کیا قانونِ شریعت کی رُو سے ہر ایک چور کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں
 نہیں۔ بقول امام ابوحنیفہ دس درم یعنی چار سے کم ہیں اور بقول امام شافعی تین درم یعنی چار سے کم
 میں قطع یہ نہیں بلکہ صرف تعزیر تو جہلانی نوعیت سزا بدل سکتا ہے تو مجسٹریٹ کو نوعیت سزا
 بدلنے کا اختیار کیوں نہ ہو۔ پس حقوق العباد میں جس معاملے کے متعلق نوعیت
 سزا یا مقدار سزا کی صراحت ہو اس پر نظر نہ کر و صرف اتنی بات
 دیکھ لو کہ فعل ممنوع شرعی ہے اور نوعیت سزا اور
 تعین سزا یا سزا یا حکم چاہے قاضی
 ہو یا مجسٹریٹ یا جج *

* * *

ۛ

حقوق میت

غسل



عَنْ أُورَعِيَّةَ قَالَتْ خَلَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخُنُ الْغُسْلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ غَسِلْنَاهَا ثَلَاثًا وَخَمْسًا أَوْ أَلْفَ زَوْجٍ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَ ذَلِكَ بِهَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْلَنَ فِي الْأَخِرَةِ كَأَفْوَزٍ أَوْ شَيْئًا مِّنْ كَأَفْوَزٍ فَإِذَا فَرَعْتُنْ فَإِذْنِي فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ اشْعُرِي نَهَايَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ غَسِلْنَاهَا وَثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا وَابْدَأْ بِمِائِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا وَقَالَتْ فَضَهَّرْنَا شَعْرَهَا.

ام علیہ (انصاریہ جو ایک بڑی صحابیہ ہیں) کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پاس تشریف لائے اور ہم آپ کی صاحبزادی زینب کو ان کے سرے پیچھے بٹھا رہے تھے پیغمبر نے فرمایا کہ زینب کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا اس سے زیادہ اگر زیادہ کی ضرورت دیکھو پانی اور سر کے پتوں بٹھاؤ اور پچھلے ہر تہ کے غسل میں گھونکا استعمال کرو یا فرمایا سو سے گھونکا استعمال کرو اور بٹھانے سے پہلے ہوجاؤ تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ ہم فارغ ہوئے تو پیغمبر صاحب کو اطلاع دی آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند پھینک کر فرمایا کہ زینب کب اس میں بیٹھ دو اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ زینب کو طاق یعنی تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ نہلاؤ اور دائیں طرف کے اعضا اور ان میں سے بھی اعضا و عضو سے دھونا شروع کرو ام علیہ کہتی ہیں پھر ہم نے زینب کے سر کاؤں

عہ غسل میت کے فرض ہونے پر اجماع امت ہمارے ہر چاہے اور اس کی غسل میت کا حق ہے اور اس کا فرض کفایہ کہ کس کا کفایہ ہے ۱۱
۱۲ جس طرح آڑے اور صابون سے غسل کرنا ہے اسی طرح میری کے پتوں سے ۱۲

۱۳ چونکہ میت کی لاش میں ایک طرح کی بے سادہ سی پیدا ہوجاتی ہے اس سے کافور کے استعمال کا حکم دیا گیا ۱۳ طاق کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ آپؐ تھوڑے تھوڑے کو بہت پسند کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے ان بعد از زینب الیٰ الیٰ اور اس کی وجہ سے تو کعبہ و مسجد و غیرہ میں طاق کی رعایت کرتے تھے ۱۴
۱۵ کہہ کر دلائل کو بائیں پر فصلیہ ۱۵

<p>ثَلَاثَةٌ قُرُونٌ فَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا (صحیحین)</p>	<p>تین مینڈھیں سال گوندھ کر انھیں ٹھیک کے پیچھے ڈال دیا</p>
<p>من المتزجج منقش کتا بوں میں لکھا ہے کہ میت کو غسل دینے کے وقت اس بات کی زیادہ احتیاط کیجیے کہ اس کا سر ٹھکانے نہ پائے۔ سر پر ایک گاٹھا کپڑا ڈال دیں اور اس طرح غسل دینا شروع کریں کہ پہلے مہانے کے ساتھ ہمارت کریں۔ پھر ٹکلی اور ناک میں پانی دینے کے علاوہ بالکل فیسہائی وضو کر لیں جیسا نماز کے لیے کرایا جاتا ہے۔ اس کے بعد خطی یا صابون سے سر کے بال اور ڈاڑھی دھوئیں اور بائیں کروٹ پر لٹا کر سیدھی طرف کا سارا جسم دھوئیں اور ایک ایک عضو کو تین تین یا پانچ پانچ یا سات سات دفعہ دھوئیں۔ پانی میں بری یا کسی اور خوشبودار دھرت کے پتے یا پھول ڈالیں۔ اور سب میں پیچھے وہ پانی بہا لیں جس میں کافر کی آئینہ نش ہو۔ عورت کے بالوں کے تین حصے کریں اور تین مینڈھیاں گوندھ کر چھ پر ڈال دیں غسل کے بعد میت کے ماضیہ و کافریہ کا فوٹ لیں۔ جہت کے نہانے والے کو غسل اور اٹھانے والے کو وضو کرنا مستحب ہے۔ شوہر یا بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی بیوی فاطمہ کو اور بی بی اسماء نے اپنے شوہر حضرت ابوبکر صدیق کو غسل دیا ۱۲</p>	

کفن

<p>عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنْ فِي ثَلَاثَةِ أَكْوَابٍ مَاءٍ بَيْضٍ سَوِيٍّ مَنْ كَرِهَ سِيفَ لَيْسَرٍ فِيهَا قَبِيضٌ وَلَا عِمَامَةٌ (صحیحین)</p>	<p>آئم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سفید و صاف ہونے کی پشروں میں جو رُونی کے تھے نہانے گئے۔ جن میں نہ کر تہ نہانہ پگڑی۔</p>
<p>عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُفِّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفْنَهُ (مسلم)</p>	<p>حضرت جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن کرنے کے لئے وعمرہ اور چھپا کفن دے۔</p>
<p>عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوهُمُ امَّا مَوْتَاكُمْ</p>	<p>ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنو کیونکہ یہ تمہارے سب کپڑوں میں بہتر ہیں اور ان ہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو نہانا</p>

<p>اور نکھائے سب سرموں میں بہتر سرمرٹا ہے کیونکہ وہ ہلکوں کے بال اگانا اور بینائی روشن کرتا ہے</p>	<p>وَمِنْ خَيْرِ الْحَلِكَةِ الْإِسْلَامُ فَإِنَّكَ يَنْتُ الشَّعْرُ وَيَحْلُو الْبَصَرُ * (ترمذی - ابن ماجہ)</p>
<p>ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جب اُن کے انتقال کا وقت قریب آگیا تو (گھر والوں سے) منے کپڑے مانگ کر پہنے پھر کہا میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرط سنسہ کہ میت اپنے اُن ہی کپڑوں میں (رقیامت کے روز) اٹھایا جائے گا جن میں وہ مرتا ہے</p>	<p>عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بَنِيَّابَ جَدَّ فَاكْبَسَهَا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا نُتِيَتْ يَبْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي يَمُوتُ فِيهَا * (ابوداؤد)</p>
<p>مسلمان جو شہر اجساد کا قائل ہے وہ تو اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں کر سکتا بلکہ قادیان علی ان نسوی (مسلمہ لائبریری)</p>	
<p>ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء اور کربے کے میں حکم فرمایا کہ اُن کے کپڑے کھینچ کر لایا جیسی ہتھیار اور چڑھ کے ساند سامان آٹا ریے جائیں اور اُن کو اُن ہی کے ٹخنوں اور کپڑوں میں دفن کر دیا جائے</p>	<p>عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلِي أَحَدَانِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا الْحَدِيدَ وَالْجُلُودَ وَأَنْ يَدْفَنُوا فِي ثِيَابِهِمْ وَنِيَابِهِمْ * (ابوداؤد - ابن ماجہ)</p>
<p>عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ ایک شخص جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اتفاقاً چلتے چلتے اونٹنی پستے گرا اور گردن ٹوٹ کر مر گیا اور شخص رنج و غم سے کراہا کہ اہرام باندھے ہوئے تھا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اُس پانی سے نہلاؤ جس میں میری کپڑے تھے</p>	<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ</p>

معاشرہ کلمہ کا ترجمہ ہے جسے سرکہ ہے اور وہ بھی معمولی سرکہ ہے جو ہلکے ہاتھ سے لیا جاتا ہے ۱۲

<p>اور اسی کے دو کپڑوں میں اسے کفننا دو اور اس کے خوشبو نہ ملو نہ اس کے سر کو ڈھکو کیونکہ یہ قیامت کے روز تئیک کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔</p>	<p>وَلَقَدْ نُوِّدُ فِي نُفُوسِهِمْ وَلَا مَسْوَةَ يُطِيبُ وَلَا لَا تَخْشَرُ وَاَرَأَيْتُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَلِيًّا (صحیحین)</p>
<p>من المزمع۔ مرنے والے کی قبروں یعنی دو چادروں اور ایک کفن میں کفننا چاہیے جیسے ہی ہشستر ہوں اور تین کپڑے بہم نہ پونج سکیں تو دو یا ایک ہی کفایت کرتا ہے۔ سورتوں کو چاہئیں تو پانچ کپڑے ایک روال جس سے پورا سر لپٹ سکے ایک منہ بند جو کفن کی نیچے رکھ کر سینے سے گھٹنوں تک لپیٹ دیا جاتا ہے دو چادریں ایک کفن کی مگر پانچ کپڑے بیستر نہ ہوں تو جس قدر کفن درست ہیں۔ پانچ سے زیادہ درست نہیں جو لوگ جہاد میں شہید ہوں اُن کا حکم حدیث عبداللہ بن عباس میں مذکور ہو چکا مگر ان کے علاوہ آؤ تمام شہیدوں کو جو خوب کمر گئے ہوں یا اجل کر یا قویب کر یا دستوں کی بیماری میں یا کسی اور طرح سے گئیں عقل و بیانتے کپڑوں میں کفننا تا نماز پڑھنا سب کچھ چاہیے میت کو تا بمقدور چھاپڑاویں لیکن اگر ان قیمت اور ناشروع کپڑے میں کفننا درست نہیں۔</p>	<p>عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسرعوا بالجنازۃ فان تک صلاۃ فیکفر تقدر مولا الینہ ان تک سوی ذلک فشر تضعونہ عن رقابکم (صحیحین)</p>

خزانے کے ساتھ چلنا

<p>ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازے کو قبر کی طرف لے جانے میں جلدی کرو کہ وہ اگر وہ نیکو کار ہے تو قبر اُس کے لیے ایک آراستہ گاہ ہے جس میں تم اُسے جلد پونچا دیتے ہو اور اگر ایسا نہیں ہو تو وہ خود ایک عیسیت ہے جس کو تم اپنے سروں کا تار کرنا لے دیتے ہو</p>	<p>عن ابی سعید کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ تیار ہو کر رکھ دیا جائے تو لوگ لے اپنے مندرجہ ہر اٹھالیں و</p>
<p>عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعت الجنازۃ فلتحملھا الرجال علی اعناقہم (بخاری)</p>	<p>عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعت الجنازۃ فلتحملھا الرجال علی اعناقہم (بخاری)</p>

و اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ یہ سورتوں کو گاڑیوں پر لے جاتے ہیں یہ اسلامی طریقہ نہیں ہے اور اس سے بہتر
مُرسے کی ٹوہین ہوتی ہے ۱۲

<p>عَنْ ابْنِ مَرْبُوتَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَعَّ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ فَضَّلَ مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا (ترمذی)</p> <p>عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ سَعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا رُكِبَ سِيرٌ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَلَمْ يَلْبَسْ يَمْسُهُ خَلْفَهَا وَامَامُهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا وَبَيْنَ يَمِينِهَا</p>	<p>ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے کے پیچھے چلا اور اُسے تین دفعہ کندھا سے لیا اُس نے حق میت جو اُس پر تھا ادا کر دیا۔</p> <p>مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار جنازے کے پیچھے چلیں اور باپا پیادہ آگے پیچھے اور دائیں بائیں جنازے کے پاس چلیں</p>
<p>ول جنازے کے ساتھ چلنے کا وقت وہ میت تیری عبرت کامل ہے اس عمل پر سوار ہو کر چلنا خلاف عبت ہے اور اگر کوئی شخص مجبوری سوار ہی ہو کر چلے تو کم سے کم اتنا تو ضرور چاہیے کہ جنازے کے پیچھے پیچھے چلے ۱۲۰</p>	<p>ول جنازہ وودعا</p>
<p>عَنْ ابْنِ مَرْبُوتَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتُمْ الْمَيِّتَ فَالْخِلْعَتَانِ اللَّذَتَانِ (ابوداؤد ابن ماجہ)</p> <p>عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَمِ قَالَ صَلَّى رِبْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَمَعْنَتُهُ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنْ فَلَانَ بَنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلٍ حَمَلَكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ</p>	<p>ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو! جب تم میت کی نماز پڑھ چکو تو خلوص دل سے اُس کے لیے دعا مانگو۔</p> <p>آنحضرت کے بیٹے وائلہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے ایک شخص (کے جنازے پر ہمارے ساتھ نماز پڑھی تو میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اہیٰ مفلان کا بیٹا فلان میرا مان اور تیری پستہ میں ہے تو تو اُسے قبر کے فتنے اور دوزخ کے عذاب سے بچائے اور تو عسک کا پورا کرنے والا اور حق وعدل کا پاس دار ہے۔</p>

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ
الرَّحِيمُ + (ابو داؤد - ابن ماجہ)

اَللّٰہی اے بخشش کرنے والے اور اے ہر قسم کے سبکدوش کرنے والے
تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

دشمن

وَأَنزَلَ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنِي آدَمَ بِالْحَقِّ مَرَدُّ
قَرَبًا قَرَبًا نَأْفَقُفِيلَ مِنْ أَحَدِهَا وَلَمْ
يَتَقَبَّلْ مِنَ الْآخِرَةِ قَالَ لَا قَتَلْتَنِي قَالَا
إِنَّمَا يَنْتَقِبِلُ اللَّهُ مِنْ الْمُتَقِينَ ۝ لَيْنَ
بَسَطَتْ إِلَى يَدِ لَيْسَ لَتَقْتُلُنِي مَا أَتَى لَهَا سَبِيحُ
يَدِي لَيْسَ لَكَ قَتْلَكَ وَرَأَيْتُ أَخَا لَكَ
رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَأَيْتُ أَرِيدُ أَنْ تَبْعُوا
بِدَارِي وَرِثَمَكَ فَتَكُونُ مِنْ أَصْحَابِ
النَّارِ وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ فَطَوَّعَتْ
لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ
مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا
يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيَرْبِيَهُ
كَيْفَ يُوَارِي
سَوَاءَ آخِيهِ

اور ان پر بھیجا کہ اب آدم کے دو بیٹوں کا
اور قابیل کے واقعی حالات پتہ کرنا کہ جب
دونوں نے زنا کی جناب میں انبیازیں چڑھائیں
کہ ان میں سے ایک یعنی قابیل کی قبول ہوئی
اور دوسرے یعنی قاتیل کی قبول نہ ہوئی تو قاتیل
ماتے حسد کے بھائی سے، لگا کہنے کہ میں ضرور تم کو
قتل کر کے رہو گا اُس نے جواب دیا کہ اسے تو صرف
پرہیزگاروں کی (انیازیں) قبول کرنا ہوتا اگر
میرے قتل کرنے کے ارادے سے تو مجھ پر اپنا
ہاتھ چلائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے تجھ
پر اپنا ہاتھ چلاؤں گا وانا نہیں کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ
سے ڈرتا ہوں میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قاتیل
ہو تو تیری ہی طرف سے ہو اور تو میرا اور اپنا
دو دونوں کا گناہ سہیشے اور دونوں میں راجع
شامل ہو اور ظالموں کی بھی سزا ہے اس پر
بھی اُس کے یعنی قابیل کے نفس نے اُس کو
لپٹنے بھائی کے مار ڈالنے پر آمادہ کیا چنانچہ
آخر کار اُس کو مار ڈالا اور راپ ہی اُگلے میں
اُگیا اس کے بعد اس نے ایک کو اسیجاؤ میں
کو کر دینے لگا کہ اُس کو یعنی قابیل کو بھگتا
کہ اُسے لپٹنے بھائی کی فضا ہے یعنی اُس کی لاش کو

کہ اُسے لپٹنے بھائی کی فضا ہے یعنی اُس کی لاش کو

فل اس سے اہل کی یہ غرض نہ تھی کہ میں پہنچاؤں بلکہ یہ بتانا مسعود تھا کہ تمہاری ناز و قبول نہیں ہوئی تو اس میں یہ کوئی قصور نہیں بلکہ
تمہاری سے پہنچاؤ کی کے خلاف کوئی بات مرزا ہوئی ہوگی جس کی وجہ سے تمہاری یاد دہانی قبول نہیں کی ۱۳ +

<p>بول شامائے میری شامت کیا میں رائیسا کیا گزار ہوا گذلایا سراسر کوسے ہی بجایا رہو شایاں ہوا تو اپنے بھائی کی فضا نے یعنی لاش کو چھپا دینا الغرض پہنے کیے سے بہت ہی ہشمان ہوا اٹ</p>	<p>قَالَ يُولِيكَتِي اَنْجَحْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هَذَا الْغَرَابِ كَاَوْارِي سَوَاةَ اَنْجِي فَاصْبِرْ مَنْ الشَّدِيدِينَ ۝ (الباقہ ع ۵ پارہ ۶)</p>
<p>سعد بن ابی وقاص کے بیٹے عامر کہتے ہیں کہ میرے باپ سعد بن ابی وقاص نے مرض الموت میں کہا کہ میرے دفن کے لیے محمد بننا اور مجھ پر تجھے اینٹیں کھڑی کر دینا جیسا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا تھا۔</p>	<p>عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ ابْنِي وَقَاصٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ ابْنِي وَقَاصٍ قَالَ فِي الْمَرَضِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ الْحَدَّوَالِي لِحَدَّوَا اَنْصَبُوا عَلَيَّ الدِّينَ نَصْبًا كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ (مسلم)</p>
<p>سفیان ثمار (تاہی) سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو بچھا کہ اونٹ کے کڑیاں جیسی بنی ہوئی (یعنی بچھ میں سے اٹھی ہوئی) ہے۔</p>	<p>عَنْ سُفْيَانَ الثَّمَارِ اَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْمُومًا ۝ (بخاری)</p>
<p>زبیر کے بیٹے عروہ سے روایت ہے کہ مدینے میں دو شخص قبر کھودنے کا کام کرتے تھے ان میں سے ایک تو نبلی کھودتا تھا اور دوسرا سیدھا گڑھا کھودتا تھا پیغمبر کا انتقال ہوا تو صحابہ کرام کی کہ ابن دونوں شخصوں میں سے جو پہلے آجائے وہی اپنا عمل کرے چنانچہ جو شخص پہلے آیا وہ تھا جو نبلی کھودتا تھا تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نبلی کھودی گئی۔</p>	<p>عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ لِلْمَدِينَةِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوا لَيْسَ بَيْنَهُمَا جَاءٌ أَوْ لَا عَمَلُهُ فَبَاءَ الَّذِي يَلْحَدُ فَلِحَدِّهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ (مشکوٰۃ)</p>
<p>فل ہائیل اور تاہیل آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ تھوڑے کھیتی کرتے باہل بکریاں پاستے دونوں نے خدا کی نیا کی قبیل نے مال روی نیاز میں رکھا اور تاہیل نے بہتر سے بہتر بکری جو اس کے رہے تھیں تھی قبیل کی نیاز مانگو ہوئی۔ اور وہ مانگو ہوئے کے قابل تھی اور باہل کی نیاز قبول ہوئی تھی اس وقت کے دستور کے مطابق آسمان سے آگ اگر اس کو بخا گئی۔ قبیل نے غصے میں آگے اس کے بھائی کو مارا ڈالا اور اس کی لاش کو لے لائے پھر ان کو کہہ پہلی موت تھی جو زمین پر واقع ہوئی اور اس کو تے سے دفن کرنا چھوڑا اور اس کو پہلی حالت پر ستر سج ہوا ۱۲۰ عہ لہذا اس شکاف کو کہتے ہیں جو قبر میں قبیل کے طرف کو کھودا جاتا ہے اور اسے پہلی بولی میں جانی کہتے ہیں ۱۲۰</p>	

<p>ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (تسبیر میں) اُتارتے وقت اس کی طرف سے داخل کیے گئے۔</p>	<p>عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَبْلِ النَّسَاءِ (مشکوۃ)</p>
<p>ابن عمر روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسے کو قبر میں اُتاتے وقت فرمایا کرتے تھے لَئِمَّا دَخَلَ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى صَلَاتِ رَسُولِ اللَّهِ</p>	<p>عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتَ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى صَلَاتِ رَسُولِ اللَّهِ</p>
<p>امام عقیل اپنے والد امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسے پر (اُس کے دفن ہوئے) پچھے، دونوں ہاتھوں کو ملا کر (نبی کی ہاتھیں پھیل ڈالا کرتے تھے) اور آپ اپنے فرزند ابراہیم کی قبر پر اپنی چھڑکا اور اُس پر کشتیاں کیں</p>	<p>عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عَلَى الْمَيِّتِ ثَلَاثَ حَتَايَاتٍ يَمِידِيهِ جَمِيعًا وَأَنَّهُ رَشَّ عَلَى قَبْرِ ابْنِهِ اِبْرَاهِيمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبًا</p>
<p>ابو الہیاج اسدی کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تجھے اس امر کی تعمیل کے لیے نہیں بھیجوں جس کی تعمیل کے لیے مجھے جانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا یہ کہ کو کسی تصویر کو سب سے میٹھائے کہ چھوڑ دے اور نہ کسی اونچی قبر کو بے زمین کے برابر کیے رہیوں</p>	<p>عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَا تَدْعُ بِمَدَا لَا لَا لَاطَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مَشْرُفًا إِلَّا اسْوَيْتَهُ (مسلم)</p>
<p>حجابر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے گچ کرنے</p>	<p>عَنْ حِجَابٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَجْتَمِعُ الْقَبْرُ</p>
<p>فل یہ سب کچھ قبر پرستی کے اسرار کے لیے تھا کہ جب لوگوں سے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو مسلمانوں میں قبر پرستی کا جو حقیقت ایک طرح کی بہت پرستی جو عام غرض پیش کیا اچال یہ کہ بزرگوں کے فراموشی خان وار بنائے جائے ہیں اور کلمہ کھلا ان فراموشی کی پرستش ہوتی ہے ۱۲ +</p> <p>سہ یعنی خدا کے نام سے اور خدا کی مشرت کی توفیق کے ساتھ اور خدا کے رسول کے مذہب پر ہم نے قبر میں آگائے ہیں ۱۲</p>	

عَنْ قَسْمٍ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَرَقَبَ الْبَوَائِيهِ أَوْ أَحْدَلَهَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَلَيْتَ بَرًّا (مشکوۃ)

محمد بن النعمان کہتے ہیں کہ جناب نبی خدا صلی علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو اپنے نال باپ کی یا ان میں سے ایک کے قبے کی زیارت کرے گا وہ بخش دیا جائے گا اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے والوں کے زمرے میں گنا جائے گا

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَجَّتْ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتُوبُ كَرَارًا وَتُغْفِرُ لِي وَأَقُولُ إِنَّهَا هُوَ رَوْحِي وَإِنِّي فَلَتًا أَدْفَنُ عَمْرًا قَوْلًا مَا دَخَلَنِي إِلَّا وَأَنَا مُشَلَّوْدٌ عَلَى ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ (مشکوۃ)

آئم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنے گھر سے جہاں جناب رسول خدا صلی علیہ وسلم اور ابو بکر مدفون تھے بے چادر اور سے جاتی تھی او (اپنے دل میں) کہتی تھی کہ یہ کوئی عیتر تو نہیں میرے سمہر رہے ہیں اب ہیں لیکن جب حضرت عمرو بن مدفون تھے تو خدا کی قسم میں اس میں گھس جاتا کہ بھی بھی گئی اس حال میں گئی کہ مجھ پر میرے کپڑے بندھے ہوئے ہوتے تھے یہ کہتے تھے عمر سے شرم آتی تھی کہ وہ یہ گناہ کرتے

عَنْ أَبِي عُبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرِ الْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ وَنَحَّيَهُمْ فَقَالَ اللَّهُمَّ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ (ترمذی)

ابن عباس سے ہیں۔۔۔ علیہ وسلم مدینہ کی چند قبروں پر گزرے اور ان کی طرف منہ کر کے فرمایا السلام علیکم یعنی قبروں والو! تم پر سلام خدا تعالیٰ تمہیں دونوں کو بخشے تمہارے پیش رو ہو اور اہم تمہارے پیچھے پیچھے ہیں۔

اجراء وصیت

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا أَحْضَرْتُمْ أَحَدَكُمْ أَمُوتَ أَنْ تَرَكَ خَيْرًا أَوْ وَصِيَّةً لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ

ترجمہ: (اگر تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے موت آجود ہو اور) وہ کچھ مال چھوڑنے والا ہو تو ماں باپ اور رشتے والوں کو

بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿۱۸۷﴾
بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَأَمَّا آدَمُ عَلَى الْإِنِّ
يُبَيِّنُ لَوْلَا ذَلِكَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۸۸﴾

خَافَ مِنْ مُوسَى جَنَفًا أَوْ

أَمَّا فَاصِلَةٌ بَيْنَهُمَا فَلَاحُ

رَشَمَ عَلَيْهِ إِذْ أَلَّ اللَّهُ

عَفُوًّا رَحِيمًا ﴿۱۸۹﴾

(البقرہ ع ۲۲ پارہ ۲)

واجبی طور پر وصیت اگر مرے جو خدا سے ڈرتے
ہیں اُن پر ان کے اپنوں کا ایک انبی ہے
پھر جو وصیت کے منے سمجھے اُسے کچھ کا کچھ
تو اُس کا گناہ اُن ہی لوگوں پر جو وصیت کو نہیں
بے شک اللہ رسب کی مستثنا را اور سب کچھ جانتا
ہے اور جس کو وصیت کرنے والے کی طرف سے
کسی خاص شخص کی طرف داری یا کسی کی حق
”ملکی کا اندیشہ ہوا ہو اور وہ وارثوں میں سے
کرنے تو ایسی صورت میں وصیت کے لئے نکلا
اُس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے
والا مہربان ہے قل

رَسْمًا لَّوَلَا تَحْزَنَ أُولَادُكُمْ (وصتوں کے لئے)
میں اللہ تم سے کہتے رکھتا ہے کہ لڑکے کو دو
لڑکیوں کے برابر حصہ یا اگر پھر اگر لڑکیاں
(دو یا) دو سے بڑھ کر ہوں تو ترے کہیں اُن کا
حصہ) دو تہائی اور اگر ایک ہی ہو تو اُس کو آدھا
اور وصیت کے مال باپ کو (یعنی) دونوں میں
ہر ایک کو ترے کا چھٹا حصہ اُس صورت میں کہ
وصیت کی اولاد ہو اور اگر اُس کے اولاد نہ ہو اور
اُس کے وارث (صرف) ماں باپ ہوں

يُوجِبُكُمْ اللَّهُ فِي أَكْوَادِكُمْ لِلَّذِي كَرِهْتُمْ
حِظَّ الْأَنْثَىٰ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ
اِثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثُ مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ
وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلَا يُوْجِبُ لِحَاجِلٍ
وَاحِدَةٍ مِّنَ السُّدُسِ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ
وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَةُ الْوَالِدِ

فل ای کے آگے ایک آیت آئی ہے جس میں وارثوں کے حقوق کی تعیین کر دی گئی ہے اُس کی رو سے وصیت کے احکام جہاں تک لڑکیوں
سے متعلق ہیں صحیح ہیں لیکن دوسرے رشتہ داروں کے حق میں وصیت کے احکام بدستوریاتی ہیں تو پہلے قرآن کے احکام پر وصیت کرے
کی ناکید ہے کہ حق العباداتی گردن پر نہ لے جائے پھر حق کو وصیت کی گئی ہے اُن پر یہ عقین ہے کہ وصیت میں کسی بیٹی نکاح اور اگر وہ لڑ
کسی کو زیادہ دلوادیں تو جس کو زیادہ ترجیح جائے اُس کا گناہ بھی وصیت کے بدلے والے کی گردن پر نہ مارنے والے سے کسی طرح کی کفر
ہو گئی ہو اور جن کے حق میں وصیت کی گئی ہے اُن کی رضامندی سے ایک بات ٹھہرے تو کچھ مضائقہ نہیں وصت کرنا ہی ہے ورنہ
طاوہ اور رستمہ داروں کا حصہ داسے برادر وصت کی جیل کرنا ہی بدعت کا وارثوں اور اسی لحاظ سے ہم کے عنوان مذکور میں یہ بات

فَلَا مِمَّا الثَّلَاثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ
فَلَا مِمَّا السُّدُسُ مِنْ بَعْدُ وَصِيَّةٌ
يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٌ

(النساء ع ۲ پارہ ۴)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
جَدِّهِ أَنَّ الْعَاصَ بْنَ زُوَّائِلَ أَوْصَى أَنْ
يُعْتَقَ عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ فَأَعْتَقَ ابْنُهُ
هَشَامٌ خَمْسِينَ رَقَبَةً فَأَرَادَ ابْنُهُ عَمْرُو
أَنْ يُعْتَقَ عَنْهُ الْخَمْسِينَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ
حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ لَنْ أَبْقَى أَوْصَى أَنْ يُعْتَقَ
عَنْهُ مِائَةُ رَقَبَةٍ وَلَنْ هَشَامٌ أَعْتَقَ
مِنْهُ خَمْسِينَ رَقَبَةً وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ
خَمْسُونَ رَقَبَةً فَأَعْتَقَ عَنْهُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا

تو اُس کی ماں کا حصہ ایک تہائی رہتی باپ کا
لیکن اگر باپ کے علاوہ میت کے (ایک
سے زیادہ) بھائی (یا بہنیں) ہوں تو ماں کا چٹا
حصہ یعنی باقی سب باپ اور بھائیوں کو کچھ نہیں ملے
گئے میت کی وصیت کی تعمیل اور ملے ان فرض
کے بعد دینے جائیں

عمر و بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا
سے روایت کرتے ہیں کہ وہاں کے بیٹے عاص
وصیت کی کہ دس بیٹھے اُس کی طرف سے سو
بڑے آزاد کیے جائیں چنانچہ اُس کے دس بیٹے
ہشام نے پچاس بڑے آزاد کر دیے پھر اُس کے
(چھوٹے) بیٹے عمرو نے باقی کے پچاس بڑے آزاد
کرنے چاہے مگر اُس نے نول میں بچا کہ تا وقتیکہ
جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں
تو میں تو بڑے آزاد کروں گا نہیں چنانچہ
عمر و جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ
نے وصیت کی ہے کہ اُس کی طرف سے سو
بڑے آزاد کیے جائیں۔ ہشام پچاس بڑے
اُس کی طرف سے آزاد کر چکا ہے اور پچاس
باقی بچے ہیں کیا میں اُس کی طرف سے پچاس
بڑے آزاد کر سکتا ہوں جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم باپ کا
عاص اگر مسلمان ہوتا

عصہ پورا کرو عاص ترجمہ فوائد عنوان میراث میں اگر چکا یہاں عرف اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ تعمیل وصیت
حق اہل بیت ہے ایہ میراث کا ایک نکتہ الیگیا ہے ۱۲ +

<p>اور تم اُس کی طرف سے ہڑے اُڑا کر تے یا اُس کی طرف سے غیر خیرات کرتے یا اُس کی طرف سے حج کرتے تو اسے اس کا ثواب پونچھتا</p> <p>و</p>	<p>فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَّ عَنْهُ بُلْغَهُ ذَلِكَ *</p> <p>(ابوداؤد)</p>
<p>و اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ اگر کو غیر خیرات کچھ فائدہ نہیں دینی دوسرے یہ کہ مسلمان غرضے کو اس کا ثواب کی مالی و دینی دونوں طرح کی عبادتوں کا ثواب پونچھتا ہے ۱۲ *</p>	
<p>اولے میں</p>	
<p>ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ بے حج کیے مر گیا تو کیا میں اُس کی طرف سے حج کر سکتا ہوں فرمایا بھلا بتا تو اگر میرے باپ پر فرضہ ہوتا تو کیا تو اُس کو ادا کرتا عرض کیا جی ہاں فرمایا تو اُس کی طرف سے حج کر ڈال۔</p>	<p>عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَى أَفَاحَجَّ عَنْهُ قَالَ أَرَأَيْتَ تَوَكَّانَ عَلَى إِبْنِكَ دِينَ أَكُنْتَ تَقْضِيهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَحَجَّ عَنْهُ *</p>
<p>ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ میری ماں مر گئی اور اُس پر رمضان کے روزے تھے فرمایا بھلا بتا تو اگر اُس پر فرض ہوتا تو تو اُسے ادا کرتی عرض کیا کیوں نہیں فرمایا تو خدا کا قسم ادا کرنا لائق نہ اور</p> <p>سنو اور ترہے</p>	<p>عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنْ لَقِيتُ مَاتَ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ فَقَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دِينَ أَكُنْتَ تَقْضِيهِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَدَبَّيْنِ اللَّهُ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ</p> <p>(مسلم)</p>
<p>بریدہ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ایک عورت آکر عرض کرنے</p>	<p>عَنْ بَرِيدَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ</p>
<p>عہ اولے میں کے ہاتھ میں آئے خیرات ملاحظہ ہو جو عوامان و رعیت میں مذکور ہے ۱۲ *</p>	

رَبِّیْ تَصَدَّقْتُ عَلَى رَجُلٍ بِجَارِيَةٍ وَارْتَهَا
مَا كُنْتُ قَالَ فَقَالَ سَبَبَ اجْرَلِیْ قَالَ كُنْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ عَمَلِيهَا صَوْمٌ شَهْرٍ
أَفَاصُومُ عَنْهَا قَالَ صَوْمِي عَنْهَا كُنْتُ لَهَا
مُحْسِنٌ فَفَطَأَ فَجَعَلَ عَنْهَا قَالَ سَجَّ عَنْهَا بِاسْمِ

کہ میں نے اپنی ماں کی طرف سے ایک لونڈی
اڈاؤ کی تھی اور وہ لڑکی مان گئی تو لائبر اتواب
ثابت ہو گیا عرض کیا یا رسول اللہ اس پر کیا سزا ہے
کے روز سے تھے تو کہا میں اس کی طرف سے روزہ
رکھ دوں فرمایا ہاں اس کی طرف سے روزہ رکھ دے
عورت کو عرض کیا کہ اس کے بھی چھ روزہ ہیں تو کیا میں ان کی
طرف سے رکھ کر لوں فرمایا اس کی طرف سے رکھ کر لوں

عَدَّتْ

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا
يَتَرَكْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ
عَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْنُهُنَّ
عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ (البقرة ۲۰۱ بار ۲۰۲)

اور تم میں سے جو لوگ مرد جائیں اور بیویاں چھوڑ
مردوں کو جو عورتوں کو چھوڑے کہ چار مہینے دس دن پہلے
تین روکے رہیں پھر جب اپنی رخصت کی مدت
پوری کر لیں تو جائز طور پر جو کچھ چاہیں حق میں کیا
اس کا تم روادار نہاں ہو، پر کچھ الزام نہیں اور
تم لوگ جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر
ہے

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحْدُثُ امْرَأَةٌ عَلَى مَنِيٍّ قَوْلًا
ثَلَاثَ رَلَا عَلَى نَوْحٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا
لَا تَلْبِسُ ثَوْبًا مَصْبُوعًا وَلَا ثَوْبَ عَصَبٍ

اُمّ عطیہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت تین روز سے زیادہ
مہینت پر سوگ نہ کرے ہاں خاوند کے کہے جانے پر چار
مہینے دس دن تک سوگ نہ کرنا چاہیے کہ رنگیں کا پیرا نہ
پہنے لیکن اگر ایسا کرے کہ سوگ نہ جانے سے پہلے اس
کا ناما یا ناما لگیں جو تو اس کے پہنے کا مصداق نہیں

فلیس یطلع ثانی کی تہدید کے طور پر نہ بے زینت دھیرہ ہمارے طریقے سے جو کچھ کریں تو اس میں تم کسی طرح کا گناہ نہیں کہ ان کو زیادہ دن
تک سوگ کرے پر کہیں نہ مجبور کیا جیسا کہ عرب کے زمانہ جاہلیت کا دستور تھا ۱۲

۱۳ عورت کو خاوند کے کہے جانے پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے کا حکم عدت کے نباہ کے لیے ہے خداوند کے علاوہ کسی کا سوگ تین
دن سے زیادہ نہیں کہ یہ سنیوہ بھیہر جیل کے خلاف ہے ہر دلی بیج وہ تو اختیار ہی بات ہے نہیں ۱۴ ۱۵ جو کچھ ان گین موت سے مانگیا ہو ۱۶

<p>وَلَا تَحْجَلْ وَلَا تَمْسُ طَبَاكَ إِلَّا إِذَا طَهَرْتَ نَبَذَ مَنْ قَسَطًا وَمَنْ أَظْفَارَ مَحْجَمِينَ وَذَادَ أَبُو أَوْدَ وَلَا تَحْتَضِبْ +</p>	<p>عن مسو بن حمزة أن سبيعة الأسلمية نفست بعد وفاة زوجها بليال فجاءت النبي صلى الله عليه وسلم فاستأذنته أن تبرك فأذن لها ففكت + (بخاری)</p>
<p>فلا خلاصہ کہ کہ آیت اور اس کے بعد حدیث میں جو مثنوی عبادتوں کی عدت چاہیے اس دن بیان کی گئی ہے تو اس سے دھرتی و سے جو حالہ نہ ہو جائے ہوگی تو اس کی عدت کی مدت وضع عمل ہوگی جسے جب تک سچے پیرانہ نمونے کے کاغذ ثنائی کی نیکیوں اور نہ پیرانہ نمونے کی نیکیوں کی سے قسط ایک خوشبو دار لکڑی ہے جو بیاؤ ہند اور عرب دونوں میں پیدا ہوتی اور اکثر درواؤں میں دلیلی حاتی جو ہمارے اس سے عود ہندی کہتے ہیں اسے افکار صبح ہے لکڑی کا لکڑی بھی ایک طرح کی خوشبو دار چیز ہے جس کی مٹھنی لی جاتی ہے اور آدمی کے ناخن کے مشابہ ہوتی ہے غرض کہ یہ دونوں چیزیں وضع ہوئے دے کے بے استعمال میں لائی جاتی ہیں ۱۲ +</p>	<p>عَنْ أَبِي عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَرَّوْا الْحَاسِرَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِهِمْ + (ابوداؤد)</p>
<p>عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْبَسُوءَ فَقَالَ لَا تَنْكُرُوْا هَلْكَاءَ إِلَّا بِخَيْرٍ + (نسائی)</p>	<p>عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ</p>
<p>اور نہ سر نہ لگائے نہ خوشبو کو چھوئے مگر جیسے پاک ہو جائے تو تصور اس قسط یا افکار استعمال میں لانا درست ہے اور داؤد نے اپنا آؤر زیادہ کیا کہ بالوں اور ہاتھوں کو ہندی بھی نہ لگائے۔</p>	<p>تحریر کے بیٹے سورت سے روایت ہے کہ بیئہ اسلمیہ اپنے خاوند کے انتقال کے چند ہی راتوں بعد بچہ جنس پھر جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نکاح ثنائی کی اجازت مانگی پھر صاحب نے انہیں اجازت دے دی اور انہوں نے نکاح کر لیا ف</p>
<p>ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مژدوں کی خوبیاں اور کھائیاں بیان کیا کرو اور ان کی بڑائیوں سے زبان بند رکھو</p>	<p>أَمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتُ عَائِشَةُ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مرنے والا بڑائی کے ساتھ آیا وہ کیا کیا فرمایا (لوگو!) اپنے مژدوں کی بھلائی سے یاد کیا کرو۔</p>
<p>أَمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتُ عَائِشَةُ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر</p>	<p>عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ</p>

<p>صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا تَسْبِقُ الْأَمْوَاتُ فَلَا تَمُوتُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدْ مَوُتُوا + (نسائی)</p>	<p>صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں کو براۓ کمپوچہ جو عمل انھوں نے اگے بھیجے تھے اُس کی جزائز کو پونج گئے (اُنہیں پانے سے فائدہ؟)</p>
<p>عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِرِ بِسِتٍّ خَصَالٌ يَتَوَدَّهَا إِذَا مَرَضَ يَشْهَدُ إِذَا مَاتَ وَيُحِبُّهَا إِذَا دُعِيَ لَهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا دُعِيَ الْبَقِيَّةُ وَيُسَمِّيَتْ إِذَا عَطَسَ وَ يَنْحَرُّ لَهُ إِذَا عَابَ وَشَهِدَ + (نسائی)</p>	<p>ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ایمان دار کے دو سکر ایمان دار پر چھوٹی ہیں جب بیمار پڑے تو اُس کی بیمار پر سی کرے۔ تحرے تو اُس کے جنازے پر حاضر ہو دعوت کرے تو قبول کرے نہ تو اُسے سلام علیک کرے ٹھیکے تو اُس کے اللہ کیلئے پرا سکرم اللہ کے غائب ہو یا حاضر ہو حال اُس کی پیروا ہی کرے۔</p>

من المستزعم

المستغنی اصل شامہ کی اور لو اور توفیق اور کسی کے فضل و کرم سے ہم نے حقائق حقوق العباد کے بعد دوسرے حقوق العباد پر توجہ کرنا پڑا تو
اس کی پہلی ہی کہ ہم نے گویا مسلمان کی ہو ہو تصویر کھینچ دی صرف رنگ بھرنا باقی ہے تو اس کے لیے اخلاق و آداب کا تیسرا حصہ
لگا رکھا ہے دوسرا حصہ ختم بھی ہوا تو اسی حدیث پر کہ وہ حقوق العباد کا خلاصہ و لب لباب ہے سخت افسوس کی بات ہے کہ
اول تو غور و مسلمانوں کو پہلے دوسرے کے فرائض معلوم نہیں اور کسی کسی کو ہیں تو عمل نہیں نتیجہ یہ ہے کہ اسلام کے ستون کو اندر ہی
اندر شامہ اعمال کا گٹھن کھاتے چلا جا رہا ہے۔ اتفاق کی جگہ اتفاق ہے اور افتخار کی جگہ جنتیہ بلکہ بغض و عداوت۔

<p>لَا تَالِي زَمَنٌ تَرَكَ الْعَبِيدَ بِهِ نِيَاظَ دُودٍ أَوْ مِيَّ خُجْبَةٍ كَسَا</p>	<p>من أكثر الناس إحساناً أحمال مرأيتهم زواً أم بيتاً بدمر سائل</p>
<p>آدمی بھی عجیب طرح کا مخلوق ہو اُس کی بے اہمیتے جنس کے بھی نہیں گردنی اور انا بنائے جنس میں بھی نہیں گزرتی باچند ہی اوقات جو دنیا میں دیکھے جاتے ہیں ہم تو اس کو گزرا نہیں سمجھتے۔</p>	

<p>زندگی زندہ دلی کا ہے نام</p>	<p>مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں</p>
---------------------------------	---------------------------------

ظہر الفساد فی البر والحق بما کسبت الیدی الناس لیذیضهم بعض الذی عملوا العلم یمیرحون۔ اس علم ہم پر جو
ہم سے یہ کتاب جمع کرانی۔ رجوع کی توفیق خدا کا کام ہے اور رجوع کرنا لوگوں کا والسلام علی من اتبع الهدی +